شعر العرب

جلد اوّل

یعنی

ترجمۂ کتاب الشعر و الشعراء لابن قتیبہ

(تذکرہ جاہلی، مخضرمین، اموی اور عباسی شعراء)

از

پروفیسر عبدالصمد صارم الازہری

باہتمام

ادارۂ علمیہ، ۵ ڈھنی رام روڈ، نئی انارکلی، لاہور

ناشر : مولوی محمد یعقوب ڈیروی مینجر ادارہ علمیہ لاہور
کاتب : محمد حسین فاروقی، غالب سٹریٹ، ریلوے روڈ، مکان لاہور
مطبع : انشا پریس لاہور
بار : اوّل - تعداد : یک ہزار
قیمت : دس روپیہ
دوسری جلد ۱۹۶۴ء میں طبع ہوگی

از مطبوعات مجلس احیائے علوم الدین

بگرامی خدمت

ستارۂ پاکستان عالی جناب ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب

مدظلہ العالی

شکریہ

محبِ علوم و فنون عالی جناب جری احمد سیّد صاحب کا میں شکرگزار ہوں
کہ انھوں نے اس کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں میری
امداد فرمائی۔

عرضِ مترجم

مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوتا تھا کہ فارسی شاعری پر تو ہماری زبان میں سخندانِ فارس اور شعر العجم وغیرہ جیسی کتابیں لکھی گئیں، مگر عربی شاعری پر کوئی ایک بھی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس سے تشنگانِ علوم و شائقین ادب عربی کی پیاس بجھ سکے۔ اس لئے عرصہ سے یہ خیال تھا کہ میں اس کام کو ضرور انجام کو پہنچا کر رہوں گا، لہٰذا ایک عرصہ تک سوچتا رہا کہ اس کٹھن منزل کو کیسے سر کروں۔ اس کوشش میں مختلف کتابیں لوٹتا پلٹتا رہا کہ نظرِ انتخاب کتاب الشعر والشعراء لابنِ قتیبہ پر پڑی، کیونکہ یہ کتاب جدید و قدیم مصنّفین کا مرجع ہے، اور اس میں امرئ القیس سے لیکر ابو نواس و اشجع السّلمی تک کے حالات ہیں اور نہایت موزون انتخابِ اشعار و تنقید بھی ہے، پھر یہ کہ اس مختصر میں اُن دو سو شعراء کے حالات درج ہیں جن کا ایک طالب مشتاق ہو سکتا ہے اور جن کا جاننا ایک عالم عربی کے لئے ضروری ہے۔

اِس کتاب کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابنِ قتیبہ اِن تمام شعراء کے دیوانوں کا پوری طرح حافظ تھا کہ ہر شاعر کے بہترین اشعار اور بدترین اشعار پیش کر دیتا ہے، اور بات نہایت جامع اور مختصر کرتا ہے۔

میں نے اُردو شعراء و ادباء کے لئے ایک بڑا ذخیرہ ان کی زبان میں منتقل کر دیا ہے۔ اور اُردو شاعری کی توسیع کے لئے یہ ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ اب ہمارے شعراء نہایت آسانی کیساتھ عربی شعراء کے خیالات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اور نئے نئے اچھوتے مضامین باندھ سکتے ہیں۔

کتاب الشعر والشعراء صرف عربی شاعری کا آئینہ ہی نہیں ہے، بلکہ وہ عربی ذہنیت، عربی تاریخ اور اہلِ عرب کے تہذیب و تمدّن کی بھی حامل ہے۔ اور عربی تنقید کی ایک معیاری کتاب ہے۔ ہمارے نقاد بھی ابنِ قتیبہ کی تنقید سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

تشریحِ آیات و مشکلاتِ حدیث کے بارے میں بھی علمائے کرام کے ہاتھ بہت سی مفید

باتیں آئینگی، اور بہت سی ایسی تاریخی شہادتیں ملیں گی جن سے ناواقفیت کی بنا پر بعض تاریخی حالات پردے پڑے ہوئے ہیں۔

بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں مسلمانوں کا تہذیب و تمدن کیسا تھا؟ علمی و سیاسی حالت کیسی تھی؟ اور معاشرہ میں عورتوں کا کیا درجہ تھا؟ پردہ تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو کس حد تک تھا؟ عورتیں کس حد تک ادبا و شعراء کی مجالس میں شریک ہوتی تھیں؟ اور کس حد تک علمی و سیاسی معاملات میں حصہ لیتی تھیں؟ اس قسم کے بہت سے سوالات کا صحیح جواب آپ کو اس کتاب کے مطالعہ سے مل جائے گا۔ جن پر ہمارے علمائے کرام نے اپنی ناواقفیت کی بنا پر پردہ ڈال رکھا ہے۔

الغرض میں نے اس شہرۂ آفاق کتاب کا ترجمہ صرف شعر و شاعری کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہی نہیں کیا ہے، بلکہ بہت سے علمی، ادبی، سیاسی و مذہبی پوشیدہ خزانوں کو منظرِ عام پر لانے کیلئے بھی کیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

عبد الصمد صارم
اورینٹل کالج لاہور
سنہ ۱۹۶۲ء

فہرست

مؤلّف

ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری نحو ولغت کا امام تھا۔ بڑا فاضل اور ثقہ انسان تھا۔ بغداد میں سکونت پذیر ہوا، اور اسحاق بن راہویہ، ابو اسحاق ابراہیم بن سفیان بن سلیمان زیادی، ابو حاتم سجستانی جیسے لوگوں سے فیض حاصل کیا، اس سے اس کے بیٹے احمد اور ابن درستویہ فارسی وغیرہ نے روایت کی۔

مرحوم نے بہت سی کتابیں لکھیں جو درج ذیل ہیں: کتاب المعارف، ادب الکاتب، غریب القرآن، غریب الحدیث، عیون الاخبار، مشکل القرآن، مشکل الحدیث، کتاب الشعر والشعراء، کتاب الاشربہ، اصلاح الغلط، کتاب التفقیہ، کتاب الخیل، کتاب اعراب القرآن، کتاب الانواء، کتاب المسائل والجوابات، کتاب المیسر والقداح وغیرہ وغیرہ۔

اس کی زندگی ہی میں بغداد میں اس کی کتابیں پڑھائی جانے لگی تھیں۔ مؤلف ۲۱۳ھ بغداد میں پیدا ہوا، بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ وہ کوفہ میں پیدا ہوا تھا، وہ دینور کا ایک عرصہ تک قاضی رہا اسی لئے دینوری مشہور ہو گیا، ورنہ اسکی پیدائش دینور کی نہیں ہے۔ رجب ۲۷۳ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ صحیح قول یہی ہے۔

ابن خلکان لکھتا ہے اس کی وفات اچانک ہوئی۔ وہ یکایک بے ہوش ہوا اور مر گیا، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس نے ہریسہ کھایا تھا، گرمی چڑھی، بڑی زور سے چیخا، ظہر تک سکون رہا، پھر ایک دم پریشان ہوا، پھر سکون ہو گیا، صبح تک وہ کلمہ پڑھتا رہا پھر مر گیا۔

قتیبہ قاف کے پیش اور تاء کے زیر سے ہے۔ قِتبۃ (بکسر القاف) کی تصغیر ہے جس

کی جمع آفتاب آتی ہے، افتاب انتوں کو کہتے ہیں۔ اس کا نام اسی سے ہے۔ دینوری دال کے زیر سے ہے، سمعانی لکھتا ہے، کہ دال کے زبر سے ہے، مگر یہ درست نہیں ہے۔ دال کے بعد یائے ساکن ہے، پھر نون اور واؤ مفتوحہ ہیں، دینور کی طرف منسوب ہے۔ یہ پہاڑی شہروں میں سے ایک شہر ہے، جو قرمیسین کے قریب واقع ہے۔

جس طرح جاحظ معتزلیوں کا خطیب تھا، اسی طرح ابن قتیبہ اہلِ سنّت کا خطیب تھا۔ بصری اسکول سے تعلّق رکھتا تھا لیکن کوفی مذہب کو پسند کرتا تھا، نہایت راست گفتار اور کثیر التصانیف تھا۔ نحو، لغت، غریب القرآن اور شعر و فقہ کا عالم تھا، اس نے ایک کتاب معانی الشعر الکبیر لکھی تھی جو بارہ کتابوں پر مشتمل تھی، اسی طرح کتاب عیون الشعر دس کتابوں پر مشتمل ہے، اور کتاب عیون الاخبار دس کتابوں پر شامل ہے۔

ابن قتیبہ کے بارے میں ایک عجیب بات یہ ہے، جو حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں حاکم سے روایت کی ہے کہ حاکم نے کہا کہ ابن قتیبہ کے کذّاب ہونے پر اُمت کا اجماع ہے اس پر ذہبی نے بڑے تعجب کا اظہار کیا ہے۔ اور حاکم کے قول کی تردید کی ہے اسی طرح ذہبی میزان میں لکھتا ہے، کہ دارقطنی نے کہا ہے، کہ ابن قتیبہ تشبیہ کا قائل تھا، اور بیہقی لکھتا ہے کہ وہ کرامیہ فرقہ سے تعلّق رکھتا تھا۔ مگر یہ دونوں باتیں بہتان ہیں۔ وہ تو اہل سنّت کے مشاہیر سے تھا اور سب اس کو مانتے ہیں۔ اور اسکے عقائد کو خوب جانتے ہیں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ابو محمد عبداللہ بن مُسلم بن قتیبہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتا ہے: یہ کتاب میں نے شعر و شاعری پر لکھی ہے، جس میں شعراء، اُن کے ادوار و اقدار، احوال و اشعار، قبائل اور اسمائے آباؤ اجداد کا بیان کیا ہے، جو جس لقب اور کنیت سے مشہور تھا اس کو بھی درج کیا ہے۔ کسی شاعر کے بارے میں جو عمدہ اخبار و اشعار مجھے ملے ہیں وہ بھی دیئے ہیں۔ علماء نے جو اُنکی اغلاط پکڑی ہیں اُن پر متنبہ کیا ہے۔ متقدمین سے جو مضامین متاخرین نے لئے ہیں انھیں بھی ذکر کیا ہے۔ شعر کی قسمیں، شعر کے طبقات، شعر کی عمدگی کے وجوہات و اسباب وغیرہ کو بھی بیان کیا ہے۔ یہ باتیں ابتداء میں ذکر کردی ہیں۔ میرا ارادہ تھا، کہ اُن مشہور شعراء کا ذکر کروں جن سے اہل ادب آشنا ہیں، اور جن کا کلام لغاتِ عربیہ، مسائلِ نحویہ، کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں بطور استشہاد پیش کیا جاتا ہے۔ رہے وہ شعراء جو گمنام کم مشہور اور ردّی اشعار والے ہیں جن کی تعداد قلیل ہے۔ اور جن میں سے تھوڑوں سے ہی آشنا ہوں۔ اُسکے بارے میں مجھے کچھ زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں، کہ آپ کو ایسے لوگوں کے نام گنانے سے کیا فائدہ، جن کے احوال و اخبار، ادوار و انساب، یا کسی نادر شعر سے ہیں واقف نہیں۔ شاید آپ بھی یہ جانتے ہوں، خدا آپ پر رحم فرمائے، کہ اگر کوئی شخص اس جیسی کتاب لکھنے بیٹھے تو اُس کے لئے ضروری نہیں ہے، کہ کسی قدیم یا جدید شاعر کو نہ چھوڑے یا آپ یہ سمجھتے ہوں کہ شعراء بھی راویانِ حدیث و اخبار یا ملوک و اشراف کی مانند ہیں جن کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ مشہور جاہلی و اسلامی شعراء ایسے ہیں کہ اُن کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا، نہ انہیں کوئی شمار کر سکتا ہے۔ اگرچہ اپنی تمام عمر ہی کیوں نہ گنوا دے، اور خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے۔

مَیں نہیں سمجھتا کہ علماء میں سے کسی نے بھی کسی ایک قبیلے کے تمام شعراء کا ذکر کیا ہو، کہ کوئی

شاعر باقی نہ چھوڑا ہو۔ اور کوئی قصیدہ ایسا نہ رہا ہو جسے درج نہ کیا ہو۔ مجھ سے سہل بن محمد نے اصمعی سے روایت کی کہ اُس نے کردین بن مسمع سے سُنا کہ چند نوجوان عشاء کے بعد ابو ضمضم کے پاس آئے وہ کہنے لگا: اے نبیثو! میرے پاس کیوں آئے ہو؟ وہ بولے ہم تو باتیں کرنے آئے ہیں۔ ابو ضمضم نے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو، تم اس لئے آئے ہو، کہ چلو بڈھے کھوسٹ کی کوئی غلطی پکڑیں۔ پھر اُس نے انہیں سو شاعروں کا کلام سُنایا، جن میں سے سب کا نام عمرو تھا۔ اصمعی کہتا ہے: میں نے اور خلف احمر نے شمار کیا، تو ہم تیس سے اوپر شمار نہ کر سکے، یہ تو صرف ابو ضمضم کی یادداشت کا حال ہے جو کوئی بڑا راوی نہ تھا، ہو سکتا ہے وہ بھی بہتوں سے آشنا نہ ہو۔ یہ معاملہ اُن شعراء کا ہے جو شعرائے قبائل میں سے ایسے ہیں جن کا کلام علماء اور راویوں سے رہ گیا ہے۔

مجھ سے ابو حاتم نے اصمعی سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے، کہ تین سعدی جو کسی شہر میں آئے گئے نہیں تھے، اُن کی رجزیں مشہور تھیں۔ ان کا نام نذیرہ، مُنذِر اور منذر (بالفتح) تھا۔ کہتے ہیں: رؤبہ کا وہ قصیدہ جس کا پہلا مصرعہ وقاتم الاعماق ہے نذیرہ کا ہے۔

میں نے اس کتاب میں صرف ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن پر شعر غالب تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں نے اس فن میں کتابیں لکھیں تو وہ ایسے لوگوں کا بھی ذکر کر جاتے ہیں جو شاعری میں شہرت نہیں رکھتے، ہاں انہوں نے دو چار شعر کہہ دیئے ہیں، جیسے ابن شبرمۃ القاضی اور سلیمان بن قتۃ المحدث، اگر ہم ان جیسے شعراء کا ذکر کرتے تو بہت سے لوگوں کا ذکر کرنا پڑتا، کیونکہ ایسے بہت کم ہیں جنھیں ادب سے لگاؤ ہو، اور کچھ موزوں طبیعت پائی ہو، اور شعر نہ کہا ہو، تب تو ہمیں رسول اللہؐ کے اصحابؓ، بہت سے علماء، خلفاء، و اشراف کا ذکر کرنا پڑیگا، اور شعراء کے طبقات میں شمار کرنا پڑے گا۔

محض تقلید کے طور پر میں نے کسی شاعر کے عمدہ شعر وہ شعر قرار نہیں دیئے ہیں جنھیں دوسروں نے اچھا سمجھا ہے نہ متقدمین کی طرف بزرگی کی نظر سے اور متاخرین کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھا ہے بلکہ عدل و انصاف سے دونوں فرقوں کو دیکھا ہے اور ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دیا ہے میں دیکھتا ہوں، کہ ہمارے بعض علماء ردّی شعر کی تعریف کرتے ہیں، کیونکہ اُس کا کہنے والا متقدمین سے تھا، لہٰذا وہ اُس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اچھے شعر کو معمولی سمجھتے ہیں، حالانکہ اُس میں سوائے اس کے

کوئی عیب نہیں ہے، کہ وہ اُسکے زمانے کا شاعر ہے، اور اُس نے اُسکو دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے شعر، علم اور بلاغت کو کسی دور کے ساتھ تو خاص نہیں کر دیا ہے، بلکہ یہ چیز تو مشترک چلی آتی ہے۔ قدیم چیز اپنے زمانے میں نئی ہوتی ہے۔ اور ہر اچھی چیز ابتداء میں نئی ہوتی ہے۔ جریر، فرزدق اور اخطل محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو عمرو بن العلاء کہا کرتا تھا، یہ محدث بڑھ گیا ہے اور خوب کہتا ہے حتیٰ کہ میرا جی چاہا، کہ اُس کے کلام کی روایت کروں۔ پھر یہ لوگ زمانہ گذرنے سے ہمارے لئے قدماء بن گئے، اسی طرح اُنکے بعد والے ہمارے بعد والوں کے لئے بن جائینگے، جیسے خزیمی العتابی حسن بن ہانی، تو ان میں سے جس نے بھی اچھی بات کی یا کہی ہے ہم نے اُس کا ذکر کیا ہے اور اُس کی تعریف کی ہے۔ ہمارے نزدیک اسکی بات بنا بر تاخرِ زمانہ کے یا نو پیدا ہونے کے بے قیمت نہیں ہو گئی ہے جس طرح ایک ردّی بات جو ہمیں کسی قدیم العہد یا کسی شریف آدمی سے پہنچی بنا بر اس کی شرافت و قدامت کے ہماری نظروں میں بڑی نہیں بن گئی۔

اِس کتاب کا حق تو یہ تھا، کہ مَیں اس میں شعر و شاعری کی جلالتِ شان، تاثیرِ مدح و ذم، عمدہ عمدہ اخبار، انسابِ صحیحہ، فلسفیانہ حکمتیں، گھوڑے، نجوم، نچھتر اور اُن کے ذریعے رہبری کرنے والے علوم، اچھّی بُری ہواؤں، بجلیوں اور ان کی قسموں، بادل اور ان کے انواع کا ذکر کرتا، اور ایسے اشعار کا ذکر کرتا، جن سے بخیل سخاوت پر آمادہ ہو گئے، کمینے بلند مراتب کی طرف دیکھنے لگے، اور بُزدل جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ مگر مَیں نے دیکھا، کہ یہ باتیں اہلِ عرب کی کتابوں میں بکثرت ذکر کی گئی ہیں۔ لہٰذا مَیں نے ان کے اعادے سے مضمون کو طویل کرنا نہ چاہا، جو کوئی یہ چاہتا ہے، کہ اِن چیزوں سے واقفیت حاصل کرے، تا کہ شعر کی شیرینی و تلخی اور نفع و ضرر پر استدلال کر سکے، تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں پائے گا۔

اقسامِ شعر

ابو محمد عبداللہ بن مُسلم بن قُتیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میں نے شعر کا تجزیہ کیا تو اُس کو چار قسموں پر منقسم پایا۔ ایک قسم وہ ہے کہ الفاظ و معانی دونوں اچھے ہوں۔ جیسے یہ شعر:۔

فِی کَفِّہٖ خَیزُرَانٌ رِیحُہٗ عَبِقٌ　　اُسکے ہاتھوں میں تیز خوشبودار بید ہے ہاتھوں میں سے

من کفّ أروع فی عرنینه شمم　　ایک حسین وعقیل بلند ناک والے انسان کے، حیا سے اس کی

یُغضِی حیاءً و یُغضی من مھابتہٖ　　نگاہیں نیچی رہتی ہیں اور رُعب کی وجہ سے لوگ اسکی طرف نہیں دیکھ

فما یکلّم الا حِین یَبتَسِمُ　　سکتے اس سے بات کرتے ہیں تو جبکہ وہ مُسکراتا ہو۔

رُعب و ہیبت کے بارے میں اس سے بہتر شعر کسی نے نہیں کہا۔ اَوس بن حجر کہتا ہے:۔

اَیّتُھا النفس اِجملی جَزَعا　　اے نفس! صبر کر، نہ گھبرا

اِنّ الذّی تحذرین قد وقعا　　جس کا تجھے ڈر تھا وہ ہو چکا۔

کسی شاعر نے اس سے بہتر طریقہ پر مرثیہ کی شروعات نہیں کی۔ ابو ذویب کہتا ہے:۔

والنّفس راغبةٌ اذا رغّبتھا　　نفس کو جس قدر رغبت دلاؤ بڑھتا جاتا ہے۔

واذا تردّ الی قلیلٍ تقنعُ　　اور جب تھوڑے پر ڈال دو تو قانع ہو جاتا ہے۔

مجھ سے ریاشی نے اصمعی سے روایت کرتے ہوئے کہا، کہ عربی اشعار میں یہ سب سے بہتر شعر ہے۔ حُمید بن ثور کہتا ہے:۔

أری بَصَری قد رابنی بعد صحّةٍ　　میں دیکھتا ہوں کہ میری بصارت دھوکہ دینے لگی

وحسبک داءً ان تصحّ وتسلما　　ہے یہی بیماری کافی ہے کہ تو تندرست ہے۔

کسی نے بڑھاپے کے بارے میں اس سے بہتر شعر نہیں کہا۔ نابغہ کہتا ہے:۔

کلینی لھمٍّ یا أُمیمة ناصبٍ　　اے اُمیمہ مجھے چھوڑ دے کہ اس تکلیف دہ غم اور

وليلٍ أُقاسيه بطئِ الكواكب — سُست رفتار تاروں والی رات کو جھیلتا رہوں۔

متقدمین میں سے کسی نے اس سے زیادہ اچھی شروعات نہیں کی اس قسم کی چیزیں شعروشاعری میں بہت ہیں طول بیانی سے کیا فائدہ، آگے شعراء کے تذکرے میں آپ اس قسم کی باتیں پائینگے۔

ایک قسم وہ ہے، کہ الفاظ اچھے اور شیریں ہیں، مگر جب غور کروگے، تو لا طائل پاؤگے۔ جیسے شاعر کہتا ہے[۱] :-

ولمّا قضينا من منىٰ كلّ حاجةٍ	جب ہم منیٰ کے فرائض سے فارغ ہوگئے، اور
ومسّح بالاركان من هو ماسحٌ	ارکان کو چوم چکے۔ اور کجاوے دُبلی اونٹنیوں
وشدّت على حدبِ المهارى رحالنا	پر بندھ گئے۔ اور صبح کے چلنے والے نے
ولم ينظر الغادي الذى هو رائحٌ	شام کے چلنے والے کا انتظار نہ کیا، تو ہم
اخذنا باطرافِ الاحاديث بيننا	اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ اور پتھریلی زمین
وسالت باعناق المطيّ الاباطحُ	اونٹنیوں سے بہنے لگی۔

یہ الفاظ لوٹن اور مخرج کے اعتبار سے اچھے خاصے ہیں، مگر جب ان کے معانی پر غور کرو، تو مطلب یہ نکلتا ہے کہ جب منیٰ کے دن پورے ہوگئے اور ارکان کو چوم چکے، تو اپنی دُبلی اونٹنیوں پہ سوار ہوگئے، اور لوگ چلنے لگے کہ صبح کا جانے والا شام کو جانے والے کا انتظار نہ کرتا تھا، تو ہم نے باتیں شروع کردیں اور اونٹنیاں پتھریلی زمین میں چلنے لگیں۔ اس قسم کے اشعار بہت ہیں، اسی کے مشابہ جریر کا یہ قول ہے :-

ان الذين غدوا بلبك غادروا	تیری عقل کو لے جانے والے تیری آنکھوں میں
وَشَلًا بعينك لا يزال مَعِينا	آنسوؤں کا ایک دریا چھوڑ گئے۔ وہ اپنے
غيّضن من عبراتهن وقلن لى	آنسو پی گئیں اور کہنے لگیں، ہم تم کس درجہ
ماذا لقيت من الهوىٰ ولقينا	مبتلائے عشق ہوگئے۔

نیز اُس کا یہ قول :-

---

[۱] یہ شعر کثیر عزّہ کے ہیں۔

انّ العیون التی فی طرفہا حورٌ — حسین آنکھیں ہمیں قتل کر گئیں۔ اور اپنے
قتلننا ثم لم یحیین قتلانا — مقتولین کو زندہ بھی نہ کیا۔ عقلمند کو اس طرح
یصرعن ذااللب حتی لاحراك لہٗ — پچھاڑ دیتی ہیں، کہ وہ حرکت بھی نہیں کر سکتا
وھنّ اضعف خلق اللّٰہ انسانا — حالانکہ وہ ضعیف ترین مخلوق ہیں۔

ایک قسم وہ ہے کہ معنی اچھے ہیں مگر الفاظ کوتاہ ہیں جیسے لبید کا یہ قول :-

ما عاتب المرء الکریم کنفسہٖ — شریف انسان اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے
والمرء یصلحہ الجلیس الصّالحُ — اور صالح ہمنشین انسان کی اصلاح کرتا ہے۔

اگرچہ اس کے معنی اور ڈھلاؤ خوب ہے، مگر آب و رونق کچھ نہیں۔ جیسے نابغہ کا یہ شعر نعمان کے بارے میں :-

خطاطیفُ حجنٍ فی حبالٍ متینۃٍ — (مجھے کھینچتے ہیں) مڑے ہوئے کانٹے مضبوط
تمدّ بہا ایدٍ الیك نوازعُ — رسیوں میں جو تیرے ہاتھوں میں ہیں۔

ہمارے علماء اس کے معنی کی تعریف کرتے ہیں، مگر میں دیکھتا ہوں کہ الفاظ سے یہ معنی نہیں نکلتے کیونکہ شاعر کی مراد یہ ہے کہ تو مجھ پر اس طرح قادر ہے، جیسے لوہے کے مڑے ہوئے ہک، اور میں اُس ڈول کی مانند ہوں، جو ان ہکوں میں جڑا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معنی بھی کچھ اچھے نہیں ہیں۔ یا جیسے فرزدق کا یہ قول :-

والشّیب ینہضُ فی الشّباب کأنّہٗ — بوڑھاپا جوانی سے اس طرح اُٹھتا ہے
لیلٌ یصیحُ بجانبیہ نہارٌ — جیسے رات کی جانب میں دن چیختا ہے۔

ایک قسم وہ ہے کہ لفظ اور معنی دونوں کوتاہ ہوں۔ جیسے اعشیٰ کا یہ قول :-

وفوہٖ کاقاحیٍّ غذاہ دائم الہطلِ — منہ جیسے گُل بابونہ جسے موسلا دھار بادل نے سیراب
کما شیب براحٍ باردٍ من عسل النحلِ — کیا ہو، جیسے ٹھنڈی شراب کے ساتھ شہد ملا دیا گیا ہو۔

یا جیسے اُس کا یہ شعر :-

انّ محلاً و انّ مرتحلا وان فی السفر اذ مضوا مھلا

دُنیا جائے اقامت ہے اور پھر کوچ کرنا ہے جو جاتا ہے لوٹتا نہیں

اِستاثر اللہ بالوفاء وبالحمـــــد دولّی الملامۃ الرّجلا

حمد کے لائق اللہ ہی ہے اور انسان ملامت کے قابل ہے

والارض حمّالۃ لما حمل اللّــــــہُ وما تردّ ان فعلا

زمین پر جو بوجھ اللہ نے ڈال دیا ہے وہ اس کو اُٹھاتی ہے اور رد نہیں کرسکتی

یومًا تراہ کشیہ اَردِیۃِ العُصَـــبِــــا و یومًا اَدِیمُھا نَغِلا

کسی دن وہ قیمتی چادروں کی طرح ہوتی ہے اور کسی دن روندے ہوئے خراب چمڑے کی مانند

یہ اشعار اس کی طرف غلط طور پر منسوب کردیئے گئے ہیں۔ اِن میں کوئی اچھی بات نظر نہیں آتی، ہاں یہ شعر خُوب ہے :۔

یا خیرَ مَن یرکبَ المطیّ و لا اے شتر سواروں کے بہترین سوار

یشرب کأسًا بکفِّ من بخِلا اور نہیں پیتا ہے بخیل کے ہاتھ سے

مُراد یہ ہے کہ ہر پینے والا اپنے ہاتھ سے پیتا ہے۔ چونکہ یہ بخیل نہیں ہے لہٰذا بخیل کے ہاتھ سے اُس نے کبھی پانی نہیں پیا۔ یہ اچھے معنی ہیں۔ یا جیسے خلیل بن احمد عروضی کا یہ شعر :۔

اِنّ الخلیطَ تصدّعَ ۔ فطِر بدائِك اَو قعْ دوست جُدا ہوگیا، تو اپنی بیماری کو لئے پھر یا پڑا رہ،

لولا جوارٍ حسانٍ ۔ حُور المدامعِ اربعٌ اگر چار حسین عورتیں نہ ہوتیں، اچھی آنکھوں والی بیٹوں

اُمّ البنین و اسما ۔ ثم الرباب و بوزعْ کی ماں اسماء، رباب اور بوزع، تو میں دل سے

لقلت للقلب ارحلْ ۔ اِذا ابدالك اودعْ کہتا جب چاہے کوچ کرجا اور چاہے تو پڑا رہ۔

اِن اشعار میں تکلف بھی ہے اور ردّی بناوٹ بھی، علماء کے اشعار بھی ایسے ہی ہوتے ہیں، کہ اُن میں کچھ بھی نہیں ہوتا، جھول اور ڈھیلا پن ہوتا ہے۔ جیسے اصمعی، ابن المقفّع اور خلیل کے اشعار، ہاں خلف احمر خُوب کہتا ہے، کیونکہ وہ طبّاع بھی تھا، اور کہتا بھی بہت تھا، اگر ان اشعار میں سوائے اُمّ البنین

اور بوزرع کے کوئی اور عیب کی بات نہ ہوتی، تو اتنی بُرائی بھی بہت کافی تھی۔

بنو امیہ کے کسی خلیفہ کو جریر اپنا وہ قصیدہ سُنا رہا تھا جس کا پہلا مصرعہ "ان الخلیط بیراھتبین فودّعوا" ہے، خلیفہ بطور استحسان اس کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا، حتیٰ کہ جب وہ اس شعر پر پہنچا:۔

وتقول بوزرعُ قد دببتَ علی العصا	بوزرع کہتی ہے تو لکڑی کے سہارے چلنے لگا ہے
ھلّا ھزیتِ بغیرنا یا بوزرعُ	اے بوزرع! یہ مذاق کسی اور کے ساتھ کرنا۔

تو خلیفہ ٹھٹک گیا اور بولا تو نے یہ نام لا کر شعر کو برباد کر دیا۔ نام کی بُرائی بھی حسن میں خلل انداز ہوتی ہے۔ اور بُرے نام سے آدمی پر حرف آتا ہے، اور بُری کنیت و لقب سے انسان کی عدالت میں فرق پڑتا ہے۔ دو آدمی قاضی شریح کے پاس آئے، ان میں سے ایک نے کہا: ابوالکویفر کو گواہی کیلئے بلاؤ، تو قاضی شریح نے اُسے واپس کر دیا، اور گواہی نہ لی۔ کہنے لگے اگر تو عادل ہوتا، تو یہ کنیت نہ رکھتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے کسی کام میں مدد لینی چاہی اُس کا نام پوچھا، اُس نے کہا: ظالم بن سارق۔ تو آپ نے فرمایا: تو ظلم کرتا ہے، اور تیرا باپ چُراتا ہے۔ لہٰذا اُس سے مدد نہ لی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک شخص کو پکارتے ہوئے سُنا، کہ وہ یا ابن العمرین کہہ کر دوسرے کو پکار رہا ہے تو آپ نے فرمایا: اگر اسے عقل ہوتی تو ایک ہی کافی تھا۔ اسی قسم سے اعشیٰ کا یہ قول ہے:۔

وقد غدوتُ الی الحانوتِ یتبعنی	میں شراب خانے کی طرف جاتا ہوں تو میرے پیچھے
شاوٍ مشلٌ شلولٌ شلشلٌ شولٌ	ایک چابک دست کباب والا ہوتا ہے۔

ان سب الفاظ کے ایک ہی معنی ہیں۔ یا جیسے مرقش کا یہ قول:۔

ھل بالدیار ان تجیب صممٌ	کیا معشوقہ کے آثار دیار بہرے ہیں کہ جواب
لو انّ حیًّا ناطقًا کلمٌ	نہیں دیتے، کاش! کوئی بولنے والا ہوتا تو بولتا
یابی الشباب الاقورین ولا	جوانی مصائب کا انکار کرتی ہے،
تغبط اخاك ان یقال حکمٌ	کسی بھائی کے سردار ہونے پر رشک نہ کر۔

مجھے تو اصمعی پر تعجب ہے کہ اُس نے ان اشعار کو اپنے پسندیدہ اشعار میں شامل کر لیا ہے۔ حالانکہ ان کا تو وزن بھی درست نہیں، نہ الفاظ اچھے ہیں، نہ معنی لطیف ہیں، نہ ان میں کوئی چیز ایسی ہے۔ جسے بنظرِ استحسان دیکھا جائے۔ ہاں یہ شعر البتہ خوب ہے :-

النَّشرُ مِسْكٌ و الوُجُوهُ دنا	خوشبو مشک کی سی ہے، چہرے دینار ایسے ہیں
نیرٌ واطرافُ الاکفِّ عَنَمُ	اور پورے عنم کی مانند ہیں۔

یہ شعر بھی پسند کیا گیا ہے :-

لیس علی طول الحیاۃِ ندمٌ	عدمِ طول حیات پر ندامت نہیں ہے۔
وَمن وراءِ المرءِ ما یعلمُ	انسان کا انجام تو معلوم ہی ہے۔

لوگ اعشیٰ کے اس قول کو پسند کرتے ہیں :-

و کاسٍ شربتُ علی لذۃٍ	ایک جام میں نے لذت کے لئے پیا۔ اور دوسرا
واخریٰ تداویتُ منھا بھا	جام پہلے جام سے شفا پانے کے لئے پیا۔

حتیٰ کہ ابونواس کہتا ہے :-

دع عنك لومی فان اللوم اغراءُ	مجھے ملامت نہ کر کیونکہ ملامت سے جذبات اور بھڑکتے
وداوِنی بالتی کانت ھی الداءُ	ہیں۔ میری بیماری ہی سے میرا علاج کر۔

ابونواس نے ایک معنی کا اضافہ کر دیا ہے جس کی بنا پر صدر و عجز میں ایک حسن پیدا ہو گیا ہے، مگر اعشیٰ کو پہل کرنے کی فضیلت حاصل ہے۔ اور ابونواس کو اضافہ کرنے کی۔

ہارون رشید نے مفضل سے کہا: کسی ایسے شعر کا ذکر کرو جس کے معنی نکالنے کیلئے ذہن کو کاوش میں ڈالنا پڑے، پھر مجھے سوچنے دو، تو اُس نے کہا: کیا آپ ایسے شعر سے واقف ہیں جو ابتداء میں ایسا لگتا ہے گویا کوئی بدّو لبادہ پہنے ہوئے نیند سے اُٹھا ہے، اور اپنے ساتھ والوں کو جو نیند میں غرق ہیں بیدار کر رہا ہے، جیسے ایک بدّو کرخت لہجے اور کرخت نغمے کے ساتھ بیدار کرتا ہے۔ مگر اُس شعر کا دوسرا مصرعہ ایک نازک شہری کی طرح ہے، گویا وہ عقیق کے پانی کے ساتھ گوندھا گیا ہے۔ ہارون رشید نے

کہا: مجھے نہیں معلوم! تو مفضّل نے کہا: وہ جمیل کا یہ شعر ہے :-

الا ایّھا الرّکبُ النِّیامُ الا ھُبُّوا — اے سونے والے ساتھیو! جاگو۔

مگر پھر رقت عشق نے اُسے دبا لیا تو کہتا ہے :-

اُسائلکم ھل یقتُلُ الرجلُ الحبّ — مَیں تم سے پوچھتا ہوں کیا محبت قتل کر ڈالتی ہے۔

مُفضّل نے کہا اچھا بتایئے کیا آپ ایسے شعر سے واقف ہیں جو ابتدا میں تو اصالت رائے اور اصابتِ وعظ و پند میں اکثم بن صیفی ہے اور آخر میں بقراط کی طرح ہے جو بیماری اور دوا، دونوں کو خوب جانتا پہچانتا ہے۔

ہارون نے کہا آپ نے تو مجھے پریشان کر دیا اچھا یہ بتایئے کہ اس عروس کلام کو کتنے مہر کے بدلے خریدا جا سکتا ہے۔ مُفضّل نے کہا: بس آپ کا انصاف اور خاموشی ہی اُس کا مہر ہے۔ یہ حسن بن ہانی کا شعر ہے :-

دعْ عنكَ لومی فانّ اللّوم اغراءُ — ملامت چھوڑ دو، اِس سے اور طبیعت بھڑکتی ہے

وداوِنی بِالّتی کانت ھی الداءُ — میری بیماری ہی سے میرا علاج کرو۔

مَیں نے بعض علماء کو کہتے سُنا ہے، کہ قصیدے کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے، کہ پہلے شاعر دیار و آثار کا ذکر کرتا ہے، پھر روتا ہے اور شکوہ کرتا ہے، دیارِ حبیب کو خطاب کرتا ہے اور دوستوں کو ٹھیراتا ہے، تاکہ گھر چھوڑ جانے والوں کو یاد کر سکے، خیموں میں رہنے والے دیہات میں رہنے والوں سے مختلف تھے، کیونکہ وہ گھاس اور پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرتے رہتے تھے، اور بارش کے پانی کی تلاش میں پھرا کرتے تھے، پھر عاشقانہ اشعار کہنے شرُوع کر دیتا ہے، اور شدّت عشق و فراق کی شکایت کرنے لگتا ہے تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔ اور اس کی بات کو کان دھر کر سنیں، کیونکہ عاشقانہ اشعار سے سب کو دلچسپی ہوتی ہے، غزل سے ہر ایک کو مناسبت ہے اور عورتوں سے ہر شخص دلچسپی رکھتا ہے، ایسا کوئی بھی نہیں جسے عورتوں سے دلچسپی نہ ہو، خواہ حلال طریقے پر ہو، یا حرام طریقے پر۔ جب وہ دیکھ لیتا ہے کہ لوگ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں، تو حق حقوق کا ذکر کرنے لگتا ہے، اب وہ آگے بڑھتا ہے اور راتوں کے جاگنے اور تھکن کی شکایت کرتا ہے، راتوں کے چلنے اور اونٹوں کے دُبلا کر دینے کا تذکرہ کرتا

ہے۔ جب وہ یہ دیکھ لیتا ہے کہ اُس نے اپنی اُمید کا حق ثابت کر دیا اور ممدوح کو معلوم ہو گیا ہے کہ اُس نے پہنچنے میں کافی محنت اُٹھائی ہے، تو تعریف شروع کر دیتا ہے اور اسے انعام دینے پر بھڑکاتا ہے، دُوسرے لوگوں پر اُسے ترجیح دیتا ہے اور بڑے سے بڑے انعام کو اُسکی نگاہوں میں حقیر ٹھہراتا ہے، لہٰذا اچھّا شاعر وہ ہے جو اِس اسلوب پر چلے اور ان اقسام میں اعتدال سے کام لے، نہ طولِ بیانی کر کے سامعین کو ملول کر دے اور نہ یہ کہ دلوں کو پیاسا چھوڑ دے، ایک راجز نصر بن سیّار کے پاس خراسان آیا، اُس نے مدح میں ایک رجز پیش کی جس کی تشبیب سو شعر تھے اور مدح صرف دس شعروں پر مشتمل تھی نصر نے کہا: بخدا تو نے کوئی کلمہ شیریں نہیں چھوڑا، نہ کوئی لطیف معنی چھوڑے، مگر تو نے میری مدح کو تشبیب سے مغلوب کر دیا، اگر میری تعریف کرنی چاہے، تو اعتدال اختیار کر۔ تو پھر وہ شاعر آیا اور یہ شعر سنایا:

هَلْ تعرفُ الدارَ لأُمِّ عمرٍو — کیا تو امّ عمر کے گھر کو پہچانتا ہے

دعْ ذا و حبِّر مدحةً فِی نصرٍ — ام عمر کا ذکر چھوڑ نصر کی مدح لکھ

نصر نے کہا نہ یہ، نہ وہ بلکہ ان دونوں کے درمیان چاہیئے۔ عقیل بن علّفہ سے سوال کیا گیا: آپ ہجو طویل کیوں نہیں لکھتے۔ وُہ کہنے لگا: ہار وہی اچھّا جو گردن کے اردگرد ہو۔ ابُو مہوّس سے دریافت کیا گیا: آپ ہجو کو طویل کیوں نہیں کرتے۔ وہ بولا مشہُور تو ایک ہی شعر ہُوا کرتا ہے۔

ان چیزوں کے بارے میں متاخرین کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ متقدمین کی راہ سے ہٹ کر چلے، اور آباد مقامات پر ٹھہرنے لگے، اور مضبوط عمارتوں کے سامنے کھڑا ہو کر رونے لگے، کیونکہ متقدمین تو ٹوٹے گھر اور غیر آباد مقامات پر ٹھہرے ہیں، نہ یہ کہ گدھے یا خچّر پر سوار ہو جائے اور انکی توصیف کرنے لگے۔ کیونکہ متقدّمین اونٹ یا اونٹنی پر سوار ہوئے ہیں، نہ یہ کہ شیریں چشموں پر اُترے، کیونکہ متقدمین تو تھلکے پانیوں پر اترتے ہیں، نہ یہ کہ ممدوح تک پہنچتے ہوئے نرگس، گلاب اور اسکی وادیاں قطع کرے کیونکہ متقدمین نے گھاس اور عرار کے میدان قطع کئے ہیں۔ خلف احمر نے کہا: کہ مجھ سے ایک کوفی بڈھے نے کہا: دیکھو کیسے تعجب کی بات ہے، ایک شاعر نے کہا: أنبتَ قيصوماً و جثجاثا۔ تو اُسے برداشت کر لیا گیا! اور میں نے کہا: أنبتَ اجّاصاً و تفاحاً۔ تو اُسے برداشت نہ کیا گیا۔

نہ اُسے یہ حق پہنچتا ہے کہ اُن کے پیدا کردہ مضامین پر قیاس کرے اور ایسی چیزیں لائے جو وہ نہیں لائے۔ خلیل بن احمد کہتا ہے ایک کوفی بڈھے نے مجھے یہ شعر سنایا "ترافع العز بنا فارنفعا" تو میں نے کہا: یہ کچھ نہیں۔ وہ کہنے لگا: عجاج کے لئے یہ کہنا کیسے جائز ہوگا: "تفاعس العز بنا فاقعنسا" اور میرے لئے ایسا کہنا ناجائز کیوں ہو گیا؟

اقسامِ شعراء

بعض شاعر بتکلّف شعر کہتے ہیں، اور بعض طبّاع ہوتے ہیں۔ متکلّف وہ لوگ ہیں جو شعر کو خوب کماتے ہیں، اور خوب اسکی تنقیح کرتے ہیں، اور بار بار غور و فکر کرتے ہیں، جیسے زہیر اور حطیئہ۔ اصمعی کہا کرتا تھا کہ زہیر، حطیئہ اور ان جیسے شعر کے غلام ہیں کیونکہ انھوں نے کاوش کی ہے، اور طبّاع شاعروں کی طرح شاعری نہیں کی، حطیئہ کہا کرتا تھا کہ بہترین شعر وہ ہے، جو سال بھر تک زیر غور رہا ہو۔ زہیر اپنے بڑے بڑے قصائد کو حولیات کہا کرتا تھا، سوید بن کراع تنقیح شعر کا ذکر کرتا ہے ؎:۔

ابیتُ بابواب القوافی کانّما	مَیں شعروں کی اس طرح تاک لگاتا ہوں جیسے
اصادی بھا سِرباً من الوحش نزّعا	وحشی جانوروں کی جو چراگاہ کے مشتاق ہوں۔
اکالئہا حتےٰ اعرّس بعد ما	رات بھر تاک لگاتا رہتا ہوں حتیٰ کہ
یکون سحیرًا او بُعیدًا فاھجعا	آخر شب میں سو جاتا ہوں۔
اذا خفت ان تزوی علیّ ردّتھا	جب مجھے انکی عدم پختگی کا شبہہ ہوتا ہے، تو
وراء التراقی خشیۃً ان تطلّعا	انھیں حلق تک نہیں آنے دیتا کہ کہیں باہر نہ نکل پڑیں۔
وجشّمنی خوف بن عفّان ردّھا	مَیں ڈرتا ہوں کہیں ابن عفّان انہیں رد نہ کردے
فثقّبتہا حولاً جریدًا و مربعا	پورے سال بھر تک مَیں انہیں پروتا رہا ہوں۔
وقد کان فی نفسی علیھا زیادۃٌ	مَیں اور بھی اضافہ کرسکتا تھا
فلم ار الّا ان اُطیعا و اسمعا	مگر اطاعتِ حکم کے سوا چارۂ کار نہ تھا۔

عدی بن رقاع کہتا ہے:۔

وقصيدة قد بتُّ اجمع بينها — میں قصیدوں میں غور کرتا ہوں
حتى اقوّم ميلها وسِنادها — حتیٰ کہ اُن کو درست کر دیتا ہوں۔ جیسے کہ
نظر المثقِّف فى كعوب قناته — نیزے والا نیزے کی گانٹھوں کو درست کر دیتا
حتّٰى يقيم ثقافه منآدها — ہے، حتیٰ کہ اس کا ٹیڑھاپن دُور ہو جاتا ہے۔

اسباب شعر گوئی

شعر کے کچھ دواعی ہیں جو آمد نہ ہونے والے کو برانگیختہ کر دیتے ہیں۔ اور متکلّف کو اُکسا دیتے ہیں، جیسے شراب، طرب، غضب اور شوق وغیرہ

حُطیئہ سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ تو اس نے اپنی زبان نکالی جو نہایت باریک تھی جیسے سانپ کی زبان ہو، اور بولا: یہ جبکہ طمع کرے۔

احمد بن یوسف نے ابو یعقوب خریمی سے پوچھا، یہ کیا بات ہے کہ تیرے قصائد مدحیہ جو کاتبِ برامکہ منصور بن زیاد کے بارے میں ہیں، تیرے مرثیوں سے بہتر اور اعلیٰ ہیں۔ تو اس نے جواب دیا، کہ بات یہ ہے اُس زمانے میں تو ہم بنا بر امید کے شعر کہتے تھے اور اب بنا بر وفا کے کہتے ہیں۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے، میرے خیال میں بعینہٖ یہی صُورت کمیت کی ہے کہ وُہ بنو امیہؓ اور آلِ ابی طالب دونوں کی تعریف کرتا ہے، وُہ شیعہ ہے اور رائے اور مذہب کے اعتبار سے بنو امیہؓ سے منحرف ہے مگر بنو امیہؓ کے بارے میں جو اُس کے شعر ہیں وہ آلِ ابیطالب کے مدائح سے کہیں بہتر ہیں اسکی علت سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ اِدھر اسباب طمع قوی تھے، اور وہ اس دُنیا کو اُس دُنیا کی بھلائیوں پر ترجیح دیتا تھا۔

کثیرّ سے دریافت کیا گیا، اے ابو صخر! جب شعر کہنا دشوار ہوتا ہے، تو آپ کیا کرتے ہیں؟ بولا ویران محلّات اور سرسبز باغوں کا چکّر لگاتا ہوں تو دشوار کلام آسان ہو جاتا ہے اور حسین ترین کلام بفت کرتا ہے، کہتے ہیں، بہ کنے والے شعروں کو جاری پانی، بلند مقامات اور ٹھنڈے خالی مقامات دعوت دیتے ہیں۔

عبد الملک نے ارطاۃ بن سھیہ سے پوچھا، کیا تو اب بھی شعر کہتا ہے؟ بولا اب کیسے کہہ سکتا ہوں، نہ تو میں شراب پیتا ہوں، نہ خوش ہوتا ہوں، نہ غضبناک ہوتا ہوں۔ شعر تو ان میں سے کسی ایک چیز کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس وقت شنفری کو گرفتار کیا گیا، تو اُس سے کہا گیا، کہ شعر سُنا، کہنے لگا: شعر بازی تو مسرّت

میں ہوتی ہے - پھر یہ شعر سُنائے :-

فلا تدفنونی ان دفنی محرمٌ | مجھے دفن نہ کرنا، مجھے دفن کرنا تم پر حرام ہے،
علیکم ولاکن خامری امّ عامرِ | مگر اے بجّو! تو قریب آجا اور خوش ہوجا۔ جب میرے
اذا احملوا راسی وفی الرّاس اکثری | سر کو اٹھائینگے اور جو کچھ ہے میرا سر ہی ہے - اور
وغودر عند الملتقی ثم سائری | میرا باقی جسم مقتل میں چھوڑ دیا جائے گا۔ یہاں
هنالك لا ارجو حیاةً تسرّنی | مجھے کبھی بھی کسی خوش کُن زندگی کی امید نہیں،
سمیر اللیالی مُبلا بالجرائر[۱] | میں اپنے جرموں کی بنا پر ہلاک کردیا جاؤں گا۔

شعر گوئی کے اوقات

کچھ اوقات ایسے بھی ہیں جن میں قریب کا شعر بھی دور ہو جاتا ہے۔ اور آسان بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ یہی حال کلام منثور کا ہے، خواہ وہ خطوط ہوں، یا خطوط وغیرہ کے جوابات، یا قصے، کہانیاں ہوں۔ اس کا سبب کوئی طبعی عارض ہوتا ہے، جو خراب غذا یا غم سے پیدا ہو جاتا ہے۔ فرزدق کہا کرتا تھا کہ میں بنو تمیم کے نزدیک ان کا سب سے بڑا شاعر ہوں، مگر بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ داڑھ کا نکلوانا شعر کہنے سے آسان ہوتا ہے"۔

کچھ اوقات ایسے بھی ہیں کہ تیزی سے شعر کا بہاؤ آتا ہے اور دشوار اشعار بھی آسان ہو جاتے ہیں، ان میں سے ایک تو ابتدائے شب کا حصّہ ہے یعنی نیند آنے سے پہلے کا وقت ہے، اور ایک ابتدائے دن کا وقت ہے ناشتہ سے پہلے، ایک دوا پینے کا دن، اور ایک مجلس و سیر گاہ میں تنہائی کا وقت۔

ان اسباب کی بنا پر ایک شاعر کے شعر اور ایک کاتب کے خطوط، باہم بڑے مختلف ہو جاتے ہیں نابغہ جعدی کے شعر کے بارے میں کہتے ہیں کہ بعض اوقات اسکے شعر بوری اوڑھنیاں ہوتی ہیں، جن کی قیمت ایک درہم ہوتی ہے، اور کبھی وہ ایک رومال ہوتے ہیں جن کی قیمت ہزاروں ہوتی ہے۔

نابغہ جعدی کے علاوہ اور شعراء کا بھی یہی حال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی صاحبِ عدل و تمیز بشرطیکہ مقلد محض نہ ہو، متقدمین میں سے کسی کو بھی کسی پر ترجیح نہیں دے سکتا، مگر یہ کہ وہ دیکھے گا،

---

[۱] اغانی کی روایت اسی طرح سے ہے مگر صاحب حماسہ یعنی ابو تمام نے باب الحماسہ میں ان اشعار کو ذرا فرق کے ساتھ درج کیا ہے۔

کہ مکثرین کے ہاں مقلین کی نسبت سے زیادہ اچھے شعر ہوتے ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے: "سب سے بڑا شاعر وہ ہے کہ آپ اُسکے کلام ہی میں رہیں جب تک کہ آپ اُس سے فارغ نہ ہو جائیں"۔

عتبی نے مروان بن ابی حفصہ کو زہیر کے شعر سنائے، تو وہ بولا یہ سب سے بڑا شاعر ہے۔ پھر اعشیٰ کے شعر سنائے، تو وہ کہنے لگا نہیں یہ سب سے بڑا شاعر ہے۔ پھر امرئ القیس کے سنائے تو اُسے ایسا محسوس ہوا، گویا شراب پی کر گا نا سُن رہا ہے۔ تو کہنے لگا بخدا امرئ القیس سب سے بڑا شاعر ہے۔

تمام علوم کا دارومدار سماع پر ہے خصوصاً علمِ دین اور بعد ازاں فنِ شعر کا، کیونکہ شعر میں الفاظِ غریبہ، لغاتِ مختلفہ، کلامِ وحشی، اسمائے شجر و نباتات و مواضع و میاہ آتے ہیں، آپ عذیلیوں کے شعر نہیں سمجھ سکتے، جب کہ آپ شابہ اور سایہ وغیرہ میں فرق نہ کر سکیں جو دو علیحدہ علیحدہ مقامات ہیں۔ اپنی سمجھ بوجھ پر اعتماد نہ کرو کیونکہ ان کا تعلق ذکاوت و فطانت سے نہیں ہے جیسے غریب مشتقات کی تخریج کرلی جاتی ہے۔

اصمعی کے سامنے ابو ذدیب کے اشعار میں یہ مصرعہ پڑھا گیا: "بأسفل وادی الدیر فرد جحشها" تو ایک بدو جو مجلس میں موجود تھا، کہنے لگا: اے پڑھنے والے! تو نے غلطی کی ہے، یہ تو ذات الدبر ہے جو ہمارے ہاں ایک گھاٹی ہے۔ لہٰذا اصمعی نے یہ قول لے لیا۔

اسی طرح معذل بن عبداللہ کے دیوان میں یہ شعر گھوڑے کی توصیف میں ہے:۔

من الشُّحِ جوّالًا كأنّ غلامه	وہ بڑا تیز رفتار ہے گویا اُس کا چلانے والا ایک
يصرّف سبدًا في العنان عمرّدا	سرکش بھیڑیے کے لگام لگائے ہوئے ہے

لوگوں نے اس کی روایت سیدًا یعنی ذئبًا (بھیڑیا) کی ہے۔ ابو عبیدہ کہتا ہے: اس لفظ میں لوگوں نے بڑی تصحیف کی ہے، وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سیدًا ہے کیونکہ شعرا گھوڑے کو بھیڑیے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، مگر صحیح روایت سبدًا ہے، بائے معجمہ موحدہ کے ساتھ کہتے ہیں فلاں سبد اسباد (یعنی فلاں آفت کا پرکالا ہے)۔ اسی طرح ایک دوسرے شاعر کا یہ شعر:۔

زوجكِ يا ذاتَ الثنايا الغُرّ	تیرا شوہر اے سفید چمکدار دانتوں
والرتلاتِ والجبينِ الحُرّ	اور شریف پیشانی والی۔

تصحیف کرنے والے اور دیوانوں سے روایت کرنیوالے باء کے ساتھ "ربلات" پڑھتے ہیں "ربلات" رانوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں، کہتے ہیں فلان عظیم الربلتین، فلاں موٹی موٹی رانوں والا ہے، مگر یہ تو دراصل "رتلات" ہے، کہتے ہیں "ثغر رتل" اُن دانتوں کو جو چھیدے ہوں۔

پسندیدگی کے اسباب

ضروری نہیں کہ ہر وہ شعر جس کے الفاظ اور معانی اچھے ہوں چن لیا جائے اور یاد کر لیا جائے دراصل پسندیدگی کے کچھ اور اسباب ہوتے ہیں کبھی اچھی تشبیہ کی بنا پر شعر کو پسند کیا جاتا ہے جیسے چاند کی تشبیہ میں شاعر کا یہ شعر ہے :-

بدأن بنا وابنُ اللّیالی کأنّهٗ — اونٹنیاں ہمیں لیکر چلیں جبکہ چاند ایک تیز تلوار کی مانند
حسامٌ جلتْ عنهُ القیونُ صقیلُ — تھا جس پر لوہاروں نے آب رکھی ہو۔
فما زلتُ افنی کلّ یومٍ شبابهٗ — میں ہر دن اس کے شباب کو فنا کرتا رہا یہاں تک کہ
الی ان اتتك العیسُ وھی نحیلُ — اونٹنیاں تجھ تک لے آئیں درآنحالیکہ وہ دبلی تھیں۔

ایک شاعر مغنی کے بارے میں کہتا ہے :-

کأنّ ابا السمیّ اذا تغنّی — گویا ابو سمیّ جس وقت گاتا ہے
یحاکی عاطسًا فی عین شمس — تو چھینکنے والے کی نقل اُتارتا ہے
یلوك بلحیه طورًا وطورًا — ادھر ادھر جبڑا چلاتا ہے۔
کأنّ بلحیه ضربان ضرس — جیسے اس کی داڑھ میں درد ہے۔

یا جیسے ایک دوسرا شاعر کہتا ہے :-

ایا تملكُ یا تملیُ - صلینی وذری عذلی — اے تملک اے تملی! میرے ساتھ مل اور ملامت نہ کر
ذرینی وسلاحی ثمّ - شدّی الکفّ بالغزل — مجھے اور میرے ہتھیاروں کو چھوڑ دے اور ہتھیلی پہ دھاگہ باندھ دے
ونبلی وفقاھا کعرا - قیب قطا طحل — میرا تیر اور اس کا سرا، مانند بھٹ تیتر کے سے
وثنی نظرة بعدی - وثنی نظرة قبلی — ہیں پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ اور آگے بھی۔
وثیابی جدیدان - وارخی شرك النعل — میرے کپڑے نئے ہیں، اور جوتوں کے تسمے ڈھیلے ہیں

وامّامتّ یا تملیٰ۔ فکونی حرّۃ مثلی — اگر اے تملی میں مرجاؤں تو میری طرح شریف رہنا

ان اشعار کو اصمعی نے بنا بر خفتِ ردی کے پسند کیا ہے۔ انہی جیسے یہ شعر ہیں :۔

ولو ارسلت من حبّیك، مبهوتاً من الصّین — اگر میں ایک مبہوت پرندکی طرح چین سے تیری طرف چھوڑا جاؤں

لوافیتك قبل الصبح، اوحین تصلّین — تو صبح کے قریب یا نماز صبح کے وقت تیرے پاس آ پہنچوں گا

کہتے ہیں کہ مبہوت اس پرند کو کہتے ہیں جو نا تربیت یافتہ ہو۔

بعض اشعار اس بنا پر پسند کئے جاتے ہیں کہ کہنے والے نے انکے علاوہ اور شعر کہے ہی نہیں لہٰذا اُس کا کلام کم ہے۔ جیسے ابو عبداللہ بن ابی سلول منافق کے یہ شعر :۔

متی مایکن مولاك خصمك لاتزل — جب تیرا چچازاد ہی تیرا دشمن ہو تو ہمیشہ

تذلّ ویعلوك الذین تصارع — ذلیل اور دشمنوں سے مغلوب رہے گا

وهل ینهض البازی بغیر جناحه — باز بغیر بازوؤں کے نہیں اڑ سکتا،

وان قصّ یومار یشه فهو واقع — اگر پر کاٹ دیئے جائیں تو گر پڑتا ہے۔

کبھی شعر اس لئے پسند کیا جاتا ہے کہ وہ معنی کے اعتبار سے غریب ہے، جیسے نوجوانوں کے بارے میں کسی شاعر کا شعر ہے :۔

لیس الفتی بفتیً لا یستضاء به — وہ کیا انسان جس سے روشنی حاصل نہ کی جائے

ولا تکون له فی الارض آثار — اور اس کا کوئی کارنامہ نہ ہو۔

یا جیسے مجوسی کے بارے میں یہ شعر :۔

شهدتُّ علیك بطیب المشاش — میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اپنے

وانّك بحرٌ جوادٌ خضمٌ — اخلاق والا سخی انسان ہے۔

وانك سیّد اهل الجحیم — مگر تو جہنمیوں کا سردار ہے

اذا ما تردّیت فی من ظلم — تو ظالموں کا ساتھی ہے۔

قرینٌ لهامان فی قعرها۔ وفرعون والمکتنی بالحکم — قعرِ جہنم میں ہامان کا ساتھی ہے اور فرعون و ابو جہل کا۔

کبھی اس لیے پسند کیا جاتا ہے کہ اس کا کہنے والا بڑا آدمی ہے، جیسے مامون الرشید کا یہ شعر:۔

بعثتك مشتاقاً ففزت بنظرة — میں نے تجھے مشتاق بنا کر بھیجا تو نے اسے دیکھا،
واغفلتني حتى اسأت بك الظنا — اور مجھے تو بھول گیا حتیٰ کہ میں بدگمانی کرنے لگا[1]
وناجيت من اهوى وكنت مقربا — تو نے میرے محبوب سے باتیں کیں درآنحالیکہ تو مقرب تھا
فيا ويح نفسي عن دنوك ما اغنى — ہائے تو اس سے کس قدر قریب تھا۔
ورددت طرفاً في محاسن وجهها — تو نے اس کے چہرے کے محاسن دیکھے۔
ومتعت باستماع نغمتها اذنا — اور اس کے نغمات سنے۔
ارى اثراً منها بعينيك لم يكن — میں تیری آنکھوں میں ایک اثر دیکھتا ہوں،
لقد سرقت عيناك من عينها حسنا — تیری آنکھوں نے اسکی آنکھوں سے حسن چرایا ہے

یا جیسے عبداللہ بن طاہر کا یہ شعر:۔

اميل مع الذمام على ابن عمي — میں پاس عہد کی خاطر چچازاد کا دشمن ہو جاتا ہوں
وآخذ للصديق من الشفيق — اور دوست کو سگے بھائی پر ترجیح دیتا ہوں،
وان الفيتني ملكاً مطاعاً — اگر تم مجھے خودمختار بادشاہ پاؤ گے
فانك واجدي عبد الصديق — تو دوستوں کا غلام بھی پاؤ گے۔
افرق بين معروفي ومني — میں احسان سے منت کو دور رکھتا ہوں،
واجمع بين مالي والحقوق — اور مال وحقوق کو جمع کر دیتا ہوں۔

یہ اشعار خود بھی شریف ہیں، اور ان کا کہنے والا بھی شریف ہے۔ بتکلف شعر کہنے والے شعراء اگرچہ اچھے عمدہ شعر کہتے ہیں، مگر اہل علم پر ان کی حالت پوشیدہ نہیں رہتی کہ انہوں نے بہت غور وفکر کیا ہے، خوب محنت اور عرق ریزی کی ہے ضرورتوں کا ارتکاب کیا ہے، اور ضروری معانی کو حذف کر دیا ہے اور غیر ضروری معانی کا ذکر کیا ہے۔ جیسے فرزدق کا یہ شعر عمر بن ہبیرہ کے بارے میں:۔

---

[1] تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم! میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے۔ غالب

أولّيتَ العراقَ ورافِدَيه	تو نے عراق اور اس کے دو دریاؤں کا والی
فزاريّاً احذّ يد القميص	ایک ایسے فزاری کو بنایا ہے جو خائن ہے۔

یہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ خفیف الید بالخیانت ہے، مگر قافیہ کی مجبوری سے وہ قمیص کا لفظ لے آیا۔
رافدین سے مراد دجلہ و فرات ہیں۔ یا جیسے ایک دوسرے شاعر کا یہ شعر :-

من اللواتي والتي واللاتي	ایسی ویسی عورتیں خیال کرتی ہیں
زعمن انّي كبرت لداتي	کہ میرے ہمعصر بوڑھے ہو گئے ہیں

یا جیسے فرزوق کا یہ قول :-

وعضُّ زمانٍ یا ابن مروان لم یدع	زمانے نے اے ابنِ مروان! کچھ بھی نہ چھوڑا
من المال الّا مسحتاً او مجلّفُ	مگر خراب و خستہ مال۔

اُس نے آخر بیت کو ضرورتاً مرفوع کر دیا ہے، نحوی لوگوں نے بڑی کاوش کی اور بہت کچھ کہا مگر کوئی اچھّی بات نہ کہہ سکے، اہلِ نظر دیکھ لیتے ہیں کہ جو کچھ ان شعراء نے لکھا ہے محض ملمّع سازی اور حیلہ گری ہے، کسی نے فرزدق سے اسکے مرفوع ہونے کی وجہ پوچھی تو وہ گالیاں دینے لگا اور بولا ہمارا کام کہنا ہے، تمہارا کام استدلال ہے۔ عبداللہ بن ابی اسحاق حضرمی نے اُسکے اس قول کو ناپسند کیا ہے :-

مُستَقبِلینَ شمالَ الشّام تضربنا	وہ شام کی شمالی ہوا کی طرف جارہے ہیں،
بحاصبٍ من ندیف القطن منثور	جہاں روئی کی مانند برف گر رہی ہے ہمارے عماموں
علی عمائمنا تلقی و ارحلنا	اور ہمارے کجاوے دبلی اونٹنیوں پر ہیں۔
علی زواحف تُزجی مخّها رِیرُ	جن کی ہڈیوں کی مینگ پگھل گئی ہے

کیونکہ اس نے ریر کو مرفوع کر دیا ہے اور فرزدق سے کہا آپ نے یوں کیوں نہیں کہا :-

علی زواحف نزجیها محاسیر	ایسی تھکی ہوئی اونٹنیوں پر جنھیں ہم ہنکاتے ہیں۔

تو فرزوق غضب ناک ہو گیا اور کہا :-

فلو كان عبد الله مولیً هجوتُهُ	اگر عبداللہ سردار ہوتا تو میں اُس کی ہجو کرتا

ولکنّ عبد اللہ مولیٰ موالیا مگر کیا کروں کہ وہ غلام ہے۔

اِس طرح کی باتیں باوجود اس کے اشعار کی عمدگی کے اُسکے کلام میں بہت ہیں کہ تکلّف واضح ہوتا ہے آپ دیکھینگے کہ شعر اپنے برابر والے شعر سے لگّا نہیں کھاتا اور غیر متعلق بیت سے وابستہ ہے، اسی لئے ایک شاعر نے دوسرے سے کہا: مَیں تجھ سے بڑا شاعر ہوں، وہ بولا، یہ کیسے؟ اُس نے جواب دیا، کہ مَیں بیت اور بیت کا ساتھی لاتا ہوں اور تو بیت اور اُسکے چچازاد کو مقرون کرتا ہے

عبد اللہ بن سالم نے روبہ سے کہا: اے ابوجحاف! اب تو تو جب چاہے مرجانا۔ وہ بولا یہ کیوں؟ اُس نے کہا: اس لئے کہ میں نے تیرے بیٹے عقبہ کو اچھّے عمدہ شعر کہتے سُنا ہے، وہ بولا یہ درست ہے مگر اُسکے اشعار بے جوڑ ہوتے ہیں۔ مراد یہ کہ وہ ایک جیسے اشعار نہیں لاتا۔

طبّاع شعرا وہ ہیں جو شعر بآسانی کہہ لیتے ہیں اور قوافی پر خوب قادر ہوتے ہیں، اور صدر بیت ہی سے عجز کا پتہ چل جاتا ہے، اور ابتدا ہی میں قافیہ بول پڑتا ہے، اُنکے اشعار سے طبّاعی کی رونق اور طبیعت کی فن کاری ظاہر ہوتی ہے اور جب اسکی جانچ کی جائے تو پھُس پھسا نہ ثابت ہو۔

ریاشی نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو العالیہ نے ابو عمران مخزومی سے روایت کی کہ مَیں اپنے باپ کے ساتھ مدینہ کے ایک قریشی گورنر کے پاس گیا، وہاں ابن مطیر بیٹھا تھا، بارش خوب برس رہی تھی، گورنر نے کہا: اس بارش کی توصیف کر، وہ کہنے لگا مجھے ایک نظر دیکھنے کی اجازت دیجئے۔ چنانچہ وہ گیا، اُتر کر آیا تو یہ شعر کہے:-

كثرت لكثرة قطره اطباؤه	دُودھ کی کثرت سے تھن بڑے ہو گئے ہیں،
فاذا تحلّبت فاضت الاطباء	جب دُودھ جمع ہو جاتا ہے تو تھن بہنے لگتے ہیں
وله رباب هيدب لرفيفه	اس میں سفید بوجھل بادل ہیں،
قبل التبعّق ديمةٌ وطفاء	جو برسنے سے پہلے موسلادھار بارش لئے ہوئے ہیں
وكأنّ ريّقه ولمّا يحتفل	اس کا پہلا چھینٹا جب کہ آسمان سے ابھی خوب
ودق السماء عجاجةٌ كدراء	بارش نہیں ہوئی گدلا سا غبار معلوم ہوتا ہے۔
وكأن بارقه حريقٌ تلتقي	اس کی بجلی آگ ہے جب کہ زور سے

ريح عليه عرفجٌ والاءُ   ہوا اس پر چلتی ہو اور ایندھن پڑا ہو۔
مستضحكٌ بلوامعٍ مستعبرٌ   وہ چمک چمک کر مسکرا رہے ہیں اور وہ
بمدامعٍ لم تمرها الاقذاءُ   ایک صاف آنکھ سے آنسو بہا رہے ہیں
فلهُ بلا حزنٍ ولا بمسرّةٍ   بلا کسی غم اور مسرّت کے
ضحكٌ يؤلّف بينه وبكاءُ   وہ ہنس بھی رہا ہے اور رو بھی رہا ہے
حيرانُ متّبعٌ صباه يقودهُ   وہ حیران پیچھے پیچھے چل رہا ہے صبا اسکو ہانک
وجنوبه كنفٌ لهٗ ووعاءُ   رہی ہے اور جنوبی ہوا تو شہ دان کا کام دے رہی ہے
غدقٌ ينتج في الاباطح فرقًا   پانی سے بھرا ہوا ہے زمین پر بچے دے رہا ہے سیلاب
تلدُ السُّيول وما لها اسلاءُ   پیدا کر رہا ہے حالانکہ اسکے لئے برقعہ جنین نہیں ہے
غرٌّ محجّلةٌ دوالحُ ضمّنت   سفید بادل ہیں پانی سے بھرے ہوئے جیسے
حملَ اللِّقاح وكلّها عذراءُ   حاملہ اونٹنیاں ہوتی ہیں، مگر یہ کنواریاں ہیں
سحمٌ فهنّ اذا كظمن سواجمٌ   سیاہ بادل ہیں جب غصہ کو ضبط کرتے ہیں تو بہنے لگتے ہیں
سودٌ وهنّ اذا ضحكن وضاءُ   اور جب ہنستے ہیں تو چمکنے لگتے ہیں۔
لو كان من لجج السواحلِ ماؤهُ   اگر ان کا پانی سمندر سے ہوتا
لم يبق في لجج السواحلِ ماءُ   تو سمندر خالی ہو جاتے۔

جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، یہ اشعار باوجود تیزی و روانی کے بڑے نقش و نگار اور لطیف معانی والے ہیں، شماخ اپنے دوستوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے، اترے اور گانے لگے، اور یہ شعر پڑھے:-

لم يبقَ الا منطقٌ واطرافُ   سوائے گویائی اور ہاتھ پاؤں کے کچھ باقی نہیں رہا
وريطتانِ وقميصٍ هفهافُ   اور دو چادریں اور ایک عمدہ قمیص
وشُعبتا ميسٍ براها اسكافُ   اور میس کے ڈنڈے جسے بڑھئی نے چیرا ہے
يا ربّ غازٍ كارهٍ للايجافُ   کتنے جنگجو ہیں جو تیز چلنے کو پسند نہیں کرتے۔

غادر فی الحی برود الأصیاف　　اس نے قبیلے میں ایسی عورت کو چھوڑا ہے جو گرمیوں میں گھر کو
مرتجة البوص خضیب الاطراف　　ٹھنڈا رکھتی ہے اور مٹک کر چلنے والی اور رنگے پوروں والی ہے

پھر اس روی پر شعر دشوار ہو گئے لہٰذا اس کو چھوڑ کر انہوں نے دوسری روی اختیار کر لی، کہتے ہیں :-

لما رأتنا واقفی المطیات　　جب اُس نے ہمیں اونٹنیوں کے پاس
قامت تبدی لنا باصلتیات　　کھڑے دیکھا تو ہنسنے لگی۔
غر اضاء ظلمها الثنیات　　اُسکے دانتوں کی چمک نے ٹیلوں کو منوّر کر دیا
خود من الظعائن الضمریات　　وہ نازک اندام پتلی کمر والی بنو ضمرہ سے ہے
حلالة اودیة الغوریات　　گہری وادیوں میں اترنے والی ہے
صفی اتراب لها حییات　　سہیلیوں کی پسندیدہ ہے جو شرمیلی ہیں،
مثل الاشاءات او البردیات　　وہ چھوٹے چھوٹے درختوں کی طرح یا بردی کے پودوں
او الغمامات او الوردیات　　کی طرح یا بادلوں کی طرح یا کھجور کے پودے ہیں
او کظباء السدر العبریات　　یا ہرنیوں کی طرح ہیں جو دریا کے کنارے بیریوں کی
یحضرن بالقیظ علی رکیات　　جھاڑیوں میں رہتی ہیں اور گرمی میں کنوؤں پر آتی ہیں۔
وضعن انماطاً علی زربیات　　فرشوں پر قالین بچھائے ہیں،
ثم جلسن برکة البختیات　　پھر بیٹھ گئی سلام کرنے کے لئے
من راکب یهدی به التحیات　　ایک ایسے سوار کو جو انھیں سلام کرتا ہے جو تیز طرار اور وادیوں
اروع خراج من الدویات　　سے واقف ہے کہ سفر کرتا ہے جبکہ معزز عورتیں تکیے پر سو جاتی ہیں

اختلاف طبائع

طبیعت کے اعتبار سے شعراء مختلف ہیں، بعض مدیح آسانی سے کہہ لیتے ہیں، مگر ہجو اُن پر دشوار ہوتی ہے۔ بعض مرثیے بسہولت کہہ لیتے ہیں مگر غزل بمشکل کہتے ہیں۔ عجاج سے کسی نے کہا تو ہجو اچھی نہیں لکھتا۔ کہنے لگا ہماری عقل ہمیں اس بات سے روکتی ہے، کہ کسی پر ظلم کریں اور ہمارا حسب و نسب اس بات سے مانع ہے کہ ہم ظلم کئے

جائیں، آپ نے دیکھا نہیں کہ بعض لوگ بناء خوب لکھ سکتے ہیں، مگر گرا نہیں سکتے، مگر بات وہ نہیں ہے جو عجاج کہتا ہے نہ یہ مثال اُس نے ٹھیک دی ہے کیونکہ مدیح بھی بناء ہے، اور ہجو بھی بناء ہے، مگر یہ ضروری نہیں جو ایک قسم کا کام کر سکے وہ دُوسری طرح کا بھی انجام دے سکے، یہ بات ہم اُن کے اشعار میں واضح دیکھتے ہیں۔ دیکھو:

ذوالرمہ تشبیب خوب لکھتا ہے تشبیہیں اچھی لاتا ہے، ریگستان، دوپہر جنگل چشموں، پچھلیوں، اور سانپوں کی خوب توصیف کرتا ہے، مگر جب مدح و ہجا لکھنے بیٹھتا ہے تو طبیعت نہیں چلتی، اسی بناء پر وہ بڑے شعراء سے پیچھے رہا، لہٰذا لوگ کہتے ہیں کہ اسکے اشعار میں ہرنوں کی مینگنیاں ہیں۔

فرزدق عورتوں کے پاس بیٹھنے کا بڑا مشتاق تھا، غزل خوب کہتا تھا، باوجود اسکے تشبیب اچھی نہیں لکھتا، جریر عورتوں سے علیحدہ رہنے والا اور عفیف تھا، مگر تشبیب خوب کہتا تھا، فرزدق کہا کرتا تھا کہ وہ باوجود عفت کے میری جیسی متانت کا محتاج ہے۔ اور میں اُس جیسی لطافتِ کلام کا محتاج ہوں، جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔

عیوب شعر

شعر کے عیوب سے اقواء اور اکفاء ہے، ابو عمرو بن العلاء کہا کرتا تھا، اقواء قافیہ کے اعراب کے اختلاف کو کہتے ہیں، اس طرح کہ مثلاً ایک قافیہ مرفوع ہو، تو دُوسرا مجرور ہو، جیسے نابغہ کا یہ قول:—

قالتْ بنو عامرٍ خالُوا بنی اسَدٍ	بنو عامر نے کہا کہ بنو اسد سے خیانت کر
یا بُؤْسَ للحربِ ضرّارًا لِاقوامِ	افسوس ہے زمانہ قوموں کو کس قدر نقصان پہنچاتا ہے
تبدو کواکبُهُ والشّمسُ طالعةٌ	اسکے ستارے روشن ہیں اور سُورج طلوع ہو رہا ہے
لا النُّورُ نُورٌ ولا الاظلامُ اظلامُ	نہ نور نور ہے نہ اندھیری اندھیری ہے

بعض لوگ اسے اکفاء کہتے ہیں کہ اقواء، فاصلہ بیت سے ایک حرف کے کم کر دینے کو کہتے ہیں جیسے حمل بن نضلہ کا یہ شعر ہے۔ وہ عمرو بن کلثوم کی بیٹی کو گرفتار کر کے جنگلات کی طرف بھاگ گیا تھا، اس لڑکی کا نام نوار تھا:—

حنّتْ نوارِ ولاتَ حین حنّتِ — نوار گریہ وزاری کرنے لگی، اب اس سے فائدہ

وبدا الذی کانتْ نوارُ اجنّتِ — نوار جس چیز کو چھپا رہی تھی وہ ظاہر ہو گئی

لما رأتْ ماءَ السّلیٰ مشروباً — جب اس نے اوجھ کا پانی پیتے دیکھا اور دیکھا کہ

والفرثُ یُعصرُ فی الإناءِ أرنّتِ — گوبر برتن میں نچوڑا جا رہا ہے، تو چیخ اٹھی۔

اس کا نام اقواء اس لئے رکھا گیا کہ اسکی عروض سے ایک تار کم کر دیا گیا ہے، شاعر، متشرباً کہتا تو بنتا کہتے ہیں، اقوی فلان الحبل جبکہ ایک تار کو زیادہ مضبوط کر دے، جیسے ربیع بن زیاد کا یہ قول :-

افبعد مقتلِ مالکِ بن زُهیرٍ — کیا مالک کے قتل کے بعد عورتیں

ترجوا النّساء عواقبَ الاطہارِ — صحبت کئے جانے کی توقع رکھتی ہیں۔

اگر یہاں ابن زہیرۃ ہوتا تو شعر مستقیم ہوتا، ردف کے اختلاف کو سناد کہتے ہیں، جیسے عمرو بن کلثوم کا یہ شعر :-

الا ھبّی بصحنکِ فاصبحینا — اے محبوبہ! جام اٹھا اور صبوحی پلا

پھر کہتا ہے :-

تُصفّقُها الرّیاحُ اذا جرینا — ہوائیں اس پر تھپیڑے مارتی ہیں

یا جیسے ایک دوسرے شاعر کا یہ شعر :-

کأنّ عُیُونَھُنّ عُیُونُ عِینٍ — گویا ان کی آنکھیں نیل گاؤ کی سی ہیں

پھر کہتا ہے :-

وأصبحَ رأسُهُ مثلَ اللُّجینِ — اس کا سر چاندی ایسا ہو گیا۔

ایطاء قافیہ کے دوبارہ لوٹانے کو کہتے ہیں، یہ دوسرے عیوب کی طرح اہل عرب کے ہاں کوئی بڑا عیب نہیں ہے۔

اجازہ کے بارے میں بھی اختلاف ہے کہ کسے کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اجازہ یہ ہے کہ قافیہ مقید ہو اور روف مختلف ہو، جیسے امرئ القیس کا یہ شعر ؎ لا یدّعی القوم انی افر

یہاں فار کے نیچے زیر ہے، پھر کہتا ہے وکندۃ حولی جمیعا صبر۔ یہاں با در پیش ہے، خلیل کہتا ہے، اجازہ یہ ہے کہ ایک قافیہ میم ہو اور دوسرا نون ہو، جیسے شاعر کا یہ قول :-

یا رُبَّ جعدٍ فیھم لو تدارین — بہت سے گھونگر یالے بال والے لڑتے ہیں
یضرب ضرب السّبِط المقادیم — جیسے سیدھے بال والے بہادر لڑتے ہیں۔

یہ دو قریب المخرج حرفوں میں ہوتا ہے یا دو ایسے حرفوں میں ہوتا ہے، کہ دونوں ایک ہی مخرج سے نکلتے ہوں، رہا اعراب کا عیب تو ایسا ہوتا ہے، کہ شاعر مضطر ہو جاتا ہے، تو متحرک کو ساکن کر دیتا ہے، جیسے لبید کا یہ قول:۔

تَرّاكُ اَمكنةٍ اذا لم ارضها — جو جگہ ساز نہیں آتی میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں
او یرتبطْ بعض النُّفوس حمامُها — یا یہ کہ موت آپکڑے۔

یا جیسے امرئ القیس کا یہ شعر:۔

فالیوم اشربْ غیر مستحقبٍ — آج میں پیوں گا نہ خوف خدا ہے
اِثمًا من اللہ ولا واغِلِ — نہ طفیلی پن کا ڈر ہے۔

یا جیسے فرزدق کا یہ شعر:۔

رحتِ وفی رجلیكِ عقّالةٌ — وقد بدا اهنكِ من المئزر

کبھی شاعر مضطر ہو جاتا ہے اور مدہ والے کو مقصور کر دیتا ہے مگر مقصور کو ممدود کرنا جائز نہیں اور غیر منصرف کو منصرف کر دیتا ہے مگر غیر منصرف کو متصرف نہیں کر سکتا۔ شعر میں ایسا آیا ہے عبّاس بن مرداس سلمی کہتا ہے۔

رہا ہمزہ کا ترک کر دینا تو یہ بہت ہے، شاعر کے لئے ایسا کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ مگر غیر مہموز کو مہموز نہیں کر سکتا، محدث کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وحشی، غریب، غیر کثیر الاستعمال الفاظ کے استعمال میں متقدمین کا اتباع کرے، جیسے سیبویہ کے بنائے ہوئے بہت سے ایسے ہیں۔ نہ اہل عرب کے لغات قلیل الاستعمال کو لانا چاہیئے جیسے جیم کو یا سے بدلنا، چنانچہ کوئی کہتا ہے:۔

یا رب ان کنت قد قبلت حجتج — اے پروردگار کیا آپ نے میرا حج قبول کر لیا۔

مراد حجتی ہے یا جیسے اہل عرب کہتے ہیں کل ما سج یعنی عشی اور علیج بانٹ ہلی، یا جیسے کلمہ مجرد میں سی

حرف کو یاء سے بدل لیتے ہیں، جیسے علین کو یاء سے، جیسے للضفادی جمۃ نقانق یعنی الضفادع یا جیسے الف کو واؤ سے بدل لیتے ہیں جیسے افعو اور حبلو بجائے افعی اور حبلیٰ کے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: لا باس بلبس الحذو للمحرم بجائے الحذاء۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے اسالیب کو بھی اختیار نہ کرے جو وزن میں صحیح نہ بیٹھتے ہوں اور کانوں کو بھلے نہ لگتے ہوں، جیسے شاعر کا یہ قول :۔

قل للصعالیک لا تنحسروا	فقیروں سے کہہ دو کہ رزق کی تلاش
من التماس ومسیرٍ فی البلاد	اور مسافرت سے تنگ دل نہ ہوں
فالغزو احجیٰ علیٰ ما خیلت	جنگ بہتر ہے بغیر تکیئے کے سو رہنے سے،
من اضطجاعٍ علیٰ غیر وساد	ایسا نہیں ہے، جیسا خیال کیا جاتا ہے
وبلدۃٍ مقفرۃ غیطانہا	بہت سے ایسے شہر جہاں کے قبرستانوں
اصداؤھا مغرب الشمس تنآد	میں غروب شمس کے بعد اُلّو بولتے ہیں
قطعتُہا وصاحبٍ حوشیۃٍ	میں نے اُنھیں ایک وحشی اونٹنی پر سوار ہو کر
فی مرفقہا عن الزور ابتعاد	قطع کیا جس کے اگلے گھٹنوں میں کجی نہیں ہے

قدیم شعراء اوائل شعراء بہت کم شعر کہتے تھے، یہ لوگ ضرورت کے وقت ہی شعر کہتے تھے، پرانے اشعار سے دوید بن نہد قضاعی کا یہ شعر ہے :۔

الیوم یُبنیٰ لدُویدٍ بیتہٗ	آج دوید کا گھر بنایا جاتا ہے
لوکان للدھر بلیً ابلیتہٗ	اگر زمانے کیلئے ہلاکت ہوتی، تو میں اُسے فنا کر دیتا
اوکان قرنی واحداً کفیتہٗ	یا اگر میرا ایک مقابل ہوتا تو میں اس کیلئے کافی ہوتا
یا رب نہبٍ طلحٍ حویتہٗ	کتنے عمدہ مال غنیمت طلح کے میں نے جمع کئے ہیں
ورب عبلٍ خشنٍ لویتہٗ	اور بہت سی مضبوط کلائیاں مروڑ دی ہیں

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے :۔

القیٰ علیَّ الدھر رجلاً ویدا	زمانے نے اپنے ہاتھ پاؤں مجھ پر ڈال دیئے، زمانہ جس چیز کی اصلاح
والدھر ما اصلح یوماً افسدا	کرتا ہے اُسے فاسد کر دیتا ہے آج اصلاح کرتا ہے تو کل بگاڑ دیتا ہے

اعصر بن غیلان کہتا ہے اس کا نام منبّہ بن سعد تھا وہ ابو غنی باھلہ و طفاوہ سے ہے:

قالت عُمیرۃُ ما لراسك بعدما	عمیرہ کہنے لگی شباب ختم ہونے کے بعد
نفدَ الشّبابُ اتی بلونٍ منکرٖ	آپ کے سر کا رنگ کیسا بُرا ہو گیا ہے۔
اعمیر انّ اباكِ شیّبَ رأسهٗ	اے عمیرہ! تیرے باپ کے سر کو زمانوں کے
مرُّ اللیالی و اختلاف الاعصرٖ	آنے جانے نے بڈھا کر دیا ہے۔

حارث بن کعب کہتا ہے یہ بھی قدیم شاعر تھا:۔

اکلتُ شبابی فافنیتہٗ	مَیں نے اپنے شباب کو کھا لیا، وہ فنا ہو گیا۔
و افنیتُ بعد شُھورٍ شھورا	اور سیکڑوں مہینے مَیں نے فنا کر دیئے۔
ثلاثۃَ اھلینَ صاحبتُھم	تین نسلیں مَیں نے دیکھی ہیں
فبانُوا و اصبحتُ شیخًا کبیرا	وہ چلے گئے اور مَیں بڈھا ہو گیا
قلیلُ الطّعامِ عسیرُ القیامِ	کم کھانے والا دشواری سے اُٹھنے والا
قد ترکَ القیدُ خطوی قصیرا	مجبوریوں سے قدم چھوٹے پڑتے ہیں
ابیتُ اُراعیْ نُجومَ السّماء	رات بھر ستارے گنتا رہتا ہوں
اقلّبُ امری بطونًا ظُھورا	اور ادھیڑ بن کرتا رہتا ہوں۔

امرئ القیس

وہ امرئ القیس بن حجر بن عمرو الکندی ہے، اہل نجد سے ہے، اور طبقۂ اولیٰ سے ہے، جن آثار دیار کا اس نے ذکر کیا ہے وہ بنو اسد کے ہیں لبید بن ربیعہ کہتا ہے کہ سب سے بڑا شاعر ذوالقروح ہے یعنی امرء القیس، اس کا باپ بنو اسد کا بادشاہ تھا، وہ ان سے ٹیکس وصول کیا کرتا تھا، ایک دفعہ انھوں نے ٹیکس دینے سے انکار کر دیا، تو وہ انکی طرف گیا، اور ان کے سرداروں کو پکڑ کر خوب مارا، جب سے ان کا نام عبید العصا مشہور ہو گیا، اس نے جن لوگوں کو گرفتار کیا تھا اُن میں عبید الابرص بھی تھا، وہ بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا، اور یہ شعر پڑھے :۔

یا عینُ ما بکّی بنی	اے آنکھ رو
اَسَدٍ ہم اہل النّدامۃ	بنی اسد پر جو شرمندہ ہیں
اہلُ القباب الحُمر والنّعم×	جو سُرخ قبّوں والے
المؤبّلِ و المدامۃ	اور بہت چوپاؤں والے اور شراب والے ہیں
مہلاً ابیتَ اللّعن مہلاً×	ٹھہر جا تو ذلّت کا انکار کر دے
انّ فی ما قلتَ آمۃ	ٹھہر جا تونے بڑی سخت بات کہی ہے
فی کلّ وادٍ بین یثربَ×	یثرب و یمامہ کی وادیوں
والقصور الی الیمامۃ	اور محلّات میں مصیبت زدوں اور
تَطریبُ عانٍ او صیا	جلائے ہوؤں کی چیخ و پکار ہے
حُ محرّقٍ وزقاءُ ہامۃ	اور اُلّو کی آوازیں ہیں
اَنتَ الملیکُ علیہم	تو ان کا بادشاہ ہے۔
و ہم العبید الی القیامۃ	اور وہ قیامت تک تیرے غلام ہیں۔

بادشاہ نے رحم کھایا، اور چھوڑ دیا۔ جب وہ تہامہ سے ایک دن کے فاصلہ پر تھے تو انکے کاہن عوف بن ربیعہ اسدی نے کہا۔ اے بندو! انہوں نے کہا: ہم حاضر ہیں اے پروردگار! اُس

نے کہا: سُرخ بالوں والا جبار بادشاہ کون ہے جو اونٹوں میں سانڈ کی مانند ہو جس پر شور و شغب کا اثر تک نہ ہو، میں اس کا خون بہتا دیکھتا ہوں، وہ کل صبح لوٹ لیا جائے گا۔ وہ کہنے لگے اے پروردگار! وہ کون شخص ہے، وہ بولا حجر!

بنی اسد فوراً سوار ہوئے، ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ وہ حجر کے گھر پہنچ گئے، وہ سویا پڑا تھا، لہٰذا انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی اونٹنیاں لے کر بھاگ آئے۔

امرئ القیس کو چونکہ فاطمہ سے عشق تھا لہٰذا اس نے اسکے ساتھ تشبیب کی تھی، حجر کو یہ ناگوار گزرا اور اس کو نکال دیا، ایک زمانے تک وہ فاطمہ کی طلب میں رہا، مگر وہ ہاتھ نہ آئی حتیٰ کہ دارۂ جلجل میں یوم غدیر میں وہ اسکے ہاتھ لگ گئی تو اس نے وہ مشہور قصیدہ کہا جس کو معلقہ کہتے ہیں، حجر کو پتہ چلا تو اُس نے اپنے غلام ربیعہ کو بلایا، اور اس سے کہا: امرئ القیس کو قتل کر کے مجھے اس کی آنکھیں نکال کر لا دے اُس نے ایک نیل گائے کا بچہ ذبح کیا اور اُسکی آنکھیں لا کر دیدیں، تو حجر بہت نادم ہوا: غلام نے کہا آپ اطمینان رکھیں میں نے اس کو قتل نہیں کیا، حجر بولا تو اُسے لے آ۔ وہ لے آیا۔

امرئ القیس نے پہاڑ پر یہ شعر کہے :۔

فلا تترکنّی یا ربیعُ لھذہٖ — اے ربیع مجھے اس مصیبت کے لئے نہ چھوڑ

وکنتُ ارانی قبلھابکَ واثقا — میں تو اس سے پہلے تجھ پر بھروسہ کرتا تھا

باپ نے اس کو شعر کہنے سے منع کیا، پھر امرئ القیس نے وہ شعر کہے جن کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

الا عِم صباحاً ایُّھا الطللُ البالیِ — اے پرانے آثار دیار صبح بخیر

باپ کو پتہ لگا تو اُس نے پھر نکال دیا، جب امرئ القیس کو پتہ چلا کہ باپ قتل ہو گیا، اُس زمانے میں وہ دمّون میں تھا تو اس نے یہ شعر کہے :۔

تطاولَ اللّیلُ علینا دمّون — رات دمّون میں طویل ہو گئی

دمّون انّا معشر یمانون — اے دمون ہم یمنی ہیں

وانّنا لاھلنا محبّون — اور ہم اپنے خاندان سے محبت کرتے ہیں

پھر کہنے لگا باپ نے مجھے چھٹا پن میں تو ضائع کر دیا اور بڑے پن میں مجھ پر اپنے خون کا بدلا چھوڑ گیا، تاکہ میں آج ہوش میں رہوں اور کل شراب پیوں آج شراب اور کل کام کا دن۔ پھر اس نے یہ شعر کہے :۔

خلیلیّ ما فی الیوم مصحیً لشاربٍ — اے میرے دونوں دوستو! آج صحو کا دن نہیں ہے
ولا فی غدٍ اذ کان ما کان مشربُ — نہ کل پینے کا دن ہے کیونکہ جو کچھ ہو چکا ہے ہو چکا ہے

پھر اس نے قسم کھائی کہ نہ گوشت کھاؤنگا نہ شراب پیونگا، جب تک کہ باپ کا بدلہ نہ لے لوں جب رات ہوئی، تو بجلی چمکی تو اس نے یہ شعر کہے :-

ارقتُ لبرقٍ بلیلٍ اھلُ — رات میں بجلی کوندنے سے میری نیند اڑ گئی
یضئُ سناہ باعلی الجبلْ — وہ بجلی پہاڑ کی بلندیوں پر چمک رہی تھی
بقتل بنی اسدٍ ربّھمُ — بنی اسد نے اپنے آقا کو قتل کر دیا
الا کلّ شئٍ سواہ جللْ — اب ہر صدمہ اس صدمے کے سامنے چھوٹا ہے۔

پھر اس نے بکر بن وائل پر حملہ کیا وہ بنو کنانہ کے پاس پناہ گزین تھے۔ بنی اسد کے بنو کاہل بچ کر نکل گئے، تو اس نے کہا :-

یا لھف نفسی اذ خطئن الکاھلا — افسوس بنو کاھل بچ گئے۔
القاتلین الملک الحلاحلا — جنھوں نے ایک جبّار بادشاہ کو قتل کر دیا ہے
تاللہِ لا یذھب شیخی باطلا — قسم بخدا میرے باپ کا خون رائیگاں نہیں جا سکتا

امرئ القیس نے اپنے اشعار میں اس امر کا دعویٰ کیا ہے، کہ وہ ان پر فتح پا گیا، تو شعراء نے اس کا انکار کیا عبید کہتا ہے :-

یا ذا المخوّفنا بقتل ابیہٖ اذلالاً وحیناً — اے ہمیں ڈرانے والے ہلاکت و ذلت سے جس کا باپ مارا گیا ہے
ازعمت انّک قد قتلت سراتنا کذباً ومیناً — کیا تو اس بات کا جھوٹا دعویدار ہے کہ تو نے ہمارے سرداروں کو قتل کیا ہے

وہ قبائل عرب سے مدد طلب کرتا پھرا، حتّٰی کہ قیصر کے پاس پہنچا، وہ نہانے کے لیے حمام میں قیصر کے ساتھ گیا، قیصر غیر مختون تھا، تو اس نے یہ شعر کہا :-

انّی حلفت یمیناً غیر کاذبۃٍ — میں سچّی قسم کھاتا ہوں
بانّک اقلف الا ما جنی القمر — کہ تو غیر مختون ہے مگر پیدائشی
اذا طعنت بہ مالت عمامتہٗ — جب تو اس سے وار کرتا ہے تو اس کا عمامہ جھک جاتا
کما تجمّع تحت الفلکۃ الوبرُ — ہے، جیسے تکلے کے نیچے اُون جمع ہو جاتی ہے

قیصر کی لڑکی نے اُسے دیکھا تو عاشق ہوگئی، وہ اسکے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ طماح بن قیس اسدی کو اس امر کا احساس ہوگیا، جس نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا، لہٰذا اس نے چغلخوری کردی، امرؤ القیس بھاگ کھڑا ہوا، قیصر نے اسکی طلب میں قاصد بھیجا اس نے انگورہ کے قریب اس کو جا لیا، یہ ایک خلعت زہر میں بجھا ہوا لے گیا تھا وہ امرؤ القیس نے پہن لیا، تو اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، اور گوشت پھٹ گیا، جابر بن حنین تغلبی کے کجاوے میں وہ سوار تھا، اس بارے میں اس نے یہ شعر کہے :۔

فامّا تريني في رحالة جابر — اگر تو مجھے جابر کے کجاوے میں سوار دیکھتی ہے
على حرجٍ كالقرّ تخفق اكفاني — کہ میرا کفن ہل رہا ہے ایک ڈولے میں،
فيا ربّ مكروبٍ كررت وراءه — میں نے بہت سے مصیبت زدوں کی مدد کی
وعانٍ فككت الغلّ عنه ففدّاني — اور بہت سے قیدیوں کو چھڑایا
اذا المرء لم يخزن عليه لسانه — جو آدمی اپنا بھید نہ چھپائے
فليس على شيء سواه بخزّان — وہ دوسرے کا بھید کیسے چھپا سکتا ہے۔

جب مرنے لگا، تو یہ شعر کہے :۔

ربّ خطبةٍ محبّرة وطعنةٍ مسحنفرة — کتنے عمدہ خطبے، اور کیسے شاندار وار
وجفنةٍ متحيّرة تبقى غداً بانقرة — اور کیسے بھرے لگن، کل انقرہ میں رہ جائینگے۔

ابن کلبی کہتا ہے یہ آخری شعر ہیں پھر وہ مرگیا۔ ابو عبیدہ معمر کہتا ہے امرؤ القیس فحش گو تھا، چنانچہ اس کا قول "فمثلك حبلى قد طرقت ومرضع" اور اسی طرح "سموت اليها بعد ما نام اهلها" اس پر شاہد ہیں امرؤ القیس نے بہت سی چیزیں کی ہیں، اور اہل عرب نے ان کو پسند کیا اور لیا ہے۔ چنانچہ اسکے قرب ماخذ رقت کلام، اور دیار حبیب پر دوستوں کو ٹھہرانے کو عرب نے پسند کیا ہے اسکی یہ تشبیہ پسند کی گئی ہے :

كأنّ قلوب الطير رطباً ويابساً — پرندوں کے تر اور خشک دل اس باز کے گھونسلے
لدى وكرها العنّاب والحشف البالي — کے پاس پڑے ہوئے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے عناب یا ردی کھجوریں

اسی طرح اس کی یہ تشبیہ ہے :۔

كأنّ عيون الوحش حول خبائنا — نیل گاؤ کی آنکھیں ہمارے خیموں کے گرد پڑی ہوئی ایسی
وارحلنا الجزع الذي لم يثقّب — لگتی ہیں جیسے منی کی گوٹیاں جو پروئی نہ گئی ہوں۔

اسی طرح یہ قول بھی :-

كأني غداة البين يوم تحملوا — گویا میں جدائی کی صبح جب وہ کوچ کرنے لگے، تو قبیلے
لدى سمرات الحي ناقف حنظل — کے باڑوں کے پاس کھڑا ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حنظل توڑ رہا ہوں

گھوڑے کی تعریف میں اس نے کیا خوب کہا ہے :-

مكر مفر مقبل مدبر معًا — وہ بیک وقت آگے پیچھے دوڑنے والا معلوم ہوتا ہے
كجلمود صخر حطه السيل من عل — جیسے کوئی بڑا پتھر سیلاب سے اونچائی سے لڑھکتا ہے
له أيطلا ظبي و ساقا نعامة — اسکی کوکھ ہرن کی سی ہے، اور پنڈلیاں شتر مرغ جیسی
وإرخاء سرحان وتقريب تتفل — اور بھیڑیئے کی سی دوڑ ہے، اور لومڑی کے بچے کی سی تیز رفتاری ہے

اس کے اس شعر پر حرف گیری کی گئی ہے :-

إذا ما الثريا في السماء تعرضت — جب ثریا آسمان میں اس طرح آڑے آجائے
تعرض أثناء الوشاح المفصل — جیسے بکھری بکھری مالا کے دانے۔

کیونکہ ثریا افق آسمان پر آڑے نہیں آتی، در اصل وہ جوزا کہنا چاہتا تھا، غلطی کر گیا جیسا کہ ایک اور شاعر کہتا ہے کاحمر عاد حالانکہ احمر تو ثمود کا تھا جس نے ناقہ صالح کو ذبح کیا تھا۔ یونس نحوی کہتا ہے فو اللہ جو ہمارے پاس آیا وہ بارش کی تعریف پر خوب قادر تھا، مگر اس نے امرئ القیس کے اس قول کو پسند کیا ہے :-

ديمة هطلاء فيها وطف — موسلا دھار بارش جس میں بوجھل پن ہے
طبق الارض تجري وتدر — جو زمین پر چھا گئی اور خوب برسی۔

یمنی حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے راہ بھول گئے، تین دن پانی نہ پاسکے اچانک ایک اونٹ سوار آیا، کسی نے یہ شعر پڑھا :-

لما رأت ان الشريعة همها — جب اس نے دیکھا گھاٹ اس کا مقصد ہے
وأن البياض من فرائصها دامي — اور اسکے منڈھے کی سپیدی خون آلود ہو گئی ہے
تيممت العين التي عند ضارج — تو اس نے ضارج کے قریب والے چشمے کا رخ کیا
يفيء عليها الظل عرمضها طامي — جس پر سایہ ہے اور کائی جمی ہوئی ہے۔

سوار نے کہا، یہ شعر کس کے ہیں، کہا امرئ القیس کے، اس نے کہا قسم بخدا اس نے جھوٹ نہیں کہا۔ یہ

منابع تمہارے قریب ہے اور اس جانب اشارہ کیا، وہ لوگ روانہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لبالب پانی ہے اور اس پر کائی ہے اور سایہ دار مقام ہے، انہوں نے پانی پیا اور رسالن بھی لیا، اگر یہ پانی نہ ملتا تو ہلاک ہو جاتے

اس کا یہ شعر استشہاد کے لئے پیش کیا جاتا ہے :-

وَقاهُمْ جَدُّهم ببني ابيهمْ — انکی خوش بختی نے انھیں بھائیوں سے بچا دیا
و بالأشقين ما كان العقابُ — اور بنو کنانہ پر عتاب پڑا۔

اسی طرح یہ شعر بھی :-

صُبَّتْ عليه ولم تنصبَّ عن كَثَبٍ — اس پر مصیبت پڑی اور قریب سے نہیں پڑی
ان الشقاءَ على الأشقين مصبوبٌ — بدبختی بنو کنانہ پر پڑی

یہ شعر بھی :-

وقد طوَّفتُ في الآفاق حتى — میں نے دنیا کی سیر کی حتیٰ کہ بجائے مال غنیمت کے
رضيتُ من الغنيمة بالإياب — میں نے رجعت وطن کو غنیمت جانا

یہ شعر بسا اوقات گائے جاتے ہیں :-

قفا نبكِ من ذكرى حبيبٍ ومنزلِ — اے دو دوستو ٹھہرو ہم دوست کے گھر کی یاد میں رولیں
بسقط اللوى بين الدخول فحوملِ — جو سقط اللوی میں دخول اور حومل کے درمیان واقع ہے
تقول وقد مال الغبيط بنا معًا — وہ کہنے لگی اور کجاوہ جھکا جاتا تھا۔
عقرتَ بعيري يا امرأ القيس فانزلِ — تو نے میرا اونٹ کو مار ڈالا اے امرئ القیس اتر جا

ابو النجم ایک گانے والی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے :-

تغنّي فان اليوم يومٌ من الصبى — ہم نے کہا گا کیونکہ یہ نوجوانی کے دن ہیں۔
ببعض الذي غنّى امرؤ القيس او عمرو — کچھ امرئ القیس اور عمرو کی غزلیں
فظلّت تغنّي بالغبيط وميله — وہ کجاوے اور اسکے جھکاؤ والا شعر گانے لگی
ترفع صوتًا في اواخره كسر — اور خوب بلند گانے لگی جس کے آخر میں انکسار تھا۔

اور یہ قول :-

كأنّ المدام وصوب الغمام — گویا شراب، بارش کا پانی
وريح الخزامى ونشر القطر — خزامی کی خوشبو اور عود کی خوشبو۔

يُعَلُّ بِهِ بَرْدُ أَنْيَابِهَا ، إِذَا طَرَّبَ الطَّائِرُ الْمُسْتَحِرُ — اس اہتمام سے اسکے خنک دانت سیراب کئے گئے ہیں صبح دم۔

اس معنی میں جس نے بھی کچھ کہا ہے، اسی سے لیا ہے عبدالملک کے پاس کچھ اشراف اور شعراء بیٹھے تھے عبدالملک نے کہا کہ اہل عرب نے سب سے لطیف شعر کونسا کہا ہے سب نے اس شعر پر اتفاق کیا :۔

وما ذَرَفَتْ عيناكِ اِلّاَ لِتَضْرِبِیْ	تو آنکھوں سے آنسو اس لئے بہاتی ہے
بسهمیكِ فی اَعشارِ قلبٍ مقتَّلِ	تاکہ میرے پارہ پارہ دل کو اپنے تیروں کا نشانہ بنائے

وہ کہتا ہے :۔

واللهُ اَنجحَ ماطلبتَ بهٖ	اللہ تیرے مقصود کو پورا کردے گا
والبِرُّ خیرُ حقیبةِ الرجلِ	اور نیکی بہترین توشہ ہے

کہتا ہے :۔

من آلِ لیلیٰ واین لیلیٰ	آل لیلیٰ سے اور لیلیٰ کہاں ہے
وخیرِ مارمتَ مانیالٗ	بہترین مقصود وہ ہے جو مل جائے

اَلنَّابِغَۃُ الذُّبْیَانِیُّ :۔

زیاد بن معاویہ نام، کنیت ابو امامہ یا ابو تمام تھی، اہل حجاز زہیر و نابغہ کو سب پر ترجیح دیتے ہیں، شعیب بن صخر کہتا ہے کہ میں نے عیسیٰ بن عمرو کو دیکھا، کہ وہ عامر بن عبدالملک المسمعی کو نابغہ کے شعر سنا رہا تھا، تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ شعر تو یہ ہے نہ کہ اعشیٰ کا یہ قول :۔

لسنا نقاتِلُ بالعِصِیْ	ہم لاٹھی کے ذریعے نہیں لڑتے
ولا نُرامِیْ بالحِجارۃْ	نہ سنگ باری کرتے ہیں۔

کہتے ہیں نابغہ کے شعر بڑے حسین و جمیل ہوتے ہیں اس کے اشعار تکلف سے پاک ہیں اس نے پختہ عمری کے بعد شعر میں کمال حاصل کیا اور ایسے وقت مرگیا کہ ابھی دانت نہ گرے تھے۔ نابغہ اقواء کرتا تھا اس پر عیب گیری کی گئی اور اس کو یہ شعر [illegible] گئے :۔

امِنْ آلِ میّۃَ رائحٌ او مُغتدی — تو آلِ میہ سے شام کو چلے گا یا صبح کو
عجلانُ ذا زادٍ و غیرُ مزوّدِ — جلدی توشہ لئے یا بے توشہ لئے (دیدار کا)
زعم البوارحُ انّ رِحلتنا غدًا — پرندے کہتے ہیں کہ کل ہمارا کوچ ہوگا
و بذاك خبّرنا الغرابُ الاسودُ — اور کالے کوّے بھی یہی خبر دیتے ہیں۔

وہ سمجھ گیا اور پھر اس نے ایسا نہیں کیا شعبی کہتا ہے میں عبدالملک کے پاس گیا، اسکے پاس ایک شخص بیٹھا تھا جس کو میں جانتا نہ تھا، عبدالملک اسکی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ اس نے کہا: میں، میں نے کہا: اِس سے بڑا شاعر وہ ہے جس کا یہ شعر ہے :-

ھذا غلامٌ حسنٌ وجھہٗ — یہ لڑکا حسین چہرے والا ہے
مستقبلُ الخیر سریعُ التّمام — اس کا مستقبل عمدہ اور کمال کو جلد پہنچنے والا ہے۔
للحارثُ الاکبرُ والحارثُ الاصغرُ — حارث اکبر و حارث الاصغر والاعرج
و الاعرجُ خیرُ الانامِ — خیر الانام ہیں۔
ثُمّ لھندٌ و لھندٌ و قدْ — پھر ہند اور ہند ایسے ہیں
ینْجعُ فی الرّوضاتِ ماءُ الغمامِ — جیسے باغوں میں بارش کا پانی
خمسۃٌ آبائھم ماھُمْ — ان کے پانچ اجداد وہ کیا ہیں
ھُم خیرُ من یشرب صفوَ المدامِ — وہ بہترین شراب پینے والوں میں سے ہیں۔

اخطل نے کہا: امیر المومنین اس نے سچ کہا ہے نابغہ مجھ سے بڑا شاعر ہے۔ تو مجھ سے عبدالملک نے کہا نابغہ کے بارے میں تیری کیا رائے ہے میں نے کہا: عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کئی بار دوسرے شعراء پر ترجیح دی ہے، ایک دن آپ برآمد ہوئے دروازے پر غطفانی وفد آیا ہوا تھا آپ نے فرمایا: تمہارا کونسا شاعر یہ شعر کہتا ہے :-

اَتیتُكَ عاریًا خلقًا ثِیابی — میں تیرے پاس سائل ہوں کہ پھٹی پرانی حالت میں آیا
علی خوفٍ تظنُّ بی الظنونُ — ڈرتے ہوئے، کہ لوگ میرے متعلق نہ جانے کیا کیا گمان کرتے تھے
فالفیتُ الامانۃَ لم تخنھا — میں نے دیکھا کہ تو نے امانت میں خیانت نہیں کی
کذلك کان نوحٌ لا یخونُ — اسی طرح نوح بھی خیانت نہیں کرتا تھا۔

انہوں نے کہا نابغہ، آپ نے فرمایا کونسا شاعر یہ شعر کہتا ہے :-

حلفتُ ولم اترك لنفسك ريبةً — میں نے قسم کھائی اور تیرے لیے شک کی گنجائش نہ چھوڑی

وليس وراءَ الله للمرءِ مذهبُ — اللہ کے علاوہ انسان کے لئے اور کون ہے

انہوں نے کہا نابغہ، آپ نے فرمایا یہ شعر کس کے ہیں :-

فانّك كالليلِ الذي هو مدركي — تو رات کی طرح مجھ پا لینے والا ہے۔

وان خلتُ انَّ المنتأى عنك واسعُ — اگرچہ میں یہ خیال کروں کہ تجھ سے دور ہوں

انہوں نے کہا نابغہ، آپنے فرمایا، یہ تمہارا سب سے بڑا شاعر ہے، حسان کہتے ہیں میں نعمان بن منذر کے پاس گیا اسکی مدح کی تو اس نے مجھے انعام دیا اور میرا اکرام کیا، ایک دن میں اسکے پاس بیٹھا تھا کہ قبّہ کے پیچھے سے آواز آئی:

انامَ امْ يسمعُ ربُّ القُبّهْ — کیا سو گیا ہے یا قبہ والا سن رہا ہے

يا اوهبَ الناسِ لعنسٍ صلبهْ — اے سخی ترین انسان بخشنے والے قوی اونٹنیوں کے

ضرّابةً بالمشفرِ الاَذِبّهْ — جو ہونٹوں سے مارنے والی ہیں مکھیوں کو

ذاتِ نجاءٍ في يديها جَذَبَهْ — بڑی تیز رو ہیں اور ان کے دونوں ہاتھ لمبے ہیں

ابو ثمامہ کہتا ہے وہ داخل ہوا اور اس نے یار اور عین والا قصیدہ سنایا۔ اس دن نعمان کے پاس سیاہ اونٹ آیا کرتے تھے، سرزمین عرب میں اسی کے پاس سیاہ اونٹ تھے، تو اس نے ان میں سے سو اونٹ مع ان کے چرواہوں، کتوں اور ساز و سامان کے دیئے میں کیا کہوں آیا میں اس کی جودت کلام پر رشک کروں یا کثیر بخشش پانے پر۔

ابو عبیدہ ولید بن روح سے روایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایک زمانہ تک نابغہ نے شعر نہ کہا ایک دن اس نے اپنے کپڑے دھونے اور گھوڑوں کو باندھنے کا حکم دیا، اور لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے یہ شعر کہے :

المرءُ يأملُ ان يعيش — انسان تمنا کرتا ہے کہ زندہ رہے

وطولُ عيشٍ ما يضرّهُ — اور طویل زندگانی اسے نقصان پہنچاتی ہے

تفنى بشاشتهُ و يبقى — اس کے چہرے کی بشاشت ختم ہو جاتی ہے

بعد حلوِ العيش مرُّهُ — اور زندگی تلخ ہو جاتی ہے

وتخونهُ الايّام حتّى — زمانہ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے، حتیٰ کہ

لا يرى شيئاً يسرّهُ — اس کے لئے کوئی خوش کن بات باقی نہیں رہتی۔

کم شامتٍ بی ان ھلکتُ ✗ — کتنے ایسے ہیں جو میری موت کے آرزومند ہیں
وقائلٍ للہ درّہ[1] — اور کتنے میری تعریف کرنے والے ہیں

اس کا یہ شعر زبان زد خلائق ہے :-

نُبِّئْتُ انّ ابا قابوس اَوْعَدَنِیْ — لوگ کہتے ہیں کہ ابو قابوس نعمان مجھ سے خفا ہے
ولا قرارَ علی زأرٍ من الاسدِ — شیر کی چنگھاڑ کے سامنے کون ثابت قدم رہ سکتا ہے

یہ شعر حجاج نے اپنے حسب حال پڑھا تھا جبکہ عبد الملک اس سے ناراض ہوا تھا۔ اس کا یہ شعر:-

فلو کفّیَ الیمنیٰ بغتك خونًا — اگر میرا داہنا ہاتھ خیانت کرتے ہوئے تجھ سے بغاوت کرتا
لافردتُ الیمینَ من الشمال — تو میں اسے کاٹ ڈالتا۔

مثقّب عبدی نے اس مضمون کو اخذ کیا ہے، چنانچہ کہتا ہے :-

ولو انّی تُخالفنی شمالی — اگر میرا بایاں ہاتھ میرے خلاف چلتا
بنصرٍ لم تُصاحبها یمینی — تو داہنا اس کا ساتھ نہ دیتا

اس کا یہ شعر:-

فحمّلتنی ذنبَ امرئٍ وترکتَہ — تو نے مجھ پر دوسرے کا گناہ لاد دیا
کذی العرّ یُکوی غیرہ وھو راتعٌ — جیسے خارشی اونٹ کو چھوڑ کر غیر خارشی کو داغا جاتا ہے

کُمیت نے اس مضمون کو اپنے اس شعر میں لیا ہے :-

ولا اکوی الصّحاحَ براتعاتٍ — میں تندرست اونٹوں کو خارشی اونٹوں کے ساتھ نہیں داغتا
بھنّ العرُّ قبلی ما کوینا — اگر خارش نہ ہوتی تو ہم انہیں کبھی نہ داغتے

اس کا یہ شعر:-

واستبقِ ودّك للصّدیق ولا تکن — دوستوں کیلئے محبت کو باقی رکھو ایسے نہ بن جاؤ
قتبًا یعضّ بغاربٍ ملحاحا — جس طرح پالان اونٹ کی گردن سے لگا رہتا ہے

ابن میادہ نے یہ مضمون اس طرح لیا ہے :-

ما ان الحّ علی الاخوان اسألھم — میں دوستوں کے پیچھے نہیں پڑا رہتا
کما یلحّ بعظم الغارب القتبُ — جس طرح گردن کی ہڈی سے پالان چپٹا رہتا ہے

---

[1] یہ شعر نابغہ جعدی کی طرف بھی منسوب ہے۔

کہتے ہیں نابغہ نے نعمان کی ہجو کی :-

قبّح اللہ ثم ثنی بلعنٍ	خدا لعنت بر لعنت کرے
وارث الصائغ الجبان الجہولا	بزدل جاہل سنار کے وارث پر

سنار سے مراد عطیّہ ہے جو نعمان کی ماں سلمٰی کا باپ تھا، اہل عرب کی عادت ہے کہ وہ حشرات الارض کی زبانی کہاوتیں کہا کرتے ہیں مفضل ضبّی بیان کرتا ہے کہ ایک بستی ایک سانپ کی وجہ سے خالی ہو گئی، تو دو بھائی اس کے مقابلہ کیلئے نکلے، سانپ نے ایک کو مار ڈالا، مگر دوسرے بھائی نے قابو پا لیا تو سانپ بولا کہ اگر تو مجھے چھوڑ دے تو ہر دن ایک دینار دوں، اس نے اس کو قبول کر لیا، حتٰی کہ وہ مالدار ہو گیا، ایک دن اسے بھائی کی یاد ستانے لگی کہنے لگا بھائی کے بعد زندگی کس کام کی لہٰذا اس نے ایک کلہاڑی لی اور اس کے سوراخ کے قریب پہنچ گیا اور کلہاڑی سانپ کے سر پہ ماری مگر گہرا زخم نہ لگا جب سانپ بچ کر نکل گیا تو وہ اس سے دینار مانگنے لگا۔ وہ بولا جب تک یہ قبر میرے صحن میں ہے اور یہ زخم کا نشان میرے سر پہ ہے میں تجھ سے بے خوف نہیں رہ سکتا، نابغہ اس بارے میں کہتا ہے :-

تذکّرانّی یجعل اللہ فرصۃً	اس نے سوچا مالدار تو ہو ہی گیا ہوں
فیصبح ذا مالٍ ویقتل واترہ	کسی طرح اس کو قتل کر ڈالوں
فلمّا وقاھا اللہ ضربۃ فاسہ	مگر جب وہ ناگن اس کے کلہاڑے سے بچ گئی۔
وللبرّ عین لا تغمّض ناظرہٗ	اللہ کی آنکھ تو کبھی بند نہیں ہوتی
فقالت معاذ اللہ اُعطیک انّنی	تو اس نے کہا پناہ بخدا ہو میں تجھے کچھ دوں
رأیتک غدّارًا یمینک فاجرہ	تو غدار ہے، اور اپنی قسم کو توڑنے والا ہے
ابی لی قبرٌ لا یزال مقابلی	وہ قبر جو میرے سامنے رہتی ہے اور میرے سر پہ جو کلہاڑے
وضربۃ فاسٍ فوق رأسی فاقرہ	کا نشان ہے مجھے روکتا ہے کہ میں تجھے کچھ دوں

اس کے یہ شعر بھی لٹے گئے ہیں :-

لو انّھا عرضت لاشمط راھبٍ	اگر وہ کسی بڈھے راہب
عبدالالٰہ صرورۃٍ متعبّدٍ	خدا پرست غیر شادی شدہ کے سامنے آجاتی
لرنا لبھجتھا وحسن حدیثھا	تو وہ اس کے حسن وحسن کلام کا گرویدہ ہو جاتا۔

زہیر بن ابی سُلمیٰ

زہیر بن ربیعہ بن قرط کو لوگ مزینہ کی جانب منسوب کرتے ہیں، مگر وہ غطفانی ہے وہ اپنے آپکو مزینہ کی جانب منسوب نہیں کرتا، البتہ کعب بن زہیر کے ایک شعر سے یہ بات ٹپکتی ہے:۔

ھُمُ الاَصلُ مِنّی حیثُ کنتُ واننی	وہی میری جڑ ہیں اور میں صاحب
من المُزَنیین المُصَفِین بالکرَمِ	شرافت مزنیوں سے ہوں۔

بڑے جاہلی شعراء میں نسلاً بعد نسلاً زہیر کی نسل میں شاعری چلی اور اسلام میں جریر کی اولاد میں زہیر، اوس بن حجر کا راوی تھا۔ روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اپنے سب سے بڑے شاعر کے شعر سناؤ، لوگوں نے دریافت کیا وہ کون؟ آپ نے فرمایا: زہیر۔ لوگوں نے دریافت کیا وہ بڑا کیوں ہے؟ فرمایا گنجلک بات نہیں کہتا، نامانوس کلام نہیں لاتا اور اسی چیز کی تعریف کرتا ہے جو انسان میں ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

اذا ابتدرت قیس بن عیلان غایۃً	جب قیسی کسی بزرگی کی طرف
من المجد من یسبق الیھا یسوّد	دوڑتے ہیں جو سردار بنا دے
سبقت الیھا کل طلق مبرّز	تو تو نے بھیج دیا اس کی طرف ہر شریف
سبوق الی الغایات غیر مبلّد	بہادر کو جو سبقت لے جانے والا ہوتا ہے اور سست نہیں ہوتا
فلو کان حمد یخلد الناس لم تمت	اگر حمد سے کوئی زندہ رہتا تو قیسی کبھی نہ مرتے
ولکنّ حمد المرء لیس بمخلد	مگر حمد ہمیشگی نہیں بخشتی۔

قدامہ بن موسیٰ بڑا شعر فہم تھا وہ زہیر کو ترجیح دیتا تھا، اور اس کے شعر کو پسند کرتا تھا:۔

قد جعل المبتغون الخیر فی ھرم	لوگوں نے ہرم میں بھلائی ہی بھلائی پائی
والسائلون الی ابوابہ طرقا	اور سائل اس کے دروازے کی طرف دوڑتے ہیں،
من یلق یوماً علی علاتہ ھرماً	جو بھی کسی حالت میں ہرم سے ملیگا تو دیکھے گا۔
یلق السماحۃ فیہ والندیٰ خلقا	کہ وہ سراپا جود و سخاوت ہے۔

عکرمہ بن جریر کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے کہا سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ اس نے پوچھا جاہلیت میں یا اسلام میں؟ میں نے کہا جاہلیوں میں! اس نے کہا زہیر۔ میں نے کہا اور اسلام میں، کہا فرزدق! میں نے کہا: اخطل کہنے لگا وہ شراب اور بادشاہوں کی تعریف خوب کرتا ہے۔ میں نے کہا اور آپ کہنے لگا میں نے شعر کو خوب کھنگالا ہے۔ عبدالملک نے شعراء سے پوچھا کونسا شعر مدح میں اکمل ہے، سب نے زہیر کے اس شعر پر اتفاق کیا:

تراہُ اذا ما جئتہ متھللاً	جب بھی تم اسکے سامنے جاؤ تو خندہ پیشانی سے ملیگا
کأنّک تعطیہ الذی انت سائلہ	گویا کہ تم اس سے مانگ نہیں رہے ہو، بلکہ دے رہے ہو۔

خلف احمر سے پوچھا گیا کہ زہیر بڑا شاعر ہے یا اس کا بیٹا کعب کہنے لگا اگر زہیر کے چند شعر جن کی لوگ بڑی تعریف کرتے ہیں نہ ہوتے، تو میں کعب کو بڑا شاعر کہتا۔ وہ شعر یہ ہیں:۔

لمن الدیارُ بقنّۃِ الحجر	یہ حجر میں کس کے آثارِ دیار ہیں
اقوین من حِججٍ ومن دھرٍ	جو زمانوں سے خالی پڑے ہوئے ہیں
ولأنت اشجعُ من اُسامۃ اِذ	تو شیر سے بھی زیادہ بہادر ہے جبکہ
دُعِی النّزالُ ولجّ فی الذّعر	وہ مقابلہ کے لئے بلایا جائے اور لڑنے لگے
ولأنت تفری ما خلقت وبعض	تو کاٹ دیتا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور بعض لوگ ارادہ کرتے ہیں
القوم یخلق ثمّ لا یفری	مگر کاٹ نہیں سکتے (تو جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے)۔
لوکنت من شئ سوی بشرٍ	اگر تو انسان نہ ہوتا، تو
کنت المنوِّر لیلۃ البدرِ	تو چودھویں کا چاند ہوتا

زہیر کے کلام میں عفت وللّہیت ہوتی ہے، وہ حشر و نشر پر بھی ایمان رکھتا ہے۔ کہتا ہے:۔

یُؤخّر فیوضع فی کتابٍ فیدّخر	اعمال اعمالنامہ میں لکھ دیئے جاتے ہیں
لیوم الحساب اَو یُعجّل فینقم	قیامت کے دن کیلئے ورنہ اس دنیا میں ہی بدلہ لیا جاتا ہے

زہیر نے ایک عورت کو اپنے ایک شعر میں تین طرح سے تشبیہ دی ہے:۔

نازعت المھا شبھا ودرّ البحور	اس میں نیل گائے کی سی مشابہت ملتی ہے
وشاکھت فیھا الظّباءُ	اور موتیوں جیسی ہے اور ہرنیوں جیسی ہے
فامّا ما فویق العقد منھا	اور اس کی گردن اس ہرنی کی گردن کے

فمن ادماء مرتعها خلاءٌ — مشابہ ہے جو کھلے میدان میں چری ہو

آگے تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے :-

واما المقلتان فمن مہاۃٍ — آنکھیں نیل گائے کی سی ہیں
وللدّرِ الملاحۃُ والصّفاءُ — اور ملاحت وصفائی موتیوں ایسی ہے

بعض راوی کہتے ہیں کہ اگر زہیر اس رسالہ کو دیکھتا جو حضرت عمرؓ نے (قضا کے بارے میں) ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا تو جو کچھ وہ کہہ گیا ہے اس سے زیادہ نہ کہتا یعنی :-

فانّ الحق مقطعہٗ ثلاثٌ — حق کے فیصلے کی تین ہی راہیں ہیں
یمینٌ او نفارٌ او جلاءُ — قسم، اپیل، یا توضیح

اس کا یہ شعر بطور ضرب مثال پڑھا جاتا ہے :-

وھل یُنبِتُ الخطّیّ الّا وشیجہٗ — خطی نیزہ اچھے بانس ہی سے پیدا ہوتا ہے
وتُغرَس الّا فی معادنہا النخلُ — اور کھجور اپنے مقام پر ہی لگائی جاتی ہے

یہ شعر پسند کیا جاتا ہے :-

یَطعنُھم ما ارتموا حتّٰی اذا اطّعنوا — وُہ نیزہ بازی کرتا رہا جب تک کہ وہ تیر اندازی کرتے رہے
اور جب وہ نیزہ بازی کرنے لگے، تو وہ شمشیر زنی کرنے لگا،
ضاربَ حتّٰی اذا ما ضاربوا اعتنقا — اور جب وہ شمشیر زنی پر اتر آئے تو اس نے کولیا لیا۔

یہ شعر بھی پسند کیا جاتا ہے :-

ھُوالجوادُ الّذی یُعطِیكَ نائلہٗ — وہ سخی ہے دیتا ہے بغیر ٹال مٹول کے
عفواً ویُظلمُ احیاناً فیَنظلِمُ — اور ظلم کیا جاتا ہے تو برداشت کرتا ہے

اس معنی میں زہیر نے سبقت کی ہے، یہ مضمون سوائے کثیر کے کسی نے نہیں باندھا، وہ عبدالعزیز بن مروان کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے :-

رأیتُ ابن لیلیٰ یعتری صلبَ مالہٖ — میں دیکھتا ہوں کہ ابن لیلیٰ کے قلیل و کثیر مال
مسائلُ شتّٰی من غنیٍّ ومُصرِمِ — کو مختلف درخواستیں گھیرے رہتی ہیں۔
مسائلُ ان توجد لدیہ تجُد بہا — جن کے لئے وہ خرچ کرتا رہتا ہے اور اگر
یداہُ وان یظلم بہا یتظلّمِ — اس پر ظلم کیا جائے تو وہ ظلم کو قبول کرتا ہے۔

کہتا ہے :-

ترکتُ الخبیثَ لم اشارکْ ولم ادقْ　　میں نے بُرائی کو چھوڑ دیا ہے میں اسکے قریب بھی
ولکن اعفُّ اللہ مالی ومطعمی　　نہیں جاتا، اپنے کھانے پینے میں عفیف ہوں،
فقومی واعدائی یظنّون انّنی　　میرے دوست اور دشمن یقین کرتے ہیں کہ وہ
متی یحدثوا امثالہا اتکلّم　　ایسی ویسی باتیں کرینگے تو میں بول پڑوں گا

لم ادق بمعنی لم ادنُ ہے اسی سے ذوالرمہ کا یہ شعر ہے :

کانتْ اذا وَدَقتْ امثالہنّ لہٗ　　فبعضہنّ علی الآلافِ مُنشَعِب

کمان کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے :-

کتومٌ طلاعِ الکفِّ لادونَ ملئہا　　اس سے ہاتھ بھر جاتے ہیں۔
ولا عَجسُہا عن موضعِ الکفِّ أفضَلا　　اس کا دستہ ہاتھ سے بڑھا ہوا بھی نہیں ہے۔
اذا ما تعاطوہا سمعتَ لصوتہا　　جب اس کو اُٹھاتے ہیں تو آواز کرتی ہے
اذا انبضوا عنہا نئیماً وازملا　　اور چڑھاتے ہیں تو چڑچڑ کرتی ہے۔

نئیمٌ اُلّو کی آواز کو اور ازمل جن کی آواز کو کہتے ہیں۔

پھر تیر اور تیر باز کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے :-

کساہنّ من ریشٍ یمانٍ ظواہرا　　ان پر گدھ کے سے پر ہیں چھوٹے اور
سخاماً لواماً لیّن المسِّ اطحلا　　بڑے نرم اور خاکستری رنگ کے
یخرن اذا انفذنَ فی ساقطِ الندیٰ　　جب ان کو پھینکا جاتا ہے، اگرچہ ترشح کا
وان کان یوماً ذا اہاضیب مخضلا　　دن ہو تو وہ چرچر بولتے ہیں۔
خوار المطافیل الملمّعۃ الشّوی　　ان تیروں سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے بچوں والی
واطلائہا صادفن عرنان مُبقلا　　نیل گائیں عرنان کو سرسبز و شاداب دیکھ کر کرتی ہیں
کأنّ مدبّ النمل یتّبع الرّبیٰ　　گویا چونٹیاں ٹیلے کی طرف جا رہی ہیں یا ٹھنڈک
ومُدرجَ ذرٍّ خاف برداً فاسہلا　　سے ڈر کر پست زمین کی طرف آ رہی ہیں
علی صفحتیہ بعد حین جلائہ　　(جوہر) صیقل کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے، وہ کتنا
کفیٰ بالذی ابلیٰ وانعت منصلا　　خوش نصیب ہے جو اس کے ذریعے بہادری کے جوہر دکھائے

لقیط بن یعمر :-

وہ لقیط بن یعمر ایاد سے ہے، ایاد، نزاریوں میں تعداد، حسن، درازی، قوت اور طاقت میں سب سے بڑھ کر تھے، کسی بادشاہ کے زیر فرمان نہ تھے، نہ خراج ادا کرتے تھے وہ سب سے پہلے معدی ہیں جو تہامہ سے نکلے اور سواد میں اقامت گزیں ہوئے، وہ بحرین اور سنداد و خورنق کے علاقہ پر قابض ہو گئے، سنداد ایک نہر تھی، حیرہ اور ابلہ کے درمیان، انہوں نے نوشیروان کے مال پر لوٹ ڈالی تھی، لہٰذا اس نے مقابلہ کیلئے لشکر بھیجے انھوں نے اسے بار بار شکست دی، پھر وہاں سے کوچ کر گئے اور جزیرے میں آ ٹھہرے، تو کسریٰ نے ساٹھ ہزار مسلح فوج انکے مقابلے کیلئے بھیجی۔ لقیط حیرہ میں رہ گیا تھا، تو اس نے انہیں یہ شعر لکھ کر بھیجے :-

سَلامٌ فی الصّحیفۃِ من لقیطٍ	لقیط کی طرف سے ان ایادیوں کو
الیٰ مَن بالجزیرۃ من اَیادِ	سلام پہنچے جو جزیرے میں ہیں
باَنّ اللیثَ کِسریٰ قد اتاکم	کہ کسریٰ شیر تمہاری طرف آرہا ہے
فلا یشغلکمُ سَوق النقّادِ	کہیں بکریوں کے ہانکنے میں نہ مشغول ہو جانا!
اَتاکم منھمُ ستّونَ الفاً	ساٹھ ہزار آ رہے ہیں
یزجُون الکتائبَ کالجرادِ	جو ٹڈی دل لشکر ہے
علیٰ حَنَقٍ اتیناکمُ فھذا	بڑے غصے میں بھرے ہوئے ہیں
اوانُ ھلاکِکم کھلاکِ عادِ	قوم عاد کی طرح یہ تمہاری ہلاکت کا وقت ہے

لہٰذا ایادی کسریٰ کے لشکر کیلئے مستعد ہو گئے اور ان سے خوب لڑے، دونوں فریق کے بہت آدمی کام آئے، پھر لشکر واپس ہو گیا، اسکے بعد وہ مختلف ہو گئے، کچھ شام چلے گئے، کچھ سواد کی طرف لوٹ آئے اور ایک گروہ جزیرہ ہی میں رہا، اسی قصہ کے بارے میں لقیط اپنے قصیدہ میں کہتا ہے جس کا پہلا مصرعہ ہے:-

یا دارَ عمرۃَ من محتلّھا الجرعا	اے عمرہ کے ریگستان والے لوگو!
یا لھفَ نفسی ان کانت امورُکم	افسوس ہے اگر تم میں نا اتفاقی ہو
شتّیٰ وابرمَ امرُ النّاسِ فاجتمعا	اور دوسرے لوگوں میں اتحاد ہو

احرارُ فارسَ ابناءُ الملوكِ لهم — فارس کے شریف شہزادے

من الجموعِ جموعٌ تزدهي القلعا — تمہارے لئے جمع ہوئے ہیں جو قلعوں کو کچھ نہیں سمجھتے

فهم سراعٌ اليكم بين ملتقطٍ — وہ جلد تمہاری طرف

شوكًا وآخر يجني الصابَ والسلعا — ہتھیار لے کر بڑھ رہے ہیں

هو الجلاء الذي تبقى مذلته — یہ ایسی بات ہے کہ اسکی ذلّت تم پر باقی رہے گی

ان طار طائركم يومًا وان وقعا — خواہ تمہارا پرند اُڑ جائے یا گر جائے

قوموا قيامًا على امشاطِ ارجلكم — سیدھے کھڑے ہو جاؤ

ثم افزعوا قد ينال الامن من فزعا — پھر گھبرا دو وہ گھبرانے والا امن پالیتا ہے

وقلدوا امركم لله درّكم — اپنا سردار بناؤ

رحبَ الذراع بامر الحرب مضطلعا — باہمت جنگجو انسان کو

لا مترفًا ان رخاءُ العيش ساعدهٗ — جو عیش پرست نہ ہو

ولا اذا عضّ مكروهٌ به خشعا — کہ مصائب کے ساتھ جھک جائے۔

ما انفكّ يحلب درّ الدهر اشطرهٗ — تجربہ کار ہو

يكون متبعًا طورًا ومتّبعا — کبھی خادم بنا ہو کبھی مخدوم

حتى استمرّت على شزرٍ مريرتهٗ — سخت اور مضبوط ہو

مستحكم السنّ لا قحمًا ولا ضرعا — پختہ عمر نہ بڈھا ہو نہ کمزور

طرفہ بن العبد :-

وہ طرفہ بن العبد بن السفیان ہے، اس کی شاعری خوب پُر اثر ہے، لِخَوْلَةَ أَطْلَالٌ بِبُرْقَةِ ثَهْمَدِ اس کا مشہور قصیدہ ہے، اس کے علاوہ بھی اس کے اچھے اچھے شعر ہیں۔ راویوں کے پاس اس کے اور بہت کم شعر باقی رہے ہیں، شرافتِ نسبی کی بنا پر لوگوں کی ہجو اور اپنی قوم کی ہجو پر خوب جری تھا، عبد عمرو بن بشر بن مرثد اس کا بہنوئی تھا، یہ بڑا سردار تھا، طرفہ کی بہن نے شوہر کی شکایت کی تو اس نے کہا :-

وَلَا عَيْبَ فِيهِ غَيْرَ أَنَّ لَهُ غِنًى	اس میں یہی عیب ہے کہ وہ مالدار ہے
وَأَنَّ لَهُ كَشْحًا إِذَا قَامَ أَهْضَمَا	اور نازک کمر ہے
وَأَنَّ نِسَاءَ الْحَيِّ يَعْكُفْنَ حَوْلَهُ	قبیلے کی عورتیں اس کے گرد رہتی ہیں
يَقُلْنَ عَسِيبٌ مِنْ سَرَارَةِ مُلْهِمَا	کہتی ہیں کہ وہ نازک شاخ کھجور کی مانند ہے

عمرو بن ہند نے سُنا تو شکار کیلئے نکلا، عبد عمرو اس کے ساتھ تھا، اس نے ایک گورخر شکار کیا اور عبد عمرو سے کہا ذرا اسے قابو کرے تو وہ نہ کر سکا، عمرو بن ہند نے ہنستے ہوئے کہا، طرفہ نے دیکھ کر ہی یہ شعر کہا ہے :-

وَلَا عَيْبَ فِيهِ غَيْرَ أَنَّ لَهُ غِنًى　　وَأَنَّ لَهُ كَشْحًا إِذَا قَامَ أَهْضَمَا

عمرو بن ہند بڑا شریر تھا، طرفہ نے اس کے بارے میں یہ شعر کہا تھا :-

فَلَيْتَ لَنَا مَكَانَ الْمَلْكِ عَمْرٍو	کاش! سردار عمرو کی بجائے دودھیل بھیڑ ہوتی
رَغُوثًا حَوْلَ قُبَّتِنَا تَخُورُ	جو غور خور کرتی رہتی

عبد بن عمرو نے کہا حضور آپ کے بارے میں جو کچھ اس نے کہا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے، کہا کیا نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے، کہا، ہاں! اس نے چٹھی لکھ کر بلا بھیجا، طرفہ آیا تو اس سے کہا بحرین کے گورنر کے پاس یہ چٹھی لے جاؤ وہ تمہیں انعام دیگا، مگر چٹھی میں لکھا تھا کہ اسے قتل کر دینا، چنانچہ اس نے طرفہ کو قتل کر دیا کتاب الشراب میں میں نے اس کا قصہ بیان کر دیا ہے -

روایت ہے کہ معلّی بن حنش العبدی نے اسے قتل کرایا اور جس نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا وہ حایہ بن نہرہ العقلی تھا، یہ طسم و جدیس کا ایک بطن ہے، اس کے بہترین شعر یہ ہیں :-

ارىٰ قبر نحّامٍ بخيلٍ بمالہ	میں دیکھتا ہوں کہ بخیل کی قبر بھی مسرف کی
كقبرِ غويٍّ فی البطالۃ مفسدٖ	قبر جیسی ہوتی ہے جو خواہ مخواہ مال گنوا دیتا ہے
ارى الموت يعتام الكِرامَ ويصطفى	میں دیکھتا ہوں کہ موت شریف لوگوں کو اٹھاتی جاتی ہے
عقيلۃَ مالِ الفاحشِ المتشدّدِ	اور سخت بخیل کے مال کو بھی لیتی جاتی ہے
ارى الدّهر كنزًا ناقصًا كلَّ ليلۃٍ	میں دیکھتا ہوں کہ زمانے کے خزانے دن بدن کم ہوتے جاتے
وما تنقص الايّامُ والدّهر ينفدٖ	ہیں۔ جو چیز روزانہ گھٹتی رہیگی بالآخر ختم ہو کر رہے گی۔
لعمرك ان الموت ما اخطأ الفتىٰ	موت جب تک بھی انسان کو چھوڑے رکھے ایسے ہے کہ
لكا الطِّولِ المرخىٰ وثنياہ باليدٖ	جیسے ڈور کو ڈھیلی چھوڑ دیں اور سرا ہاتھ میں ہو

طرفہ چھوٹا سا تھا، کہ باپ مرگیا چچوں نے کچھ نہ دیا، تو اس نے یہ شعر کہے :۔

ما تنظرون بمالِ وردۃَ فيكمُ	وردہ کے مال کے بارے میں کیا سوچ رہے ہو
صغر البنونَ ورهطُ وردۃ غيّبٌ	جبکہ اس کے بچے چھوٹے اور مددگار غائب ہیں
قد يبعث الامر العظيم صغيرہٗ	چھوٹی باتوں سے بڑی باتیں اٹھتی ہیں
حتىٰ تظلّ لہ الدّماء تصبّبُ	حتیٰ کہ خون بہنے لگتا ہے۔
والظلم فرّق بين حيّي وائلٍ	ظلم ہی کی بنا پر وائل کے دو
بكرٍ فساقتها المنايا تغلبُ	قبیلوں میں جنگ ہوئی تھی
والصّدق يالفہ الكريم المرتجىٰ	شریف سچائی کو پسند کرتا ہے
والكذب يألفہ الدّنیّ الاخيبُ	اور محروم کمینہ جھوٹ کو۔

اس کے یہ شعر حسبِ حال پڑھے جاتے ہیں :۔

وتردّ عنك مخيلۃ الرّجل	متکبر شریر انسان
العريضِ موضحۃ عن العظمِ	ضرب کاری ہی سے باز آتا ہے
بحسامِ سيفك اولسانك والـ	یا تلوار کے گھاؤ سے یا زبان کے
كلم الاصيل كارغب الكلمِ	اور زبان کا گھاؤ بڑا ہوتا ہے

اور یہ شعر :۔

لنا یومٌ وللکروانِ یومٌ — ایک دن ہمارے لئے ہے اور ایک دن کروان کیلئے
تطیر البائساتُ وما نطیرُ — وہ اُڑ جاتے ہیں اور ہم نہیں اڑتے

کِرَوان جمع ہے کَروان کی، جیسے شِقدان اور شَقدان اور یہ ایک کیڑا ہے۔
روایت ہے، کہ سب سے پہلے جو شعر طرفہ نے کہا وہ یہ ہے، وہ اپنے چچا کے ساتھ سفر میں گیا تھا، وہاں اس کے چچا نے جال لگایا، جب چلنے لگے تو اس نے کہا:۔

یا لکِ من قبّرۃٍ بمعمرِ — اے چڑیا!
خلا لکِ الجوُّ فبیضی واصفری — فضا صاف ہوگئی اب چاہے انڈے دے چاہے گا
ونقّری ما شئتِ ان تنقّری — اور جب تک جی چاہے ٹھونگیں مار اور بچے نکال
قد رفع الفخّ فما ذا تحذری — جال اُٹھا لیا گیا اب کیا ڈر
لابدّ یومًا ان تصادی فاصبری — تو ایک دن ضرور شکار کرلی جائیگی انتظار کر

المتلمِّس :۔

وہ جریر بن عبد المسیح بنو ضبیعہ سے ہے، اس کے ماموں بنو یشکر سے ہیں وہ عمرو بن ہند شاہِ حیرہ کا ندیم تھا، طرفہ کے ساتھ اس نے گورنر بحرین کے نام اس کو بھی چٹھی دی تھی، اور اس میں اس کو قتل کردینے کو لکھا تھا، اس نے اپنی چٹھی ایک لڑکے کو پڑھنے کو دی، اس نے کہا، کیا آپ متلمّس ہیں؟ اس نے کہا ہاں! کہنے لگا آپ نجات پاگئے بادشاہ نے آپ کے قتل کا حکم دیا ہے، اس نے وہ خط حیرہ کی نہر میں بہا دیا اور شعر کہے:

والقیتُھا بالثّنی من جنبِ کافرٍ — میں نے اسے نہر کا فر کے موڑ پر ڈال دیا میں ہر گمراہ کن
کذٰلک اقنو کلّ قطٍّ مضلّلٍ — چٹھی کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں۔
رضیتُ لھا بالماءِ لمّا رأیتُھا — جب میں نے اس سے آگاہی پالی تو پانی ہی کو پسند کیا،
یجولُ بھا التیّار فی کلّ جدولٍ — اب موجیں اس کو لئے پھرتی ہیں،

اس نے طرفہ کو روکا مگر وہ نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور یہ شعر کہے:۔

من مبلغ الشعراء عن اخويهم	شعراء کو ان کے دو بھائیوں کی طرف سے یہ خبر
خبرا فتصدق تهمبذاك الانفس	پہنچا دو، جس کی لوگ تصدیق کریں گے
اودى الذى علق الصحيفة منهما	خط لے جانے والا ہلاک ہو گیا
ونجا حذار حبائه المتلمس	اور المتلمس بچ گیا۔
الق الصحيفة لا ابالك انه	کم بخت خط کو پھینک دے
يخشى عليك من الحباء النقرس	کیوں کہ جان کا خطرہ ہے

اس کے بہترین اشعار یہ ہیں:۔

وكنت الامثال قاطع كفه	بكف له اخرى فاصبح اجذما
يداه اصابت هذه حتف هذه	فلم تجد الاخرى عليها مقدما
فلما استقاد الكف بالكف لم يجد	له دركا فى ان تبينا فاحجما
فاطرق اطراق الشجاع ولو راى	مساغا لناباه الشجاع لصمما
لذى الحلم قبل اليوم ما تقرع العصا	وما علم الانسان الا ليعلما

اس نے اس قول میں حد سے تجاوز کیا ہے:۔

احارث انا لو تساط دماءنا	اے حارث اگر ہمارے خون ملا دیئے جائیں
تزايلن حتى لا يمس دم دما	تب بھی وہ دوسروں کے خون سے ممتاز رہینگے

کہتا ہے کہ ان کے خون دوسروں کے خون سے ممتاز رہتے ہیں۔ حالانکہ ایسا تو نہیں ہوتا

اس کا لقب متلمس اس بنا پر پڑا:۔

وذاك اوان العرض جن ذبابه	یہ عرض کی بہار کے دن ہیں اس موسم میں مکھیاں مجنون ہوگئی
زنابيره والازرق المتلمس	ہیں۔ زنبور بھی اور نیلی مکھی بھی جو طالب ہے۔

عرض ایک وادی کا نام ہے، اور ایک روایت میں ہے حیّ ذبابہ۔

حارث بن حِلزہ :-

وُہ بنی یشکر سے ہے وہ مبروص تھا، "آذنتنا ببینھا اسماءُ" اسی کا شعر ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ قصیدہ اس نے عمرو بن ہند کے سامنے بکر و تغلب کی صلح کے بعد فی البدیہہ پڑھا تھا۔ وہ ستّر پردوں سے ورے یہ قصیدہ پڑھ رہا تھا، بادشاہ نے پسندیدگی کی وجہ سے سب پردے اُٹھوا دیئے۔ اس کے یہ شعر حسبِ حال پڑھے جاتے ہیں :-

عِشْ بجدٍّ لا یضرّک النوکُ ما اوتیتَ جدّا — اگر تُو تونگر ہے تو حماقت سے نہ ڈر

والنّوکُ خیرٌ فی ظِلالِ العیشِ ممّن عاشَ کدّا — تونگری کے ساتھ بیوقوفی بہتر ہے سخت علیشی سے

المرقّش الاکبر :-

وہ ربیعہ بن سعد بن مالک ہے۔ بعض لوگ عمرو بن سعد بن مالک بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ سے بتاتے ہیں، اِس شعر کی بنا پر اس کا لقب مرقش پڑا :-

الدارُ قفرٌ والرّسومُ کما — گھر ویران ہے اور نشانات

رقّشَ فی ظھرِ الادیمِ قلمُ — جیسے چمڑے پر قلم کی تحریر

وہ عرب کے مشہور عشاق سے ہے۔ اسکی معشوقہ اسماء بنت عوف بن مالک بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ تھی۔ اس کے باپ نے ایک مرادی سے شادی کردی تھی، مرقش موجود نہ تھا، جب وہ آیا تو اس کو پتہ چلا تو اس کی تلاش میں نکلا ۔۔۔۔ اس کے ساتھ غفیلہ کا ایک خادم تھا، رہ میں بیمار ہوگیا، غفیلہ اس کو غار میں چھوڑ آیا، اور آکر کہہ دیا کہ مرگیا ہے۔ انھوں نے اسے پکڑ کر مارا، حتیٰ کہ اس نے اقرار کرلیا تو انھوں نے اس کو قتل کردیا۔ روایت ہے کہ جب اسماء کو پتہ چلا تو آدمی بھیجا وہ اس کے پاس لایا گیا۔ درندوں نے اس کی ناک کھالی تھی۔ اس بارے میں اس نے یہ شعر کہے :-

یا راکباً اِمّا عرضتَ فبلّغن — اے سوار اگر تو مکہ جائے تو یہ پیام پہنچا دینا
انَس بن عمروٍ حیث کان وحوملا — انس اور حومل کو
للہ درّ کما و درّ ابیکما — ذرا اپنی اور اپنے باپ کی شرافت کا خیال رکھنا
ان افلتَ الغفلیّ حتّی یقتلا — کہیں غفلی بچ کر نہ نکل جائے
من مبلغُ الفتیان انّ مرقّشاً — نوجوانوں کو پہنچا دو کہ مرقش
اضحٰی علی الاصحاب عبئاً مثقلا — دوستوں پر بوجھ ہو گیا ہے
ذهبَ السباع بانفہٖ فترکنہ — درندے اس کی ناک کھا گئے
ینهسْن عنہ فی القفاءِ مجدّلا — جنگل میں اس کو نوچ نوچ کر کھاتے ہیں
وکانّما یردُ السّباعُ بانفہٖ — درندوں نے اسکی ناک کو پن گھٹ بنا لیا ہے۔
اذ غابَ جمع بنی ضبیعۃَ منهلا — جبکہ بنی ضبیعہ سے اس کے پاس کوئی نہ تھا

کہتے ہیں یہ شعر اس نے کجاوے کی لکڑی پر لکھ دیئے تھے، وہ حمیری زبان لکھتا تھا، اس کی قوم نے پڑھ لئے تو خادم کو مارا، لہٰذا اُس نے اقرار کر لیا، اس کے بہترین شعر یہ ہیں :۔

فهل یرجعن لی لمّتی ان خضبتُها — اگر مَیں نے اپنے پٹھوں کو خضاب لگایا
الی عهدِها قبل الممات خضابُها — تو کیا وہ حسب سابق سیاہ ہو جائینگے
رأتْ اقحوان الشّیبِ فوق خطیطہٖ — اس نے بڑھاپے کی سفیدی اُسکے گنجے سر پر دیکھی
اذا مطرتْ لم یستکنّ صؤابها — جس کی بارش چھپتی نہیں ہے۔
فان یظعن الشیبُ الشبابَ فقد تری — اگر بڑھاپے نے جوانی کو رخصت کر دیا ہے
بہٖ لمّتی لم یرمِ عنها غرابُها — تو کیا ہوا، ابھی میرے کچھ بال تو سیاہ ہیں

اور یہ شعر :۔

ووادیۃٍ غبراءَ قد طال هدُها — بہت سی لمبی چوڑی وادیاں
تهالكَ فیها الورْدُ والمرءُ ناعِسُ — جہاں بہادر بھی ہلاک ہو جائیں
قطعتُ الی معروفها منکراتِها — مَیں ان کو قطع کرتا چلا گیا
بعیهمۃٍ تنسلّ واللیل دامسُ — ایک تیز رو ناقہ کے ساتھ جب رات تاریک تھی

وتسمع تزقاءً من البوم حولها	وہاں اُلّو کی آوازیں اس طرح سُنائی دیتی تھیں
كما ضُربتْ بعد الهدوءِ النّواقِسُ	جیسے رات میں ناقوس بجتے ہیں
واعرضَ اعلام كأنّ رؤوسها	سامنے ایسی چوٹیاں آئیں کہ معلوم ہوتا تھا
رؤوسُ رجالٍ في خليجٍ تغامِسُ	جیسے آدمیوں کے سر خلیج میں ہوں
ولمّا اضاءَ الليل عند شوائِنا	ہمارے کھانے پکانے کی جگہ رات کے وقت
عرانا عليه اطلسُ اللّونِ بائِسُ	ایک مفلس بھیڑیا آیا
نبذتُ اليه حزّةً من شوائِنا	تو مَیں نے اُسے ایک ہڈی پھینکی
حياءً وما فحشي على من اجالسُ	کیونکہ مَیں ہمنشینوں کے ساتھ بخل نہیں کرتا
فآبَ بها جذلان ينفض راسهٗ	وہ خوشی خوشی سر ہلاتا ہُوا چلا گیا
كما آبَ بالنّهب الكميّ المجالسُ	جیسے بہادر لٹیرا مالِ غنیمت لے کر لوٹتا ہے

یہ مضمون اس نے سب سے پہلے باندھا ہے :-

يابى الشبابُ الاقورين ولا	شباب مصائب کا انکار کرتا ہے اور نہ رشک کرو
تغبط اخاك ان يقال حكم	اگر کوئی شخص چودھری بن گیا ہے (کیونکہ بوڑھا ہو گیا)

اس مضمون کو عمرو بن قمیئہ نے اس سے لیا ہے چنانچہ کہتا ہے :-

لا تغبطِ المرءَ ان يقال لهٗ	اس پر رشک نہ کرو کہ لوگ کہیں فلاں آدمی
اضحى فلانٌ لسنّهٖ حكما	بنا بر معمّر ہونے کے چودھری بن گیا ہے
انْ سرّهٗ طولُ عمرهٖ فلقد	اگر وہ اپنی درازیِ عمر پر خوش ہے تو چہرے
اضحى على الوجهِ طولُ ما سلما	پر درازیِ عمر کے نشانات تو ہیں

مرقش اصغر :-

مرقش اکبر کا بھائی ہے بعض لوگ اسے بھتیجا بتاتے ہیں اسکے نام میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ عمرو بن حرملہ ہے اور بعض کہتے ہیں ربیعہ بن سفیان ہے۔ بنی سعد بن مالک بن ضبیعہ سے ہے، عرب کے مشہور عشاق سے ہے اس کی محبوبہ فاطمہ بنت منذر تھی، اسکی خادمہ دونوں کو ملاتی تھی، اس کا نام ہند بنت عجلان تھا، اسلئے اس نے اپنے اشعار میں ہند کا ذکر کیا ہے۔ مرقش کا ایک چچازاد خباب بن عوف بن مالک تھا، یہ بڑا گہرا دوست تھا، اور مرقش اس سے کوئی بات نہیں چھپاتا تھا۔ وہ اصرار کرتا رہا کہ صرف ایک رات مجھے اپنے بجائے بھیج دے۔ مرقش راضی نہ ہوا، پھر ایک دن وہ راضی ہو گیا اور اس کو سب کچھ طور طریق بتا دیئے جب وہ اس کے قریب گیا تو فاطمہ نے اسکے مساس کو عجیب محسوس کیا، اور اپنے سے دور کر دیا، کہنے لگی خدا اس بھید پر لعنت کرے جس کو بھیدی جانتا ہو۔ خادمہ آئی اور اس نے اسے نکال دیا۔ وہ مرقش کے پاس گیا اور ماجرا سنایا، تو اس نے افسوس میں اپنا انگوٹھا دانتوں سے کاٹ لیا، اور غیرت میں بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ شعر اس بارے میں ہیں ؎

الا یا اسلمی لا صرم لی الیوم فاطما	تو سلامت رہے اے فاطمہ! آج قطع تعلق نہ کر
ولا ابدًا ما دام وصلك دائمًا	بلکہ کبھی نہ کرنا جب تک کہ تیرا وصل دائم ہے
رمتك ابنة البكري عن فرع ضالة	بکری کی بیٹی نے تیر سے تیر مارا
وهن بها خوص يخلن نعائما	اور تیز رو اونٹنیوں نے جدا کر دیا
صحا قلبه عنها خلا أن روعة	دل خوشی میں آگیا ہے مگر اسکے خوف کا یہ عالم ہے کہ جب
اذا ذكرت دارت به الارض قائما	تیرا ذکر کیا جاتا ہے تو زمین چکراتی معلوم ہوتی ہے
افاطم لو ان النساء ببلدة	اے فاطمہ! اگر عورتیں کسی شہر میں ہوں اور تو
وانت باخرى لاتبعتك هائما	دوسرے شہر میں ہو تو میں تیرے پیچھے پیچھے جاؤنگا
متى ما يشأ ذو الود يصرم خليله	دوست جب بھی چاہے دوستی کو چھوڑ دے
ويغضب عليه لا محالة ظالما	اور ظلماً اس سے ناراض ہو جائے

وآلی جنابٌ حِلفَۃً فاطعتہٗ	جناب نے قسم دیدی تھی تو تو مجبور ہو گیا تھا
فنفسك ولِّ اللوم ان کنت نادما	تو اگر نادم ہے تو اپنے نفس کو ملامت کر
امن حلمٍ اصبحتَ تمکث واجما	کیا تو خوابوں سے ڈر گیا
وقد تعتری الاحلام من کان نائما	خواب تو سونے والوں کو آتے ہی ہیں

یہ مضمون اس نے سب سے پہلے باندھا :۔

ومن یلق خیراً یحمد الناس امرہ	جو بھلائی کریگا، لوگ اُس کی تعریف کرتے ہیں
ومن یغو لا یعدم علی الغیّ لائما	اور جو گمراہ ہوگا لوگ اس کی برائی کرینگے ۔

قطامی نے اسی سے لیا ہے کہ کہتا ہے :۔

والنّاس من یلق خیراً قائلون لہٗ	جو بھلا کرتا ہے لوگ اُسکی تعریف کرتے ہیں
ما یشتھی ولامِّ المخطئِ الھبلُ	اور خطا کار کو ہر ایک بُرا کہتا ہے ۔

علقمہ بن عبدہ :۔

وہ بنی تمیم سے ہے جاہلی ہے، اسے علقمۃ الفحل کہتے ہیں۔ یہ لقب اس طرح پڑا کہ اس نے اپنے اور امرئ القیس کے معاملہ میں اس کی بیوی جندب کو حکم بنایا تھا اس نے کہا تم دونوں شعر کہو جس میں گھوڑے کی تعریف ہو جو ایک ہی روی اور ایک ہی قافیہ پر ہو تو امرئ القیس نے کہا : ؎

خلیلیّ مُرّا بی علی اُمِّ جندبٍ	اے میرے دوستو! مجھے امِّ جندب کے پاس لے جاؤ
لنقضی حاجاتِ الفؤادِ المعذّبِ	تاکہ ہم دُکھے دل کی آرزوؤں کو پورا کریں ۔

علقمہ نے کہا :۔

ذھبتَ من الھجرانِ فی کلّ مذھبٍ	تو جدائی کے بارے میں غلط گمان کرتا ہے
ولم یكُ حقّاً کلّ ھذا التجنّبِ	گو اس کا یہ بچنا بھی اچھا نہیں ہے

پھر دونوں نے شعر سُنائے، اس نے امرئ القیس سے کہا، علقمہ تجھ سے بڑا شاعر ہے۔ اس نے

کہا: یہ کیسے؟ کہنے لگی، اس لئے کہ تو کہتا ہے :-

فللسّوط ألھوبٌ وللسّاق درّةٌ　　کوڑے سے تیزی اور ساق سے سرعت ہے

وللزّجر منہ وقعُ اخرجَ مھذب　　اور گویا کہ میں تیز رو شتر مرغ کو جھڑک رہا ہوں

تو نے گھوڑے کو کوڑوں سے تھکا دیا، اور اپنی ساق سے اس کو بھڑکایا۔ اور علقمہ کہتا ہے :-

فادرکھنّ ثانیاً من عنانہٖ　　باگ مڑتے ہی اس نے نیل گایوں کو جا لیا

یمرّ کمرّا لرائح المتحلّب　　چلتا ہے جیسے برسنے والا بادل

اس نے اپنے شکار کو پالیا درانحالیکہ وہ گھوڑے کی باگ صرف موڑ رہا تھا، نہ کوڑے سے اسے مارا نہ ساق سے دبایا نہ جھڑکا، امرئ القیس بولا، وہ مجھ سے بڑا شاعر نہیں ہے، مگر تو اس سے محبت کرتی ہے لہٰذا اُسے طلاق دیدی، تو علقمہ نے اُس سے شادی کرلی، تب سے وہ فحل کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قوم میں ایک علقمہ خصّی تھا، لہٰذا انھوں نے اس کے نام کے ساتھ فحل لگا دیا تاکہ دونوں میں امتیاز ہو سکے۔

الافوہ الاودی :-

وہ صلاءۃ بن عمرو مذحجی ہے۔ ابو ربیعہ کنیت ہے۔ یہ شعر اسی کے ہیں :-

لا یصلح القوم فوضیٰ لا سراۃ لھم　　بغیر سردار کے کام نہیں بنتا قوم کی اصلاح سرداروں سے ہوتی ہے

ولا سراۃ اذا جھّالھم سادوا　　جاہلوں کی سرداری، سرداری نہیں

تھدی الامور باھل الرأی ما صلحت　　معاملات اہل رائے سے درست ہوتے ہیں

فان تولّت فبالاشرار تنقاد　　ورنہ شریروں کے ہاتھ میں پڑ جاتے ہیں

اس کے بہترین شعر یہ ہیں :-

انّما نعمۃُ قومٍ متعۃٌ　　نعمت چند دنوں کی ہے

وحیاۃ المرء ثوبٌ مستعارٌ　　اور زندگی مستعار ہے

قَسَمَ الدّھر علینا انّہٗ	زمانہ جو کچھ لیتا ہے
ظلفٌ ما نال منّا وجبارٌ	اس کا کوئی قصاص نہیں

ظلف کے معنی باطل ہیں اور جبار کے معنی لغو ہیں۔ یہ قصیدہ عربی شاعری کا بہترین نمونہ ہے، اس کا مطلع ہے ؎

ان تری رأسی فیہ نزعٌ	اگر میرے سر کے بال جھڑ گئے ہیں
وشواتی خلۃ فیھا دوار	اور سر چکرانے لگا ہے

یہ شعر بھی اسی کے ہیں :۔

والمرء ما یصلح لہ لیلۃٌ	اچھی راتیں جو سعادتیں لاتی ہیں
بالسّعد تفسدہ لیالی النحوس	منحوس راتیں ان پر پانی پھیر دیتی ہیں
والخیر لا یأتی ابتغاءً بہ	بھلائی تلاش سے نہیں ملتی
والشرّ لا یفنیہ ضرحُ الشموس	اور برائی کو تیز رَو گھوڑوں کی مدافعت فنا نہیں کرتی

مُسیّب بن عَلس

بکر بن وائل کے گنے چنے شعراء سے ہے۔ اعشیٰ کا ماموں ہے کہتا ہے :۔

ولقد بلوتُ الفاعلین وفعلھم	میں نے لوگوں کو اور انکے کارناموں کو جانچا ہے
فلذی الرقیبۃ مالہٗ مثلٗ	مگر ذی الرقیبہ جیسا کوئی نہیں
کفّاہ مخلفۃٌ ومتلفۃٌ	اسکی ہتھیلیاں دینے والی ہیں اور تلف کرنے والی ہیں
وعطاءہ متخرّقٌ جزلٌ	اور اس کی عطا بہت زیادہ ہے

اس کے یہ شعر پسند کئے گئے ہیں :۔

تبیتُ الملوکُ علی عتبِھا	رات گزارتے ہیں بادشاہ عتاب پر مگر ہتو شیبان
وشیبانُ ان غضبت تعتب	اگر ناراض ہوجائیں تو فوراً انکو راضی کیا جاتا ہے

وکالشّھد بالرّاح اخلاقھم	ان کے اخلاق شہد کی مانند ہیں
واحلامھم منھما اعذب	اور ان کی عقلیں اور بھی زیادہ شیریں ہیں
وکالمسك ترب مقاماتھم	ان کے گھروں کی مٹی مشک ایسی ہے
وریّا قبورھم اطیب	اور ان کی قبروں کی خوشبو اور بھی تیز ہے

کعب بن زہیر:۔

کعب بڑا اچھا شاعر تھا، ہمیشہ بدحال اور تہی دست رہا۔ بجیر اس کا بھائی اس سے پہلے ایمان لے آیا تھا، اور فتح مکہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، کعب نے اسے اسلام سے باز رکھنے کیلئے چٹھی لکھی تھی۔ رسول اللہ صلعم کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے اس کو وعید کی۔ بجیر نے بھائی کو لکھا کہ بے خوف نہ رہنا۔ لہٰذا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا جب حضورؐ نے نماز فجر کے بعد سلام پھیرا تو حضرت ابوبکرؓ اس کو لائے۔ وہ منہ پر کپڑا لپیٹے ہوئے تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ شخص اسلام لانے آیا ہے آپؐ نے ہاتھ بڑھا دیا۔ کعب نے چہرہ کھول دیا اور کہا: یا رسولؐ اللہ! میں نے آپؐ کی پناہ لی ہے۔ میں کعب بن زہیر ہوں۔ اس پر انصار بڑے ناراض ہوئے، اور مہاجرین نے چاہا کہ وہ مسلمان ہو جائے اور حضورؐ پناہ دے دیں۔ آپؐ نے اس کو امان دے دی۔ اور شعر سنانے کو کہا تو اس نے یہ شعر سنائے:۔

بانت سعادُ فقلبی الیوم متبولُ	سعاد جدا ہو گئی دل آج پگھلا جا رہا ہے
مُتَیّم اِثرھا لم یُفد مکبولُ	دل اس کا گرفتار ہے کہ فدیہ دے کر بھی نہ چھڑایا گیا
وما سعادُ غداۃ البین اذ رحلوا	کوچ کی صبح میں سعاد ایک سرمگین چشم
الّا اغنّ غضیض الطرف مکحولُ	شرمیلی ہرنی سی معلوم ہوتی تھی
وما تدوم علی العھد الّذی زعمت	وہ اپنے عہد پہ قائم نہیں رہتی
کما تلوّن فی اثوابھا الغولُ	جیسے بھوت رنگ بدلتے رہتے ہیں۔

وما تمسّك بالوعد الذی زعمت	نہ وعدے پر قائم رہتی ہے مگر اتنی دیر
الّا کما تمسّك بالماءِ الغرابیلُ	جیسے چھلنی میں پانی
کانت مواعیدُ عرقوبٍ لها مثلاً	عرقوب کے وعدے ضرب المثل ہیں
وما مواعیدُها الا الاّ اباطیلُ	مگر اس کے تو سب وعدے جھوٹے ہوتے ہیں
نبئتُ انّ رسول الله اوعدنی	مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ نے مجھے دھمکایا ہے
والعفو عند رسولِ الله مأمولُ	رسولِ خدا کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے
مهلاً رسول الذی اعطاك نافلة ال	ذرا ٹھہریئے اے رسولِ خدا آپ کو اللہ نے قرآن دیا ہے
قرآنِ فیها مواعیظُ وتفصیلُ	جس میں وعظ و پند کی باتیں ہیں
لا تاخذنّی باقوالِ الوشاةِ ولم	چغلخوروں کی باتیں نہ سنیئے میں نے گناہ نہیں کیا ہے
اذنب ولو کثرتْ فیّ الاقاویلُ	خواہ لوگ کتنا ہی کیوں نہ کہیں
إنّ الرسول لنورٌ یستضاء به	رسول ایک نور ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے
وصارمٌ من سیوف الله مسلولُ	اور اللہ کی بے نیام تلوار ہے۔

جب وہ اس شعر پہ پہنچا :-

فی عصبةٍ من قریشٍ قال قائلُهم	قریش کی ایک ایسی مسلم جماعت ہیں
ببطنِ مکّة لمّا اسلموا زولوا	کہ جب کہنے والے نے کہا ہجرت کر جاؤ
زالوا فما زال انکاسٌ ولا دخلٌ	تو وہ ہجرت کر گئے درانحالیکہ وہ جنگ کے دن
یوم اللقاءِ ولا سودٌ معازیلُ	نہ کمزور تھے نہ بے ہتھیار۔

تو آپ نے قریشیوں کی جانب دیکھا گویا آپ اشارہ کر رہے تھے کہ سنو! حتیٰ کہ اس نے یہ شعر پڑھا :-

یمشون مشی الجمالِ الزُّهرِ یعصمهم	چلتے ہیں بھاری اونٹوں کی طرح ان کی حفاظت کرتی ہے
ضربٌ اذا عرّد السودُ التنابیلُ	شمشیر زنی جب کہ پست قد پیٹھ دکھا دیں

اس میں انصار پر تعریض تھی کیونکہ وہ اسکے بارے میں سخت تھے۔ تو قریش ناراض ہو گئے، اور کہنے لگے، جب انکی ہجو کرتا ہے تو ہماری تعریف کی کیا ضرورت ہے، تو اس نے کہا ؎

من سرّه شرفُ الحیاةِ فلا یزلْ	جو شخص شریف زندگانی چاہتا ہے
فی مقنبٍ من صالحِ الانصارِ	اسے چاہیئے کہ نیک انصاریوں کے ساتھ رہے

فبؤسلكَ ان خلّفتنی خلفَ شاعرٍ — افسوس تونے مجھے شاعروں سے پیچھے کردیا

من النّاسِ لا اکفی ولا انتحّلُ — کہ میں نہ مہارت رکھتا ہوں نہ اچھے شعر کہہ سکتا ہوں ۔

اور کمیت نے کہا :-

فدونكَ مُقربةً لا نسا ـــــــــ طُ کرُھًا ولا رغبًا ترکلُ

مُھذّبة لاکقولِ الھذاءِ — ممّن یسئُی و من یعملُ

وماضرّھا اِنّ کعبًا ثوی — وفوّزَ من بعدہٖ جرولُ

دار النوادر

محمد کبیر الدین رازی

ایم بی اے

عدی بن زید :۔

وہ عدی بن زید بن حماد بن ایوب بن مناۃ تمیمی ہے۔ حیرہ میں رہتا تھا اور دیہات میں آتا جاتا تھا، لھذا اس کی زبان ثقیل ہوگئی، اور اس نے دیہاتی اثر بہت حد تک قبول کرلیا، ہمارے علما اس کے شعر کو حجت نہیں سمجھتے۔ اسکے چار بہترین قصیدے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے :۔

رواحٌ من بثینۃ أم بکورُ   بثینہ شام کو رخصت ہوگی یا صبح کو
غدًا فانظر لأیّهما تصیرُ   کل دیکھئے کیا ہوتا ہے

اسی قصیدے میں کہتا ہے :۔

أیّها الشّامت المعیّر بالدّهرِ   اے برائی پر خوش ہونے والے
أأنتَ المبرّأُ الموفورُ   کیا تو بچا رہے گا
أم لدیكَ العهدُ الوثیقُ من الا۔   کیا تو نے زمانے سے پیمان لیا ہے
یّامِ أم أنتَ جاهلٌ مغرورُ   یا تو جاہل مغرور ہے
مَن رأیتَ المنونُ خلّدن أم من   زمانوں نے کسے باقی چھوڑا ہے
ذا علیہ من ان یضام خفیرُ   ظلم سے کون بچا ہے۔
این کسریٰ کسری الملوكِ انوشر   کسریٰ نوشیرواں کہاں ہے
وانَ ام این قبلہٗ سابورُ   اور شاپور کہاں ہے
و بنو الاصفرِ الکرامِ ملوكُ الرّ۔   شاہانِ روم کہاں ہیں
وم لم یبقَ منهم مذکورُ   ان کا ذکر بھی باقی نہیں رہا
واخو الحضرِ اذ بناہ واذ دِجْ   اور حضر والا اور دجلہ کا ٹیکس لینے والا
لۃ تجبىٰ الیہ والخابورُ   اور خابور والا کہاں ہے
شادہٗ مرمرًا وجاله کلّ   سنگِ مرمر سے اسے مضبوط بنایا
ما فللطّیر فی ذراہ وکورُ   اور اس کی بلندیوں میں پرندوں کے گھونسلے تھے۔
وتبیّنَ ربُّ الخورنقِ اذ اشْ ۔۔   دیکھو خورنق والا ایک دن چڑھا۔

اور تیسرا قصیدہ یہ ہے :-

لم ار مثل الفتیان فی غبن الا — نوجوان زمانے کی نیرنگیوں سے بیباک ہوتے ہیں
— یّام ینسون ما عواقبھا — اور انجام کار بھول جاتے ہیں۔

اور چوتھا یہ ہے :-

طال لیلی اراقب التنویرا — میری رات طویل ہوگئی کہ روشنی کا انتظار کر رہا ہوں
ارقب اللیل بالصّباح بصیرا — میں دیکھ رہا ہوں کہ صبح کب ہوتی ہے

زبّاء، جذیمہ اور قصیر طالب قصاص کے بارے میں کہتا ہے ؎

دعا بالبقّۃ الامراء یومًا — جذیمہ عصر ینجو ھم ثبینا
فطاوع امرھم وعصا قصیرًا — وکان یقول لو تبع الیقینا
ودسّت فی صحیفتھا الیہ — لیملک بضعھا ولان تدینا
فاردتہ ورغب النفس یردی — ویبدی للفتی الحین المبینا
وخبرت العصا الانباء عنہ — ولم ار مثل فارسھا ھجینا
وقدّدت الادیم لراھشیہ — والفی قولھا کذبًا ومینا
ومن حذر الملاوم والمخازی — وھنّ المندیات لمن منینا
اطف لانفہ الموسیٰ قصیر — لیجدعہ وکان بہ ضنینا
فاھواہ لمارنہ فاضحیٰ — طلاب الوتر مجدوعًا مشینا
وصادفت امرءًا لم تخش منہ — غوائلہ وما امنت امینا
فلما ارتدّ منھا ارتدّ صلبًا — یجرّ المال والصدر الضغینا
اتتھا العیس تحمل مادھاھا — وقنّع فی المسوح الدّارعینا
ودسّ لھا علی الانقاء عمرًا — بشکتہ وما خشیت کمینا
فجللھا قدیم الاثر عضبًا — یصل بہ الحواجب والجبینا
فاضحت مز خزائنھا کان لم — تکن زبّاء حاملۃً جنینا
وابرزھا الحوادث والمنایا — وای معمّر لا یبتلینا

اذا ما الملک سام الناس خسفاً ...

اذا اٰمھلن ذا جدٍّ عظیمٍ عطفن لہٗ و لو فی طیّ حینا

ولم اجدِ الفتٰی یلھو بشیءٍ

ولو اثرٰی ولو ولدَ النبیّنا

عمرو بن کلثوم :-

عمرو بن کلثوم قدیم جاہلی ہے۔ عمرو بن ھند بادشاہ کا قاتل ہے۔ وجہ یہ تھی، کہ عمرو بن ہند نے ایک دن کہا اے لوگو! تم کسی ایسے عربی کا نام بتا سکتے ہو، کہ اسکی ماں میری ماں کی خدمت سے کراہت کرے۔ اُنھوں نے کہا کوئی نہیں، البتہ لیلیٰ عمرو بن کلثوم کی ماں پر نظر جاتی ہے۔ اُس نے کہا، یہ کیوں؟ انہوں نے کہا، اس لئے کہ اس کا باپ مہلہل بن ربیعہ ہے اور چچا کلیب وائل عرب کا سب سے بڑا عزت دار اور شوہر کلثوم بن عتّاب شہسوارِ عرب اور بیٹا عمرو بن کلثوم سردار قوم ہے۔ لھٰذا عمرو بن ھند نے عمرو بن کلثوم اور اس کی ماں کو ملاقات کیلئے بلا بھیجا۔ عمرو بن کلثوم بنو تغلب کی ایک جماعت کے ساتھ جزیرہ سے روانہ ہوا، لیلیٰ بھی ساتھ تھی۔ عمرو بن ہند نے اپنا خیمہ حیرہ و فرات کے درمیان لگوایا، اور بڑے بڑے امراء کو بلا بھیجا، وہ بھی آئے۔ عمرو بن کلثوم اپنے خیمہ میں داخل ہوا، اور لیلیٰ بنتِ مہلہل ام عمرو بن کلثوم، ہند کے قبہ میں داخل ہوگئی۔ ہند، عمرو بن ہند کی ماں امرئ القیس شاعر کی پھوپھی تھی۔ اور لیلیٰ فاطمہ بنت ربیعہ اُمّ امرئ القیس کی بہن تھی۔ عمرو بن ھند نے دستر خوان لگوایا، برتن منگوائے، ہند نے لیلیٰ سے کہا ذرا یہ طباق اُٹھا دینا۔ اس نے کہا تجھے ضرورت ہے تو خود اُٹھائے۔ اس نے پھر کہا۔ جب وہ اصرار کرنے لگی تو لیلیٰ پکاری ارے بنو تغلب ذلیل ہو گئے۔ عمرو بن کلثوم نے جو یہ سُنا تو غصہ سے لال پیلا ہو گیا۔ عمرو بن ہند کی تلوار لٹکی ہوئی تھی، اور کوئی تلوار وہاں تھی نہیں، اس نے اسی سے سر قلم کر دیا، اور بنو تغلب سے کہا کہ سامان لوٹ لو اور اونٹنیاں ہانک لے چلو۔ یہ لوگ جزیرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس کے بیٹے عتّاب بن عمرو بن کلثوم نے بشر بن عمرو بن عدس کو قتل کیا تھا۔ اور اس کے بھائی مُرّہ بن کلثوم نے منذر بن نعمان بن منذر کو قتل کیا تھا۔ اسی لئے اخطل کہتا ہے ؎

أَبنی کُلیبٍ اِن عمّی اللّذا	اے بنو کلیب! میرے چچا وہ ہیں جنھوں نے
قتلا الملوك و فکّکا الأغلالا	بادشاہوں کو قتل کیا اور قیدیوں کو چھڑایا

چچوں سے مراد عمرو اور مرّہ بن کلثوم ہیں ۔ فرزدق کہتا ہے ؎

ما ضرّ تغلبَ وائلٍ اهجوتَها	تغلبیوں کو تیری ہجو سے کچھ گزند نہیں پہنچا
ام بُلتَ حیث تناطحُ البحرانِ	جیسے تو نے دو دریاؤں کے سنگم پر پیشاب کر دیا
قومٌ همُ قتلوا ابن هندٍ عنوةً	انہوں نے عمرو بن ہند کو جبراً قتل کیا
عمرًا وهم قسطوا علی النّعمانِ	اور نعمان پر دست درازی کی

عمرو بن کلثوم کہتا ہے ؎ الا هُبّی بصحنكِ فاصبحینا۔ یہ قصیدہ اس نے اپنے اور عمرو بن ہند کے معاملہ کے بارے میں پڑھا تھا اور یہ عرب کے بہترین اشعار سے ہے اور معلّقات سبعہ سے ایک ہے۔ چونکہ تغلب اس کو بہت پسند کرتے تھے، لهذا شعراء نے کہا ہے :۔

اَلهٰی بنی تغلبٍ عن کلِّ مکرمةٍ	بنو تغلب کو ہر فضیلت سے اس قصیدے
قصیدةٌ قالها عمرو بن کلثومٍ	نے بے نیاز کر دیا جو عمرو بن کلثوم نے کہا ہے
یفاخرون بها مذ کان اوّلهم	وہ ہمیشہ اس پر فخر کرتے ہیں
یا لِلرّجال لشعرٍ غیرِ مسئومٍ	لوگو! دیکھو کیسے ستھرے شعر ہیں

ابو دؤاد الإیادی

بعض کہتے ہیں وہ جاریہ بن الحجاج ہے۔ اصمعی کہتا ہے وہ حنظلہ بن الشرقی ہے۔ وہ کعب بن مامۃ الایادی کے زمانے میں ہوا ہے جس نے اپنا حصہ اپنے نمری دوست کو دے دیا تھا اور خود پیاس سے مر گیا تھا۔ لهذا وہ سخاوت میں ضرب المثل ہو گیا۔ ایک دفعہ اس نے اپنے دوست کعب کے متعلق کچھ سنا تو کہا ؎

داتانی تقحیمُ کعبٍ لیَ المنَ	طقَ انّ النکیثةَ الاتحامُ
فی نظامٍ ما کنت فیه فلا	یحزنك قول لکل حسناء ذامُ

ولقد رأ بنی ابن عمی کعب　　انہ قد یووم مالا یرام
غیر ذنب بنی کنانۃ منی　　ان افارق فاننی مجذام

اسی میں کہتا ہے :—

لا اعد الاقتار عدما ولکن　　میں تنگدستی کو مفلسی نہیں سمجھتا مگر
فقد من قد رزئتہ الاعدام　　دوستوں کا گم ہو جانا دراصل مفلسی ہے
من رجال من الاقارب بادوا　　میرے عزیز ہلاک ہو گئے
من حذاق ہم الرؤس العظام　　وہ بڑے فصیح و بلیغ اور سردار تھے
فیہم للملاینین اناۃ　　نرم آدمیوں کے لئے نرم تھے
وعرام اذا یراد عرام　　اور سخت کے لئے سخت
فعلی اثرہم تساقط نفسی　　انہیں یاد کر کے دل ڈوبا جاتا ہے
حسرات وذکرہم لی سقام　　ان کی یاد میری بیماری ہے

اس کا یہ قول اونٹ کے بارے میں پسند کیا گیا ہے

ابلی الابل لا یحوزہا الرا ——— عون مج الندی علیہا الغمام
سمنت فاستحش اکرعہا لا　　النی نی ولا السنام سنام
فاذا اقبلت تقول اکام　　مشرفات فوق الاکام اکام
فاذا ادبرت تقول قصور　　من سماہیج فوقہا آطام
واذا ما فجئتہا بطن غیب　　قلت نخل قد حان منہ صرام
فہی کالبیض فی الاداحی لا یو ——— ہب منہا لمستقیم عصام

اس کو ایک بادشاہ[1] نے پناہ دی تھی اور اچھا سلوک کیا تھا، لہٰذا جار ابی دؤاد ضرب المثل ہو گیا۔

طرفہ کہتا ہے

انما کفانی من ہم ہممت بہ　　کافی ہو گیا میرے تمام تفکرات کے لئے
جار کجار الحذاقی الذی اتصفا　　میرا پڑوسی جو ایادی کے اچھے پڑوسی کی طرح ہے۔

گھوڑوں کی تعریف کرنے والوں سے وہ بھی ہے۔ اصمعی کہتا ہے گھوڑوں کی تعریف کرنیوالے تین ہیں

[1] کعب بن مامہ۔

جاہلیت میں ابو دؤاد اور طفیل وجدی تیز کہتا ہے، عرب ابو دؤاد اور عدی بن زید کے شعر روایت نہیں کرتے، کیونکہ ان کے الفاظ نجدی نہیں ہیں۔ کہتے ہیں اس کو حارث بن ھمام بن مُرّہ بن ذہل بن شیبان نے پناہ دی تھی، وجہ یہ تھی کہ قباذ نے ایک لشکر ایاد کی طرف بھیجا تھا جس میں حارث بن ھمام تھا۔ کچھ ایادیوں نے اس سے پناہ طلب کی، جن میں ابو دؤاد بھی تھا، تو اس نے پناہ دے دی قیس بن زھیر بن جزیمہ کہتا ہے :

اطوفُ ما اطوف ثم آوی — میں پھرتا رہونگا جب تک پھرتا رہونگا پھر پناہ لونگا
الی جارٍ کجار ابی دُؤادٍ — ابو دؤاد کے پڑوسی ایسے شخص کی

حطیئہ سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے، کہا وہ شخص جو یہ کہتا ہے :۔

لا اعدّ الا قتار عدمًا ولکن — میں تنگدستی کو فقیری نہیں سمجھتا میرے نزدیک
فقدُ مَن قد رُزِئتُہ الاعدام — تو مفلسی دوست کا گم کر دینا ہے

یہ شعر بطور مثل مشہور ہے :۔

أکلّ امرئٍ تحسبین امرءًا — کیا ہر انسان کو تو انسان سمجھتی ہے
ونارٍ تحرّق باللیل نارًا — اور ہر آگ کو آگ سمجھتی ہے

اور یہ شعر :۔

الماء یجری ولا نظام لہٗ — پانی جاری ہوتا ہے بلا کسی نظام کے
لو وجد الماءُ مخرقًا خرقہٗ — اگر پاتا راہ تو نکل جاتا

سب سے پہلے یہ مضمون اس نے باندھا ہے :۔

تریٰ جارنا آمنًا وسطنا — تم ہمارے پڑوسی کو ہمارے پاس محفوظ دیکھو گے
یروح بعقدٍ وثیقِ السّبب — اور اس کے علائق کو مضبوط پا[illegible]
اذا ما عقدنا لہ ذمۃً — جب ہم اس کا ذمہ لیتے ہیں
شددنا العِناجَ وعقدَ الکرَب — تو خوب مضبوط باندھ دیتے ہیں

یہ مضمون حطیئہ نے لیا ہے، کہتا ہے :۔

قومٌ اذا عقدوا عقدًا لجارھم — وہ جب پڑوسی کی ذمہ داری لیتے ہیں
شدّوا العِناجَ وشدّوا فوقہ الکربا — تو وہ ذمہ داری مضبوط ہوتی ہے۔

حاتم طائی :-

وہ حاتم بن عبداللہ بن سعد بن الحشرج ہے۔ اسکی ماں عتبہ بنت عفیف طائی ہے سخی تھا، شاعر تھا، جہاں کہیں اُترتا شہرت ہو جاتی، جب کسی سے لڑتا غالب رہتا اور لوٹتا تو مالِ غنیمت پاتا، سوال کرنے والے کو دیتا، جوا کھیلتا تو سبقت لے جاتا، کسی کو قید کرتا تو چھوڑ دیتا، ایک دفعہ عنزہ سے گذر ہوا، وہاں ایک قیدی تھا، اس نے فریاد کی، وہاں اس کو چھڑانے والا کوئی نہ تھا، تو حاتم نے عنزیین سے اس کو خرید لیا۔ اور خود اس کی جگہ قید رہا حتیٰ کہ زرِ فدیہ ادا کر دیا۔ دس سے زیادہ بار اپنا مال تقسیم کیا۔

ابو عبیدہ کہتا ہے کہ عرب کے سخی تین ہیں، کعب بن مامہ اور حاتم طائی یہ دونوں ضرب المثل ہیں۔ اور ہرم بن سنان صاحب زہیر، حاتم طائی کی بڑی بڑی ہانڈیاں تھیں جو ہمیشہ اس کے صحن میں چولھے پر دھری رہتی تھیں، جب رجب کا چاند ہوتا تو ہر دن ایک اونٹ ذبح کرتا اور لوگوں کو کھلاتا، اسکے باپ نے جب کہ ابھی وہ بچہ ہی تھا، ایک دفعہ اس کے سپرد کچھ اونٹ رکئے، عبید بن الابرص، بشر بن ابی حازم اور نابغہ ذبیانی، نعمان کے پاس جا رہے تھے، تو اس نے ہر ایک کیلئے ایک اونٹ ذبح کیا، وہ انہیں جانتا نہ تھا کہ کون ہیں۔ پھر ان سے نام پوچھنے لگا، انھوں نے نام بتائے تو اس نے تمام اونٹ ان پر تقسیم کر دیئے اور اپنے باپ کے پاس آکر کہنے لگا: باپ! میں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تجھے بزرگی دلا دی ہے! ور واقعہ بیان کیا باپ کہنے لگا، اب میں تیرے ساتھ نہیں رہ سکتا، وہ بولا مجھے پرواہ نہیں، لھٰذا دونوں جُدا ہو گئے۔ اسکی ماں عتبہ بڑی سخی تھی۔ اس کے بھائی اس کو سخاوت سے روکتے، عتبہ مالدار تھی، انھوں نے ایک سال اس کو قید رکھا اور تھوڑا سا کھانے کو دیتے تا کہ وہ تنگی کا مزہ چکھ کر دینے سے باز رہے اور تونگری کے فائدوں کو پہچانے، پھر اس کو چھوڑ دیا اور کچھ مال اس کو دیا۔ ایک عورت ہوازن کی اسکے پاس مانگنے آئی، تو وہ کہنے لگی تو میرا حصہ لے جا، کیونکہ بخدا میں نے بھوک کی اتنی تکالیف اٹھائی ہیں کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ کسی سائل کو محروم نہیں کروں گی۔ اور یہ شعر کہے: ۵

لعمری لقد ما عضنی الجوع عضۃً	بخدا میں نے خوب بھوک کا مزہ چکھا ہے
فآلیت ان لا امنع الدھر جائعا	لہٰذا قسم کھائی ہے کہ کسی بھوکے کو محروم نہیں کرونگی

فقولا لھذا اللائمی الآن اعفنی — میرے ملامت کرنیوالے سے کہدو کہ مجھے معاف رکھے

فان انت لم تفعل فعض الاصابعا — اگر ایسا نہیں کر سکتا تو اپنی انگلیاں کاٹے

فھل ما ترون الیوم الا طبیعۃ — یہ جو کچھ ہے میری طبیعت ہے

فکیف بترکی یا ابن امی الطبائعا — اے بھائیو! پھر میں طبیعت کو کیسے بدل دوں

عدی بن حاتم کہتا ہے کہ حاتم بڑا خاموش تھا، وہ کہا کرتا تھا، اگر خاموشی سے کام بنتا ہے تو خاموش رہ
اس کی بیوی نے بیان کیا ہے، کہ ایک سال ایسا قحط پڑا کہ زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اور فضا غبار
آلود ہوگئی، دُودھ والیوں نے بھی بچّوں کو ایک قطرہ دینا گوارا نہ کیا، اور اونٹ سُوکھ کر کانٹا ہو گئے اور
قحط نے مال کو ختم کر دیا۔ ہمیں اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا۔ ایک رات بڑی طویل اور سرد تھی، کہ میرے بچّے عبداللہ
عدی اور سفانہ بھوک سے بلبلا اُٹھے، حاتم نے تو لڑکوں کو سنبھالا اور مَیں نے بچّی کو۔ بڑی رات گئے وہ پھر
خاموش ہوئے، حاتم باتوں سے مجھے بہلانے لگا۔ مَیں سمجھ گئی کہ وہ کیا چاہتا ہے، لھٰذا سوئی سوئی سی
ہوگئی، جب ستارے ڈھل گئے تو اچانک خیمہ کی ٹوٹی جانب بلند ہوئی، وُہ گیا اور پوچھا کون ہے؟ پھر گیا
پوچھا کون ہے؟ اور لوٹ آیا۔ پھر گیا پوچھا کون ہے؟ اور لوٹ آیا۔ آنے والے نے کہا تیری فلاں پڑوسن
بچّوں کے پاس سے آئی ہے، جو بھوک سے بھیڑیوں کی طرح رو رہے ہیں۔ اے ابو عدی! تیرے سوا کون ہے؟
حاتم بولا جلدی لے آ، اللہ تجھے اور انہیں دونوں کو سیر کر دیگا۔ عورت دو بچّے گود میں اور چار بچّے ساتھ
لئے آگئی، جیسے شتر مرغی کے ارد گرد اسکے بچّے ہوتے ہیں۔ حاتم اپنے گھوڑے کی طرف گیا اور اس کے سینہ
کو چھری سے چاک کر دیا۔ پھر کھال اُتار کر عورت کو چھری دیکر بولا، آ جا! وہ سب کھانے لگے۔ پھر حاتم بولا،
بڑی بُری بات ہے، کہ اکیلے ہی اکیلے اور خاندان بھوکا رہے۔ پھر وہ گھر گھر گیا، پکارا، جاگو لوگو! آگ لاؤ!
لوگ جمع ہو گئے، وہ مُنہ لپیٹ کر لیٹ گیا اور ہماری طرف دیکھتا رہا، اور آپ کچھ بھی نہ چکھا حالانکہ وہ
ہم سے زیادہ ضرورتمند تھا۔ جب صبح ہوئی تو زمین پر سوائے ہڈی اور کھر کے اور کچھ نہ تھا۔ مَیں
ملامت کرنے لگی، تو اس نے کہا: ؎

مہلاً نوار اقلّی اللوم والعذلا — نوار! اپنی ملامت کو چھوڑ دے

ولا تقولی لشیٔ فات ما فعلا — جو بیت چکی ہے اسکے بارے میں نہ کہہ کہ کیا ہوا

حاتم ماویہ بنت عفزر کے پاس اپنا پیام لے کر گیا۔ دیکھا کہ اسکے پاس نابغہ ذبیانی اور ایک شخص بنیت کا اپنا

پیغام لائے ہیں، وہ کہنے لگی، تم اپنے کجاووں میں جاؤ اور شعر کہہ لاؤ جس میں ہر ایک اپنے مفاخر کا بیان کرے۔ کیونکہ میں جو تم سب سے شریف ہو گا اس سے شادی کرونگی، وہ گئے، ہر ایک نے ایک اونٹ ذبح کیا، ماویہ نے اپنی لونڈی کے کپڑے پہنے اور انکے پیچھے پیچھے گئی۔ پہلے نبیتی کے پاس پہنچی، اور کھانے کو مانگنے لگی، اس نے اونٹ کا دُم گجہ کھانے کو دیا، وہ لے کر چلی آئی، اور نابغہ کے پاس گئی، اس نے بھی دُم کی ہڈی دی۔ پھر حاتم کے پاس گئی، تو اس نے اس کو سرین کی ہڈی، سنام کا ٹکڑا اور منڈھے کا ٹکڑا دیا وہ لوٹی تو ہر ایک نے اس کو اونٹ کے بقیہ گوشت کا ہدیہ بھیجا، اور حاتم نے اسکو اتنا گوشت بھیجا جتنا اسکی ایک پڑوسن کو بھیجا تھا، صبح یہ لوگ اس کے پاس گئے۔ تو نابغہ نے یہ شعر سنائے: ؎

هلا سألتِ هداكِ اللهُ ما حسبي	تونے لوگوں سے کیوں نہ پوچھا خدا تجھے ہدایت دے کہ میرا
اذا الدخانُ تغشّى الاشمطَ البرما	حسب و نسب کیسا ہے جبکہ دھواں بوڑھے بخیل پر چھا جائے۔
انی اتمّم ایساری و امنحهم	میں جوئے بازوں اور اپنے دوستوں کو خوب خوب دیتا ہوں
مثنى الأيادي واكسو الجفنة الادما	اور لگن کو سالن سے بھر دیتا ہوں۔

نبیتی نے یہ شعر سنائے: ؎

هلّا سألتِ هداكِ اللهُ ما حسبي	خدا تجھے ہدایت کرے تونے کیوں میرے حسب کے بارے میں نہیں
عند الشتاءِ اذا ما هبّتِ الريحُ	پوچھا جب کہ قحط کا زمانہ ہو۔
اذا اللِقاحُ غدتْ ملقىً اصرّتها	جب دودھیل اونٹنیوں کے تھن سوکھے رہ جائیں
ولا كريمٌ من الولدانِ مصبوحُ	اور پیارے بچے کو بھی دودھ نہ دیا جاوے۔

حاتم نے یہ شعر کہے: ؎

أماويّ انّ المال غادٍ ورائحٌ	اے ماویہ مال تو آتا جاتا رہتا ہے
ويبقى من المالِ الأحاديثُ والذكرُ	سخاوت کی باتیں یاد رہ جاتی ہیں
أماويّ انی لا اقول لسائلٍ	اے ماویہ میں کسی سائل سے نہیں کہتا
اذا جاء يوماً حلّ في مالنا نذرُ	کہ آج تو ہم نے نذر مانی ہے۔
أماويّ إمّا مانعٌ فمبيّنٌ	اے ماویہ یا تو میں صاف انکار کر دیتا ہوں مجبوری سے
وإمّا عطاءٌ لا ينهنهه الزجرُ	ورنہ دے دیتا ہوں بغیر جھڑکے

فما لی بحمد الله ربٌّ معبّدٌ — تو الحمد للہ وہ میرا پروردگار نہیں ہوتا

حَطایط بن یعفر نے یہ خیال لیا۔ کہتا ہے: ؎

ذرینی اکن للمال ربًّا ولا یکن — بیوی مجھے مال کا مالک بننے دے نہ یہ کہ
لی المال ربًّا تحمدی غبّۃ غدا — مال میرا مالک بن جائے تو اس کا انجام اچھا دیکھے گی۔
اَرینی جوادًا مات ھزلًا لعلّنی — مجھے کوئی ایسا سخی دکھا دے جو بھوکا مر گیا ہو، یا کوئی
اری ما ترین او بخیلًا مخلّدا — بخیل دکھا دے جو امر ہو گیا ہو تو پھر میں تیرا ہم خیال ہو جاؤں گا

اس کا یہ قول پسند کیا جاتا ہے: ؎

الا ابلغا وھم بن عمرو رسالۃً — وہم بن عمرو کو میرا یہ پیغام پہنچا دو
فانّک انت المرءُ بالخیر اجدرُ — کہ تو بڑا بھلا آدمی ہے
رأیتک ادنی من اناسٍ قرابۃً — تو تمام سے زیادہ قریب ہے
وغیرک منھم کنت احو وانصرُ — اور میں دوسروں کو لیتا دیتا تھا۔
اذا ما اتی یومٌ یفرّق بیننا — جب موت کا روزِ فراق آئے،
بموتٍ فکن انت الذی یتأخّرُ — تو تُو متأخر ہوتا۔

اور یہ قول: ؎

فانّک ان اعطیت بطنک سؤلہٗ — اگر تم اپنے پیٹ کا سوال پورا کر دو
وفرجک نالا منتھی الذمّ اجمعا — اور شرمگاہ کا بھی تو یہ انتہائی شرمناک بات ہے

عنترة العبسی :-

عنترہ بن شداد بن عمرو بن قراد سے کلبی کہتا ہے شداد اس کا دادا تھا، بجائے باپ کے نسبت دادا کی طرف ہو گئی۔ در اصل تو وہ عنترہ بن عمرو بن شداد ہے۔ دوسرے مورخین نے کہا ہے کہ شداد اس کا چچا ہے۔ چونکہ یہ باپ کے مرنے کے بعد وہی کفیل ہوا تھا، لہٰذا اسی کی طرف منسوب ہو گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب وہ بڑا

ہوگیا تب اس کا باپ دعویدار ہوا، وجہ یہ تھی کہ وہ ایک حبشی لونڈی سے تھا جس کو زبیبہ کہتے تھے، جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب لونڈی سے لڑکا پیدا ہوتا تو وہ اس کو بھی غلام بنا لیتے عنترہ کے ماں شریک بھائی غلام تھے۔ عنترہ کا باپ اس کا دعویدار اس لئے ہوا کہ عرب کے بعض قبیلوں نے بنو عبس کی ایک جماعت پر غارت ڈالی، اور مالِ غنیمت حاصل کیا عبسیوں نے پیچھا کیا اور انکو جا لیا، لڑائی ہوئی، عنترہ بھی موجود تھا اسکے باپ نے کہا حملہ کر! اس نے کہا غلام لڑنا کب جانتا ہے، وہ تو دودھ دوہنا اور باندھنا جانتا ہے اس نے کہا تو حملہ کر تو آزاد ہے، چنانچہ اس نے حملہ کیا وہ یہ شعر پڑھتا جاتا تھا: ؎

انا الھجینُ عنترہْ	میں ہوں اصیل عنترہ
کلُّ امرئٍ یحمی حُرَہْ	ہر شخص اپنے ناموس کی حفاظت کرتا ہے
اسودَہْ و احمرَہْ	کالی کی اور لال کی
والمنفِذاتِ مِشفرَہْ	اور اپنی مونچھوں کی۔

لڑا اور خوب بہادری کے جوہر دکھائے، اور سب مالِ غنیمت چھین لیا، لھٰذا اس کا باپ اس کا دعویدار ہو گیا وہ قوم کے عجیب و غریب افراد سے ہے، اور وہ تین ہیں: عنترہ اور اسکی ماں حبشیہ تھی، اور اسی کی طرف منسوب ہے خفاف بن ندبۃ السلمی جس کا باپ عمیر اور ماں حبشیہ تھی اور وہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ اور سلیک بن سلکہ سعدی عنترہ اپنے دور کے سخت ترین لوگوں سے تھا اور بڑا سخی تھا شعر کے دو بیت یا تین بیت کہتا تھا، حتیٰ کہ ایک دن ایک شخص نے اس سے مفاخرت کی، اس کا اور اس کی ماں کے کالے پن کا ذکر کیا، اور یہ عیب بھی لگایا، کہ وہ شعر نہیں کہہ سکتا، عنترہ نے کہا: بخدا لوگ مہمان نواز کے پاس آتے ہیں تو تیرا باپ اور تیرا دادا ایسا نہ تھا، اور لوگ غارتوں میں بلائے جاتے ہیں میں نے تجھے کبھی اوّل جماعت میں نہیں دیکھا نہ کبھی فیصلہ کرتے دیکھا، تو تو کمینہ بے اصل ہے، رہا میں سو میں لڑائیوں میں حاضر ہوتا ہوں اور مالِ غنیمت حاصل کرتا ہوں سوال سے بچتا ہوں، سخاوت کرتا ہوں اور مشکل معاملات کو حل کرتا ہوں۔ رہا شعر کہنا یہ تجھے عنقریب معلوم ہو جائیگا۔ لھٰذا سب سے اوّل یہ قصیدہ اس نے کہا: ؎

هل غادر الشعراء من متردّم — کیا شعراء نے کوئی قابلِ اصلاح جگہ چھوڑی ہے

بعض نسخوں میں مترنم ہے۔ یہ اس کا بہترین قصیدہ ہے۔ عرب اس کو مذہبیہ سونے والا کہتے ہیں۔ اور اس قصیدہ کے اس شعر کو پسند کرتے ہیں: ؎

وخلا الذباب بها فليس ببارح
غرداً كفعل الشارب المترنم

مکھی اس باغ میں بیٹھی گاتی رہتی ہے
جیسے شرابی گنگناتا ہے۔

هزجاً يحك ذراعه بذراعه
فعل المكب على الزناد الاجذم

خوشی میں وہ ہاتھ سے ہاتھ رگڑتی رہتی ہے
جیسے ٹنڈا چقماق کو رگڑتا رہتا ہے۔

اور یہ شعر بھی: ؎

فاذا شربت فانني مستهلك
مالي وعرضي وافر لم يكلم

جب میں پیتا ہوں تو مال لٹا دیتا ہوں
اور میری آبرو بالکل سالم رہتی ہے

واذا صحوت فما اقصر عن ندى
وكما علمت شمائلي وتكرمي

جب میں ہوش میں آجاتا ہوں تو بھی سخاوت میں کوتاہی
نہیں کرتا۔ میرے اخلاق پسندیدہ کو تو جانتی ہے

عنترہ جنگ داحس وغبراء میں شریک تھا اور خوب بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ ابو عبیدہ کہتا ہے کہ جب عبس غطفان کی طرف آئے اور یوم جبلہ کے بعد خون بہا دیا تو عنترہ مفلس ہو گیا، وہ بڑا جنگجو تھا، مگر بڑھاپے کی وجہ سے لڑائیوں کے قابل نہ رہا تھا، ایک غطفانی کے ذمہ اس کا ایک اونٹ تھا وہ اسے لینے گیا، بارش ہوئی اور سرد ہوا چلی، وہ شرج و ناظرہ کے درمیان تھا، وہیں مر گیا۔ اس نے جنگ داحس وغبراء میں ابو حصین بن ضمضم اور ہرم بن ضمضم کو قتل کیا تھا، اسی لئے کہتا ہے: ؎

ولقد خشيت بان اموت ولم تدر
للحرب دائرة على ابني ضمضم

میں ڈرا کہ کہیں میں مر نہ جاؤں اور لڑائی
کی چکی ضمضم کے بیٹوں پر نہ گھومے۔

الشاتمي عرضي ولم اشتمهما
والناذرين اذا لقيتهما دمي

جو مجھے گالیاں دیتے ہیں اگرچہ میں نے انہیں گالیاں نہیں
دیں اور انہوں نے میرے خون کی نذر مانی ہے۔

ان يفعلا فلقد تركت اباهما
جزر السباع وكل نسر قشعم

اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو اسی لئے نا کہ میں نے ان کے
باپ کو درندوں اور گدھوں کی خوراک بنا دیا ہے۔

یہ مضمون اس نے سب سے پہلے باندھا اور کسی دوسرے نے نہیں باندھا: ؎

اني امرؤ من خير عبس منصباً
شطري واحمي سائري بالمنصل

میں عبسیوں میں بلند مرتبہ ہوں آدھا تو باعتبار حسب کے
اور باقی کی تلوار سے حفاظت کرتا ہوں۔

واذا الكتيبةُ احجمت وتلاحظت	جب لشکر پیچھے ہٹ جائیں تو
اُلفيتُ خيرًا من معمٍّ مخولِ	مجھے بہترین چچوں اور ماموؤں والا پاؤ گے

اور یہ قول : ؎

بكرت تخوّفني الحتوفَ كأنّني	بیوی مجھے موت سے ڈرانے لگی گویا کہ میں موت سے
اصبحتُ عن غرضِ الحتوفِ بمعزلِ	مستثنٰے کر دیا گیا ہوں
فاجبتُها ان المنيّةَ منهلٌ	میں نے کہا موت ایک گھاٹ ہے
لا بدّ ان اسقى بكأسِ المنهلِ	اس کا پیالہ مجھے پینا ہے
فاقني حياءكِ لا اباكِ واعلمي	شرم کر مرے تیرا باپ یقین رکھ کہ
اني امرؤٌ ساموتُ ان لم اقتلِ	میں اگر قتل نہ کیا گیا تو مر جاؤنگا
انّ المنيّةَ لو تمثّلَ مثّلت	موت اگر متشکل ہوتی تو میری شکل [illegible]
مثلي اذا نزلوا بضنكِ المنزلِ	جب لوگ تنگ مقام میں گھر [illegible]
والخيلُ تعلمُ والفوارسُ انّني	گھوڑے اور شہسوار جانتے ہیں کہ میں نے ان کی
فرّقتُ جمعهم بطعنٍ فيصلِ	جماعت کو ایک فیصلہ کُن نیزہ زنی نے منتشر کر دیا۔

ایک روایت میں ہے مذاقُ المنہل۔ وہ اپنے اس قول میں تو حد سے گزر گیا ہے : ؎

وانا المنيّة في المواطنِ كلّها	میں ہر معرکہ میں موت ہوں
والطعن منّي سابق الآجالِ	میری نیزہ زنی موت سے بھی سبقت [illegible]

اس شعر میں وہ اپنے سوڈانی ماموں پر فخر کرتا [illegible] : ؎

انّي ليعرف في الحروب مواقفي	لڑائیوں میں میرے کارنامے مشہور ہیں
من آلِ عبسٍ منصبي وفِعالي	میں منصب اور کارناموں [illegible]
منهم ابي حقًا فهم لي والدٌ	میرا باپ ان سے [illegible] لہٰذا وہ میرے باپ ہیں
والامُّ من حامٍ فهم اخوالي	اور ماں حام سے تھی لہٰذا وہ میرے ماموں ہیں

أسود بن یعفر :-

وہ بنی حارثہ بن سلمی بن جندل سے ہے کنیت ابو الجراح ہے۔ اندھا تھا، اسی لئے کہتا ہے :ـ

ومن الحوادثِ لا ابالكِ انّنی	حوادثِ دہر نے میرے لئے زمین کی
ضربت علیّ الارضُ بالاسداد	راہیں بند کر دی ہیں
لا اھتدی فیھا لموضعِ تلعۃٍ	مجھے ٹیلوں کا امتیاز بھی نہیں ہوتا
بین العذیب وبین ارض مُراد	جو عذیب اور ارضِ مراد کے درمیان ہیں۔

اسی قصیدہ میں کہتا ہے :ـ

ماذا أُؤمّلُ بعد الِ محرّقٍ	آلِ محرق اور آلِ ایاد کے بعد میں کیا
ترکوا منازلھم وبعد ایاد	اُمید رکھوں جو اپنے گھروں کو چھوڑ گئے
اھلَ الخورنقِ والسّدیرِ وبارقٍ	جو خورنق، سدیر، بارق اور سنداد
والقصرِ ذی الشّرفات من سنداد	کے بلند محلات والے تھے۔
نزلوا بانقرۃٍ یسیلُ علیھم	وہ انقرہ میں اُترے ان پر فرات کا
ماءُ الفراتِ یجیئُ من اطواد	پانی بہتا تھا جو پہاڑوں سے آتا ہے
ارضٌ تخیّرھا لطیبِ مقیلِھا	اس زمین کو اس کی خوبی کی بنا پر
کعبُ بن مامۃَ وابن امِّ دُؤاد	کعب اور ابن دؤاد نے پسند کیا تھا
جرت الرّیاحُ علی محلِّ دیارھم	ہواؤں نے ان کے دیار کو برباد کر دیا
فکأنّما کانوا علی میعاد	جیسے اس کیلئے ایک وقت مقرر ہو چکا تھا
فاری النعیمَ وکلّ مایلھیٰ بہ	میں دیکھتا ہوں، کہ تمام آسائشیں
یومًا یصیر الی بِلیً ونفاد	ایک دن پرانی اور برباد ہو جائینگی

اس کا بھائی حطایط ہے جس کا یہ شعر ہے :ـ

اریني جوادًا مات ھزلًا لعلّني	مجھے ایسا سخی دکھادے جو فاقوں مر گیا ہو، یا ایسا بخیل دکھادے

ارنی ماترین او بخیلاً مخلّدا — جو کبھی نہ مرا ہو تو شاید اے بیوی میں تیری رائے مان لوں

اسود اپنی قوم کی ہجو کرتا تھا، یہ شعر اسی کا ہے : ؎

احقًّا بنی آبناءِ سلمی بن جندلٍ — کیا اے سلمیٰ کے بیٹو! یہ صحیح ہے کہ

وعیدکم ایّایَ وسطَ المجالسِ — مجلسوں میں بیٹھ کر تم مجھے برا بھلا کہتے ہو۔

اعشیٰ قیس

:-

وہ میمون بن قیس بنی ضبیعہ سے ہے۔ اندھا تھا، ابو بصیر کنیت تھی۔ اس کا باپ قیس قتیل الجوع (بھوک کا مارا ہوا) کہلاتا تھا، وہ ایک پہاڑ پر تھا، ایک غار میں گھسا اوپر سے ایک چٹان گری اور غار کا دہانہ بند ہو گیا، وہیں بھوکا مر گیا، قدیم جاہلی ہے۔ آخر عمر میں اسلام کو پایا صلح حدیبیہ میں حضور علیہ السّلام کی طرف آرہا تھا کہ ابوسفیان نے پوچھا کیوں آیا ہے، وہ بولا محمدؐ کے پاس آیا ہوں، وہ بولا: وہ شراب، زنا اور جوئے کو حرام کہتا ہے۔ بولا: زنا تو مجھے چھوڑ چکا ہے گو میں نے اسے نہیں چھوڑا تھا، شراب میں بہت پی چکا ہوں، رہا جوا تو شاید مجھے اس کا کوئی اچھا بدلہ مل جائے۔ ابوسفیان بولا کیا اس سے بہتر کچھ چاہتا ہے۔ بولا، وہ کیا! کہنے لگا: ہمارے اور محمدؐ کے درمیان صلح ہے، اس سال تو لوٹ جا اور سَو سُرخ اونٹنیاں لے جا۔ اگر وہ اسکے بعد فتح پا گیا تو اسکے پاس چلا آنا اور اگر ہم فتح پا گئے تو تجھے تیرے سفر کا بدلا مل ہی گیا ہے۔ کہنے لگا اچھا، ابوسفیان اسے گھر لے گیا اور دوستوں کو جمع کر کے کہا: اے قریشیو! یہ اعشیٰ ہے، اگر یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے پاس پہنچ گیا تو سارے عرب کو تمہارے خلاف بھڑکا دیگا۔ لہٰذا انہوں نے سو اونٹنیاں جمع کر دیں اور وہ لیکر چلتا بنا جب یمامہ کے قریب پہنچا تو اونٹ سے گرا اور مر گیا۔ اعشیٰ ایرانی بادشاہوں کے پاس آتا جاتا تھا، اس کی شاعری میں فارسیت بہت ہے۔ کہتا ہے : ؎

ولقد شربتُ ثمانیًا وثمانیا — وثمانَ عشرۃَ واثنتینِ واربعا

من قہوۃٍ باتتْ بفارسَ صفوۃ — تدعُ الفتیٰ ملِکًا یمیل مُصرّعا

بالجُلّسانِ وطیّبٌ اردانہٗ — بالونّ یضرب لی یکرّ الاصبعا

النأی نرم و بریطٌ ذو بحّۃٍ　　والصنج یبکی شجوہ ان یوضعا

ایک دن کسریٰ نے اس کو یہ گاتے ہوئے سُنا : ؎

ارقتُ وماھذا السُّھاد المؤرّقُ　　مَیں جاگ رہا ہوں اور یہ بیداری کیسی ہے

ومابی من سقمٍ ومابی معشقٌ　　جبکہ نہ مَیں بیمار ہوں اور نہ عاشق ہوں

پوچھنے لگا یہ عربی کیا کہتا ہے۔ لوگ کہنے لگے عربی میں گاتا ہے، بولا: اسکے شعر کا مطلب کیا ہے، لوگوں نے کہا یہ کہتا ہے کہ مَیں بیدار رہتا ہوں مگر نہ بیمار ہوں نہ عاشق، کسریٰ بولا: تب تو یہ چور ہے۔ شاہانِ حیرہ کے پاس بھی جایا کرتا تھا، اور اسود بن منذر، نعمان کے بھائی کا مداح تھا، اسی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

انت خیرٌ من الفِ الفٍ من النا　　تو لاکھوں سے بہتر ہے

سِ اذا ماکبتْ وُجوہُ الرّجالِ　　جبکہ لوگ زچ ہو جائیں۔

نعمان نے کہا تو شعر کہنے میں کسی سے مدد لیتا ہے۔ اس نے کہا تو پھر مجھے ایک گھر میں قید کر دیجیے۔ لہٰذا اس نے ایک گھر میں اسے بند کر دیا، تو وہاں اس نے یہ قصیدہ کہا، جس کا پہلا شعر یہ ہے: ؎

أأزمعتَ من آلِ لیلی ابتکارا　　کیا تو نے ارادہ کیا ہے آلِ لیلیٰ کے ہاں سے صُبح صبح

وشطّتْ علی ذی ھویً ان تُزارا　　کوچ کرنے کا عاشق کیلئے اسکی زیارت بڑی مشکل ہو گئی ہے

اسی قصیدہ میں یہ شعر ہے: ؎

وقیّدنی الشعرُ فی بیتہٖ　　مجھے شعر نے قید کر دیا اپنے گھر میں

کما قیّدا الآسراتُ الحمارا　　جیسے عورتیں زین کے ڈنڈے باندھ دیتی ہیں۔

حماد کہتا ہے: مجھ سے سمّاک نے عُبید سے روایت کی، اس نے اعشیٰ سے روایت کی کہ میں ایک دن نعمان کے پاس گیا اور یہ قصیدہ سُنایا: ؎

الیکَ ابیتَ اللّعنَ کان کلالُھا　　آپ سلامت رہیں آپ ہی کی طرف میری اونٹنی کا تھکا

تروح مع اللّیل التمامِ وتغتدی　　دینے والا سفر تھا وہ رات بھر چلتی اور صبح کو چلتی

حتیٰ کہیں آخر قصیدہ تک پہنچا۔ پھر وہ نجف کی طرف گیا، دیکھا کہ سرخ زرد اور سبز نباتات لہلہا رہی ہیں۔ ان میں عمدہ شقائق کے پُھول بھی تھے، کہنے لگا یہ کتنے اچھے ہیں، انکی حفاظت کرو جب ہی سے ان کا نام شقائق النعمان ہو گیا۔ جب اعشیٰ نے علقمہ بن علاثہ کے بارے میں یہ شعر کہا: ؎

علقمَ ما اَنتَ الی عامرٍ — علقمہ تجھے عامر بن الطفیل سے کیا نسبت
النّاقضِ الاوتارِ والواترِ — جو کینوں کو توڑ دینے والا ہے اور قصاص لینے والا ہے

تو اس نے اسکے خون کی منّت مانی، اعشیٰ سفر پر نکلا، رہبر اسے غلط راہ پر لے گیا، اور بنی عامر میں پہنچا دیا علقمہ کا قبیلہ اس کو علقمہ کے پاس پکڑ کر لے گیا تو اس نے یہ شعر کہا: ۔۵

أعلقمَ قد صیّرتْنی الامو— — علقمہ مجھے حوادثات نے تجھ تک پہنچا دیا
—رُ الیکَ وما انتَ لی منقصٌ — اور تو میرے لئے باعث منقصت نہیں ہے
فھبْ لی ذنبی فدتْکَ النفو— — مجھے بخش دے میں تجھ پر قربان
—سُ ولازلتَ تنمو ولا تنقصُ — خدا کرے تو ہمیشہ بڑھتا رہے اور کبھی نہ گھٹے

لہٰذا اس نے معاف کر دیا، تو اعشیٰ نے کہا: ۔۵

علقمَ یا خیرَ بنی عامرٍ — علقمہ اے بنی عامر کے بہترین
للضّیفِ والصاحبِ والزّائرِ — مہمان، دوست اور زائر کے لئے
والضّاحکِ السِّنّ علیٰ ھمّہٖ — اور باوجود غم کے مسکرانے والے
والغافرِ العثْرۃَ للعاثرِ — اور لغزش کو معاف کر دینے والے

ابو عبیدہ کہتا ہے ایک کلبی نے اعشیٰ کو قید کر لیا، اعشیٰ نے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا۔ کلبی کے پاس پینے والوں کی ایک جماعت آئی جن میں شریح بن عمرو الکلبی بھی تھا، وہ اعشیٰ کو پہچان گیا، تو اس نے کلبی سے کہا: یہ بڈھا کس کام کا اس کا کیا زرِ فدیہ ہوتا اسے مجھے بخش دے، اس نے بخشدیا شریح اس کو لے گیا کھانا کھلایا، اور شراب پلائی، جب نشہ چڑھ گیا تو سُنا کہ وہ کلبی کی ہجو پڑھ رہا ہے۔ تو اس نے اسے واپس کرنا چاہا، تو اعشیٰ نے یہ شعر کہے: ۔۵

شریحُ لا تترکنّی بعد ما علقتْ — اے شریح مجھے نہ چھوڑ جبکہ میں نے تیری رسیاں
کفّیَ حبالکَ بعد القدِّ أظفاری — پکڑ لی ہیں اور میرے ناخن کٹ چکے ہیں
کن کالسموأل اذ طاف الھمام بہٖ — تو سموأل جیسا ہو جا جب عربی سردار نے
فی جحفلٍ کسواد اللیل جرّارٖ — اس پر ایک بڑے لشکر کے ساتھ لشکر کشی کی تھی
بالابلقِ الفردِ من تیماءَ منزلہٗ — تیماء کے قلعہ میں وہ رہتا تھا جو منفرد قلعہ تھا

حصنٌ حصینٌ وجارٌ غیرُ غدّارِ — اور وہاں کے لوگ غدار نہ تھے،

خیّرہ خطّتی خسفٍ فقال لہٗ — اس نے دو ذلت کی باتوں کے درمیان اسے اختیار دیا

اعرضہما ھکذا اسمعہما حارِ — اس نے کہا تو کہہ میں سنتا ہوں اے حارث!

فقال غدرٌ وثکلٌ انت بینہما — تو اس نے کہا یا خیانت کرو ورنہ تیرا بیٹا مارا جائیگا ان

فاختر وما فیہما حظٌّ لمختارِ — دونوں میں سے کوئی ایک بات پسند کرلے اور دونوں نقصان رساں ہیں

فشکّ غیر طویلٍ ثم قال لہٗ — وہ ذرا جھجکا پھر اس نے کہہ دیا، تو اپنے قیدی کو

أقتل اسیرک انّی مانعٌ جاری — قتل کردے، میں اپنے مہمان کی حفاظت کرونگا

وسوف یعقبنیہ ان ظفرتُ بہ — اللہ مجھے اس کے بدلے اور لڑکا دیگا

ربٌّ کریمٌ وبیضٌ ذاتُ اطہارِ — اور پاک دامن شریف عورتیں،

فاختار ادراعہ ان لا یسبّ بہا — اس نے زرہوں کی حفاظت کو پسند کرلیا، تاکہ اسے طعنہ

ولم یکن عہدہ فیہا بختّارِ — نہ دیا جائے، اور اس نے اپنے عہد میں غداری نہیں کی

اس کو سموئل بن عادیا کی وفا یاد دلاتا ہے جبکہ امرؤ القیس نے اسکے پاس زرہیں اور گھوڑے امانت رکھے تھے۔

ابوعبیدہ کہتا ہے اعشیٰ چار گنے ہوئے شعراء سے ہے، وہ طرفہ پر مقدم ہے بڑے اچھے لمبے قصیدے بکثرت اس نے لکھے ہیں، شراب اور عورتوں کی خوب تعریف کرتا ہے مدح بھی خوب کہتا ہے، اور ہجو بھی، طرفہ حارث بن حلزہ عمرو بن کلثوم اور سوید بن ابی کاہل کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے جس مضمون کو اس نے باندھا ہے اور اس سے دوسروں نے لیا یہ ہے: ـــ

كأنّ نعام الدوّ باضَ علیہمِ — گویا دو کی شترمرغیوں نے ان پر انڈے

اذا ریعَ یوماً للصریخ المندّدِ — دے رکھے ہیں، جب کوئی سخت دن ہوتا ہے

سلامہ بن جندل کہتا ہے: ـــ

كأنّ نعام الدوّ باضَ علیہمِ — گویا دو کی شترمرغیوں نے ان پر انڈے دیئے ہیں

بنہیِ القذاف او بنہیِ مخفّقِ — قذاف اور مخفق کے تالاب کے پاس

مہلہل کہتا ہے: ـــ

كأنّ نعام الدوّ باضَ علیہم — گویا دو کی کبوتریوں نے ان پر انڈے دیئے ہیں

واعینُهم تحت الحدید خوازرٌ — اور اُنکی آنکھیں لوہے کے نیچے چھوٹی لگتی ہیں

اعشیٰ کے اس قول پر حرف گیری کی گئی ہے : ؎

ویأمر لِلیحموم کلّ عشیّۃٍ — وہ گھوڑے کیلئے ہر شام حکم دیتا ہے گھاس

بقتٍّ وتعلیقٍ فقد کاد یسنقُ — اور چارے کا اتنا کہ قریب ہے اسے تخمہ ہو جائے ۔

کہا گیا ہے یہ تو کسی ادنیٰ لشکری کی تعریف کے لائق بھی نہیں ہر ایک اپنے گھوڑے کو چارہ اور جو دیتا ہے یہ تعریف تو ہجو کی مانند ہے، شراب کے بارے میں اس کا یہ شعر پسند کیا گیا ہے : ؎

تُریكَ القذیٰ من دونہا وھی دونہٗ — وہ دکھائے گی تلچھٹ اوپر حالانکہ وہ تلی میں ہے ۔

اذا ذاقہا مَن ذاقہا یتمطّقُ — جب چکھنے والا اسے چکھتا ہے تو چٹخارے لیتا ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ وہ اس قدر صاف شفاف ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تنکے اوپر ہیں حالانکہ وہ نیچے تہہ میں ہیں ۔ اخطل نے یہ مضمون لیا ہے : ؎

ولقد تبا کرنی علی لذّاتہا — مجھے صبح صبح اپنی لذتوں کے ساتھ ملی

صہباءُ غالیۃُ القذیٰ خرطومُ — سرخ تیز شراب جس کے تنکے اوپر ہیں

کسی بیت کی روایت کے بارے میں اسقدر لفظی اختلاف نہیں جتنا کہ اعشیٰ کے اس بیت کے بارے میں ہے : ؎

انی لعمرُ الذی خطّتْ مناسمُہا — قسم ہے اس ذات کی جس کی طرف اونٹنیاں دوڑتی

تخدیٰ وسیقَ الیہا الباقرُ الغُتُلُ — ہیں اور بہت گائیں لے جائی جاتی ہیں ۔

بعض نے حطت (اعتماد فی السّیر) بعض نے عثل (بڑی) بعض نے الغیل (موٹی) اور بعض نے الباقر العجل روایت کیا ہے ۔ اعشیٰ کراماً کاتبین پر ایمان رکھتا تھا نعمان کی مدح میں کہتا ہے : ؎

فلا تحسبنّی کافراً لك نعمۃً — مجھے ناشکرا نہ سمجھنا

علیَّ شاہدی یا شاہدَ اللہِ فاشہدِ — اے کراماً کاتبین تم گواہ رہنا ۔

اہلِ عرب کا ان پر ایمان رکھنا دین اسمٰعیلی کا اثر تھا اس کا یہ شعر مخمور کے بارے میں پسند کیا گیا ہے : ؎

فراحَ مکیثاً کأنّ الدَّبا — وہ چلا بھاری بھرکم گویا ٹڈی کے بچے

یدبُّ علیٰ کلِّ عضوٍ دبیبا — اس کے ہر عضو پر رینگ رہے ہیں ۔

ابن قلبہ، اعشیٰ اور عاصم بن سعد حارثی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

سلہ وھم، فہ فہ

قبحتما شاعری حیٍّ ذوی نسبٍ — اے قبیلے کے شاعرو! تمہارا برا ہو۔

وحزّ انفاً کما حزّ اعنشاہ — خدا کرے تمہاری ناک کٹ جائے۔

اعنی الاصمّ واعشانا اذا اتیہا — میری مراد اصم اور اعشیٰ سے ہے کہ جب یہ

الّا استعانا علی سمعٍ وابصارٍ — چلتے ہیں تو سماعت و بصارت کی مدد چاہتے ہیں۔

باغ کے بارے میں سب سے بہتر شعر اسی کا ہے :

ما روضۃٌ من ریاض الحزن معشبۃٌ — کوئی سرسبز و شاداب باغ بلند زمین کا

خضراءُ جاد علیہا مسبلٌ ھطلُ — جس پر خوب بارش برسی ہو،

یضاحک الشمس منہا کوکبٌ شرقٌ — جس کے عمدہ مسکراتے پھول سورج کا مقابلہ

مؤزّرٌ بعمیم النبت مکتہلُ — کرتے ہیں اور وہ خوب ہرا بھرا لہلہاتا ہو

یوماً باطیب منہا نشر رائحۃٍ — اسکی خوشبو سے سبقت نہیں لے جا سکتا

ولا باحسن منہا اذ دنا الاصلُ — نہ شام کے وقت اس سے زیادہ اچھا ہے

عَبید بن ابرص :-

وہ عبید بن ابرص بن عوف بن جشم ہے۔ قدیم جاہلی ہے بڑی عمر پائی، امرئ القیس کے باپ حجر کے قتل میں وہ شریک تھا، اسی کے بارے میں کہتا ہے :

یا ذا المخوّفنا بقتل — اے وہ شخص جو ڈراتا ہے ہمیں

ابیہ اذلالاً وحیناً — اپنے باپ کے قتل کی وجہ سے ہلاکت اور ذلت سے

ازعمت انّک قد قتلـ — کیا تو کہتا ہے کہ تو نے ہمارے

ـت سراتنا کذباً ومیناً — سرداروں کو قتل کر دیا ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے

ھلّا علی حجر ابن امّ — تو حجر پر رو

قطام تبکی لا علینا — ہم پر مت رو۔

إنّا اذا عضّ الثقا — جب ثقاف ہمارے نیزہ کو پکڑتی ہے
ـف برأسِ صعْدِ تنا لوينا — تو ہم ٹیڑھے پڑ جاتے ہیں
نحمیْ حقیقتنا و بعـ — ہم اپنے ناموس کی حفاظت کرتے ہیں
ـضُ القوم یسقطُ بینَ بینَاً — اور بعض لوگ تو اِدھر اُدھر گر پڑتے ہیں
هلّا سألت جموعَ کِنـ — تُو نے کندیوں سے جبکہ وہ پشت پھیر جا رہے تھے،
ـدَةَ یومَ ولّوا این آینا — کیوں نہ پوچھا، کہ کہاں بھاگے جا رہے ہو۔
ایّامَ نضربُ ھامھم — اس دن ہم انکی کھوپریاں تیز تلواروں سے کاٹ رہے
ببواترٍ حتّیٰ انحنینا — تھے، حتیٰ کہ وہ تلواریں ٹیڑھی ہوگئیں۔

اس کو نعمان[1] نے قتل کرا دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ اس سے ملا تو اسکی عمر تین سو سال سے زیادہ تھی جب اس کو نعمان نے دیکھا تو کہا اتنی عمر اے عبید کسی اور کی ہوتی مجھے کچھ سنا، شاید مجھے تیرا شعر پسند آئے۔ تو اس نے کہا شعر و شاعری کہاں؟ نعمان نے کہا مجھے یہ قصیدہ سُنا: "اَقفرَ من اھلہٖ ملحوبُ"۔ تو اس نے یہ شعر سنایا: ؎

اَقفرَ من اھلہٖ عبیدُ — عبید اپنے خاندان سے دُور ہوگیا،
فالیومَ لا یُبدی ولا یُعیدُ — آج کچھ نہیں کر سکے گا۔

نعمان نے کہا، کس طرح مرنا پسند کرتا ہے۔ کہا مجھے شراب پلاؤ جب میں خوب چُور ہو جاؤں تو اکحل کی فصد کھول دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اور اسکے خون سے غریین کو تھیڑا گیا۔ ان دونوں کو اس نے اپنے دو ندیموں پر بنایا تھا جن کا نام خالد بن نعلبہ فقعسی اور عمرو بن مسعود تھا۔ یہ قصیدہ اسکے بہترین اشعار سے ہے اور سات قصیدوں سے ہے۔ اس قصیدہ میں کہتا ہے: ؎

وکلّ ذی نعمۃٍ مخلوسھا — ہر نعمت والے سے نعمت چھین لی جائے گی
وکلّ ذی اَمَلٍ مکذوبُ — اور ہر امید والا اپنی امیدوں کو جھوٹا پائیگا
وکلّ ذی اِبلٍ موروثھا — ہر اونٹ والا پیچھے چھوڑ جائے گا
وکلّ ذی سَلَبٍ مسلوبُ — اور ہر لوٹنے والا لوٹ لیا جائے گا،

---

[1] یہ غلط ہے اور اصل میں اسے منذر بن امرء القیس اللخمی بن ماء السماء جد نعمان بن منذر نے قتل کیا تھا۔ اغانی اور کتاب من قتل من الشعراء وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔

وکلّ ذی غیبةٍ یؤُوبُ	ہر غائب لوٹتا ہے
وغائبُ الموتِ لا یؤُوبُ	مگر مرنے والا نہیں لوٹتا
افلح بما شئتَ فقد یُدرکُ	جس طرح چاہے خوش رہو
بالضّعف وقد یخدع الاریبُ	کمزور پاتا ہے اور عقلمند دھوکا کھاتا ہے
من یسألِ النّاس یحرِموهُ	جو لوگوں سے مانگے گا محروم رہے گا
وسائلُ اللّٰه لا یخیبُ	اللہ کا سائل محروم نہیں ہوتا
واللّٰه لیس لهٗ شریکٌ	اللہ کا کوئی شریک نہیں
علّامُ ما اَخفتِ القلوبُ	دلوں کا حال جانتا ہے
لا یعظُ النّاسُ من لم یعظ الد۔	جسے زمانہ نصیحت نہ دے سکے لوگ
۔ھر ولا ینفع التّلبیبُ	اسے نصیحت نہیں دے سکتے نہ عقلمند بنا سکتے ہیں۔
والمرءُ ماعاش فی تکذیبٍ	انسان ہمیشہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا رہتا ہے
طولُ الحیاة لهٗ تعذیبُ	طول زندگانی سب کی سب عذاب ہے۔
ساعفْ بارضٍ اذا کنتَ بها	ہر اُس سرزمین سے ساز کر جاؤ
ولا تقلْ انّنی غریبُ	جہاں تم ہو اپنے کو مسافر نہ کہو۔
قد یوصل النّازح النّائی وقد	کبھی دور والوں سے صلہ رحمی کی جاتی ہے
یُقطع ذوالسہمةِ القریبُ	اور قریب والے کے ساتھ قطع رحمی کی جاتی ہے۔
اعاقرٌ مثل ذات ولدٍ	کیا بانجھ اور بچے والی برابر ہو سکتی ہیں۔
امْ غانمٌ مثل من یخیبُ	اور غنیمت والا اور محروم برابر ہو سکتے ہیں۔

اس کا وہ شعر جو بطور ضرب المثل مستعمل ہے یہ ہے: ؎

لا اعرفنّك بعد الموت تندبُنی	میرے مرے پیچھے تو تعریف کرے گا
وفی حیاتی ما زوّدتنی زادی	مگر زندگی میں تو مجھے تجھ سے کچھ نہ ملا

بِشرُ بن أبی خازم :-

وہ بنی اسد سے ہے قدیم جاہلی ہے، حرب اسد وطی میں شریک تھا، وہ اور اس کا بیٹا اس حلف میں تھے، جو ان دونوں کے درمیان ہوا تھا۔ ابو عمرو بن علاء کہتا ہے "دو بڑے جاہلی شعراء اقواء کرتے تھے۔ ایک بشرؔ اور دوسرے نابغہ، رہا نابغہ وہ یثرب آیا تو اسکے سامنے اس کے شعر گائے گئے۔ اس کے بعد اس نے اقواء کرنا چھوڑ دیا۔ اور بشر سے اس کے بھائی سوادہ نے کہا، تو اقواء کرتا ہے، اس نے کہا، وہ کیا ہوتا ہے، کہا آپ کے اس شعر میں ہے : ؎

المر ترانّ طُولَ الدّهرِ یُسْلی	دیکھو طوالتِ دہر بھلا دیتی ہے ۔
وینسی مثلَ ما نسیتْ جذامُ	جیسے جذام بُھلا دی گئی ۔

پھر تو کہتا ہے : ؎

وکانوا قومنا فبغوا علینا	وہ اپنے تھے، مگر انہوں نے بغاوت کی
فسُقْناهم الی البلد الشّآمِ	تو ہم نے انہیں شام کی طرف ہنکا دیا

پھر اس نے اقواء نہ کیا، اسکے اس قول پر اعتراض کیا گیا ہے : ؎

علی کلّ ذی میعةٍ سابحٍ	ہر تیز رو سبک رو گھوڑے پر
یقطع ذوابهره الحزاما	جس کے پہلو تنگ کو کاٹ ڈالتے ہیں

ابہر پشت کے قریب ایک رگ ہے، مگر اس نے مراد دونوں پہلو لئے ہیں۔ تو ابہر کو دو قرار دے دیا حالانکہ وہ ایک ہوتی ہے۔ ذوا ابہرہ کہنا چاہیئے تھا، مطلب یہ ہے کہ جب وہ اترتا ہے تو تنگ ٹوٹ جاتا ہے چونکہ اس کے پہلو پھول جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہمیشہ مجھے خیبر کا کھانا تکلیف پہنچاتا رہا۔ اب اس نے میری رگِ پشت کو قطع[1] کر دیا ہے۔ بشر ایک کشتی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے : ؎

اجالِدُ صفّهم ولقد ارانی	میں انکی صف پر حملہ کر رہا ہوں اور میں اپنے آپکو دیکھتا
علی سرداء تسجد للرّیاح	ہوں سوار ایک کشتی پر جو تیرچھی ہے ہواؤں کے آگے سجدہ کرتی
ونحنُ علی جوانبها قعودٌ	ہم اس کے اطراف پر بیٹھے ہوئے آنکھیں نیچی کئے

---

[1] فتح خیبر کے بعد ایک عورت نے آپ کو زہر دیا تھا، اس کی طرف اشارہ ہے ۔

نغضُّ الطرفَ کالاِبلِ القماح — ہوئے ہیں جیسے پانی سے بے نیاز اونٹ

قوامح کے معنی بلند سر اور غض چشم پوشی کو کہتے ہیں۔ بشر شروع شروع میں اوس بن حارثہ بن لام طائی کی ہجو کیا کرتا تھا، بنو نبھان جو طی سے تھے، انھوں نے اسے گرفتار کرلیا۔ اوس گیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ اس کو ہبہ کردیں۔ اس کا ارادہ اسے جلا دینے کا تھا۔ ایک سعدی نے اس سے کہا: تیری رائے بیخاک! اسے اس کی تعظیم کر اور احسان کر کیونکہ جو کچھ وہ کہہ چکا ہے اس کو اسی کی زبان ہی مٹا سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو بشر نے ہر ہجو کے قصیدہ کے بدلے ایک مدح کا قصیدہ لکھا۔

سلامہ بن جندل :-

وہ بنی عامر بن عبیدہ بن الحارث بن زید مناۃ بن تمیم سے ہے، قدیم جاہلی ہے۔ تمیم کے گنے چنے شہسواروں سے ہے۔ اس کا بھائی احمر بن جندل شعراء اور شہسواروں میں سے ہے۔ عمرو بن کلثوم نے بنی سعد بن زید مناۃ کے ایک قبیلہ پر لوٹ ڈالی تھی، تو کچھ لوگ قید کئے جن میں احمر بن جندل بھی تھا، سلامہ گھوڑوں کی تعریف کرنیوالوں سے ایک ہے۔ اس کا سب سے بہترین شعر وہ قصیدہ ہے جس کا اول یہ ہے :-

اَودی الشبابُ حمیداً ذوالتعاجیب — اچھی جوانی جو عجائبات سے بھرپور تھی۔

اَودیٰ وذالِكَ شأوٌ غیر مطلوب — ختم ہوگئی، فنا ہوگئی اور اب کہاں پائی جاسکتی ہے

اَودی الشبابُ الذی مجدٌ عواقبہٗ — وہ شباب جس کا انجام بزرگی ہے ختم ہوگیا

فیہ نلذُّ ولا لذّاتَ للشّیبِ — وہ لذیذ تھا اور بڑھاپے میں کیا لذت۔

ولّی حثیثاً وھذا الشّیبُ یطلبہ — تیزی سے چلا گیا، یہ بڑھاپا اس کا پیچھا کررہا ہے،

لوکان یدرکہ، رکضُ الیعاقیب — کاش! عقابوں کی پرواز سے اس کو پایا جاسکتا۔

کہتا ہے :-

تقول ابنتی ان انطلاقك احداً — بیٹی کہتی ہے لڑائی کے لئے تیرا تنہا جانا

الی الروع یوماً تارکی لا ابالیا — ایک دن مجھے یتیم کردے گا۔

ذرینی من الاشفاقِ اوقدّمی لنا	مجھے مت ڈرا ورنہ مصیبتوں اور موت
من الحدثانِ والمنیۃِ واقیا	سے بچانے والی کوئی چیز بتا
ستتلفُ نفسی اوسا جمع ھجمۃً	ہاں میں مرجاؤنگا، یا ہنکا لاؤنگا
تریٰ ساقیہا یألمانِ التّراقیا	ریوڑ جنھیں ہنکانے والے مشکل سے ہنکا سکیں گے

لبید بن ربیعہ :-

وہ لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب عامری ہے۔ اسکے باپ کو ربیعۃ المعترین کہتے تھے۔ اسے بنو اسد نے ایک لڑائی میں مار ڈالا تھا۔ کہتے ہیں کہ اُسے منقذ بن طریف الاسدی نے قتل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں صامت بن افقم نے قتل کیا تھا جو بنی صیدا سے تھا۔ بعض کہتے ہیں اسکے خالد بن فضلہ نے تلوار ماری تھی اور صامت نے کام تمام کردیا تھا۔ ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب جو اس کا بھائی تھا اس نے اس کا بدلہ لیا یعنی اسکے قاتل کو قتل کردیا۔ لبید کی کنیت ابوعقیل تھی۔ جاہلی شعراء اور شہسواروں سے ہے۔ حارث بن ابی شمر غسانی اعرج نے منذر بن ماء السماء کی طرف سو شہسوار بھیجے اور لبید کو ان کا سپہ سالار بنایا۔ یہ منذر کے پاس پہنچے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ ایک دن موقعہ پاکر اسے قتل کردیا، اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر بھاگے۔ مگر اکثر مارے گئے، لبید بچ گیا اور شاہ غسان کے پاس پہنچا، اور اس کو قصّہ سُنایا۔ لہٰذا غسانیوں نے منذر کے لشکر پر حملہ کردیا، اور ان کو شکست دیدی۔ یہ جنگ حلیمہ کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ حلیمہ بنت ملک غسان نے ان نوجوانوں کے خوشبو لگائی تھی اور کفن پہنائے تھے اور ریشمی ٹوپیاں اوڑھائی تھیں۔

لبید نے زمانۂ اسلام پایا۔ وہ بنو کلاب کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ داخل اسلام ہوئے اور اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ اسکے بعد لبید کوفہ پہنچا اور اسکے بیٹے بھی وہیں رہا حتی کہ مر گیا۔ صحرائے بنی جعفر بن کلاب میں دفن کیا گیا۔ کہتے ہیں اسکی وفات [illegible] ایک سو ستاون سال عمر پائی۔ اسلام میں شعر نہیں کہا۔ صرف ایک شعر کہا۔ ابو الیقظان کہتا ہے [illegible]

الحمد لِلّٰہِ اذ لم یأتِنی اَجلی	شکرِ خدا کہ مجھے موت نہ آئی
حتّٰی کسانی مِنَ الاِسلامِ سِربالا	حتّٰی کہ میں نے جامۂ اسلام پہن لیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں وہ شعر یہ ہے : ؎

ما عاتبَ المرءَ الکریمَ کنفسہٖ	شریف آدمی کو اسکے نفس کی طرح کوئی عتاب نہیں کرتا
والمرءُ یُصلِحھا الجلیسُ الصّالحُ	اور انسان کو صالح ہمنشین ہی درست کرتا ہے

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے اس سے کہا مجھے اپنے شعر سنا تو اُس نے سورہ بقرہ پڑھی اور کہا میں شعر نہیں کہونگا۔ جبکہ مجھے اللہ نے سورۂ بقرہ سکھا دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے وظیفہ میں پانسو درہم کا اضافہ کر دیا۔ پہلے دو ہزار ملتے تھے، جب حضرت معاویہؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے فرمایا یہ دو ہزار ہیں، مگر پانسو کیسے؟ لبید نے کہا میں مر جاؤنگا اور یہ دو ہزار اور پانچسو رہ جائینگے۔ یہ سنا معاویہؓ متاثر ہوئے، اور اس کا وظیفہ بحالہ باقی رکھا۔ کچھ مدت نہ گذری تھی کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ لبید نے جاہلیّت میں یہ قسم کھائی تھی، کہ جب بھی صبا چلیگی۔ لوگوں کو کھانا کھلاؤنگا، حتّٰی کہ ہوا بند ہو جا[illegible] اسلام میں بھی اس عادت کو باقی رکھا، ایک دن ولید بن عقبہ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا، کہ لبید نے جاہلیّت میں قسم کھائی تھی، کہ جب بھی صبا چلیگی کھانا کھلاؤنگا۔ اسلام میں بھی وہ اس پر قائم رہا یہ وہی دن ہے۔ لہٰذا اس کی مدد کرو۔ اور میں سب سے پہلا مدد کرنے والا ہوں، پھر وہ منبر سے اُترا اور سو اونٹ اسے بھیجے اور یہ چٹھی لکھی : ؎

اری الجزّار یَشحذُ شَفرَتَیہ	میں دیکھ رہا ہوں قصاب تیز کر رہا ہے اپنی
اذا ھبّتْ ریاحُ ابی عقیلِ	تلوار جب ابو عقیل کی ہوائیں چلیں۔
اغرُّ الوجہ ابیضُ عامریٌّ	وہ روشن چہرے والا عامری ہے۔
طویلُ الباعِ کالسّیفِ الصّقیلِ	چمکدار تلوار کی طرح سخی ہے۔
وفَی ابن الجعفریّ بحلفتیہ	ابن جعفری نے اپنے حلف کو پورا کیا
علی العلّاتِ والمالِ الجزیلِ	تنگی اور فراخ دستی میں
بنحرِ الکومِ اذ سحبت علیہ	کہ بڑے کوہان والے اونٹ ذبح کیے
ذیولُ صبا تجاوبُ بالاصیلِ	جب چلی شام کے وقت باد صبا

جب یہ شعر پہنچے تو اس نے اپنی لڑکی سے کہا: تو جواب دے کیونکہ میں کبھی کسی شاعر کے جواب دینے سے عاجز نہیں رہا۔ تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

اذا هبّت ریاح ابی عقیل ۔۔۔ جب ابو عقیل کی ہوائیں چلتی ہیں
دعونا عند هبّتها الولیدا ۔۔۔ تو ہم ولید کو پکارتے ہیں
اغرّ الوجه ابیض عبشمیًّا ۔۔۔ وہ روشن شریف عبشمی ہے
اعان علی مروءته لبیدا ۔۔۔ اس نے لبید کی اعانت کی۔
بامثال الهضاب کأنّ رکبًا ۔۔۔ ایسی اونٹنیوں سے جو ٹیلوں کی مانند
علیها من بنی حام قعودا ۔۔۔ تھیں گویا حام کے سرداران پر بیٹھے ہیں۔
ابا وهب جزاك الله خیرًا ۔۔۔ ابو وہب خدا تجھے جزائے خیر دے
نحرناها واطعمنا الثریدا ۔۔۔ ہم نے انہیں ذبح کر کے ثرید کھلا دیا
فعُد ان الکریم لها معادٌ ۔۔۔ پھر ایسا ہی کر سخی باربار احسان کیا کرتے ہیں۔
وظنّی یا ابن اروی ان تعودا ۔۔۔ میرا خیال ہے اے اروی کے بیٹے تو پھر ایسا ہی کریگا

وہ کہنے لگا جواب تو خوب دیا ہے مگر کاش تو اس سے طلب طعام نہ کرتی۔ وہ بولی وہ بادشاہ ہے کوئی بازاری آدمی تو نہیں ہے، بادشاہوں سے مانگنے میں کیا حرج ہے۔ ملاعب الاسنہ لبید کا چچا تھا، وہ عامر بن مالک ہے۔ اس کا لقب ملاعب الاسنۃ اوس بن حجر کے اس شعر کی بنا پر پڑا: ؎

ولاعب اطراف الاسنّة عامرٌ ۔۔۔ برچھے کی نوکوں سے عامر کھیلا
فراح له حظّ الکتیبة اجمع ۔۔۔ سارے لشکر کا حصہ اسی کے لئے ہے

ملاعب الاسنہ نے جاہلیت میں المس جو مال غنیمت کے لئے تھے، اربد بن قیس جو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عامر بن طفیل کے ساتھ آیا تھا، وہ لبید کا ماں شریک بھائی تھا۔ حضور صلعم نے اسکے لئے بددعا کی تو بجلی گری اور وہ جل گیا۔ کہتے ہیں کہ یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی: ویرسل الصواعق فیصیب بها من یشاء (اللہ بجلیاں بھیج کر جس کو چاہے مار ڈالتا ہے)۔ اسکے بارے میں لبید نے کہا: ؎

اخشی علی اربد الحتوف ولا ۔۔۔ مجھے اربد کے بارے میں موت کا ڈر ہے
ارهب نوء السماك والاسد ۔۔۔ مجھے سماک و اسد کے نچھتروں کا ڈر نہیں

فجعنی الرعد والصواعق بالفا — رعد اور بجلیوں نے مجھے ایک بہادر
— رس عند الکریهۃ النجد — شہسوار کی موت کا صدمہ پہنچایا۔

اسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

بلینا وما تبلی النجوم الطوالع — ہم پرانے ہو گئے اور ستارے پرانے نہیں ہوتے
وتبقی الدیار بعدنا والمصانع — شہر اور محلات ہمارے بعد باقی رہ جائینگے
وقد کنت فی اکناف جار مضنۃ — میں ایک عمدہ پڑوسی کے پڑوس میں تھا
ففارقنی جار باربد نافع — اربد کی جدائی سے ایک اچھا پڑوسی جاتا رہا
فلا جزع ان فرق الدھر بیننا — کوئی بات نہیں اگر زمانہ نے ہمیں جدا کر دیا
فکل امرئ یوماً به الدھر فاجع — یہ تو ہر ایک کے ساتھ ہونا ہے۔
وما الناس الا کالدیار واھلھا — آدمی شہروں اور انکے باشندگان کی مانند ہیں
بھا یوم حلوھا وغدواً بلاقع — آج آباد ہیں کل خالی ہو جائیں گے۔
وما المرء الا کالشھاب وضوئه — آدمی ٹوٹے ہوئے ستارے کی چمک کی طرح ہیں
یحور رماداً بعد ما ھو ساطع — کہ چمکنے کے بعد راکھ ہو جاتا ہے۔
وما المال والاھلون الا ودائع — مال اور اولاد امانتیں ہیں۔
ولا بد یوماً ان ترد الودائع — ایک دن امانتیں واپس کرنی پڑیں گی
وما الناس الا عاملان فعامل — آدمی دو طرح کے ہیں
یتبر ما یبنی وآخر رافع — ایک گراتا ہے ایک عمارت کو بلند کرتا ہے
فمنھم سعید آخذ بنصیبه — بعض سعید ہیں کہ اپنا حصہ لے لیتے ہیں
ومنھم شقی بالمعیشۃ قانع — اور بعض بدبخت ہیں کہ صرف معیشت پر قانع ہو جاتے ہیں
الیس ورائی ان تراخت منیتی — اگر میری موت نہیں آئیگی تو کمر جھکا کر
لزوم العصا تحنی علیھا الاصابع — لکڑی کے سہارے چلنے لگوں گا
اخبر اخبار القرون التی مضت — میں پچھلے زمانوں کی باتیں سناتا ہوں
ادب کانی کلما قمت راکع — چلتا ہوں جیسے رکوع میں ہوں۔

فاصبحتُ مثل السّیفِ اخلقَ جفنَہُ	اس پرانی تلوار کی طرح ہو گیا ہوں
تقادمَ عہدُ القینِ والسّیفُ قاطعُ	جس کا پرتلا پرانا ہو گیا ہو اور تلوار قاطع ہو
فلا تبعدنْ انّ المنیّۃَ موعدٌ	تو بھلایا نہ جائے موت تو ضرور آتی ہے
علینا فدانٍ للطّلوعِ وطالعُ	بعض مرنے کے قریب ہیں اور بعض کو آچکی ہے
اعاذلُ ما یُدریكَ الّا تظنّیاً	اے ملامت کرنے والے تجھ کو کیا پتہ
اذا رحل السّفار من ھو راجعُ	جب مسافر کوچ کر جائینگے تو کون لوٹے گا
أ اجزعُ ممّا احدثَ الدّھر بالفتیٰ	کیا میں مصائبِ دہر سے گھبرا جاؤں گا
وایّ کریمٍ لم تصبہ القوارعُ	کیا کسی شریف پر مصیبتیں نہیں پڑیں

اس کے بہترین شعر یہ ہیں: —

اذا المرءُ اسریٰ لیلۃً ظنّ انّہٗ	جب آدمی کسی رات سفر کر چلتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ
قضیٰ عملاً والمرءُ ما عاشَ عاملٌ	اس نے کام ختم کر لئے مگر جب تک زندگی ہے کام باقی ہیں
حبائلُہٗ مبثوثۃٌ بفنائہٖ	اس کے وسائل اس کے صحن میں بکھرے پڑے ہیں
ویفنیٰ اذا ما اخطأتہ الحبائلُ	اور فنا ہو جائیگا جس دن وسائل ختم ہو جائینگے
فقولا لہ ان کان یقسم امرہٗ	اس سے کہہ دو اگر وہ اپنے معاملات اپنے اختیار میں سمجھتا ہے
الّما یعظكَ الدّھرُ امّكَ ھابلٌ	کیا زمانے نے تجھے نصیحت نہیں [illegible] مرے تو
فان انتَ لم تصدقكَ نفسكَ فانتسبْ	اگر تجھے تیرا دل نصیحت نہیں کرتا تو پہلے [illegible] کی
لعلّكَ تھدیكَ القرونُ الاوائلُ	طرف دیکھ شاید وہ تجھے ہدایت [illegible]
فانْ لم تجد من دونِ عدنانَ باقیاً	اگر تو عدنان و معد میں سے کسی کو [illegible]
ودونَ معدٍّ فلتزعكَ العواذلُ	تو چاہئے کہ [illegible] باتیں رولا دیں
وکلّ امرئٍ یوماً سیعلم سعیَہٗ	ہر شخص ایک دن [illegible] اپنی کوشش کو
اذا جمعت عند الالٰہِ المحاصلُ	جب اللہ کے ہاں نتائج جمع کئے جائیں گے۔

یہ شعر بھی پسند کیا گیا ہے: —

فاقطعْ لبانۃَ من تعرّضَ وصلُہٗ	تعلقات قطع [illegible]

لہ کار رونا کسے تمام نہ کرو

والخیرُ واصِلِ خلّۃٍ صرّامُھا — کیونکہ بہترین واصل وہ ہے جو بہترین قاطع بھی ہو

یہ قول بھی مستحسن ہے: ؎

واکذب النفس اذا حدّثتہا — نفس کو دھوکا دیتے ہو اگر آرزوؤں سے جھٹلاتے ہو

انّ صدق النفس یُزری بالامل — نفس کو ہلاکت کا سبق دینا آرزوؤں کو ہیچ کردیتا ہے

اس قصیدہ میں اس کے اس قول پر حرف گیری کی گئی ہے: ؎

ومقامٍ ضیّق فرّجتُہٗ — بہت سے تنگ مقامات کو میں نے کھول دیا

بمقامی ولسانی و جدل — اپنے مقام، زبان اور جدل سے

لو یقوم الفیل او فیّالہٗ — اگر ہاتھی یا ہاتھی بان وہاں کھڑا ہوتا،

زلّ عن مثل مقامی وزحل — تو وہ بھی پھسل جاتا۔

ہاتھی بان نہ خطیب ہوتا ہے نہ ایسا طاقتور کہ اسکی مثال دی جاسکے مگر اس نے سمجھا چونکہ ہاتھی سب جانوروں سے طاقتور ہے تو ہاتھی بان بھی تمام لوگوں سے طاقتور ہوگا۔ میرے خیال میں اس نے اَوْ بمعنی مع استعمال کیا ہے۔ اور مراد یہ لی ہے کہ ہاتھی مع اپنے ہاتھی بان کے بھی وہاں نہ ٹھہر سکے۔ اونٹنیوں کی تعریف میں کہتا ہے: ؎

لھا حجلٌ قد قرعت من رؤسِھا — ان کے بچوں کے سر گنجے ہوگئے ہیں

لھا فوقھا مما تحلّب واشِلُ — کیونکہ ان کے سروں پر کثرت سے دودھ گرتا رہتا ہے

جعدی کہتا ہے: ؎

لھا حجلٌ قرعَ الرؤوسِ تحلّبت — انکے بچوں کے سر گنجے ہوگئے ہیں، کیونکہ گرما میں بھی ان

علی ھامِہ بالصّیف حتی تموّرا — پر دودھ گرتا رہتا ہے لہٰذہ وہ بالکل بے بال ہوگئے ہیں

پچھلے قصیدہ کے یہ شعر پسند کئے گئے ہیں: ؎

وانتضلنا وابنُ سلمیٰ قاعدٌ — کعتیق الطیرِ یُغضِی ویجل

والھبا ینوءُ قیامٌ معھم — کلّ ملثومٍ اذا صُبّ ھَمَل

وتولّوا فاترًا مشیھم — کروایا الطبع ھُمّت بالوحل

تُحسِر الدیباجُ عن اذرعھا — عند ذی تاجٍ اذا قال فعل

اس مضمون کی طرف اس نے سب سے پہلے سبقت کی ہے اور دوسروں نے اس سے لیا ہے: ؎

مِنَ المُسبِلِینَ الرَّیطَ لَذٍّ کَاَنَّمَا　　وہ چادروں کو لٹکا کر چلنے والے ہیں، شیریں کلام
تَشَرَّبَ ضَاحِی جِلدِہٖ لَونَ مُذہَبٖ　　ہیں گویا کہ ان کی کھال پر سونے کا رنگ ہے۔

اخطل نے یہ مضمون لیا ہے:

لَذٍّ یُقَبِّلُہُ النَّعِیمُ کَاَنَّمَا　　وہ ظریف الطبع ہے خوش عیشی اس سے ظاہر ہوتی
مُسِحَت تَرَائِبُہٗ بِمَاءِ مُذہَبٖ　　ہے۔ گویا اس کی پسلیوں پر سونے کا پانی پھرا ہوا ہے

اور اس کا یہ شعر:

کَعَقرِ الهَاجِرِیِّ اِذَا ابتَنَاہُ　　بِاَشبَاہٍ حُذِینَ عَلٰی مِثَالٖ

طرمّاح نے یہ مضمون لیا ہے، کہتا ہے:

حَرَجًا کَمِجدَلِ هَاجِرِیٍّ لَزَّہٗ　　بِذَوَاتِ طَبخٍ اَطِیمَۃٍ لَا تُخمَدُ
قَدَرَت عَلٰی مِثلٍ فَهُنَّ تَوَائِمٌ　　شَتّٰی یُؤَلِّفُ بَینَهُنَّ الفَرقَدُ

اور یہ قول:

وَاِنَّا وَاِخوَانٌ لَنَا قَد تَتَابَعُوا　　ہم اور ہمارے وہ بھائی جو گزر گئے ایسے ہیں
لَکَالمُغتَدِی وَالرَّائِحِ المُتَهَجِّرِ　　جیسے کوئی صبح جاتا ہے کوئی [illegible]

ابو نواس نے یہ مضمون لیا ہے، کہتا ہے:

سَبَقُونَا اِلَی الرَّحِیلِ وَاِنَّا بِالاَثَر　　وہ کوچ میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہم پیچھے پیچھے آ رہے ہیں

لبید سب سے پہلا شخص ہے جس نے صراحیوں کو بط کے ساتھ تشبیہ دی، کہتا ہے:

تَضَمَّنَ بِیضًا کَالاَوَزِّ ظُرُوفُهَا　　بطوں کی طرح شراب کے برتن انڈوں کو لیے ہوئے ہیں
اِذَا اُتئِقُوا اَعنَاقَهَا وَالحَوَاصِلَا　　جبکہ وہ اپنی گردنیں [illegible]

ابن الطثریہ نے یہ مضمون لیا ہے، کہتا ہے:

وَیَومٍ کَظِلِّ الرُّمحِ قَصَّرَ طُولَہٗ　　اور بعض دن جو نیزے [illegible]
دَمُ الزِّقِّ عَنَّا وَاصطِفَاقُ المَزَاهِرِ　　جن [illegible]
کَاَنَّ اَبَارِیقَ اللُّجَینِ لَدَیهِمُ　　چاندی کی صراحیاں [illegible]
اِوَزٌّ بِاَعلَی الطَّفِّ عُوجُ الحَنَاجِرِ　　جیسے بطیں [illegible]

ابو الہندی کہتا ہے : ؎

سَتُغنی ابا الهندیّ عن وطب سالِمٍ — سالم کے مشکیزوں سے ابو الہندی کو بے پرواہ کردینگی
اباریقُ لم یعلقْ بها وضَرُ الزبدِ — وہ صراحیاں جن میں مکھن کی چکنائی تک نہیں لگی
مفدّمةٌ قزّاً کأنّ رقابَها — شراب کی صراحیوں پر پشمین بندھن بندھا ہے
رقابُ بناتِ الماء تفزعُ للرعدِ — گویا کہ وہ مینڈکیوں کی گردنیں ہیں جو رعد سے گھبرا گئی ہیں

لبید کہتا ہے : ؎

حتّی اذا القت یداً فی کافرٍ — حتیٰ کہ جب ڈال دیا سورج نے چاند میں اپنا ہاتھ
واجنّ عوراتِ الثغورِ ظلامُها — اور چھپا دیا تاریکی نے سرحدوں کے عیوب کو
فتذاکرا ثقلاً رثیداً بعدما — اور دونوں نے یاد کیا اپنے تہہ بر تہہ انڈوں کو
القت ذکاءُ یمینها فی کافرٍ — جب سورج نے اپنا ہاتھ رات میں ڈال دیا

زید الخیل

وہ زید الخیل بن مہلہل طائی ہے۔ زمانۂ اسلام کو پایا۔ نبی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام زید الخیر رکھا اور فرمایا میں نے جس جاہلی کی بھی تعریف سُنی اس سے کم پایا مگر تجھے، اور کچھ زمینیں بطور جاگیر دیں، مدینہ میں وبا پھیل رہی تھی انہوں نے حضور علیہ السّلام سے اجازت طلب کی، اور وہاں سے نکل گئے آپ نے فرمایا اگر زید موت سے بچ گیا تو نجات پا گیا۔ جب وہ اپنے شہر پہنچے تو مر گئے۔ انکی کنیت ابو المکنف تھی، دو بیٹے تھے، ایک کا نام مکنف اور دوسرے کا حریث، یہ دونوں مسلمان ہوئے اور حضور علیہ السّلام کے ساتھ رہے اور مرتدین کے قتال میں خالد بن ولیدؓ کے ساتھ شریک تھے، حماد کہتا ہے کہ مکنف نے یہ شعر اوس بن خالد کے مرثیہ میں کہے۔ اور ایک لڑائی میں مارا گیا : ؎

(۱) بکر الناعی باوسِ بن خالدٍ — صبح صبح خبر مرگ دینے والے نے اوس کی
اخی الشتوۃ الغبراءِ والزمن المحلِ — خبر دی جو قحط کے زمانے میں سخاوت کرتا تھا

فلا تجزعی یا امّ اوسٍ فانّہ	اے امّ اوس نہ گھبرا کیونکہ
تصیبُ المنایا کلّ حافٍ وذی نعلٍ	موت ہر ایک کو آنی ہے
فان تقتلوا بالغدرِ اوسًا فانّنی	اگر تم نے اوس کو غدّاری سے مار دیا ہے
ترکتُ اباسفیانَ ملتزمَ الرّحلِ	تو مَیں نے ابوسفیان کو مار ڈالا ہے۔
قتلنا بقتلانا من القوم عصبۃً	ہم نے اپنے مقتولین کے بدلے شریف لوگ
کرامًا ولم ناکل بھم حشفَ النّخلِ	قتل کئے اور ردّی کھجوریں نہیں کھائیں،
ولولا الاسیٰ ماعشتُ فی النّاس ساعۃً	اگر صبر نہ ہوتا تو میں ایک منٹ زندہ
ولکن اذا ما شئتُ ساعدنی مثلی	نہ رہتا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ مجھ ایسے بہت ہیں

زید الخیل نے کعب بن زہیر کا گھوڑا لے لیا تھا۔ تو اُس نے کہا: ؎

لقد نال زید الخیل مال اخیکم	زید نے تمہارے بھائی کا مال لے لیا
فاصبح زیدٌ بعد فقرٍ قد اقتنیٰ	فقیری کے بعد اب تو وہ امیر ہو گیا ہے

زید الخیل نے اس کے جواب میں کہا: ؎

یقولُ اریٰ زیدًا وقد کان مصرمًا	کعب کہتا ہے زید غریب تھا مگر اب میں
اراہ لعمری قد تموّلَ واقتنیٰ	دیکھتا ہوں کہ وہ مال دار ہو گیا ہے
فذالک عطاءُ اللہ فی کلّ غارۃٍ	یہ اللہ کی عطا ہے وہ ہر لوٹ میں مستعد
مشمرۃ یومًا اذا قلّص الخصیٰ	تھا جبکہ خصیے سکڑ جاتے ہیں

بدترین ہجو زید الخیل کا یہ قول ہے: ؎

فخیبۃُ من یغیر علی غنیٍّ	وباھلۃ بن اعصر والرّکاب
وادّی الغنم من ادّی قشیرًا	ومن کانت لہ اسریٰ کلاب

نابغہ جعدی :-

وہ عبداللہ بن قیس بن جعدہ بن کعب بن ربیعہ ہے۔ اس کے بھائی عقیل، قیس اور خرش ہیں وہ جاہلی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور یہ شعر سنائے : ے

ولاخیر فی حلمٍ اذا لم تکن لہٗ	بردباری میں بھلائی نہیں جب تک کہ اس کی
بوادر تحمی صفوہٗ ان یکدّرا	صفائی کو تکدر سے بچانے والی چیزیں نہ ہوں
ولاخیر فی جہلٍ اذا لم یکن لہٗ	سبک سری میں بھلائی نہیں جب تک کہ ایک
حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا	تجربہ کار حلیم اس کا پشت پناہ نہ ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: خدا تیرے منہ کو سلامت رکھے، لہٰذا باوجود کثرت سن کے اس کے دانت نہیں ٹوٹے تھے۔ وہ نعمان بن منذر کے باپ منذر کا ندیم رہا۔ کہتے ہیں کہ یہ نابغہ ذبیانی سے قدیم ہے کیونکہ یہ منذر کا ندیم رہا، اور وہ نعمان بن منذر کا، چنانچہ کہتا ہے : ے

تذکّرتُ والذکریٰ تہیّج للفتیٰ	یاد غموں کو بھڑکاتی ہے۔
ومن حاجۃِ المحزونِ ان یتذکّرا	غمگین کو یادیں ستاتی ہیں۔
ندامای عند المنذر بن محرّقٍ	میرے ندیم منذر بن محرق کے ندیم تھے
اریٰ الیوم منہم ظاہر الحزنِ مقفرا	آج دیکھتا ہوں تو وہ مر چکے ہیں۔

اس کی بڑی لمبی عمر ہوئی حتیٰ کہ اخطل کا زمانہ پایا۔ اخطل سے مقابلہ ہوا، اور اخطل نے اسے شکست دیدی اصفہان میں ایک سو بیس سال کی عمر میں مرا۔ سب سے پہلے جو مضمون اس نے باندھا اور لوگوں نے اس سے لیا یہ ہے : ے

کأنّ مقطّ شرا سیفہٖ	الی طرف القنب فالمقنبِ
لُطِمنَ بترسٍ شدیدِ الصّفا ــــ	قِ من خشبِ الجوزِ لم یُثقبِ

ابن مقبل نے یہ مضمون لیا ہے : ے

کأنّ ما بین جنبیہ ومنقعہٖ	من جوزہٖ ومناط اللیتِ ملطومٗ
بترسِ اعجمَ لم تُنخر مناقبہٗ	ممّا تخیّر فی آطامہا الرّومٗ

کہتا ہے: ؎

أرأيتَ ان بكرتُ بليلٍ هامتي	کیا تمہارا خیال ہے کہ اگر میں مرگیا
وخرجتُ منها بالياً أوصالي	اور میرے جوڑ پرانے ہو گئے
هل تخمشنَّ ابلي عليَّ وجوهها	تو کیا میرے اونٹ اپنا منہ نوچ لیں گے
او تضربنَّ رؤسها بمآلي	یا اپنے سروں کو میرے مآل کے ساتھ ماریں گے۔

اخطل نے یہ مضمون لیا ہے، کہتا ہے: ؎

أرأيتَ ان بكرتُ بليلٍ هامتي	کیا تم دیکھتے ہو کہ اگر میں فوت ہو گیا
وخرجت منها بالياً أثوابي	اور میرے کپڑے پرانے ہو گئے
هل تخمشنَّ ابلي عليَّ وجوهها	کیا میرے اونٹ اپنا منہ نوچ لیں گے
او تضربنَّ رؤسها بسلاب	یا اپنے سروں کو ماتمی لباس کے ساتھ مارینگے

قید شدہ عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

دعتنا النساءُ اذ عرفنَ وجوهنا	ہمیں عورتوں نے پکارا جب وہ پہچان گئیں
دعاء نساءٍ لم يفارقنَ عن قِلَى	پکارنا ایسی عورتوں کا جو بغض کی بنا پر نہیں جدا کی گئی تھیں
حنين الهجان الادم نادى بورودها	جیسے آواز کرتی ہیں وہ اونٹنیاں جنہیں
سقاةٌ يمدون المواتح بالدلا	پنہیاروں نے پانی پلانے کے لئے پکارا ہو
فقلنا لهم خلوا طريق نسائنا	ہم نے ان سے کہا ہماری عورتوں کو چھوڑ دو
فقالوا لنا كلا فقلنا لهم بلى	وہ بولے ہرگز نہیں، ہم نے کہا کیوں نہیں
فنحن غضابٌ من مكان نسائنا	ہم اپنی عورتوں کی وجہ سے غضبناک ہیں
ويسعفنا حرٌّ من النارِ مصطلى	اور آگ کے شعلے ہماری مدد کرتے ہیں
تفور علينا قدرهم فنديمها	ان کی ہانڈیاں جوش مارتی ہیں تو ہم انہیں اسی
ونفثؤها عنا اذا حمؤها غلا	حالت میں رکھتے ہیں اور اپنے سے انکی آگ کو بجاتے ہیں

یہ شعر پسند کئے گئے ہیں: ؎

لبستُ أناساً فأفنيتُهم	میں نے لوگوں کو پہنا اور ان کو فنا کر دیا

وأفنيتُ بعد اناسٍ اُناساً — اور لوگوں کے بعد لوگوں کو فنا کر دیا
ثلاثةَ اهلينَ صاحبتُهُم — میں تین نسلوں کا شریک رہا
وكانَ الالهُ هو المستآسا — اور خدا ہی مددگار تھا

وعشتُ بعيشَينِ انّ المنونَ تلقى المعايشُ فيها الخساسا
فحيناً اصادفُ غرّاتها وحيناً اصادفُ منها شماسا
شهدتُهم لا ارجّي الحياةَ حتى تساقوا بسمٍّ كاسا
وشعثٍ يطارقن بالدارعينَ طليقَ الكلاب يطأن الهراسا
فلما دلونا بجرسِ النباحِ ولا نبصر الحيّ الا التماسا
اضاءتْ لنا النارُ وجهاً اغرّ ملتبساً بالفؤادِ التباسا
يضيءُ كضوءِ السراج السليطِ لم يجعل الله فيه نحاسا
بآنسةٍ غيرِ انس القرافِ وتخلط بالانس منها شماسا
اذا ما الضجيعُ ثنى جيدها تداعتْ وكانت عليه لباسا

اس کا یہ قول کسی کے مرثیہ کے بارے میں پسند کیا جاتا ہے :

فتىً كملتْ خيراتهُ غيرَ انّهُ — وہ کامل الخیر جوان تھا البتہ وہ
جوادٌ فما يبقى من المال باقيا — ایسا سخی تھا، کہ مال کو نہ چھوڑتا تھا
فتىً تمّ فيه ما يسرّ صديقه — اس میں تمام وہ باتیں تھیں جن سے دوست خوش ہوتے ہیں
على انّ فيه ما يسوءُ الاعاديا — مگر ایسی باتیں بھی تھیں جن سے دشمن ناراض ہوتے ہیں

یہ شعر بھی اسی کا ہے :

ومن يحرص على كبرى فانّي — جو شخص میری کبرسنی پر حریص ہے تو
من الشبانِ ازمانَ الخنانِ — میں زمانہ خناں ہی سے جوان تھا

کہتا ہے :

الحمد للهِ لا شريكَ لهُ — سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں
من لم يقلها فنفسهُ ظلما — جس نے خدا کی تعریف نہیں کی اس نے ظلم کیا۔

المولج الليل في النهار وفي الليل	جو رات کو دن میں اور دن کو
نهاراً يفرّج الظلما	رات میں داخل کرتا ہے اور تاریکی کو دور کرتا ہے
الحافظ الرافع السماء على الأر	جو محافظ ہے آسمان کو بلند کرنے والا ہے
ضِ ولم يبن تحتها دعما	اور نہیں بنائے ستون.
الخالق البارئ المصوّر في الار	خالق و باری تصویر بنانے والا، پانی سے
حامِ ماءً حتى يصير دما	رحموں میں حتی کہ وہ خون ہو جاتا ہے.
من نطفةٍ قدّرها مقدّرها	ایک اندازے والے نطفے سے
يخلق منه الابشار والنسما	جس سے پیدا کرتا ہے انسان
ثُمّ عظاماً اقامها عصبٌ	پھر ہڈیوں پر قائم کرتا ہے پٹھے
ثُمّت لحماً كساه فالتأما	پھر گوشت تو وہ جڑ جاتے ہیں
ثم كسا الرأس العواتق والا	پھر کھوپری، منڈھے پر
بشار جلداً تخاله ادما	کھال چڑھاتا ہے
واللونَ الصّوت في المعايش والا	رنگ آواز اور اخلاق بنائے
خلاق شتّى وفرّق الكلما	اور مختلف بولیاں پیدا کیں
ثُمّتَ لا بدّ ان يجمعهم	پھر ان کو جمع کرے گا.
والله حقاً شهادةً قسما	بلا شک و شبہ، یہ بات حق ہے
فأتمروا الأمر ما بدا لكم	تو اس کا حکم مانو جب تک ہو سکے
واعتصموا ان وجدتم عصما	اور سہارا لو اگر لے سکتے ہو
في هذه الارض والسماء	اس زمین و آسمان میں
ولا عصمة منه الا لمن عصما	اور نہیں ہے عصمت محافظت مگر جس کو وہ عصمت دے.
يا ايها الناس هل ترون الى	اے لوگو! کیا دیکھتے نہیں ہو فارس کو
فارس بادت وخدها رغما	کہ تباہ ہو گیا اور ذلیل ہو گیا.
امسوا عبيداً يرعون شاءكم	وہ تمہارے غلام ہو کر بکریاں چراتے ہیں.

کأنما کان مُلکھم حُلُما	گویا ان کی سلطنت خواب وخیال تھی
اوکسدّ الحاجرین مآرب اذ	یا جیسے سد مآرب جب وہ سیل عرم سے
یبنون من دون سیلہ العرما	بچنے کے لئے بنا رہے تھے
تفرّقوا فی البلادِ واعترفوا الھوَن	وہ ادھر اُدھر منتشر ہوگئے اور ذلّت کا اقرار کرلیا
وذاقوا الباساءَ والعدما	اور تنگی ترشی کو چکھا
وبدّلوا السدرَ والاراکَ بہ الخمطَ	اور بجائے سدر واراک کے انہیں جھاڑیاں ملیں
واضحی البُنیان منھدِماً	اور ان کی عمارتیں گرگئیں ۔

مُھلہل بن ربیعہ :-

وہ عدی بن ربیعہ، کلیب وائل کا بھائی ہے جس کے قتل پر جنگ بکر و تغلب ہوئی۔ اس کا لقب مہلہل اسلئے پڑا کہ اس نے شعر کو رقیق بنا دیا تھا کہتے ہیں وہ سب سے پہلا قصیدہ گو ہے فرزدق کہتا ہے "مھلھل الشّعراء ذاك الاوّل" امرء القیس کا ماموں ہے اور جھوٹوں میں سے ایک ہے، کیونکہ کہتا ہے:

ولولا الریحُ اسمعَ بینَ حجْرٍ	اگر ہوا اہل حجر کو نہ سنا دیتی
صلیل البیضِ تُقرع بالذکورِ	تلواروں کی جھنجھناہٹ فولاد کے ساتھ

اور باغیوں میں سے ایک ہے، کیونکہ کہتا ہے:

قل لبنی حِصنٍ یردّوا تہٗ	بنی حصن سے کہہ دے کہ کلیب کو واپس کردیں
اویصیروا للصَّیلم الخنفقیق	ورنہ بڑی مصیبت میں مبتلا ہوجائیںگے ۔

ان سے کہتا ہے کلیب کو واپس کردو حالانکہ وہ تو مرچکا تھا۔ کہتا ہے میں تو جب ہی راضی ہونگا کہ اس کو واپس کردو مُہلہل جنگ کا کمانڈر تھا اور بنی تغلب کا سردار تھا حارث بن عباد نے اس کو گرفتار کرلیا وہ اسے پہچانتا نہ تھا۔ وہ کہنے لگا۔ تو مجھے عدی کو بتادے تو تیرا خون محفوظ ہے۔ مہلہل نے کہا: اگر میں اس کو بتادونگا تو میں مامون ہوجاؤنگا۔ اس نے کہا: بیشک! بولا عدی میں ہی ہوں! اس نے پیشانی کے بال کاٹ

کر اس کو رہا کر دیا اور کہا: ؎

لهف نفسي علىٰ عديٍّ ولم — افسوس ہے! عدی پر جب میرے قبضہ
أعرف عديًّا اذا مكنتني اليدانِ — میں آگیا تو میں نے نہ پہچانا
طلّ من طلّ في الحروب ولم — لڑائیوں میں بہتوں کا خون رائگاں گیا۔ مگر وہ جس کے
يهلكُ قتيلٌ بأنّه ابن ابانِ — بدلے میں نے ابن ابان کو قتل کر دیا ہلاک نہیں ہوا

مہلہل نکل کھڑا ہوا اور اہل یمن سے جا ملا، ایک شخص نے اسکی بیٹی کا پیام دیا۔ کہنے لگا میں مسافر غریب الوطن ہوں، اگر تم سے اسکی شادی کر دونگا تو لوگ کہینگے اسے مجبور کر کے شادی کر دی۔ ان عورتوں کے مہر گندم گوں اونٹ ہوتے تھے۔ لھذا اس نے یہ شعر کہے: ؎

انكحها فقدها الاراقم في — جنبٍ وكان الحباءُ من ادم
لو بأبا نين جاءَ يخطبها — رُمّل ما انفُ خاطبٍ بدم

پھر وہاں سے چلا، عوف بن مالک بن ضبیعہ بن ثعلبہ اسے ملا، یہ اسماء زوجہ مرقش اکبر کا باپ تھا۔ اس نے گرفتار کر لیا۔ اور اسی کی قید میں مر گیا۔ بکر و تغلب کی جنگ کے یہ پانچ دن مشہور ہیں۔ پہلا یوم عنیزہ جس میں وہ برابر رہے ہے۔ دوسرا واردات یہ تغلب کی فتح کا دن تھا۔ تیسرا یوم حنویہ یہ بکر کے غلبہ کا دن تھا۔ چوتھا القصیبات یہ تغلب کے غلبہ کا دن تھا۔ اس دن انہوں نے بکر کو خوب قتل کیا۔ پانچواں یوم قضہ یہ آخری دن تھا، اور بکر کو فتح رہی۔ اس دن مہلہل گرفتار ہوا۔

عبّاس بن مرداس:-

مرداس اُس کنکر کو کہتے ہیں جو کنویں میں اس غرض سے ڈالی جاتی ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ پانی ہے یا نہیں۔ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے مؤلفۃ القلوب کو خیبر کے دن عطیات دیئے۔ ابو سفیان بن حرب کو سو اونٹ دیئے۔ صفوان بن امیہ کو سو اور عباس کو سو سے کم تو وہ رسول اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہا: ؎

اتجعل نهبي ونهب العبيد — کیا آپ میری اور میرے گھوڑے عبید کی

بلین عیینۃ والاقرع — لوٹ کو عینیہ اور اقرع سے کم ٹھہراتے ہیں
وما کان بدرٌ ولا حابسٌ — بدر اور حابس مرداس
یفوقان مرداسَ فی مجمع — سے کبھی نہیں بڑھے۔
وما کنتُ دونَ امرئٍ منھما — میں ان دونوں سے کم نہیں
ومن تضعِ الیومَ لا یُرفع — جس کو آپ گرائینگے وہ کبھی بلند نہ ہوگا۔

لھٰذا حضور علیہ السّلام نے پُورے سو کر دیئے۔

ابو زُبید الطائی

وہ منذر بن حرملہ طائی ہے۔ اسلام کو پایا مگر نصرانی مرا۔ بڑا سن رسیدہ تھا۔ کہتے ہیں ڈیڑھ سو سال عمر پائی، ولید بن عقبہ کا ندیم تھا۔ اِسی لئے عثمانؓ نے اس کو کوفہ سے معزول کر دیا تھا اور شراب کی حد لگائی تھی۔ ابو زبید اپنے ماموں یعنی تغلبیوں میں تھا۔ ایک لڑکا اسکے اونٹ چرایا کرتا تھا، کہ بہراء نے جو کہ قضاعہ سے تھے تغلب پر حملہ کیا۔ اس لڑکے کے قریب وہ گزرے۔ تو لڑکے نے وہ اونٹ انکو دیدیئے اور انکے ساتھ چل کھڑا ہؤا تاکہ انھیں قوم کے اسرار سے واقف کر دے، اور انکے ساتھ لڑے۔ تغلب نے بہراء کو شکست دے دی اور لڑکے کو قتل کر دیا، تو ابو زُبید نے یہ شعر کہے: ؎

قد کنتَ فی منظرٍ ومستمعٍ — عن نصر بہراءَ غیر ذی فرسِ
تسعیٰ علی فتیۃِ الاراقمِ واستعجلتْ قبل الجمانِ والغبسِ
لا ترۃٌ عندھم فتطلبھا — ولا ھمُ نھزۃٌ لمختلسِ
اما تقارف بک الرماحُ فلا — ابکیک الا للدّلوِ والمرسِ

جب علیؓ و معاویہؓ نے ولید بن عقبہ کو معزول کر دیا اور وہ رقّہ چلا گیا تو ابو زبید اس کا ندیم تھا۔ ہر اتوار کو گرجا جاتا اور شراب پیتا۔ ایک دن اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: ؎

اذا جُعِلَ المرءُ الّذی کان حازمًا — یحلّ بہ حَلَّ الحوارِ ویحملُ

فلیس لہ فی العیش خیرٌ یُریدہٗ — وتکفینہٗ منہا اعفُّ واجملُ

اور مرگیا، بلیخ میں دفن ہوا۔ وہیں ولید بن عقبہ کی قبر ہے۔ ابوزبید ولید سے کہتا ہے: ؎

من یخنْکَ الصَّفاءُ او یتبدَّلُ — اگر کوئی تیرے ساتھ غداری کرے یا بدل جائے

اوْ یزلْ مثلَ ما تزولُ الظِّلالُ — یا سائے کی طرح چھٹ جائے۔

فاعلمنْ اَنّنی اخوكَ واخو العهدِ — تو جان لے کہ میں تیرا زندگی بھر کے لئے بھائی

حیاتِی حتّٰی تزولَ الجبالُ — ہوں، حتّی کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔

فلكَ النصرُ باللّسانِ وبالكفِّ — میری زبان اور ہاتھ تیری مدد پہ ہیں۔

اذا كانَ للیدینِ مصالُ — جب تک کہ ہاتھوں میں قوت ہے

اس کے بہترین شعروں سے یہ ہیں: ؎

انّ نیلَ الحیاةِ غیرُ سَعُودِ — وضلالٌ تأمیلُ نیلِ الخلودِ

علّلِ المرءَ بالرّجاءِ ویضحی — غرضًا للمنونِ نصبَ العُودِ

کلّ یومٍ ترمیہ منہا برشقٍ — فمصیبٌ اوصافُ غیرِ بعیدِ

کلّ میتٍ قد اعترفتَ فلا — اوجع من والدٍ و مولودِ

غیر انّ الجلاحَ ھدَّ جناحی — یومَ فارقتُہٗ باعلی الصَّعیدِ

اسی قصیدہ کی پیروی ابن مناذر نے مرثیۂ عبدالمجید بن عبدالوھاب ثقفی میں کی ہے۔ اس کا ایک عمدہ شعر یہ ہے: ؎

انما متَّ والفوادُ عمید — تو مرگیا اور دل غمگیں ہوگیا

یومَ بانتْ بودھا خنساء — جس دن کہ خنساء جدا ہوگئی

اسی میں کہتا ہے: ؎

لیتَ شعری واینَ منّی لیتٌ — انّ لیتًا وانّ لوًّا عناءُ

کاش مجھے شعور ہوتا مگر آرزو کرنے سے کیا ہوتا ہے — آرزوئیں بھی تو تکلیف دہ ہوتی ہیں

ایّ ساعٍ سعی لیقطعَ شربی — حینَ لاحتْ للصابحِ الجوزاءُ

کس نے مجھے پانی سے روک دیا تھا — جب گرمی زوروں پہ تھی

واستظلّ العصفور کرھًا مع الضّبّ — واذکت نیرانھا المعزاءُ

جب چڑیاں گوہ کے ساتھ سایہ تلاش کرنے لگی تھیں — اور سنگلاخ زمین آگ اُگلنے لگی تھی

ونفی الجندبُ الحصٰی بکراعیہ — واوفیٰ فی عُودِہ الحرباءُ

جب ٹڈی اپنے پاؤں سے کنکریاں ہٹانے لگی تھی — اور گرگٹ شاخ سے چمٹ گئے تھے

اس کی یہ تشبیہ شیر کے بارے میں پسند کی جاتی ہے ؎

اذا واجہ الاقران کان مجنّۃً — جبینٌ کتطباق الرّحیٰ اجتاب مُمطرا

حسّان بن ثابت :-

ان کی کنیت ابوالولید تھی۔ ماں کا نام فریعہ خزرجی تھا، جاہلی اسلامی ہیں، اور متقدم الاسلام ہیں، مگر کسی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہیں ہوئے کیونکہ بزدل تھے، پیشانی کے بال لمبے تھے، زبان اسقدر لمبی تھی کہ ناک کے سرے کو لگ جاتی تھی۔ کہتے تھے، کوئی فصیح میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ بخدا اگر میں اس کو بالوں پر رکھ دوں تو صاف ہوجائیں اور پتھر پر رکھ دوں تو پھٹ جائے۔ ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں زندہ رہے۔ حضرت معاویہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ آخری عمر میں اندھے ہوگئے تھے۔ اصمعی کہتا ہے شعر کا دروازہ بُرا ہے، دیکھو حسان جاہلیت میں بڑا شاعر تھا جب اسلام آیا تو اس کی شاعری ختم ہوگئی۔ حسان، ملوکِ غسان کے پاس جاتے تھے، انکے بارے میں کہتے ہیں: ؎

یُغشَونَ حتّٰی ما تھِرّ کلابُھُم — انکے پاس لوگ اسقدر آتے جاتے ہیں کہ ان کے کتے بھونکتے

لا یَسئَلونَ عن السّوادِ المُقبِلِ — نہیں وہ یہ نہیں پوچھتے کہ یہ لوگ کتنے ہیں اور کہاں سے آئے ہیں

جب جبلہ بن ایہم روم پہنچا اور شاہِ روم کے پاس معاویہ کا قاصد آیا تو جبلہ نے حسان کے بارے میں اس سے دریافت کیا۔ اس نے کہا بہت سن رسیدہ ہوگئے ہیں اور اندھے ہوگئے ہیں۔ تو اس نے ہزار دینار اور خلعتیں دیں اور کہا اگر انہیں زندہ پاؤ تو یہ انکے سپرد کردینا۔ اگر مر چکے ہوں تو خلعتیں انکی قبر پر ڈال دینا۔ اور اونٹ خرید کر قبر پر ذبح کردینا۔ وہ آیا تو انہیں زندہ پایا، وہ پیغام سنایا تو حسان رو پڑے اور کہا، کاش! تو آتا تو میں مرچکا۔

حسان کی بیٹی شاعرہ تھی، ایک رات نیند نہ آئی اور شعر آئے تو یہ کہا: ؎

مَتاریكُ اَذناب الامور اذا اعترت　　　ہم چھوڑ دینے والے ہیں معاملات کی دموں کو اور پکڑ لیتے

اخذنا الفروعَ واجتثثنا اُصولَها　　　ہیں انکے فروع کو اور اُکھاڑ لیتے ہیں انکی جڑوں کو

پھر شعر منقطع ہو گیا بیٹی نے کہا اب آپ شعر نہیں کہہ سکتے، کہا نہیں! کہنے لگی میں کہہ دیا کرونگی حسان نے کہا اچھا؟ کہا: ہاں! فرمایا تو کہہ۔ لڑکی نے یہ شعر کہا: ؎

مَقاویلُ بالمعروفِ خُرسٌ عن الخنا　　　بھلی بات کہتے ہیں برائی سے گونگے ہیں

کرامٌ یُعاطون العشیرۃَ سؤلَها　　　شریف ہیں جو مانگو دیتے ہیں

پھر کیا تھا بڈھا گرما گیا، اور یہ شعر کہا: ؎

وقافیۃٍ مثل حدِّ السِّنانِ نہیتُها　　　بہت سے قافیے نیزہ کی نوکوں کی طرح تیز

تناولتُ من جوِّ السّماءِ نزولها　　　میں نے انہیں باندھا اور وہ مجھ پر آسمان سے اُترے

براها الّذی لاینطقُ الشّعرَ عندہٗ　　　تراشا انہیں اس شخص نے کہ شعر اسکے سامنے نہیں

ویعجز عن امثالها ان یقولَها　　　بولتا اور اب عاجز ہے ان جیسے شعر کہنے سے۔

بولا اب جب تک تو زندہ ہے میں شعر نہیں کہونگا، حسان نے کہا میں نے ایک شعر ایسا کہا ہے کہ اس جیسا کبھی نہیں کہا۔ وہ یہ ہے: ؎

وانّ امرأً أمسٰی واصبح سالماً　　　بیشک وہ شخص جس کی صبح و شام سلامتی

من النّاسِ الّا ما جَنٰی لسعیدٌ　　　سے، گزر گئی، البتّہ سعید ہے۔

کسی مدنی نے کہا ہے، جب کبھی حسان کا یہ شعر یاد آتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ پھر سے جوان ہو جاؤں۔ وہ شعر یہ ہے: ؎

اهوٰی حدیثَ النّدمانِ فی فلقِ　　　مجھ دم ندیموں کی باتیں سننے اور

الصّبح وصوتَ المُطربِ الغرِدِ　　　مطرب کے گانے کو جی چاہتا ہے

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا　　　ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا

نمر بن تولب :-

وہ عکل سے ہے، اچھا شاعر تھا۔ کیّس اس کا لقب تھا، کیونکہ اچھے شعر کہتا تھا، جاہلی ہے زمانہ اسلام پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نے کہا: ؎

اِنّا اَتیناکَ وقد طال السفرُ	ہم بڑے دُور دراز سفر سے آپ کے پاس
نقودُ خیلاً ضمّراً فیہا عسرٌ	آئے ہیں، دُبلے گھوڑوں پر سوار ہو کر
نُطعِمہا الشّحمَ اذا قلّ الشجرُ	ہم انھیں چربی کھلاتے ہیں جب درخت میسّر نہیں آتے
والخیل فی اِطعامِہا اللحمِ ضررُ	گھوڑوں کو ان کا گوشت کھلانا ضرر رکھتا ہے۔

اتنے دنوں زندہ رہا، کہ پیر خرف ہو گیا تھا، اور بکواس کرنے لگا تھا۔ وہ اصبحوا الراکب او نیکوا الراکب[1] کہتا رہتا تھا کسی نے اسے یہی سکھا دیا تھا، حماد سے روایت کرتے ہوئے اصمعی کہتا ہے کہ حماد نے کہا: نمر بن ربیعہ بن نمر عجیب انسان تھا۔ اس کا یہ شعر ہے: ؎

اُہیم بدعدٍ ما حَیِیتُ فانْ اَمُتْ	جب تک زندہ رہونگا دعد کا گرویدہ رہونگا،
اوکّل بدعدٍ من یہیم بہا بعدی	اگر مر گیا تو کسی دوسرے کو اپنی جگہ چھوڑ جاؤنگا

لوگ کہتے ہیں کہ یہ شعر نصیب کا ہے، بطور مثل اس کا یہ شعر پڑھا جاتا ہے: ؎

ومتی تُصبکَ خصاصۃٌ فارجُ الغِنی	جب تنگدستی لگے تو تونگری کی اُمید رکھ
والی الذی یہبُ الرغائبَ فارغبِ	اور مولیٰ کی طرف رجوع کر

اور یہ قول: ؎

فانّ ابنَ اختِ القومِ مُصغیً اناؤہٗ	قوم کا بھانجا ذلیل ہی رہتا ہے جب تک
اذا لم یزاحِمْ خالَہٗ بابٍ جَلْدِ	کہ ماموں کے مقابلہ پر قوی باپ کو نہ لائے۔

یہ اچھی تشبیہ ہے: ؎

فصدّت کانّ الشمسَ تحتَ قناعِہا	مُنہ موڑ کر چلی گئی گویا سُورج اس کے نقاب
بدا حاجبٌ منہا وضنّتْ بحاجبِ	کے نیچے تھا۔ ایک ابرو ظاہر کی اور دوسری چھپا لی

---

[1] سوار کو صبح کی پلا دو، سوار کو مار دو

ایک شاعر نے یہ مضمون لیا ہے، کہتا ہے: ؎

یا قمرا للنّصف من شهره	اے چودھویں کے چاند
ابدی ضیاءً لثمانٍ بقین	آخری تاریخوں کی سی چمک دکھائی۔

تلوار کی تعریف میں اس نے مبالغہ سے کام لیا ہے: ؎

تظلّ تحفر عنه ان ضربت به	اگر تم اس سے وار کرو گے تو وہ کھودتی ہی
بعد الذراعین والساقین والهادی	رہیگی۔ ہاتھ پاؤں اور سینہ کے کاٹنے کے بعد

تأبّط شرّا :-

اس کا نام ثابت بن جابر بن سفیان تھا، فہم سے ہے۔ فہم اور عدوان بھائی ہیں ہمیشہ پیادہ پا لڑتا تھا۔ اس کے بہترین اشعار سے یہ ہے: ؎

یا من لعذّالةٍ خذّالةٍ اشبٍ	خرقت باللّوم جلدی ایّ تخراقِ
تقول اهلکتَ مالاً لو ضننت به	من ثوبِ صدقٍ ومن بردٍ واعلاقِ
سوّد خلالك من مال تجمّعه	حتّی تلاقیَ ما کلّ امرئٍ لاقی
عاذلتی انّ بعض اللّوم معنفةٌ	وهل متاعٌ وان ابقیتُه باقی
انّی زعیمٌ لئن لم تترکی عذلی	ان یسئلِ الرکب عنّی اهلَ آفاقِ
ان یسئلِ الرکبُ عنّی اهلَ معرفةٍ	فلا یخبّرهم من ثابتٍ لاقی
لتقرعنّ علیّ السنّ من ندمٍ	اذا تذکّرتِ منّی بعض اخلاقِ

کہتا ہے کہ ایک دفعہ جنوں سے ملا اور ان کو قتل کیا: ؎

تقولُ سلیمی لجاراتِها	اری ثابتًا یفنًا حوقلا
لها الویلُ ما وجدتْ ثابتًا	ألفّ الیدینِ ولا زمّلا
ولا رعشٍ الساق عند الجراء	اذا بادر الحملة الهیضلا

وادهم قد جبت جلبابة　　كما اجتابت الكاعب الخيعلا
على ضوء نار تنورتها　　فبت لها مدبرا مقبلا
الى ان حدا الصبح اثناءه　　ومزق جلبابه الاليلا
فاصبح والغول لي جارة　　فيا جارتا انت ما اهولا
وطالبتها بضعها فالتوت　　بوجه تغول فاستغولا
فقلت لها يا انظري كي ترى　　فولت فكنت لها اغولا
فطار بقحف ابنة الجن ذو　　شقاشق قد اخلق المحملا
اذا كل امهيته بالصفا　　فحد ولم ارہ صيقلا
عظاية قفر لها علتان　　من ورق الطلح لن يغزلا
فمن سال اين ثوت جارتي　　فان لها باللوى منزلا
وكنت اذا ما هممت فعلت　　واحر اذا قلت ان افعلا

شماخ[۵]

وہ ضرار کا بیٹا اور مزرد کا بھائی ہے، ماں خرشب کی اولاد سے تھی کہتے ہیں اس کا نام معقل بن ضرار تھا، کمان اور عورتوں کی خوب تعریف کرتا ہے۔ کمان کی تعریف میں کہتا ہے:

وذاق فاعطته من اللين جانبا　　اس نے کمان کو آزمایا تو پایا
كفى ولها ان يغرق السهم حاجز　　کافی نرم کہ جس کے تیر لگ جائے وہ مر ہی جاتا ہے
اذا انبض الرامون عنها ترنمت　　جب اس پر چلہ چڑھاتے ہیں تو
ترنم ثكلى اوجعته الجنائز　　ماتم کرنے والیوں کی سی آواز اس سے نکلتی ہے

یہ مضمون سب سے پہلے اس نے باندھا اور دوسروں نے اس سے لیا:

تخامص عن برد الوشاح اذا مشت　　جب چلتی ہے تو بدمی کی ٹھنڈک سے بچکر چلتی ہے

---

[۵] حضرت شماخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے صحابہ سے ہیں ان کا ایک دیوان بھی ہے۔

تحامُصَ حافي الرِّجلِ في الأمعزِ الوجي | جیسے زخمی ننگے پاؤں والا پتھریلی زمین پر چکر چلتا ہے

ذوالرمہ نے یہ مضمون لیا ہے، وہ اونٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے : ؎

تشکو الوجیٰ وتجافیٰ عن سفائفھا | وہ اونٹنی شکایت کرتی ہے فرسودہ پائی کی اور بچتی ہے اپنے

تجافی البیضِ عن بردالدّمالیج | تنگ سے جیسے گوری عورتیں بازوبند کی ٹھنڈ سے بچتی ہیں

وہ جاہلی اسلامی ہے، حطیئہ نے کہا شماخ سے کہہ دو کہ وہ غطفان کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ ایک دفعہ شماخ مدینہ جا رہا تھا عرابہ بن اوس الانصاری اس کا ہمسفر ہو گیا پوچھنے لگا: مدینہ کس مقصد سے جا رہا ہے بولا اپنے گھر والوں کے لئے سامانِ رسد لاؤں گا۔ اس کے ساتھ دو اونٹ تھے۔ اس نے شماخ کی تعظیم کی اور اسکے دونوں اونٹ گیہوں اور کھجور سے بھر دیئے۔ تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

رأیت عرابۃَ الاوسی یسموُ | میں نے عرابہ کو دیکھا کہ وہ

الی الخیراتِ منقطع القرینِ | بھلائیوں کی طرف بڑھتا ہے وہ بے نظیر ہے

اذا ما رأیۃٌ رفعت لمجدٍ | جب بزرگی کا جھنڈا بلند کیا جاتا ہے

تلقّاھا عرابۃُ بالیمینِ | تو عرابہ اسے مضبوط پکڑ لیتا ہے

اس کا بھائی جزء بن ضرار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ میں کہتا ہے : ؎

علیك سلامٌ من امامٍ وبارکت | اے امام تجھ پر سلامتی ہو اور

یدُاللہ فی ذاك الادیم الممزّقِ | اللہ اس پھٹے ہوئے چمڑے میں برکت دے۔

مزرّد :-

وہ ضرار کا بیٹا، شماخ کا بھائی ہے۔ اس کا لقب مزرّد اس شعر کی بنا پر پڑا جو اس نے مکھن کے بارے میں کہا تھا : ؎

فجاءت بھا صفراءُ ذات اسرّۃٍ | تکادُ علیھا ربّۃُ النحی تکمدُ

فقلت تزردھا عبیلٌ فانّنی | لدرد الشیُوخ فی السّنین مزرّدُ

حطیئہ :-

وہ جدول بن اوس، بنی قطیعہ بن عبس سے ہے حطیئہ لقب اس لئے پڑا، کہ وہ چھوٹے قد کا تھا۔ اور زمین سے زیادہ قریب تھا۔ ابو ملیکہ کنیت ہے۔ زہیر کا راویہ تھا۔ جاہلی اسلامی ہے، میرے خیال میں وہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد مسلمان ہوا کیونکہ عرب کے وفود میں اس کا ذکر نہیں آتا، ہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کا ذکر آتا ہے۔ کہتا ہے : ؎

اطعنا رسول اللہ اذ کان حاضراً	ہم نے رسولؐ کی انکی زندگی میں اطاعت کی۔
فیا لھفتی ما بالُ دِینِ ابی بکر	مگر افسوس ہے ابو بکرؓ کی اطاعت کا کیا مطلب ہے
اُیورثُھا بکراً اذا مات بعدہٗ	کیا وہ بکر کو مرے پیچھے وارث کر جائے گا
و تلک و بیتِ اللہ قاصمۃُ الظھر	قسم ہے خانہ کعبہ کی یہ بات تو کمر توڑ دینے والی ہے

مشہور یہ ہے کہ جب وہ مرنے لگا تو اس سے کہا گیا۔ اے ابو ملیکہ! وصیّت کر۔ بولا: میرا مال لڑکوں کو دے دیا جائے، لڑکیوں کو نہ دیا جائے۔ لوگوں نے کہا یہ حکم خداوندی کے خلاف ہے۔ بولا میں تو حکم دیتا ہوں لوگوں نے کہا، کہہ لآ الٰہ اِلاّ اللہ۔ بولا، افسوس ہے! شعر و شاعری پر اگر اس کا راوی بُرا ہو، لوگوں نے کہا، کیا مسکینوں کیلئے کچھ وصیّت نہیں کروگے۔ بولا میں انہیں وصیّت کرتا ہوں کہ جبتک وہ زندہ رہیں مانگتے رہیں، اس سے بہتر کوئی تجارت نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا اپنے غلام یسار کو آزاد کردے۔ بولا جب تک کوئی عبسی زندہ ہے وہ غلام ہے۔ لوگوں نے کہا کیا فلاں یتیم کیلئے وصیّت نہیں کروگے؟ بولا، میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں کہ اس کا مال لے لو۔ اور اس کی ماں سے زنا کرو، لوگوں نے کہا: بس! بولا: مجھے گدھے پر سوار کردو، کیونکہ آج تک اس پر کوئی شریف انسان نہیں مرا شاید میں نجات پا جاؤں پھر یہ شعر کہے : ؎

لکلّ جدیدٍ لذّۃٌ غیر انّنی	ہر جدید لذیذ ہوتا ہے
وجدتُ جدیدَ الموتِ غیر لذیذ	مگر موت غیر لذیذ ہے
لہٗ خبطۃٌ فی الحلق لیس بسُکّرٍ	حلق میں اس کی خراش ہے جو نہ شکر ہے
ولا طعمُ راحٍ یشتھی و نبیذٗ	نہ شراب کی لذت ہے کہ اس کی خواہش کی جائے۔

اور وہیں مرگیا۔ اس نے اپنی ماں، باپ، اپنی ذات، چچا اور ماموں کی ہجو بھی کی تھی۔ ماں کی

ہجو میں کہتا ہے : ~

تنحیّ واقعدی منّی بعیدًا — دُور ہو جا دُور

اراحَ اللہ منكِ العالمینا — خُدا تجھ سے دُنیا کو بچائے

الم اظهرلكِ البغضاءَ منّی — کیا میں نے تجھ سے نفرت کا اظہار نہیں کیا

ولکن لا اخالكِ تعقلینا — مگر تو سمجھتی نہیں ہے۔

أغربالًا اذا استودعتِ سرًّا — چھلنی کی طرح تجھ میں بھید نہیں ٹھہرتا اور

وکانونًا علی المتحدّثینا — بات کرنے والوں کے لئے تو بھیدی ہے۔

جزاكِ اللہُ شرًّا من عجوزٍ — خدا بُرا کرے تیرا اے بوڑھی!

ولقّاكِ العقوقَ من البنینا — اور تجھے اولاد کی نافرمانی نصیب کرے

حیاتكِ ما علمتُ حیاةُ سوءٍ — تیری زندگی بُری زندگی ہے

وموتكِ قد یسرُّ الصالحینا — تیری موت نیک بندوں کو خوش کر دیگی۔

باپ، چچا اور ماموں کے بارے میں کہتا ہے : ~

لحاكَ اللہُ ثمّ لحاكَ حقًّا — خدا تجھ پر بار بار لعنت کرے اے باپ

ابًا ولحاكَ من عمٍّ وخالِ — اور اے چچا اور اے ماموں!

فنعم الشّیخ انتَ لدی المخازی — تو بُرے کاموں کے لئے بہت موزوں ہے۔

وبئس الشّیخ انتَ لدی المعالی — اور بلند مراتب کیلئے غیر موزوں ہے

جمعتَ اللّؤمَ لاحیّاكَ ربّی — تمام کمینگی تو نے جمع کر لی ہے (خدا تجھے زندہ نہ رکھے)

واسبابَ السّفاهةِ والضّلالِ — اور سارے اسباب حماقت و گمراہی بھی

اپنے بارے میں کہتا ہے : ~

ابتْ شفتایَ الیومَ الّا تکلّما — آج میرے لبوں سے بُری بات نہیں نکلے گی

بشرٍّ فما ادری لمن انا قائلُہ — مجھے معلوم نہیں میں کس سے کہہ رہا ہوں۔

اریٰ لی وجھًا شوّہَ اللہُ خلقہٗ — میرا چہرہ خدا نے بڑا بدنما بنایا ہے

فقبّح من وجہٍ وقبّح حاملُہ — ناس جائے اس چہرے کا اور اس کے اُٹھانے والے کا۔

عیینہ بن نہاس عجلی کے پاس گیا، اور سوال کرنے لگا۔ اس نے کہا: آج کل میں بیکار ہوں، نہ قوم سے فاضل مال میرے پاس ہے۔ جب وہاں سے نکل آیا، تو قوم کے ایک آدمی نے کہا: جانتے ہو کون ہے؟ اس نے کہا: نہیں کہا یہ حطیئہ ہے۔ اس نے کہا واپس بلاؤ۔ جب وہ لوٹا تو کہا: تو نے اسلام کے طریقہ پر سلام نہیں کیا، نہ دوستوں کی طرح کلمۂ انسیت کہے، اور نہ بھتیجے کی طرح مرحبا کہا۔ اس شخص نے کہا: بیٹھئے جو کچھ آپ چاہتے ہیں ملیگا، تو وہ بیٹھ گیا۔ پوچھا: سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ بولا جو یہ شعر کہتا ہے: ؎

ومن یجعل المعروف من دون عرضہ	جو آبرو کے بچاؤ کے لئے مال خرچ کریگا تو اسکی آبرو
یفرہ ومن لا یتق الشتم یشتم	بڑھیگی، اور جو گالی دینے سے نہیں بچیگا گالی دیا جائیگا

پوچھا پھر کون؟ بولا: جو یہ شعر کہتا ہے: ؎

من یسئل الناس یحرموہ	جو لوگوں سے سوال کریگا لوگ اسے محروم کردینگے۔
وسائل اللہ لا یخیب	اور اللہ سے مانگنے والا محروم نہیں ہوتا۔

پوچھا: پھر کون؟ بولا: میں! عیینہ نے لڑکے سے کہا: اسے بازار لے جا اور جس چیز کو کہے وہ اسے خرید دینا۔ لڑکا لے کر چلا اور عمدہ عمدہ عبائیں، چادریں یمنی اور مصری کپڑے اسے دکھائے، تو اس نے کرپاس اور سخت کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔ دو سو درہم میں وہ کپڑے خریدے اور اس کی سواری کو گیہوں اور کپڑوں سے بھر دیا۔ اور کہا: اس کے علاوہ کچھ اور چاہیے۔ بولا: یہی کافی ہے وہ کہنے لگا: مجھ سے صاحب نے کہا ہے جو کچھ آپ چاہیں دلاؤں۔ بولا میری قوم پر اس کا یہی احسان کافی ہے۔ اور یہ کہہ کر چلتا بنا: ؎

سئلت فلم تبخل ولم تعط طائلا	تجھ سے سوال کیا تو نہ تو نے بخل کیا اور نہ کچھ زیادہ فائدہ
فسیان لا ذم علیك ولا حمد	پہنچایا۔ لہٰذا نہ تو مذمت کا مستحق نہ حمد کا۔
وانت امرؤ لا الجود منك سجیۃ	سخاوت تیری عادت نہیں کہ کسی کو کچھ دے
فتعطی وقد یعدو علی النائل الوجد	ہاں کبھی تونگری عطا پر مدد کر جاتی ہے۔

حطیئہ سعید بن عاص کی مجلس میں آیا۔ وہ مدینہ کا گورنر تھا۔ اس نے عشائیہ کیا تھا۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے اور چلے گئے تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص فرش پر بیٹھا ہوا ہے، بدصورت بوڑھا، پھٹی پرانی حالت میں۔ پولیس کے آدمی اسے اٹھانے آئے، وہ پہچانتے نہ تھے۔ سعید نے کہا اسے چھوڑ دو۔ پھر اہل عرب

کے قصے اور شعروں کا تذکرہ چھڑ گیا۔ حطیئہ بولا: تمہیں اچھے شعر نہیں پہنچے۔ لوگوں نے کہا کیا آپ کو معلوم ہیں؟
کہا ہاں! لوگوں نے کہا تو بتائیے سب سے بڑا کون ہے؟ بولا جو یہ شعر کہتا ہے: ؎

لا اعدّ الاقتار عدمًا ولکن	میں تنگ دستی کو مفلسی نہیں سمجھتا البتہ
فقدُ من قد رزئتہٗ اعدامٗ	دوستوں کا فقدان مفلسی ہے۔

لوگوں نے کہا: پھر کون؟ بولا میں خدا کی قسم اگر میں اپنا پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ دوں اور اونٹ کے بچّے کی سی آواز کروں تو بہترین شعر نکالوں۔ لوگوں نے کہا تو کون ہے؟ بولا میں حطیئہ ہوں۔ تو سعید نے اسے مرحبا کہا، اور کہا آپ نے ہم سے اپنے آپ کو چھپانے میں ظلم کیا۔ ہم تو آپ کے بڑے مشتاق ہیں اور آپ سے محبّت کرتے ہیں۔ سعید نے انعام واکرام کیا تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

لعمری لقد امسٰی علی الامر سائسٌ	قسم ہے حاکم بنا ہے ایک دانا
بصیرٌ بما ضرّ العدوّ اریبٗ	جو دشمن کو نقصان پہنچانا جانتا ہے۔
سعیدٌ فلا یغررک خفّۃُ لحمہٖ	سعید ہے اسکے دُبلا پتلا ہونے سے دھوکا
تخدّد عنہ اللّحمُ فھو صلیبٗ	نہ کھانا وہ بڑا ٹھوس ہے
اذا غبت عنّا غاب عنّا ربیعنا	جب تو غائب ہوتا ہے تو ہماری بہار غائب ہوجاتی
ونسقی الغمام الغرّ حین تئوبٗ	ہے۔ اور جب تو لوٹتا ہے تو سپید بدلیاں سیراب کرتی ہیں
فنعم الفتیٰ تعشوا الی ضوءِ نارہٖ	وہ بہترین آدمی ہے ہم اس کی آگ کی طرف دوڑتے ہیں
اذا الریح ھبّت والمکان جدیبٗ	جب کہ سخت قحط کا زمانہ ہوتا ہے۔

حطیئہ نضاح بن اشیم الکلبی کے پاس سے گزرا، بیٹیاں ساتھ تھیں۔ نضاح نے کہا ہم صاحبِ مقدرت ہیں اور تو ہم سے بڑا ہے ہمیں حکم دے کہ ہم کریں اور جو تجھے ناپسند ہو اس سے روک کہ ہم باز رہیں۔ کہنے لگا میں دل کے اعتبار سے بڑا غیرت مند ہوں اور زبان کے اعتبار سے بڑا شاعر ہوں اپنے بیٹوں کو دل دے کہ میری لڑکیوں کو گانا نہ سنائیں گانا زنا کا پیش خیمہ ہے۔ نضاح کے سات بیٹے تھے لینے لگا جب تک آپ رہینگے گانے کی آواز نہیں سنیں گے۔ ایسا ہی ہوا۔ جب یہاں سے کوچ کرنے لگا تو نضاح سے کہا: اپنے کسی لڑکے سے میری لڑکی کی شادی کر دو۔ نضاح نے اس بات کا تذکرہ اپنے بیٹے کعب سے کیا۔ وہ کہنے لگا: اگر جوتے کے تسمے کے بدلے بھی دیگا تو میں گوارا نہیں کرونگا۔ باپ نے پوچھا کیوں؟ لڑکا بولا مجھے اسکی زبان سے

کراہت سے نفاح کے بیٹوں میں گانے والے تھے۔ ان میں سے ایک زمام تھا، ابن ضمۃ قشیری اسکے بارے میں کہتا ہے: ؎

دعوت زماماً للھوی فاجابنی	میں نے زمام کو کھیل کود کے لئے بلایا تو اس نے
وای فتیً للھوِ مثل زمام	لبیک کہا۔ زمام سا کھلاڑی کون ہے؟

حطیئہ زبرقان بن بدر کا پڑوسی رہا۔ مگر اس کو اچھا نہ پایا لھٰذا بغیض کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے بڑا اکرام کیا، اور احسان کیا۔ لھٰذا حطیئہ نے بغیض کی تعریف اور زبرقان کی ہجو میں شعر کہے: ؎

ما کان ذنب بغیض ان رای رجلا	بغیض کا کوئی جرم نہیں کہ اس نے ایک ایسے ضرورتمند
ذا فاقۃ عاش فی مستوعر شاس	کو دیکھا جو سخت پتھریلے مقام میں رہا تھا
جاراً لقومٍ اطالوا ھون منزلہ	وہ ایسے لوگوں کا پڑوسی رہا جنھوں نے اسکی قدر نہ کی
وغادروہ مقیماً بین ارماس	اور قبروں کے درمیان اسے چھوڑ دیا
ملّوا قراہ وھرتہ کلابھم	وہ اسکی میزبانی سے تنگ آ گئے اور انکے کتّے بھونکے
وجرّحوہ بانیابٍ واضراس	اور دانتوں واڑھوں سے اسے زخمی کر دیا۔
دعِ المکارمَ لا ترحل لبغیتھا	تو بلند مراتب کے لائق نہیں ہے بیٹھ جا تو،
واقعد فانّک انت الطاعم الکاسی	تو بس کھانے پہننے والا انسان ہے۔

زبرقان نے حضرت عمر فاروقؓ سے اپیل کی، اور دع المکارم والا شعر سنایا۔ آپ نے فرمایا: اس نے تیری ہجو نہیں کی۔ کیا تو پسند نہیں کرتا کہ تو کھانا کھلانے والا اور کپڑا پہنانے والا ہو۔ وہ کہنے لگا اس سے سخت ہجو تو ہو نہیں سکتی۔ آپ نے حسّان بن ثابت سے اس بارے میں رائے طلب کی۔ انہوں نے فرمایا ہجو تو نہیں کی البتہ ملامت کی ہے۔ آپ نے اسے قید کر دیا اور فرمایا خبیث مسلمانوں کی آبروئی سے میں تجھے روک دونگا۔ اس نے یہ شعر بحالت قید کہے: ؎

ماذا اردتَ بافراخ بذی مرخ	ان بچوں کے بارے میں آپ کیا چاہتے ہیں جو ذی مرخ میں ہیں
حُمر الحواصلِ لا ماءٌ ولا شجرٌ	جن کے پوٹے سرخ ہیں اور جہاں نہ پانی ہے نہ درخت
القیتَ کاسبہم فی قعر مظلمۃٍ	تو نے ان کے کمانے والے کو تاریک گڑھے میں ڈال دیا۔
فاغفر علیک سلامُ اللہ یا عمرُ	معاف کر دے عمرؓ تجھ پر خدا کی سلامتی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحم آیا، چھوڑ دیا اور عہد لیا کہ کسی مسلمان کی ہجو نہیں کریگا۔ سب سے پہلے یہ مضمون اس نے باندھا: ؎

عوازبُ لم تسمع نبوح مقامةٍ
ولم تحتلبْ الّا نهاراً ضجورها

وہ چراگاہ میں رہتی ہیں انہوں نے قبیلے کے لوگوں کی آوازیں نہیں سنیں اور دن میں دوہی جاتی ہیں۔

ابن مقبل نے یہ مضمون لیا ہے :-

عَوازبُ لم تسمع بنوحِ مقامةٍ
ولم ترنا راً انم حولٍ مجرّم

ربیعہ بن مقروم :-

وہ ضبہ سے ہے، جاہلی اسلامی ہے، جنگ قادسیہ اور جلولا میں شریک ہوا۔ وہ مضر کے گنے چنے شعراء سے ہے۔ بنو عبدالقیس نے اسے گرفتار کرلیا تھا، پھر احساناً چھوڑ دیا تھا۔ کہتا ہے :-

وواردةٍ كأنّها عصبُ القطا
تُثيرُ عجاجاً بالسّنابكِ اصهبا

وزعتُ بمثل السّيدِ نهدٍ مقلّصٍ
جهيزاً اذا عطفاه ماءً تحلّبا

ومربأةٍ اوفيت جُنحَ اصيلةٍ
عليها كما اوفى القطامي مرقبا

ربيئةُ جيشٍ اوربيئةُ مقنبٍ
اذا لم تعد غلٌ من القوم مقنبا

فلما انجلى عنّي الظّلام رفعتُها
يشبّهها الرائى سراحين لُعّبا

النجاشی :-

وہ قیس بن عمر بن مالک، بنی حارث بن کعب سے ہے، فاسق تھا، رقیق الاسلام تھا۔ ایک مرتبہ رمضان کے مہینہ میں ابوسماک العدوی کے پاس آیا اور وہ کہنے لگا بڑوں کے سر اونچی کوٹھڑی میں لیٹے تو رہیں ہونے تو سارے دن پکتے رہے، تیرا کیا خیال ہے۔ اس نے کہا افسوس ہے۔ رمضان کے مہینے میں ایسی بات کہتا ہے۔ کہنے لگا شوال اور رمضان سب برابر ہیں۔ ابوسماک نے کہا اور پلانے کا کیا؟ بولا شراب ارغوانی جو دل کو

خوش کر دیگی، ہڈیوں میں سرایت کر جائے گی۔ قوتِ جماع پیدا کر دیگی، کلام کو سہل بنا دیگی، دونوں گھر میں داخل ہوئے، کھایا پیا جب شراب سے مخمور ہو گئے، تو ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے۔ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، ایک پڑوسی نے سن لیا۔ وہ حضرت علیؓ کے پاس آیا، آپ نے بلا بھیجا۔ ابو سماک تو بھاگ گیا اور نجاشی پکڑا گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے لایا گیا، آپ نے فرمایا: افسوس ہے، بچّے تو روزہ دار ہیں اور تو بے روزہ ہے۔ لہٰذا اسّی کوڑے لگوائے۔ بولا یہ سات کیسے ہیں اے ابوالحسن؟ آپ نے فرمایا یہ ماہ رمضان کی بے حرمتی کے ہیں۔ لہٰذا اہل کوفہ کی ہجو کرتا ہے: ؎

اذا سقی اللہُ ارضًا صوبَ غادیۃٍ	جب کسی زمین کو بارش سیراب کرے تو
فلا سقی اللہُ اھلَ الکوفۃِ المطرا	خدا اہلِ کوفہ کو محروم ہی رکھے۔
التارکین علی طُہرٍ نساءَ ھُمُ	جو طہر کے بعد عورتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں
والناکحین بشطّی دِجلۃَ البقرا	اور دجلہ کے کنارے گایوں سے جماع کرتے ہیں
والسارقین اذا ما جنّ لیلُھُمُ	اور رات کی تاریکی میں چوری کرتے ہیں
والتالیین اذا ما اصبحوا السُّوَرا	اور صبح کو قرآن پڑھتے ہیں۔

بنو عجلان کی اس نے مذمّت کی تھی، انھوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے اپیل کی۔ آپ نے دریافت فرمایا: تمہارے بارے میں کیا کہا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ شعر: ؎

اذا ما اللہُ عادی اھلَ لؤمٍ ورِقّۃٍ	جب اللہ کمینے غلاموں سے نفرت کرے
فعادی بنی العجلان رھطَ ابنِ مقبلِ	تو بنو عجلان سے بھی کرے۔

آپ نے فرمایا اگر وہ مظلوم ہوگا تو خدا اس کی دعا قبول کریگا، اور اگر مظلوم نہ ہوگا، تو خدا خود نہیں سنے گا۔ وہ بولے اور یہ بھی کہا ہے: ؎

قُبَیِّلَۃٌ لا یغدرون بذمّۃٍ	اس کا قبیلہ غداری نہیں کرتا
ولا یظلمون الناسَ حبّۃَ خردلِ	اور رائی برابر ظلم نہیں کرتے

آپ نے فرمایا کاش! آلِ خطاب ایسے ہوتے۔ وہ بولے اور یہ بھی کہا ہے: ؎

ولا یردُنَ الماءَ الا عشیّۃً	پانی پر شام کے وقت آتے ہیں
اذا صدر الورّادُ عن کلّ منھلِ	جب لوگ پی کر واپس ہو جاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا یہ بات تو تعب اور مشقت سے بچاتی ہے۔ بولے اور یہ بھی کہا ہے: ؎

تعافُ الکلابُ الضّاریاتُ لحومَھُم — کُتے انکے گوشت سے کراہت کرتے ہیں اور
وناکلُ من کعبٍ وعوفٍ ونھشلِ — کعب، عوف و نھشل کا گوشت کھا لیتے ہیں

آپ نے فرمایا قوم نے اپنے مُردوں کو دفن کر دیا اور انکو ضائع ہونے نہیں دیا۔ بولے اور یہ بھی کہا ہے: ؎

وما سُمّیَ العجلانُ اِلّا لقولہٖ — انہیں عجلان اس لئے کہتے ہیں کہ وہ غلام سے کہتے ہیں
خُذِ القعبَ واحلبْ ایّھا العبدُ واعجلِ — ذرا پیالہ لے کر جلدی دودھ دوہ لے۔

فرمایا قوم کے سردار انکے خادم ہوتے ہیں ہم سب اللہ کے بندے ہیں۔ پھر آپ نے نجاشی کو دھمکایا اور کہا اگر پھر ایسا کہا تو تیری زبان کاٹ دونگا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں کہتا ہے: ؎

ونجّیٰ ابنَ حربٍ سابحٌ ذو علالۃٍ — ابن حرب کو بچا لے گیا ایک سُبک رفتار تیز رو گھوڑا
اجشُّ ھزیمٌ والرماحُ دوانیٌ — جو سخت آواز والا تھا دراںحالیکہ نیزے قریب تھے۔

جب یہ شعر حضرت معاویہؓ کو پہنچا تو آپ نے اپنا دامان بلند کرتے ہوئے کہا اہل عرب جانتے ہیں کہ مجھ جیسے بھاری بھرکم انسان کو گھوڑے لے کر دوڑ نہیں سکتے۔ تو اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس کے بہترین اشعار سے معاویہ کے بارے میں اس کے یہ شعر ہیں: ؎

یا ایُّھا الملِکُ المُبدیْ عداوتَہٗ — اے عداوت کو ظاہر کرنے والے بادشاہ!
رَوّیْ لنفسکَ ایّ الامرِ تاتمِرُ — ذرا سوچ کیا حکم دے رہا ہے۔
وما شعرتُ لما اضمرتَ من حنقٍ — مجھے تیرے کینے کا احساس نہ ہوا
حتّٰی اتتنی بہ الانباءُ والنذرُ — حتّٰی کہ مجھے خبریں اور وعیدیں پہنچیں
فان نفستَ علی الاقوام مجدَھم — اگر تو لوگوں کی بزرگی پر حسد کرتا ہے
فابسُطْ یدایکَ فانّ المجد مُبتدَرٌ — تو ہاتھ کشادہ رکھ بزرگی [illegible] حاصل ہوتی ہے
واعلمْ بانّ علیّ الخیرِ من بشرٍ — جان لے کہ علیؓ ان نیک لوگوں سے ہے جو
شُمّ العرانینِ لا یعلوھم بشرٌ — بلند ناک والے ہیں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں
نِعم الفتیٰ انتَ الّا انّ بینکما — تو بھی اچھا آدمی ہے مگر تم دونوں میں وہی
کما تفاضلَ نورُ الشمسِ والقمرِ — فرق ہے جو چاند اور سورج کی روشنی میں ہے

وما اظنّك الّا لست منتهياً	تو اس وقت تک منتہی نہیں ہو سکتا
حتّٰی یُمسّك من اظفارِهم ظفرٌ	جب تک کہ ان کا ناخن تجھے نہ ملے ۔
انّی امرؤٌ قلّ ما اثنی علی احدٍ	مَیں بہت کم کسی کی تعریف کرتا ہوں
حتّٰی اریٰ بعضَ ما یاتی وما یذرُ	جب تک کہ اس کے کام نہیں دیکھ لیتا
لاتحمدنّ امرأً حتّٰی تجرّبهٗ	بغیر آزمائے کسی کی تعریف نہ کرو
ولا تذمّنّ من لم یُبلهِ الخبرُ ۔	اور بغیر آزمائے کسی کی مذمت نہ کرو ۔

نجاشی کا ایک بھائی حدیج تھا۔ ابن مقبل اسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

اَبلغ حُدیجاً بانّی قد کرهتُ لهٗ	حدیج کو یہ پیغام پہنچا دو کہ مجھے ناگوار گزرتی ہے
بعدَ المقالةِ یُهدیها فتاتینا	وہ بات جو تو دور بیٹھے کہتا ہے اور ہمیں پہنچ جاتی ہے

عامر بن طفیل

وہ بن مالک بن جعفر بن کلاب عامری ہے ۔ لبید شاعر کا چچا زاد ہے قیس کا شہسوار تھا، کانا تھا، بے اولاد تھا۔ کہتا ہے : ؎

لبئسَ الفتی ان کنتُ اَعورَ عاقماً	البتہ میں بُرا آدمی ہوں اگر ہوں کانا بزدل
جباناً فما عذری لدیٰ کلِّ محضرِ	تو کیا ہے میرا عذر قوم کے سامنے
لعمری وما عمری علیّ بهیّنٍ	میری عمر کی قسم اور عمر کوئی بے وقعت چیز نہیں ہے
لقد شان حرّ الوجهِ طعنةُ مسهرِ	کہ میرے شریف چہرے کو مسہر کے وار نے بگاڑ دیا ہے

اس کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام مزنوق تھا۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے : ۔

وقد علمَ المزنوقُ انّی اکرُّهٗ	مزنوق جانتا ہے کہ میں اس کو بار بار ان کی جماعت
علی جمعهم کرّ المنیح المشهّرِ	پر جوئے کے بدنام تیر کی طرح ڈالتا ہوں
اذا ازورّ من وقعِ السلاحِ زجرتُهٗ	جب وہ ہتھیاروں کی آواز سے منہ موڑتا ہے تو میں

وقلت لہٗ ارجِعْ مقبلاً غیر مدبرٍ — جھڑکتا اور کہتا ہوں آگے قدم بڑھا پیچھے نہ ہٹ

اس کا باپ قرزل کا شہسوار تھا۔ کسی شاعر نے عامر سے کہا: ؎

فانّكَ یا عامر بن فارسِ قرزلٍ — اے عامر قرزل کے شاہسوار کے بیٹے تو ثہلان کے
عن القصد اذ یمّمتَ ثہلانَ جائرٌ — قصد میں میانہ روی سے ہٹا ہوا ہے۔

یہ اس کا بہترین شعر ہے: ؎

وما الارض الّا قیس عیلان اھلھا — ہر سرزمین کے مالک قیس عیلان ہیں
لھم ساحتاھا سھلُھا وحزونُھا — وہ اس کی نرم و سخت زمینوں کے مالک ہیں۔
وقد نال آفاقَ السّمٰوات مجدُنا — ہماری بزرگی آسمان تک پہنچ گئی ہے اس کے
لنا الصحو من آفاقِھا وغیومُھا — بادل والے اور بے بادل والے آفاق ہمارے ہیں۔

یہ بھی اسی کے شعر ہیں: ؎

ونستلبُ الاقرانَ والجُردُ کلُّحٌ — ہم حریفوں کو لوٹتے ہیں درانحالیکہ گھوڑے ڈر کی وجہ سے
علی الھولِ یعسفنَ الوشیجَ المقوّما — ترش رو ہوتے ہیں اور نیزوں سے بچنا چاہتے ہیں۔
ونحن صبحنا حیَّ اسماءَ غارۃً — ہم نے اسماء کے قبیلے پر صبح صبح لوٹ ڈالی
ابالَ الحبالیٰ غبَّ وقعتِنا دما — جس کے بعد حاملہ عورتوں کو خون کے پیشاب لگ گئے

عامر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا آپ مدینہ کے آدھے پھل مجھے دیں اور اپنا ولیعہد بنائیں تو میں مسلمان ہو جاؤں، تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے عامر سے بچا اور بنی عامر کو ہدایت دے۔ وہ یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا: بخدا میں مدینہ کو عمدہ گھوڑوں اور نوجوان مردوں سے بھر دونگا اور ہر کھجور کے درخت کے ساتھ ایک گھوڑا باندھ دونگا۔ راہ میں طاعون ہوا اور وہ یہ کہتا ہوا مر گیا:

غُدَّۃٌ کغُدَّۃِ البعیرِ وموتٌ فی بیتِ سلولیۃٍ

اونٹ کی سی گلٹی ہے اور سلولیہ کے گھر میں جانا ہے

یہ وہی شخص ہے جس نے علقمہ بن علاثہ کے بارے میں ہرم بن قطبۃ الفزاری سے اپیل کی تھی جب اس نے اسکے چچا عامر بن مالک ملاعب الاسنۃ کی توہین کی تھی۔ علقمہ کے بارے میں اعشیٰ کہتا ہے: ؎

ان تسُدِ الحوصَ ولم تعدُھم — وعامرٌ سادَ بنی عامرٍ

حُوص، احوص کے بیٹوں کو کہتے ہیں۔ اس کے بہترین اشعار سے یہ ہے : ؎

فانّی وان کنتُ ابن فارسِ عامرٍ	اگرچہ میں شاہ سوار کا بیٹا ہوں
وسیّدھا المشہور فی کلّ موکبٖ	اور مشہور زمانہ سردار کا لڑکا ہوں
فما سوّدتنی عامرٌ عن وراثۃٍ	میں بنا بر وراثت کے سردار نہیں بنا
ابیَ اللہ ان اسمو بامٍّ ولا ابٍ	میں ماں باپ کی وجہ سے بلند نہیں ہوا
ولکنّنی اَحمِی حماھا و اتّقِی	میں تو عامریوں کی حفاظت کرتا ہوں اور ان کی ناراضی
اَذاھا و اَرمی من رماھا بمنکبٖ	سے بچتا ہوں اور جو انکو مارتا ہے اس کو مارتا ہوں۔

مالک بن نویرہ :-

وہ ثعلبہ بن یربوع سے ہے۔ وہ ذوالخمار کا شاہ سوار تھا، ذوالخمار اس کے گھوڑے کا نام تھا۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

متیٰ اعلُ یوماً ذا الخمارِ وشکّتی	میں جب ذوالخمار پر سوار ہو جاؤں اور میرے
حُسامٌ وصدق مارنٌ وشلیلٌ	ہتھیار تلوار، سیدھا نیزہ اور زرہ ہوں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسے مرتدین میں قتل کر دیا تھا، اور اسکی بیوی سے شادی کر لی تھی۔ انہوں نے اس کی قوم کے بہت سے افراد کو تہ تیغ کیا تھا۔ اسی لئے حضرت عمرؓ حضرت خالدؓ سے ناراض ہو گئے تھے۔ مالک نے اولاد پیچھے چھوڑی۔ مالک کہتا ہے : ؎

ساھوی مدحۃً لبنی عدیٍّ	میں بنو عدی کو مدح کا ھدیہ دونگا
اخُصُّ بھا عدیَّ بن جنابٖ	خصوصًا عدی بن جناب کو
تُراثَ الاحوصِ الخیرِ بن عمرٍو	جو احوص بن عمر کے ورثہ ہیں،
ولا اعنِی الاَحاوِصَ من کلابٖ	احوص کلبی میری مراد نہیں
اتینا حیَّ خیرِ بنی معدٍّ	ہم بنو معد کے پاس آئے
ھُمُ اھلُ المرابعِ والقِبابٖ	جو مکانوں اور قبوں والے ہیں۔

نوٹ: ابن قتیبہ نے مالک و متمم کا بیان ایک ہی سرخی کے ماتحت دیا ہے، ہم نے علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے۔

شریحٌ والفرافصۃُ بن عمروٍ	شریح اور فرافصۃ بن عمرو
واخوتُہُ الاصاغرُ للرّباب	اور اس کے چھوٹے بھائی بھی۔

متمّم بن نویرہ :-

وہ ثعلبہ بن یربوع سے ہے، مالک اس کا بھائی تھا، جب زید بن الخطاب جنگ مسیلمہ میں شہید ہوئے تو متمّم حضرت عمرؓ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا تو نے جو کچھ اپنے بھائی کے بارے میں کہا ہے مجھے سُنا۔ تو اُس نے اپنا وہ قصیدہ سُنایا جس میں یہ شعر ہیں حضرت خالدؓ نے اسے مرتدین میں قتل کردیا تھا، اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی مار دیئے تھے، اسی لئے حضرت عمرؓ ان سے ناراض ہوگئے تھے:۔

وکُنّا کندمانَیْ جذیمۃَ حقبۃً	ہم دونوں ایک زمانے تک ندیموں کی طرح رہے
من الدھر حتّٰی قیل لَنْ یتصدّعا	اس طرح کہ لوگ کہتے تھے یہ کبھی جُدا نہیں ہونگے
فلما تفرّقنا کأنّی ومالکاً	مگر ہم جب جدا ہوگئے تو باوجود طول اجتماع کے ایسا معلوم ہوتا
لطول اجتماعٍ لم نبتْ لیلۃً معا	ہے کہ مالک اور میں نے کبھی ایک رات بھی ساتھ نہیں گزاری

آپ نے فرمایا اے متمّم اگر میں شاعر ہوتا تو زید بن الخطاب کے بارے میں یہی کہنا پسند کرتا۔ اس نے کہا: امیرالمومنین! اگر میرا بھائی آپ کے بھائی کی طرح قتل ہوتا تو میں زندگی بھر کبھی اسکے بارے میں شعر نہ کہتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کسی نے میرے بھائی کی تعزیت ان سے بہتر الفاظ میں نہیں کی۔

یہ قصیدہ اس کے بہترین اشعار سے ہے۔ اسی میں کہتا ہے: ؎

ابی الصبرَ آیاتٌ اراھا وانّنی	اریٰ کل حبلٍ دون حبلک قطعا
وانّی متٰی ما ادعُ باسمکَ لم تُجب	وکنتَ جدیراً ان تجیبَ وتسمعا
فما شارفٌ عیساءُ ریعت فرجّعت	حنیناً فابکٰی شجوھا البرکَ اجمعا
ولا وجدُ اظآرٍ ثلاثٍ روائمٍ	رأینَ مجرّاً من حوارٍ ومصرعا
یذکّرن ذا البثّ القدیمِ بدائہٖ	اذا حنّتِ الاولیٰ سجعنَ لھا معا
باوجدَ منّی یوم قامَ لمالکٍ	منادٍ فصیحٌ بالفراقِ فاسمعا

ایک دفعہ متمم حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: تیرے دوستوں میں تجھ جیسا کوئی نہیں۔ تو اس نے کہا: امیر المومنین! تب بھی میں لڑدی اونٹ پر سوار ہوتا ہوں ٹوٹا پھوٹا نیزہ رکھتا ہوں اور چھوٹی عبا پہنتا ہوں، کہنے لگا ایک دفعہ مجھے بنو تغلب نے گرفتار کر لیا۔ مالک کو اطلاع پہنچی وہ فدیہ لیکر آیا جب لوگوں نے اسے دیکھا تو اسکے جمال کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور جب اس نے بات چیت کی تو اسکی فصاحت و بلاغت کے گرویدہ ہو گئے۔ اور مجھے یوں ہی رہا کر دیا۔ متمم کے دو بیٹے تھے۔ ابراہیم اور داؤد، دونوں شاعر و خطیب تھے، ابراہیم عبدالملک کے پاس گیا وہ کہنے لگا: تو بڑا موٹا ہے۔ وہ بولا میں بھاری بھرکم قوم سے ہوں۔ عبدالملک نے کہا تیرا رنگ سُرخ ہے۔ بولا امیر المومنین سونا سُرخ ہوتا ہے سب سے پہلے یہ مضمون اس نے باندھا، اور اس سے دوسروں نے لیا: ؎

جَزَیْنَا بنی شیبانَ امسِ بقرضِہِم	کل جو بنو شیبان نے ہم پر احسان کیا تھا ہم نے اس کا بدلہ
وعُدنَا بمثلِ البدءِ والعَوْدُ احمدُ	دیا ہے اور پھر ان جیسا احسان کیا اور لوٹنا بہتر ہے۔

یہیں سے لوگوں نے العود احمد (لوٹنا بہتر ہے) کہنا شروع کر دیا۔ دوسرے شاعر نے یہ مضمون لیا ہے: ؎

واحسنَ فیما کان بینی و بینہ	اس نے اچھا سلوک کیا
فان عادَ بالاحسانِ فالعودُ احمدُ	اگر دوبارہ ایسا ہی کرے تو یہ بہتر ہے۔

صرد بن جمرہ جس نے ابو سواج کے غلام کی منی پی تھی، مالک اور متمم کا چچا تھا، بات یہ تھی کہ صرد ابو سواج کی بیوی کے پاس جایا کرتا تھا، ایک دن اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو ابو سواج کے سرین کی کھال سے مجھے ایک تسمہ دیدے۔ اس نے کہا اچھا، اور ایک بھیڑ کا بچہ لیا، اس کو ذبح کیا۔ اور اس کے سرین کی کھال کے اندرونی حصہ سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اس کو دیدیا۔ صرد نے اسے اپنے جوتے میں لگا لیا۔ جب بھی وہ ابو سواج کو دیکھتا تو کہتا میں نے ذی بلیان میں رات گزاری اور میرے جوتے میں دو تسمے ایک انسان کی سرین کی کھال کے لگے تھے۔ جب بار بار اس نے اس کا تذکرہ کیا تو ابو سواج کو پتہ چل گیا کہ اشارہ میری طرف ہے۔ ایک دن اس نے اپنے کپڑے اُتار ڈالے اور لوگوں سے کہا: بخدا بتاؤ کچھ ہے۔ انہوں نے کہا کچھ نہیں۔ ابو سواج نے اپنے ایک غلام کو ایک لونڈی کے ساتھ جس کے ساتھ اس نے اسکی شادی کر دی تھی کہا کہ اس کے ساتھ جماع کر اور منی پیالہ میں ڈالدے۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر بیوی سے کہا یہ منی صرد کو پلا ورنہ تجھے قتل کر دونگا۔ اس نے صرد کو بلایا۔ صرد نے پانی مانگا تو اس نے اس منی پر دودھ دوھ دیا۔ صرد پی گیا، اس منی پینے کا طعنہ بنو تمیم کو دیا جاتا ہے۔ شعرا نے اس بارے میں بہت شعر کہے ہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے: ؎

اتحلفُ لا تذوقُ لنا طعامًا	کیا تو قسم کھاتا ہے کہ ہمارا کھانا نہیں چکھے گا
وتشربُ من منّیِ ابی سواجِ	اور ابو سواج کی منی پی لیتا ہے
شربتَ منیّہٗ فحبلتَ منہ	منی پی کر تجھے حمل ہو گیا ہے اب بغیر جنے
فمالكَ راحۃٌ دُون النّتاجِ	تجھے آرام نصیب نہیں ہو سکتا۔

خفاف بن ندبہ

وہ خفاف بن عمیر بن شرید ہے۔ اسکی ماں ندبہ حبشیہ تھی، اس کی طرف منسوب ہوا، عرب کے عجیب لوگوں سے ہے خنساء بنت عمر بن شرید مشہور شاعرہ کا چچا زاد ہے۔ کہتا ہے: ؎

کلانا یسوّدہٗ قومہٗ	ہم دونوں کو قوم سردار بناتی ہے۔
علی ذالكَ النّسب المظلم	باوجود حبشی النسل ہونے کے

اس کی کنیت ابو خراشہ تھی۔ عباس بن مرداس سلمی کہتا ہے: ؎

اَباخراشۃَ امّا انتَ ذانفرٍ	ابو خراشہ تو بڑے کنبے والا ہے۔
فانّ قومیَ لم تاکلھم الضّبعُ	میری قوم کو بجّو نے نہیں کھایا

خفاف، مالک بن حماد سردار بنی شمخ بن فزارہ کا قاتل ہے اس کے بارے میں کہتا ہے: ؎

فان تكُ خیلی قد اُصیبَ صمیمُھا	اگر میرا ایک اچھا شاہ سوار مارا گیا ہے
فعمداً علی عینی تیمّمتُ مالکا	تو کیا ہوا میں نے مالک کو مار ڈالا ہے
اقولُ لہٗ والرّمحُ یا طِرُمتنہٗ	میں اس سے کہہ رہا تھا اور نیزے اس کی کمر کو
تأمّلْ خفافًا انّنی انا ذالکا	دوہرا کر رہے تھے۔ دیکھ میں ہوں خفاف۔

وہ شعر جس کے بارے میں اس سے سوال کیا جاتا ہے، یہ ہے: ؎

فلم یكُ طبّھم جبنٌ و لكن	ان کی عادت بزدلی نہ تھی، مگر
رمینا ھم بثالثۃِ الاثافیْ	ہم نے ان پر بڑی مصیبت پھینک ماری

خنساء:-

وہ تماضر بن عمرو بن شرید ہے، درید بن صمہ نے اس سے پیام دیا تھا، اس نے دیکھا کہ وہ اونٹوں کے روغن قاز مل رہی ہے، تو وہ عاشق ہو گیا، اس نے کہا: کیا میں اپنی قوم کے نوجوانوں کو چھوڑ دوں اور بنو جشم کے بڈھے سے نکاح کر لوں جو نیزوں کی طرح بلند ہیں۔ اس بارے میں درید کہتا ہے: ؎

حیوا تماضر واربعوا صحبی	دوستو! تماضر اور اس کے گھر کو سلام کرو۔
وقفوا فان وقوفکم حسبی	اور ٹھہرو تاکہ مجھے سکون ہو۔
اخناس قد ھام الفواد بکم	خنساء تجھ پر دل آگیا ہے
فاصابہ خبلٌ من الحب	اور عشق کی بیماری لگ گئی ہے
ما ان رأیتُ ولا سمعتُ بہ	نہ میں نے کبھی دیکھا نہ سنا
کالیوم ھانئ انیقٍ جرب	کوئی آج کا سا روغن قاز ملتے
متبذّلاً تبدو محاسنہٗ	سارے کپڑوں میں جس کا حسن چمکتا ہو۔
یضع الھناء مواضع النقب	اور قاز کو صحیح مقام پر رکھتا ہو۔

رواد بن عبد العزیز سلمی نے اس سے پیام دیا اور اس سے عبد اللہ ابو شجرہ پیدا ہوا، پھر بعد ازاں مرداس بن عامر سلمی سے شادی کی، اور یزید، معاویہ اور عمر پیدا ہوئے، وہ جاہلی ہے۔ نابغہ کے زمانے میں شعر کہتی تھی، نابغہ کیلئے سوق عکاظ میں سرخ خیمہ گاڑا جاتا تھا، شعرا اسکے پاس آتے کلام سناتے، اعشیٰ آیا اس نے اپنا کلام سنایا پھر حسان آئے، انھوں نے اشعار سنائے۔ اس نے کہا اگر ابو بصیر اعشیٰ مجھے ابھی کلام نہ سناتا تو میں کہتا، تو جن وانس کا سب سے بڑا شاعر ہے، حسان نے کہا بخدا میں تجھ سے اور تیرے باپ دادا سے بھی بڑا شاعر ہوں۔ نابغہ نے ہاتھ پکڑ لیا، کہا: بھتیجے تو نے اس جیسا شعر نہیں کہا: ؎

فانک کاللیل الذی ھو مدرکی	تو رات کی طرح مجھے پائے گا۔
وان خلت ان المنتائی عنک واسع	اگرچہ میں خیال کروں کہ تو دور ہے۔

پھر اس نے خنساء سے فرمائش کی اس نے کلام سنایا، کہنے لگا، کوئی مثانہ والی میں نے تجھ سے بڑی شاعرہ نہیں دیکھی۔ وہ بولی اور نہ کوئی خصیوں والا، اس کا بھائی صخر بن عمرو تھا۔ وہ ایک لڑائی میں گیا وہاں

کاری زخم لگا جس سے بیمار پڑ گیا، لوگ پوچھنے آتے تو اس کی بیوی کہتی، نہ وہ زندہ ہے کہ امید کی جائے نہ مردہ ہے کہ بھلایا جائے۔ صخر اس کا یہ جواب سنا کرتا تو اس کو ناگوار گزرتا۔ جب لوگ اس کی ماں سے دریافت کرتے تو وہ کہتی خدا کے فضل سے آج تو اچھی حالت میں اس نے صبح کی ہے۔ جب کچھ افاقہ پایا، تو بیوی کو خیمے کے ستون سے لٹکا دیا، حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے کہا مجھے میری تلوار دید و تاکہ میں اپنی طاقت کو آزماؤں۔ لوگوں نے تلوار دے دی، وہ بیوی کو قتل کرنا چاہتا تھا، مگر نہ کر سکا، اسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

اهُمّ بامرِ الحزمِ لو استطیعهٗ	میں پختہ کاری کی بات کرنا چاہتا تھا مگر نہ کر سکا
وقد حیلَ بینَ العیرِ والنزوانِ	کیا کیا جائے گدھا کودنے پر قادر نہ ہو سکا

ابتدائی اشعار یہ ہیں : ؎

اَریٰ امَّ صخرٍ ما تملُّ عیادتی	ام صخر میری عیادت سے ملول نہیں ہوئی
وملّتْ سلیمیٰ مضجعی ومکانی	البتہ سلیمی ملول ہو گئی ہے
وما کنتُ اخشیٰ ان اکونَ جنازۃً	میں اس بات سے نہیں ڈرتا تھا کہ تیرے لیے بار گراں
علیکِ ومن یغترُّ بالحدثانِ	ہو جاؤں، حوادثِ دہر کا کیا اعتبار
وایُّ امریٔ ساویٰ بامٍّ حلیلۃً	جو بھی بیوی کو ماں کے برابر کر دیگا
فلا عاشَ الّا فی شقًا وھوانِ	وہ کبھی سعادت کی زندگی نہیں گزار سکتا۔
لعمری لقد نبّھتُ من کان راقدًا	میں نے سونے والوں کو بیدار کر دیا ہے
واسمعتُ من کانتْ لہٗ اذُنانِ	اور کان والوں کو سنا دیا ہے۔

اس کے بعد پہلا شعر ہے۔ پھر مرض بڑھتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔ خنساء اسکے مرثیے کہتی تھی اور روتی رہتی تھی حتیٰ کہ اندھی ہو گئی۔ اس کا باپ صخر اور معاویہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کرتا تھا، میں مضر کے دو بہترین لڑکوں کا باپ ہوں۔ اہلِ عرب اس بات کا اعتراف کرتے۔ خنساء نے اسکے بعد کہا: میں صخر کے قتل پر رو دیا کرتی تھی اور اب اس کے جہنمی ہونے پر روتی ہوں، ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئی، بالوں کی صدری پہنے ہوئے تھی حضرت عائشہؓ نے کہا یہ کیا؟ بخدا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، اور میں نے ماتمی لباس نہیں پہنا وہ کہنے لگی اس کا ایک قصہ ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا۔ کہنے لگی، میرے باپ نے قوم کے ایک سردار سے شادی

کردی، جو بڑا خرچیلا تھا، لہٰذا اس نے سارا مال خرچ کر دیا۔ میں گھر سے چلی، وہ پوچھنے لگا۔ خنساء کدھر چلی؟ میں نے کہا "اپنے بھائی صخر کے پاس۔ ہم اسکے پاس آئے اور ہم نے اس کا مال آدھا آدھا تقسیم کر لیا، مجھے اس نے اس آدھے میں سے جو اچھا حصّہ تھا وہ دیا۔ اب میرا شوہر پھر داد و دہش کرنے لگا، حتّٰی کہ اسے بھی ختم کر دیا۔ پھر مجھ سے کہنے لگا خنساء کہاں چلی؟ میں نے کہا اپنے بھائی صخر کے پاس۔ ہم اسکے پاس آئے اور اُس نے مال کو تقسیم کر دیا! اس نے بہترین نصف حصّہ دیا۔ تین بار ایسا ہی ہُوا۔ تو اس کی بیوی نے کہا: تم بہتر حصّہ کیوں دے دیتے ہو۔ تو اس نے یہ شعر کہا: ؎

واللهِ لا امنحها شرارها	بخدا میں اسے بُرا مال نہیں دونگا اگر
ولو هلكتُ قدّدتْ خمارها	میں مرجاتا تو وہ اپنا دوپٹہ پھاڑ ڈالتی
واتخذتْ من شعرِها صدارها	اور بالوں کی صدری پہنتی۔

پس اسی لئے یہ صدری پہنے پھرتی ہوں۔ سب سے پہلے جو مضمون اس نے باندھا ہے یہ ہے: ؎

اشمُّ ابلج تأتمُّ الهداة به	وہ بڑا شریف ہے رہبر اس کی اقتداء کرتے ہیں
كأنّهٗ علمٌ من رأسه نارٌ	گویا وہ پہاڑ کی چوٹی ہے جس پر آگ روشن ہے۔

اسی کے بارے میں کہتی ہے: ؎

مثلَ الردينيِّ لم تكبُر شبيبتهٗ	وہ ردینی نیزے کی طرح تھا ابھی نوجوان ہی تھا
كأنّهٗ تحتَ طيِّ الثّوبِ اسوارٌ	گویا وہ کپڑوں میں ایک کنگن تھا۔
لم تره جارةٌ يمشي بساحتها	کسی پڑوسن نے اسے اپنے ہاں خیانت کے لئے
لريبةٍ حين يُخلي بيتهُ الجارُ	آتے نہیں دیکھا جبکہ گھر میں کوئی مرد نہ تھا
فما عجولٌ لدى بوٍّ تُطيفُ به	وہ اونٹنی جس نے اپنا بچہ گم کر دیا ہو اور بو کے اردگرد چکر
قد ساعدتها على التحنانِ آظارٌ	لگاتی ہو اور دُوسری اونٹنیاں اسے رونے پر اکساتی ہوں
اودى به الدهرُ عنها فهي مرزمةٌ	زمانے نے اسکے بچے کو ہلاک کر دیا وہ غمگین ہے۔
لها حنينانِ اِصغارٌ واكبارٌ	روتی ہے کبھی بلند آواز سے کبھی مدّھم آواز سے
ترتعُ ما غفلتْ حتّى اذا ذكرتْ	چرتی ہے جب بھول جاتی ہے اور جب بچے کی یاد
فانّما هي اقبالٌ وادبارٌ	ستاتی ہے تو کبھی آگے قدم بڑھاتی ہے کبھی پیچھے

یومًا باوجعَ منّی یومَ فارقنی	وہ اونٹنی بھی کبھی مجھ سے زیادہ درد مند نہیں ہوئی جس دن مجھ سے
صخرٌ وللدّھرِ إحلاءٌ وامرارُ	صخر جدا ہوا زمانہ کبھی شیریں ہوتا ہے کبھی تلخ -

مُساوِر بن ھند :-

اس کی کنیت ابو الصمعاء ہے۔ وہ بن ہند بن قیس بن زہیر بن جذیمہ العبسی ہے۔ یہ قیس، فزارہ وعبس والی لڑائی یعنی جنگِ داحس وغبراء والا ہے۔ مساور، مرار فقعسی اور بنی اسد کی ہجو کیا کرتا تھا۔ کہتا ہے: ؎

ما سرّنی انّ امّی من بنی اسدٍ	مجھے یہ پسند نہیں کہ میری ماں بنی اسد سے ہو
وانّ ربّی ینجّینی من النارِ	اور پروردگار مجھے جہنّم سے نجات دیدے -

مرار نے جواب میں کہا: ؎

لستَ إلی الامّ من عبسٍ ومن اسدٍ	تو عبسی یا اسدی ماں کا بیٹا نہیں
وانّما انت دینارُ بنُ دینارِ	تو، تو غلام بن غلام ہے -
وان تکنْ انتَ من عبسٍ وامّھم	اگر تو عبس سے یا ان کی ماں سے ہو تو تیری ماں
فامُّ عبسکمُ مِن جارۃ الجارِ	کا وہ مقام ہے جو فرج کا مقعد ہے

اسی کے بارے میں شاعر کہتا ہے: ؎

شقیتْ بنو اسدٍ بشعرِ مساورٍ	بدبخت ہو گئے بنو اسد مُساوِر کے شعروں کی وجہ
انّ الشقیّ بکل حبلٍ یخنقُ	سے شقی کا تو ہر رسی سے گلا گھٹ جاتا ہے

حجّاج نے اس سے کہا باوجود بوڑھا ہو جانے کے تو کیوں شعر کہتا ہے بولا پانی، گھاس اور ضروریاتِ زندگی اسی سے مہیا کرتا ہوں۔ اگر تو مجھے ان سے بے نیاز کر دے تو میں شاعری چھوڑ دوں۔ کہتا ہے: ؎

بُلیتُ وعلمی لا یریم مکانہٗ	میں پرانا ہو گیا، میرا علم پرانا نہیں ہوا، زمانے نے
وافنی شبابی الدھرُ وھو جدیدٗ	میرے شباب کو فنا کر دیا اور وہ خود نیا ہے -
وادرکنی یومًا اذا قلتُ قد مضی	دن آتا ہے میں کہتا ہوں دن ختم ہو گیا -

یعودُ لنا او مثلهٗ فیعودُ	مگر وہ پھر لوٹ آتا ہے یا ایسی جیسا دن لوٹ آتا ہے
واصبحتُ مثل السّیفِ اخلق جفنهٗ	مَیں اس تلوار کی مانند ہو گیا ہوں
تقادمَ عهدُ القینِ وهو جدیدٗ	جس کا پرتلا پرانا ہو گیا ہے مگر وہ خود نئی ہو۔
الم تعلموا یا عبسُ لو تشکرونني	اے عبسیو! میرا شکریہ ادا کرو کیا تم نہیں جانتے
اذا التقتِ الذّوادکیف اذودُ	کہ میں مدافعت کے دن کیسی مدافعت کرتا ہوں۔
الم تعلموا انّی ضحوکٌ لدیهمِ	مَیں تمہارے لئے ہنس مکھ ہوں
وعند شدیدات الامورِ شدیدٗ	مگر مصائب کے وقت سخت ہوں۔

مساور کا عمّان میں انتقال ہوا +

ضابئ البرجمی :-

وہ ضابی بن حارث بن ارطاۃ ، بنی غالب بن حنظلہ براجم سے ہے۔ اس نے بنی جرول بن نہشل کے ایک آدمی سے ایک کتا مستعار لیا تھا ، وہ بہت دنوں تک اسکے پاس رہا۔ جب انہوں نے واپس مانگا تو اس نے انکار کر دیا۔ انھوں نے اس کو پکڑ لیا۔ لھذا ضابئ ناراض ہو گیا ، اور ان کی ماں کو کتے کے ساتھ متہم کیا اور یہ شعر کہے :ـ

تجشّم نحوی وفد قرحان شقّةً	تظلّ به الوجناءُ وهی حسیرٗ
فاردفتهُم کلّها فرحوا کانّما	حباهم بتاج الهرمزان امیرٗ
وقلّدتهم مالو رمیتُ متالعًا	بهٖ وهو مغبرٌّ یکاد یطیرٗ
فیا راکبًا امّا عرضتَ فبلّغن	امامةَ عنّی والامور تدورٗ
فامّکم لاتترکوها وکلبکم	فانّ عقوق الوالداتِ کبیرٗ
فانّك کلبٌ قد ضریتَ بما تری	سمیعٌ بما فوقَ الفراشِ بصیرٗ
اذا عثنت من آخر اللیل دخنةً	یبیت لهٗ فوقَ الفراش هریرٗ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اپیل کی گئی ، آپ نے اسے قید کر دیا اور فرمایا ، بخدا اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ

وسلم زندہ ہوتے تو میں خیال کرتا ہوں کہ تیرے بارے میں قرآن ضرور نازل ہوتا۔ میں نے آج تک کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی قوم کو کتے کا طعنہ دیا ہو۔ اسی کے مانند زہیر کا قول ہے۔ اس نے ایک قوم کو نر اونٹ کے ساتھ متہم کیا تھا۔ جو انھوں نے اس کو نہیں دیا تھا: ؎

ولو لا عُسُبۃ لرددتموہٗ　　　　اگر اونٹ کی جفتی نہ ہوتی تو تم ضرور واپس
وشرّ منیحۃٍ ایرٌ مُعارٌ　　　　کر دیتے۔ مستعار اونٹ برا عطیہ ہے
اذا طمحت نساءکم الیہ　　　　جب تمہاری عورتیں اسکے نطفہ کی لیے تیز ہوتی
اَشظّ کأنّہٗ مسدٌ مُغارٌ　　　　رسّی جیسے عضوِ تناسل کو دیکھتی ہیں

ضابی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ کہتا ہے: ؎

هممتُ ولم افعل وکدتُ ولیتنی　　　　میں نے ارادہ کیا اور قریب تھا کہ کر گزرتا مگر نہ کر سکا
ترکتُ علی عثمانَ تبکی حلائلُہٗ　　　　کاش! میں عثمانؓ کی بیویوں کو روتا چھوڑتا۔

قیدخانہ میں مرگیا۔ یہ شعر اسی کے ہیں: ؎

فمن یکُ امسیٰ فی المدینۃِ رحلُہٗ　　　　مدینہ میں جو بھی مقیم ہے ہوا کرے۔
فانی وقیّارٌ بھا لغریبُ　　　　میں اور قیار تو غریب الوطن ہی ہیں۔
وما عاجلاتُ الطیرِ تُدنی من الفتیٰ　　　　پرند انسان کی کامیابی کو قریب نہیں کر سکتے
نجاحًا ولا عن ریثھنّ یخیبُ　　　　نہ ان کی تاخیر محرومی لاتی ہے۔
وربّ امورٍ لا تضیرکُ ضیرۃً　　　　بہت سے معاملات جن سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا
وللقلبِ عن مخشاتھنّ وجیبُ　　　　مگر دل ڈر سے ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔
ولا خیرَ فی مَن لا یوطّنُ نفسہٗ　　　　اس شخص میں بھلائی نہیں جو مصیبتوں پر
علی نائباتِ الدھرِ حین تنوبُ　　　　صبر نہ کر سکے جب کہ وہ آئیں۔
وفی الشکّ تفریطٌ وفی الحزم قوّۃٌ　　　　شک میں کوتاہی ہے اور پختہ کاری میں طاقت ہے
ویُخطی الفتیٰ فی حدسہٖ ویصیبُ　　　　انسان تخمینہ صحیح بھی لگا لیتا ہے اور غلط بھی

جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے عمیر بن ضابی آیا اور اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ اس کو حجاج نے قتل کیا تھا جبکہ اسے جہاد پر بھیجنا چاہا تو اس نے کہا میں اپنے بدلے اپنے بیٹے کو بھیج دوں گا وہ مجھ سے زیادہ قوی اور بہادر ہے۔

توحجاج نے کہا: عثمان رضکے قتل میں تو تو شریک ہو سکتا ہے اور آج اپنا بدل کھڑا کرتا ہے شاعر کہتا ہے: ؎

تخیّر فاِمّا ان تزورَ ابنَ ضابیٍٔ عمیراً واِمّا ان تزورَ المهلّبا

هما خطّتنا سوءٍ نجاؤک منهما رکوبُک حولیّاً من البلج اشهبا

ضابی کا بھائی معرض بن الحارث تھا۔ سب سے پہلے جو مضمون اس نے باندھا اور دوسروں نے اس سے لیا، یہ ہے: ؎

یساقطُ عنه روقُه ضاریاتِها اس کا سینگ گرا دیتا ہے کتوں کو

سِقاطَ حدیدِ القینِ اَخولَ اَخولا جیسے لوہار کا لوہا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتا ہے

کمیت نے یہ مضمون لیا ہے: ؎

یُساقطهنّ سقاطَ الحدیدِ انہیں گرا دیتا ہے، جیسے

یتبعُ اخولهُ اخولُ لوہا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتا ہے۔

مالک بن ریب

وہ بنو مازن تمیم سے تھا، چور تھا، شظاظ ضبّی جو ضرب المثل ہے اسکے ساتھ مل کر رہزنی کیا کرتا تھا۔

کہتے ہیں "الصّ من شظاظ" فلاں شظاظ سے بھی زیادہ چور ہے، مالک کہتا ہے: ؎

الا لیتَ شعری هل ابیتنّ لیلةً کاش! مجھے شعور ہوتا کہ کوئی رات چنار کے

بجنبِ الغضا اُزجی القلاصَ النواجیا قریب جوان اونٹنیاں ہنکاتے گزار دونگا

یہ پورا قصیدہ ہے۔ حجاج کی ہجو کرتا ہے: ؎

انْ تنصفونا یاآلَ مروانَ نقتربْ اے آل مروان اگر انصاف کروگے تو ہم قریب آئینگے۔

الیکم والّا فأذنوا ابعادِ ورنہ تم سے دور بھاگ جائینگے

فانّ لنا عنکم مزاحاً ومزحلاً ہمارے لئے وسیع مجال ہے ایسے اونٹوں کے

بعیسٍ الی ریحِ الفلاة صوادی ذریعہ جو جنگل کی ہوا کے پیاسے ہیں

فماذا عسی الحجّاجُ یبلغُ جهدهُ حجاج کیا کرسکے گا جب ہم نہر زیاد

اذا نحنُ جاوزنا قناۃَ زیادِ — سے پار اتر جائیں گے۔
فلولا بنو مروانَ کانَ ابنُ یوسفٍ — اگر بنو مروان نہ ہوتے تو حجّاج
کما کانَ عبداً من عبیدِ ایادِ — زیاد کا غلام ہوتا۔
زمانَ ھوالعبدُ المقرُّ بذلّۃٍ — جب کہ وہ اپنی ذلّت کا خود مقر تھا۔
یُراوِحُ صبیانَ القریٰ ویُغادیٰ — گاؤں کے بچوں کو لایا لے جایا کرتا تھا۔

اس نے کوئی اولاد پیچھے نہیں چھوڑی سب سے پہلے یہ مضمون اس نے باندھا اور دوسروں نے اس سے لیا: ؎

العبدُ یُقرعُ بالعصا — غلام لاٹھی سے باز آتا ہے
والحرُّ یکفیہ الوعیدُ — شریف کے لئے وعید کافی ہوتی ہے

دوسرا شاعر کہتا ہے: ؎

العبدُ یُقرَعُ بالعصا — غلام لاٹھی سے باز آتا ہے۔
والحرُّ یکفیہ الاشارۃُ — شریف کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے

ابن مفرّغ کہتا ہے: ؎

العبدُ یُقرعُ بالعصا — غلام کو مارا جاتا ہے
والحرُّ یکفیہ الملامۃُ — شریف کو ملامت کافی ہوتی ہے۔

بشّار کہتا ہے: ؎

الحرُّ یلحیٰ والعصا للعبدِ — شریف کیلئے ملامت ہے، اور لاٹھی غلام کیلئے ہے
ولیس للملحفِ مثلُ الردِّ — اور اصرار کرنیوالے کو تو تردید ہی باز رکھتی ہے۔

ابن احمر:-

وہ عمر بن احمد بن فراص بن معن بن اعصر ہے۔ مخشی نے اسکے تیر مارا تھا، تو آنکھ جاتی رہی تھی، تو اس نے کہا: ؎

شُلّتْ انامِلُ من مخشیٍ فلاجبرتْ — ولا استعان بضاحی کفّہ ابداً

اھوی لھامشقصاً حشراً فشبرقھا وکنت ادعو قذاھا الاثمد القردا

نوّے سال عمر پائی، پانی پیتے پیتے مرگیا۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

الیک الٰہ الحق ارفع حاجتی	پروردگار تجھی سے اپنی ضرورت کا بیان کرتا ہوں
عیاذاً وخوفاً ان تطیل ضمانیا	ڈرتا ہوں میری میعاد کہیں اور نہ بڑھ جائے،
فان کان برءًا فاجعل البرء راحۃً	اگر قسمت میں صحت ہے تو صحت دے ۔
وان کان موتاً فاقض انت قاضیا	اگر موت ہے تو موت دے ۔
لقاءُک خیرٌ من زمانٍ وفتنۃٍ	تیرا ملنا حیات و فتنہ سے بہتر ہے ۔
وقد عشتُ ایّاماً وعشت لیالیا	میں بہت دنوں زندہ رہ چکا ۔
اُرجّی شباباً مطرھمّاً وصحّۃً	میں شباب وصحت کی آرزو کرتا ہوں
وکیف رجاءُ المرءِ مالیس لاقیا	مگر یہ آرزو کب پوری ہوسکتی ہے ۔
وکیف وقد عمرتُ تسعین حجّۃً	یہ کیسے ہوسکتا ہے اب تو میں نوّے سال کا ہوگیا
وضمّ قوایَ نوطۃً ھی ماھیا	اور سارا جسم پھوڑا بن گیا ۔

ابنِ احمر چار الفاظ ایسے لایا ہے جن سے عرب آشنا نہیں ہیں۔ آگ کو اس نے ماموسہ کہا ہے ؎

تطایح الطلّ عن اعطافھا صعداً	شبنم اسکے اطراف سے ایسے
کما تطایحَ عن ماموسۃِ الشّررُ	اڑتی ہے جیسے آگ سے چنگاریاں

ناقہ کے بچّے کا نام بابوس رکھا ہے ، ؎

حنّت نافتی الی بابوسھا فزعاً	میری اونٹنی بچّے کو یاد کر کے رونے لگی
فما حنینک امّا انتِ والذکرُ	تو کیوں روتی ہے، کیوں یاد کرتی ہے ۔

ایک گائے کا ذکر کرتے ہوئے وبحّس فرقد مختصر کہتا ہے۔ اہلِ عرب تبنّیس کے لفظ سے ناواقف ہیں کہتا ہے : ؎

وتقنع الحرباءُ ارقتہٗ متشاوسا لوریدہ نقرٗ

وہ خیال کرتا ہے کہ ارنتہ سر پر لپیٹے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں حالانکہ عرب اس سے آشنا نہیں ہیں، علماء نے اس قول پر گرفت کی ہے : ؎

لم تدرِ ما نسجُ الیرندج قبلھا — وہ یرندج کا بُننا نہیں جانتی
ودراسُ اعوصَ دارسٍ متجدّد — نہ مشکل کلام کو سمجھ سکتی ہے۔

یرندج سیاہ چمڑے کو کہتے ہیں۔ اس نے سمجھا کہ یہ بھی کوئی بُنی ہوئی چیز ہوتی ہے، ابو عمرو کہتا ہے ابن احمر فصیح ترین خاندان میں پیدا ہوا یعنی ھذیل اور قعاقع میں۔

ابنِ مفرّغ :-

وہ یزید بن ربیعہ بن مفرغ حمیری حلیف قریش تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ ضحاک بن یغوث ھلالی کا غلام تھا۔ اس نے احسان کیا جب سعید بن عثمان بن عفانؓ خراسان کا گورنر بنا تو اس کو ساتھ لیجانا چاہا، مگر وہ ساتھ نہ گیا اور زیاد بن ابی سفیان کے ساتھ ہولیا۔ اور اسکے ساتھ رہا۔ عباد کی داڑھی لمبی چوڑی تھی، ایک دن وہ سوار ہوا۔ ابنِ مفرغ ساتھ تھا سخت ہوا چلی اور اسکی داڑھی اُڑ گئی، تو ابنِ مفرغ نے کہا: ؎

ألا لیتَ اللّحیٰ کانتْ حشیشًا — کاش داڑھیاں گھاس ہوتیں۔
فترعاھا خیولُ المسلمینا — تو مُسلمانوں کے گھوڑے ہی چرلیا کرتے

نیز کہتا ہے: ؎

ضَلّ عبّادٌ وضلّتْ لحیتُہٗ — وکانَ خرّازًا الجودِ قربتُہٗ

عباد کو اطلاع ہوئی تو وہ بغض رکھنے لگا، اور بد سلوکی کرنے لگا، تو اس نے کہا: ؎

انّ ترکی ندای سعیدبن عثما — سعید جو میرا بڑا مدد گار تھا
نِ فتی الجود ناصری وعلیدی — میں نے اس کو چھوڑ دیا
واتّباعی اخا الضّراعۃِ واللؤ — اور کمینے کے ساتھ ہولیا
مِ لنقصٌ وفوتِ شأوٍ بعیدٖ — یہ میں نے بڑی غلطی کی
قلتُ واللیلُ مطبقٌ بعراہ — تاریک رات میں میں کہنے لگا۔
لیتنی مِتُّ قبلَ ترکِ سعیدٖ — کاش! میں سعید کو چھوڑنے سے پہلے مرجاتا:

عبیداللہ بن زیاد نے اسے گرفتار کرکے قید کردیا۔ سخت سزا دی، نبیذ میں مکھی پلایا، اور لٹ پر

سوار کیا اور اسکے ساتھ ایک سوری باندھی اسے دست جاری ہوگئے۔ دستوری پر گھمتے تو وہ چیختی تو ابنِ مفرغ کہتا: ؎

ضَجَّتْ سُمَيَّةُ لَمَّا مَسَّهَا القرنُ	سمیہ کے جب سینگ لگا تو چیخنے لگی۔
لا تجزعِي ان شرَّ الشِّيمَةِ الجزعُ	گھبرا نہیں گھبرانا بُری بات ہے۔

زیاد کی ماں کا نام سمیہ تھا۔ اسی حالت میں وہ بصرہ کی گلیوں میں پھرایا گیا۔ لوگ کہتے تھے: "این چیست؟" تو وہ کہتا: "این نبیذ است، عصارات زبیب است، سمیہ رُو سفید است"۔ جب بہت دست جاری ہوگئے تو لوگوں نے کہا: عبید اللہ! وہ مرا جاتا ہے۔ اس نے حکم دیا، کہ اُتار لیا جائے۔ اسے غسل دیا گیا۔ جب پانی سے باہر آیا تو کہا: ؎

يغسلُ الماءُ ما فعلتَ وقولي	پانی نے دھو کا دیا جو کچھ تو نے کیا اور جو کچھ میں نے
راسخٌ منكَ في العِظامِ البَوالي	کہا وہ تیری پرانی ہڈیوں میں راسخ ہو گیا۔

پھر عبید اللہ نے اسکے قرض خواہوں سے کہا کہ اس سے مطالبہ کرو اور اپیل دائر کرو، تو اس نے حکم دیا کہ تمام مال و متاع بیچ کر قرض چکایا جائے۔ اس کا ایک غلام برد بھی بیچا گیا۔ جسے وہ بیٹے کے برابر سمجھتا تھا۔ اور ایک لونڈی اراکہ تھی ان دونوں کے بارے میں کہتا ہے: ؎

يا بردُ ما مسَّنا دهرٌ أضرَّ بنا	اے برد اس سے پہلے اس طرح ہم پر
من قبلِ هذا ولا بعنا لهُ ولدا	وقت نہیں پڑا نہ ہم نے کوئی بچہ بیچا
أمّا الأراكُ فكانتْ من محارِمنا	اراک ہمارے محرموں سے تھی۔
عيشًا لذيذًا وكانتْ جنّةً رغدا	لذیذ زندگی اور وسیع جنّت تھی
لولا الدعيُّ ولولا ما تعرّض لي	اگر حرامی نہ ہوتا اور یہ بات پیش نہ
من الحوادثِ ما فارقتُها ابدا	آتی تو میں کبھی اس سے جدا نہ ہوتا۔

نیز کہتا ہے: ؎

وشريتُ بردًا ليتني	میں نے برد کو بیچ دیا۔ کاش میں اس کے بعد
من بعد بردٍ كنتُ هامَهْ	ہامہ بن جاتا، یا بوم
او بُومةً تدعو صدى	جو مشقر و یمامہ کے
بينَ المشقّرِ واليمامَهْ	درمیان چیختا پھرتا۔

اس کا پہلا شعر یہ ہے : ؎

اصرمتَ حَبلكَ من امامَہْ — کیا تو نے امامہ سے قطع تعلق کر لیا
من بعد ایّامٍ برامَہْ — رامہ میں چند دن گزرنے کے بعد

پھر عبید اللہ نے کہا' اسے سیستان عباد بن زیاد کے پاس بھیج دیا جائے، وہاں قید کر دیا گیا قید خانے میں یہ شعر کہے : ؎

حيِّ ذا الزَّورِ وانهَہُ اَن يعُودا — انّ بالباب حارسين قعُودا
مِن اساويدَ لا ينُونَ قياماً — وخلاخيلَ تسهرُ المولودا
وطماطيمَ من سيابجَ غُتماً — يلبسُونى مع الصّباحِ قيُودا
لا ذعرت السُّوَامَ فى فلَقِ الصُّبحِ مغيرًا ولا دعيت يزيدا
يومَ اعطى منَ المخافةِ ضيماً — والمنايا يرصدننى ان احيدا

کہتے ہیں اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا تھا : ؎

الا ابلغْ معاويةَ بن حربٍ — معاویہ کو یہ پیغام پہنچا دو
مُغلغلةً عن الرجل اليمانى — ایک یمنی مرد کی طرف سے
اتغضبُ انْ يقالَ ابوكَ عفٌّ — کیا تیرے باپ کو عفیف کہا جاتا ہے تو تو
وترضى ان يقالَ ابوكَ زانى — ناراض ہوتا ہے اور زانی کہا جائے تو خوش ہوتا ہے
واشهدُ انّ آلكَ من زيادٍ — میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری اولاد زیاد سے
كآلِ الفيل من ولدِ الاتانِ — ایسی ہے جیسی ہاتھی کی اولاد گدھی سے

نیز کہتا ہے : ؎

انّ زياداً ونافعاً وابا بكرةَ — زیاد، نافع اور ابو بکرہ
عندى من اعجبِ العجبِ — میرے نزدیک عجائبات دہر سے ہیں
انّ رجالاً ثلثةً خُلِقُوا — یہ تینوں مرد، عورت کے رحم سے پیدا ہوئے
من رحْمِ انثى مخالفى النَّسَبِ — نسب کے اعتبار سے مختلف ہیں
ذا قرشيٌّ كما يقولُ وذا المولى — یہ قرشی ہے جیسا کہ دعوے دار ہے

وھٰذا ابنُ عمِّہٖ عربیٌّ اور وہ غلام اور اس کا چچا زاد عربی ہے۔

جب زیادہ مدّت قید ہوئے گذر گئی، تو اس نے ایک آدمی بھیجا کہ حضرت معاویہؓ کے دروازے پر جاکر پڑھے۔ تمام یمنی وہاں رہتے تھے : ؎

اَبلغ لدیکَ بنی قحطانَ قاطبۃً	تمام بنو قحطان کو پیام پہنچا دو کہ یمنی
عَضَّتْ بایرابیھا سادۃُ الیمَنِ	سرداروں نے اپنے باپ کا ذکر کاٹ لیا
امسٰی دَعِیٌّ زیادٍ فقعَ قرقرۃٍ	زیاد کا حرامی بے اصل، عجیب بات ہے
یا للعجائبِ یلھُو بابنِ ذی یزنٍ	ذی یزن کے بیٹے کے ساتھ کھیل رہا ہے

اہلِ یمن معاویہ کے پاس گئے، اور ان سے بات چیت کی۔ آپ نے قاصد بھیجا، کہ اسے چھوڑ دے۔

جب اس کا گھوڑا لایا گیا، تو وہ بدکا، تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

عدسْ ما للعباد علیكِ امارۃٌ	ٹھہر اب عباد کا حکم تجھ پر نہیں چلے گا۔
نجوتِ وھٰذا تحملینَ طلیقُ	تو نجات پا گئی اور یہ سوار آزاد ہے
طلیقُ الذی نجّی من الحبسِ بعدما	نجات پا گیا قید سے بعد اس کے
تلاحمَ فی کربٍ علیكِ مضیقُ	کہ سخت تکلیفیں تو نے اور اس نے اٹھائیں
ذرِی وتناسِی ما لقیتِ فانّہٗ	بھول جا ان تکلیفوں کو کیونکہ
لکلِّ اُناسٍ خبطۃٌ وحریقُ	ہر انسان پر تکلیفیں پڑتی ہیں
فقضٰی لكِ حمامُ بارضكِ فالحقی	اب تیرے مقدّر میں وطن کی سزا نہیں لکھی گئی
باھلكِ لا یؤخذُ علیكِ طریقُ	اپنے اہل سے جا مل کوئی رکاوٹ نہیں۔

سُلیک بن سُلیکہ :-

سعدی ہے، ماں کی طرف منسوب ہے، وہ حبشیہ تھی، باپ کا نام عمر بن یثربی تھا، بعض کہتے ہیں عمیر تھا، بنی کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے ہے۔ عرب کے عجیب و غریب اصیل اور تیز چلنے والے لوگوں سے ہے۔ راہوں سے خوب واقف تھا۔ پیدل دوڑتا تو گھوڑے بھی نہ پا سکتے تھے۔ بہادر قوی تھا۔

ابو عبیدہ کہتا ہے سلیک نے بکر بن وائل کے ہراول دستے دیکھے۔ یہ سہم پر غارت ڈالنے آرہے تھے۔ سہم کو پتہ
بھی نہ تھا، وہ کہنے لگے اگر سلیک کو علم ہو گیا، تو قوم کو خبردار کر دیگا۔ لٰہذا انہوں نے دو شہسوار عمدہ
گھوڑوں پر اس کی طرف بھیجے، وہ ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتا ہوا بھاگا۔ ان دونوں نے پورے دن تعاقب
کیا، کہنے لگے۔ رات گئے تھک کر گر جائیگا تو ہم گرفتار کر لینگے۔ جب وہ دور نکل گیا تو دیکھا کہ اس نے جلدی میں
پیشاب کیا ہے۔ وہ بولے ابھی ابتدائی رات ہے۔ شاید صبح تھک جائے۔ لٰہذا پیچھا کیا۔ انھوں نے
دیکھا کہ اس نے ایک درخت کی جڑ سے ٹھوکر کھائی۔ اور اسکے ترکش سے ایک تیر نکلا اور تیر زمین میں دھنس گیا ہے
وہ کہنے لگے۔ ارے یہ مرجائے دیکھو کتنی سخت کمر ہے۔ لٰہذا وہ واپس لوٹ گئے۔ اور وہ قوم تک پہنچنے میں کامیاب
ہو گیا۔ چونکہ دور کی بات تھی، لٰہذا قوم نے اسے جھٹلایا۔ تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

یکذبنی العمران عمرو بن جندب — مجھے عمرو بن جندب اور عمرو بن ہند جھٹلاتے ہیں
وعمرو بن ہند والمکذب اکذب — جھٹلانے والے اصل میں جھوٹے ہیں
ثکلتھما ان لم اکن قد رأیتھا — میں ان دونوں کو گم کر دوں اگر میں نے دیکھا ہو کہ
کرادیس یھدیھا الی الحی موکب — گھوڑوں کی جماعتیں قبیلے کی طرف آرہی ہیں۔

لشکر آیا اور اس نے لوٹ ڈالنی شروع کر دی، سلیک کہا کرتا تھا۔ اے اللہ! اگر میں کمزور ہوتا تو غلام ہوتا
اگر عورت ہوتا تو باندی ہوتا۔ اے اللہ! میں محرومی سے پناہ مانگتا ہوں۔ رہا ڈر تو میں کسی سے نہیں ڈرتا
ایک دفعہ وہ تہی دست ہو گیا، تو لوٹنے کیلئے پیادہ چلا۔ جب شام ہو گئی تو کنڈلی مار کر جنگل [illegible]
اور سو گیا۔ ایک شخص اونٹ سوار وہاں آکر اترا، کہنے لگا خبیث اپنے آپ کو قیدی سمجھ [illegible]
جب برابر آگیا تو گٹھڑی باندھ کر اٹھا لیا۔ تو سلیک نے پاد دیا۔ وہ بولا اے بالا ہو کر پادتا ہے [illegible]
یہ مثل بن گئی۔ سلیک کہنے لگا، میں فقیر آدمی ہوں، کمانے کو نکلا ہوں۔ لٰہذا دونوں چلے [illegible]
قصہ ہے جو گزرا۔ پھر وہ مراد کے پاس پہنچے۔ یہ لوگ یمن میں تھے انکے پاس بہت جانور [illegible]
تم دونوں میرے قریب آجاؤ۔ حتیٰ کہ میں [illegible] پانی [illegible]۔ میں قبیلے کے متعلق معلومات [illegible]
کہ آیا قریب ہیں یا دور۔ اگر قریب ہونگے تو [illegible] پاس لوٹ آؤنگا۔ اور اگر دور ہونگے [illegible]
اشارے سے بتا دونگا، تم اپنے قریب والوں پر لوٹ ڈال دینا۔ وہ چلا حتیٰ کہ [illegible]
پاس پہنچا۔ وہ باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ انھوں نے بتا دیا [illegible] کہنے لگا کیا میں تمہیں [illegible]

سناؤں؟ وہ بولے کیوں نہیں۔ اس نے زور زور سے گانا شروع کر دیا:-

یا صاحبیّ الا لا حیّ بالوادی	اے دو دوستو! قبیلہ وادی میں نہیں ہے
الّا عبیدٌ و آمٌ بین اذواد	غلام اور باندیاں اونٹوں کے پاس ہیں
فتنظران قلیلاً ریث غفلتھم	ان کی غفلت سے فائدہ اٹھاؤ اگر صبح کا
ام تعدوان فانّ الغنم غادی	انتظار کرو گے تو بکریاں صبح روانہ ہو جائیں گی۔

جب ان دونوں نے یہ بات سنی تو اونٹوں کو ہانک لے گئے۔ سلیک کو سلیک مقانب بھی کہتے تھے۔ عمر بن معدی کرب نے اپنے شعر میں اس کا ذکر کیا ہے:-

وسیری حتّی قال فی القوم قائلٌ	علیك ابا ثورٍ سلیك المقانب
فرعتُ به کاللیثِ یلحظ قائماً	اذا ربع منجانبٌ دون جانب
لہٗ ھامۃٌ ما تاکل البیض امّھا	واسباح عادیٌ طویلِ الرواجب

جب وہ بوڑھا ہو گیا تو بنو کنانہ نے کہا ہمیں اپنی دوڑ دکھا، اب تو کتنا دوڑ سکتا ہے؟ بولا چالیس جوانوں کو جمع کرو، اور مجھے بھاری سی زرہ پہنا دو۔ نوجوان دوڑے جب میل بھر پہنچ گئے۔ تو اس نے دوڑ لگائی، وہ تھوڑی دور ساتھ دیکر رہ گئے۔ وہ دوڑتا ہوا واپس آیا تو زرہ ایک پھٹی گدڑی کی طرح اس کے گلے میں لٹک رہی تھی۔ ایک دفعہ بنو خثعم کے ایک گھر سے گزرا مرد موجود نہ تھے۔ ایک نوجوان خوبصورت لڑکی دیکھی تو اس پر چڑھ بیٹھا اور بھاگ گیا، قوم کو پتہ چلا تو انس بن مدرک الخثعمی نے اس کا پیچھا کیا، اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس سے دیت کا مطالبہ کیا گیا، تو اس نے کہا بخدا اونٹ کا ایک بچہ بھی نہیں دونگا، اور یہ شعر کہے:-

انّی وقتلی سُلیکاً یوم اعقلہٗ	کالثّور یضربُ لما عافتِ البقرُ
غضبتُ للمرءِ اذ نیکت حلیلتہٗ	واذ یشدّ علی وجعائھا الثّفرُ

ابنِ قسوہ:-

اس کا نام عتبہ ہے اور بعض نے کہا وہ عتبہ بن مرداس بنی تمیم سے ہے۔ اس کا ایک چچازاد تھا، لوگ اسے ابنِ قسوہ کہتے تو وہ غصہ ہوتا تھا۔ ایک دن عتبہ نے اس سے کہا مجھے ایک بکری دیدے اور یہ نام میری

طرف منتقل کردے۔ اس نے بکری دے دی۔ اس نے لوگوں سے کہا یہ نام میں نے خرید لیا ہے، اسے کوئی اس نام سے نہ پکارے۔ لہٰذا یہ نام اس کے ساتھ لگ گیا۔ اسکے بعد عتبہ نے کہا : ؎

وخلّف مولانا علینا اسم امّہ — ہمارے چچا زاد نے اپنی ماں کا نام ہمیں دے دیا

الا ربّ مولیً ناقصٌ غیر زائد — بہت سے چچا زاد ناقص ہوتے ہیں۔

اس کا ایک بھائی شاعر تھا۔ جس کا نام ادیھم بن مرداس تھا، اس کی اولاد گاؤں میں آباد تھی اسکی ایک خالہ تھی جو لعین منقری سے ہجو بازی کیا کرتی تھی۔ اسی کے بارے میں کہتی ہے : ؎

یذکّرنی سبالک اسکیتھا — تیری مونچھیں اس کی جھانٹیں یاد دلاتی ہیں

وانفک بظر امّک یا لعین — تیری ناک اے لعین تیری ماں کے ٹھنے کی یاد دلاتی ہے

عتبہ عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گیا، تو آپ نے آنے سے روک دیا۔ تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

اتیتُ ابن عباسٍ اُرجّی نوالہٗ — فلم یرجُ معروفی ولم یخش مُنکری

وقال لبوّابیہ لا تد خلنّہٗ — وسدّ خصاص الباب من کلّ منظر

ونسمع اصوات الخصوم ببابہٖ — کصوت الحمار فی قلیبٍ معوّر

ولو کنتُ من زھران قفّیتُ حاجتی — ولکنّنی مولیٰ جمیلِ بن معمر

فلیت قلوصی عُرّیت اذ رحلتُھا — الی حسنٍ فی دارہٖ وابنِ جعفر

اذا ھی ھمّت بالخروج لصیدِھا — عن القصدِ مصراعا منیفٍ مجیّر

نطالع اھل السّوقِ والباب دونھا — بمستفلکِ الذّفریٰ اسیلِ المذمّر

فثابت علی حرفٍ کأنّ بغامھا — اجیج ابن ماءٍ فی یراعٍ مفجّر

ابن عباسؓ نے زہران کی عورت سے شادی کی تھی جس کا نام شمیلہ تھا۔ جمیل کے مولیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ وہ اس کا ولی ہے۔ جمیل بصری تھا۔ عتبہ کو کلب کے کتے نے کاٹا تھا۔ لہٰذا اسے کتے کاٹے کی بیماری لگ گئی تھی۔ تو ابن محل بن قدامہ بن اسود نے اس کا علاج کیا تھا۔ اسی کے بارے میں شاعر کہتا ہے : ؎

ولو لا دواءُ ابن المحلِّ وطبّہٖ — ھررت اذا ما النّاس ھرّ کلیبھا

واخرج بعد اللہ اولاد زارعٍ — مولّعۃ اکنافھا و جنوبھا

اسود، محل کا دادا نجاشی کے پاس آیا تھا، اس نے یہ دوا اسے بتائی تھی۔ آج تک یہ دوا اسکی اولاد میں چلی آتی ہے ؞

عمرو بن معدی کرب :-

وہ مذحج سے ہے' ابو ثور اس کی کنیت ہے' زبرقان بن بدر تمیمی کی موماں کا لڑکا ہے'' اسکی بہن ریحانہ زوجہ صمہ بن حارث ہے جس سے درید اور عبداللہ پیدا ہوئے۔ جاہلیت میں عرب کے مشہور شہسواروں سے تھا، اسلام کو پایا، مسلمان ہوا جنگ قادسیہ میں شریک ہوا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ لڑائی کیسی ہوتی ہے۔ کہا: کڑوے مزے کی، جب زور پکڑتی ہے تو جو صبر کرتا ہے مشہور ہو جاتا ہے، اور جو کمزوری دکھاتا ہے تلف ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے : ؎

الحرب اوّل ما تکون فتیۃً	لڑائی جب نئی جوان ہوتی ہے تو ہر
تسعیٰ بزینتھا بکلّ جھولِ	سُبک سر کو اپنی زینت سے موہ لیتی ہے
حتّٰی اذا استعرت و شبّ ضرامُھا	جب خوب جوان ہو جاتی ہے تو
عادت عجوزاً غیر ذات حلیلِ	بوڑھی رانڈ ہو جاتی ہے۔
شمطاء جزّت رأسھا و تنکّرت	سپید سر والی، سر کٹا پھٹا، صورت بگڑی ہوئی
مکروھۃً للشّمّ و التّقبیلِ	کہ سونگھنے اور بوسہ لینے سے کراہت ہو۔

آپ نے ہتھیاروں کے بارے میں سوال فرماتے ہوئے کہا: نیزے کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ بولا تیرا بھائی ہے، مگر بسا اوقات خیانت کرتا ہے، فرمایا اور تیر؟ بولا موتیں ہیں کبھی رہ جاتی ہیں کبھی خطا کر جاتی ہیں۔ فرمایا: اور زرہ؟ کہا: شاہسوار کیلئے مشغول کر دینے والی ہے، پیدل کو تھکا دینے والی ہے اور مضبوط قلعہ ہے۔ فرمایا اور ڈھال؟ کہا وہ چھپا لینے والی ہے اور مصائب اس پر چکر کاٹتی ہیں۔ فرمایا اور تلوار؟ کہا: اس نے تیری ماں کو غم فرزند سے بچایا۔ آپ نے فرمایا اور تیری بھی! بولا: ہاں! اور بخار نے مجھے پچھاڑ دیا تھا۔ عمرو جنگ نہاوند میں نعمان بن مقرن کے ساتھ شریک ہوا اور نعمان و طلیحہ بن خویلد کے ساتھ مارا گیا وہاں ایک مقام پر انکی قبریں ہیں۔ جسے اصفید ھانی کہتے ہیں۔ عمرو ان لوگوں سے جو اپنی جنگوں کے بارے میں صحیح صحیح بیان دیتے ہیں۔ کہتا ہے : ؎

و اقتدُ اجمعُ رِجلیّ خیفۃً	میں اکٹھے کرتا ہوں اپنے پاؤں موت کے خوف سے
حذارَ الموتِ و انّی لفروری	بے شک میں بھگوڑا ہوں۔

ولقد اعطفها کارھۃً — کبھی گھوڑوں کو میں میدانِ جنگ کی طرف

حینَ للنّفسِ من الموتِ ھریرٌ — موڑتا ہوں جبکہ دل موت سے کراہت کرتا ہے

کلُّ ما ذالکَ منّی خُلُقٌ — یہ سب میری عادتیں ہیں۔

وبکلٍّ انا بالرّوع جدیرٌ — اور لڑائی میں سب میرے لئے زیبا ہیں۔

اس کے عمدہ اشعار یہ ہیں: ؎

أمن ریحانۃَ الدّاعی السّمیعُ — کیا ریحانہ کی طرف سے قاصد آیا ہے۔

یُؤرّقنی واصحابی ھُجُوعُ — مجھے جگا رہا ہے اور ساتھی سو رہے ہیں۔

اَشابَ الرأسَ اَیّامٌ طِوالٌ — زمانے نے میرے سر کو سفید کر دیا

وھمٌّ ما تضمّنہٗ الضّلوعُ — اور ایک چھپے ہوئے غم نے

وسَوقِ کتیبۃٍ دلفت لاخرٰی — اور ایک لشکر کو دوسرے لشکر کے لڑنے

کأنّ زھاءَھا رأسٌ صلیعٌ — نے گویا کہ وہ گنجے کا سر ہے

اذا لم تستطعْ شیئًا فدعْہُ — جب تو کسی کام کو نہ کر سکے تو چھوڑ دے۔

وجاوزہ الی ما تستطیعُ — اور وہ کر جس کو تو کر سکے۔

وصلہٗ بالزّماع فکلُّ امرٍ — اور پختہ ارادہ کرے کیونکہ ہر کام جو تو کرتا ہے

سما لکَ او سموتَ لہٗ ولوعُ — یا تجھے پیش آتا ہے لگ جانے سے ہی ہوتا ہے

اس کے ایک بھائی کا نام عبداللہ تھا، اور بہن کا کبیشہ۔ عبداللہ مارا گیا تو وہ دیت لینے پر راضی ہو گیا۔ تو کبیشہ نے یہ شعر کہے[1]: ؎

فان انتمُ لم تثأروا یا خیکمُ — اگر تم اپنے بھائی کا قصاص نہ لو

فمشّوا باآذانِ النّعامِ المصلّمِ — تو خدا کرے ذلیل ہو جاؤ۔

ودعْ عنکَ عمروًا انّ عمروًا مسالمٌ — عمرو کا ذکر چھوڑ دو وہ تو صلح کیلئے تیار ہو جائیگا

وھلْ بطنُ عمروٍ غیرُ شبرٍ لمطعمِ — عمرو کا پیٹ بالشت بھر ہی تو ہے۔

عمرو کہتا ہے: ؎

---

[1] ابو تمام نے باب الحماسہ میں یہ پانچ شعر دیئے ہیں۔

أعاذل شکّتی بدنی ورمحی — اے ملامت گو میرے اسلحہ میری زرہ نیزہ
وکلّ مقلّصٍ سلسِ القیادِ — اور ایک تیز رو عمدہ گھوڑا ہے۔
أعاذل انّما افنیٰ شبابی — اے ملامت گر! میرے شباب کو فنا کر دیا
رکوبی فی الصریخ الی المنادی — فریادیوں کی فریاد رسی نے۔

یزید بن حذاق[1]:-

وہ عبد القیس سے ہے، ابو عمرو بن العلاء کہتا ہے، کہ مذمت دنیا میں جو اشعار سب سے پہلے کہے گئے یہ ہیں:

نعمانُ انّك غادرٌ خدِعٌ — نعمان تو غدار دھوکا باز ہے
یخفی ضمیرك غیر ما تبدی — ظاہر کچھ باطن کچھ
فاذا بدالك نحت اثلتِنا — جب تو ہمیں چھیڑنا چاہے گا۔
فعلیکما ان کنت ذا جدٍّ — تو کر لینا اگر تو کوشش والا ہے۔
وھززت سیفك کی تحارِبنا — تو تلوار ہلاتا ہے تاکہ ہم سے لڑے
فانظر بسیفك من بہ تردی — دیکھنا کس کو ہلاک کرتی ہے۔

سوید بن حذاق:-

ابنِ قتیبہ نے اس کے صرف یہ تین شعر دیئے ہیں:

جزی اللہ قابوسَ بن ھندٍ — خدا قابوس اور اس کے بھائی کو
بنا واخاہ غدرۃً واثاما — غدر اور جرم کی پاداش دے۔
لعلّ لبونَ الملك تمنع درّھا — شاید شہر کی اونٹنیاں دودھ نہ دیں
ویبعث صرف الدھر قوماً نیاما — اور زمانہ ایک سوتی قوم کو بیدار کر دے۔

---

[1] ابنِ قتیبہ نے دونوں کا بیان ایک ہی سرخی کے تحت دیا ہے ہم نے علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے۔

فالّا تغادینی المنیّۃ اغشکم	اگر مجھے موت نہ آئی تو میں ایک
علیٰ عدواءِ الدھر جیشًا لھا ما	جرّار لشکر لے کر تم پر چڑھوں گا۔

عمرو بن قمیئہ :-

وہ قیس بن ثعلبہ بن مالک یعنی طرفہ بن العبد کے خاندان سے ہے، قدیم جاہلی ہے، امرئ القیس کے باپ حجر کے ساتھ تھا، جب امرئ القیس روم کی طرف آیا تو وہ ساتھ تھا، اس شعر میں امرئ القیس نے اسی کو مراد لیا ہے : ؎

بکیٰ صاحبیٰ لمّا رایٰ الدّربَ دونہٗ	میرا دوست رویا جب اس نے درب کو ورے دیکھا
وایقنَ انّا لاحقانِ بقیصرا	اور یقین ہو گیا کہ ہم قیصر سے جا ملیں گے۔

اس کے بہترین اشعار یہ ہیں : ؎

اریٰ جارتی خفّت وخفّ نصیحھا	پڑوسن اور اس کا دوست سفر کر گئے
وحبّ بھا لولا النّویٰ وطموحھا	وہ کس قدر لائق محبت تھی کاش دوری اور اسکی خودغرضی نہ ہوتی
فان تشغبی فالشّغب منّی سجیّۃٌ	اگر تو اعراض کرتی ہے تو یہ میری بھی عادت ہے،
اذا ھمّنی لم یوءتِ منھا سجیحھا	کہ میری محبّت کا جواب نہ دیا جائے تو منہ موڑ لیتا ہوں
اُقارضُ اقوامًا فاوفی بقرضِھم	میں لوگوں سے قرض لیتا ہوں تو پورا واپس کرتا ہوں
وعفٌّ اذا اودی النفوسَ شحیحُھا	اور عفیف ہوں جبکہ بخل لوگوں کو ہلاک کر دے

اسی قصیدے میں کہتا ہے اور سچ کہتا ہے : ؎

فما اتلفت ایدیھم من نفوسِنا	انھوں نے ہمارے جن نفوس کو قتل کیا وہ اگرچہ ہمارے
وان کرمت فانّنا لا ننوحُھا	نزدیک معظم تھے مگر ہم انھیں نہیں روئے۔
فآبوا وآبنا کلّنا بمضیضۃٍ	وہ اور ہم غمگین لوٹے کہ ان کے اور ہمارے
مُھمّلۃٍ اجراحُنا وجروحُھا	زخمیوں کی مرہم پٹی بھی نہیں کی گئی تھی

اور کہتا ہے : ؎

رمتنی بناتُ الدھر من حیث لا اُدری
مجھے مصائبات نے ہر تیر مارے نہ معلوم کدھر سے

فکیف بمن یُرمی ولیس برامِ
وہ کیا کر سکتا ہے جس پر تیر چلائے جائیں اور وہ تیر نہ چلا سکے۔

واھلکنی تأمیلُ مالستُ مدرکاً
مجھے اُمیدوں نے ہلاک کر دیا جن کو میں نہ پا سکا

وتأمیلُ عامٍ بعد ذاک وعامِ
اور ہر سال کی توقع بندی نے ۔

اذا ما رآنی الناسُ قالوا الم تکن
جو لوگ مجھے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کیا

جلیداً حدیث السنِّ غیر کھامِ
تو قوی نوعمر، چست نہ تھا ۔

فافنی وما افنی من الدھر لیلۃً
میں مر جاؤنگا اور ایک رات کو بھی فنا نہیں کر سکونگا

فلم یغنِ ما افنیتُ سلکَ نظامٍ
اور اس فنا کرنے سے مجھے پر کاٹ کے برابر فائدہ بھی نہیں پہنچیگا

فلو اننی اُرمی بنبلٍ رأیتھا
اگر میرے ایسے تیر مارے جاتے جو دکھائی دیتے (تو میں کچھ کرتا)

ولکنّنی اُرمی بغیر سھامِ
مگر یہ تیراندازی کوئی تیروں سے تھوڑی ہوتی ہے

علی الراحتین مرّۃً وعلی العصا
دونوں ہتھیلیوں کے سہارے اور لاٹھی کے سہارے

انوءُ ثلاثاً بعد ھنّ قیامی
تین بار اٹھنے کے بعد اُٹھتا ہوں

کأنّی وقد جاوزتُ تسعین حجّۃً
میں نوّے سال گزار چکا (اب بے قابو ہو گیا ہوں)

خلعتُ بھا عنّی عذارَ لجامِ
گویا میں نے اب اپنی لگام اُتار دی ہے ۔

عبد القیس میں عمرو بن قمیئۃ الصغیر بھی شاعر گزرا ہے ۔

زُہیر بن جناب ۔

وہ کلب سے ہے قدیم جاہلی ہے جب اہلِ حبشہ خانہ کعبہ کو گرانے آئے تو وہاں کے بادشاہ نے اسے عراقیوں کو دعوتِ اطاعت دینے کیلئے بھیجا۔ جب وہ بکر بن وائل میں پہنچا تو ایک شخص نے اس کو نیزہ مارا، مگر وار کچھ زیادہ کامیاب نہ رہا۔ لہٰذا وہ بچ گیا۔ نیزہ مارنے والے نے یہ شعر کہے : —

یا طعنۃً ما طعنتُ فی غلسِ اللیل
اے اندھیری رات کا وار جو میں نے

زھیراً وقد توافی الخصوم
زہیر پر کیا جب کہ دشمن جمع تھے ۔

خانني الرمحُ اذا طعنتُ زهيرًا — جب میں نے وار کیا تو نیزے نے خیانت کی
وهو رمحٌ مضللٌ مشؤمٌ — وہ گمراہ منحوس نیزہ تھا۔

اس نے بڑی عمر پائی۔ کہتا ہے: ؎

الموتُ خيرٌ للفتىٰ — جوان مرجانا بہتر ہے
فليهلكنّ و به بقيةٌ — جبکہ اس کے قوی باقی ہوں
من ان يرىٰ الشيخُ الكبير — چہ جائیکہ بہت بوڑھا ہو جائے اور
اذ تهادىٰ فى العشيةُ — رات میں کسی کی ہدایت کا طالب ہو
من كلّ ما نال الفتىٰ — میں نے ہر ایک چیز پائی
قد نلتهُ الا التحيةَ — مگر سلامتی نہ پا سکا۔

وہ ان لوگوں سے تھا جنھوں نے شرابِ خالص پی حتیٰ کہ مر گئے۔ وہ یہ ہیں: زہیر بن جناب، ابو براء، عامر ملاعب الاسنۃ اور عمرو بن کلثوم۔ زہیر نے ایک دن کہا، آج قبیلہ سفر کریگا تو عبداللہ بن علیم بن جناب جو اس کا بھتیجا تھا، وہ بولا آج قبیلہ سفر نہیں کریگا۔ زہیر نے کہا: یہ میری مخالفت کرنے والا کون ہے۔ لوگوں نے کہا آپ کا بھتیجا۔ بولا کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے، لوگوں نے کہا نہیں۔ بولا: اب میری مخالفت کی جانے لگی۔ شراب منگائی پیتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔ ابو براء ملاعب الاسنۃ کا قصہ یہ ہوا، کہ نبی علیہ السلام نے چند اصحاب کو بنی عامر کے پاس بھیجا تاکہ ان سے جنگ کریں۔ لہٰذا عامر بن الطفیل روانہ ہوا۔ تو لوگوں نے ابو براء کا کہنا نہ مانا، اور عامر کے مقابلہ کیلئے نہ نکلے تو وہ ناراض ہو گیا۔ شراب منگائی پیتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔ عمرو بن کلثوم کا واقعہ یوں ہے کہ اس نے یمامہ میں بنو حنیفہ پر لوٹ ڈالی۔ یزید بن حنفی نے اسے گرفتار کر لیا اور مشکیں باندھ دیں اور کہا یہ شعر تیرا ہی ہے: ؎

متىٰ نعقدْ قرينتنا بحبلٍ — جب ہم اونٹنی کو کسی اونٹ کے ساتھ باندھ دیتے ہیں تو یا وہ
تجذّ الحبلَ او تقصُ القرينا — رسی توڑ ڈالتی ہے یا اس اونٹ کی گردن توڑ ڈالتی ہے

اب میں تجھے اپنے اونٹ کے ساتھ باندھوں گا۔ پھر دونوں کو ہنکاؤں گا دیکھوں کون رسی کاٹتا ہے۔ تو وہ پکارا اے آلِ ربیعہ کیا مجھے مثلہ کر دیگے لہٰذا بنو لجیم جمع ہوئے اور انہوں نے اسے روکا۔ وہ اسے یمامہ کے ایک محل کی طرف لے گیا۔ شراب منگائی اور پیتے پیتے مر گیا۔ زہیر بن جناب کہتا ہے: ؎

ارفعْ ضعيفكَ لا يضرّكَ ضعفهُ — اپنے کمزور کو بلند کر اس کی کمزوری
يوماً فتدركهُ العواقبُ قد نمىٰ — تجھے نقصان نہ دیگی۔ پھر تو دیکھے گا کہ وہ ترقی کر گیا ہے
يجزيكَ او يثنيْ عليكَ وانّما — تو تجھے بدلہ دے گا، یا تعریف کریگا۔
اثنىٰ عليكَ بمن صنعتَ كمن جزىٰ — جو تعریف کرتا ہے اس نے بھی گویا بدلہ دے دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ شعر حسب حال پڑھتے سُنا تو آپ فرمایا کرتے تھے، عائشہ وہ شعر کیسے ہے جو تو بطور مثل پڑھتی تھی۔ آپ سنائیں تو فرماتے۔ اے عائشہ جس نے انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے خدا کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اسی کے عمدہ اشعار سے یہ ہے : ؎

انّ بني مالكٍ تلقىٰ غزيّهمُ — بنو مالک کے غازیوں کو پاؤ گے
في الزادِ فوضىٰ وعند الموت اخوانا — کھانے کے وقت منتشر اور موت کے وقت بھائی بھائی۔

الاضبط بن قریع :-

وہ عوف بن کعب بن سعد زبرقان بن بدر اور بنی انف الناقہ کے خالہ زادے سے ہے، اُس کی قوم نے اسکے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا تو وہ اور جگہ چلا گیا۔ انہوں نے بھی بدسلوکی کی تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا اور کہنے لگا ہر وادی میں بنو سعد ہیں"۔ وہ قدیم جاہلی ہے۔ بنو حارث بن کعب پر لوٹ ڈالی کچھ کو قتل کیا، کچھ کو قید کیا، بعض کی ناک کاٹی اور بعض کو خصّی کر دیا، پھر ایک مربع گھر بنایا بادشاہوں نے اسی گھر کے اردگرد شہر صنعاء آباد کیا۔ یہ اس کا ایک قصیدہ ہے۔ کہتا ہے : ؎

اذودُ عن نفسهِ ويخدعني — میں تو اس سے مدافعت کرتا ہوں مگر وہ مجھے دھوکہ دیتا ہے
يا قومِ من عاذري من الخدعهْ — اے قوم مجھے خدعہ کے بارے میں کون معذور سمجھے گا

ابتدائی اشعار یہ ہیں : ؎

بكلِّ ضيقٍ من الامورِ سعهْ — ہر تنگی کے بعد کشادگی ہے۔
والمسيِ والصّبحِ لا فلاحَ معهْ — صبح و مسا کے ساتھ فلاح نہیں
فصلْ حبالَ البعيدِ انْ وصلَ الحبلَ — دور والا تعلقات بڑھائے تو بڑھاؤ اور اگر

واقْصِ القريبَ ان قطعهُ — قریب والا قطع تعلق کرے تو تعلقات منقطع کرلو۔
وخذْ من الدھر ما اتاکَ بہٖ — زمانہ جو کچھ دے دے لو
من قرّ عینًا بعیشہٖ نفعہُ — زمانے کے دیئے پر خوش رہنے والا مال جمع کرتا ہے
قد یجمع المالَ غیرَ آکلہٖ — کبھی نہ کھانے والا نفع میں رہتا ہے۔
ویأکلُ المالَ غیرَ من جمعہُ — اور نہ جمع کرنے والا کھا جاتا ہے۔
لا تُھِنِ الفقیرَ علّکَ ان — فقیر کو ذلیل نہ کر شاید تو نیچا ہو جائے۔
تخشعَ یومًا والدّھرُ قد رفعہٗ — اور وہ بڑھ جائے۔

المستوغر :-

وہ مستوغر بن ربیعہ بن کعب بن سعد، خاندان اضبط سے ہے اِس شعر کی بنا پر اس کا لقب مستوغر پڑا: ؎

ینُشّ الماءُ فی الرّبلاتِ منھا — پانی اس کے جوڑوں میں اس طرح جوش مارتا ہے
نشیشَ الرضفِ فی لبنٍ وغیرٖ — جیسے گرم پتھر اوٹائے ہوئے دُودھ میں۔

جاہلی قدیم ہے۔ کہتے ہیں تین سو بیس سال زندہ رہا۔ کہتا ہے: ؎

ولقد سئِمتُ من الحیاۃِ وطولِھا — میں زندگی اور اس کے طول سے اُکتا گیا
وعمرتُ من عددِ السّنین مِئینا — ہوں۔ کئی سو سال زندہ رہا ہوں
مائۃٌ عدَتْھا بعدھا مائتانِ لی — سو کے بعد دو سو
وازددتُ من بعد الشھورِ سنینا — اور چند سال اور چند مہینے
ھل ما بقیَ الّا کما قد فاتنی — بقیہ دن بھی گزرے ہوئے دنوں کی مانند ہیں۔
یومٌ یمرّ و لیلۃٌ تحدونا — دن گزرتے ہیں اور رات آتی ہے

ابوعمرو بن العلاء کہتا ہے کہ مستوغر تین سو بیس سال زندہ رہا۔

ابو الطمحان :-

وہ حنظلہ بن الشرقی ہے، فاسق تھا، اس سے پوچھا گیا سب سے چھوٹا گناہ تونے کون سا کیا ہے؟ بولا: لیلۃ الدیر میں۔ لوگوں نے کہا وہ کیا تھی؟ کہا میں ایک پجارن کے ہاں اُترا، اسکے یہاں میں نے سُور کے گوشت کے ساتھ قورمہ کھایا، شراب پی اور اس کے ساتھ زنا کیا، اس کا پیالہ چرایا اور چلا آیا۔ اسکے پاس ایک اونٹنی تھی جسے مرقال کہتے تھے۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے: ~

الا حنّت المرقالُ وانیتَ ربُّها — مرقال روئی اور اس کا مالک سفر کے لئے تیار ہو گیا۔

تذکّرُ ارماماً واذکر معشری — وہ ارمام کو یاد کرتی ہے اور میں خاندان کو

ولو عرفت صرفَ البیوعِ لسرّها — اگر وہ مکّہ کے متعلق جانتی کہ وہاں حمض

بمکّۃ ان تبتاع حمضاً باذخرِ — بجائے اذخر کے بیچی جاتی ہے تو بہت خوش ہوتی

وہ زبیر بن عبد المطلب کا مہمان رہتا تھا۔ اس کے پاس بدمعاش لوگ ٹھہرا کرتے تھے، کچھ لوگوں نے اس کے اونٹوں پر لوٹ ڈالی تھی، اور دودھ پی گئے تھے، تو اس نے یہ شعر کہا: ~

وانّی لارجو ملحها فی بطونکم — اس کا دودھ تمہارے پیٹوں میں ہے۔

وما بسطت من جلدِ اشعثَ اغبر — اور تمہاری کھالیں اس سے تر ہو گئی ہیں۔

کچھ لوگ اسکی اونٹنی کا دودھ دعوت میں پی گئے تھے اور اسکی اونٹنی چرا کر لے گئے تو اس نے یہ شعر کہا۔ کہتا ہے: ~

یکادُ الغمام الغرّیر عدانُ رأی — وجوہَ بنی لامٍ وینھلُ بارقُہ

حُمید بن ثور ہلالی

وہ عامر بن صعصعہ سے ہے، اسلامی ہے، اچھے شاعروں سے ہے۔ اس کا یہ شعر پسند کیا گیا ہے: ~

اریٰ بصری قد رابنی بعد صحّۃٍ — میں دیکھتا ہوں کہ میری نظر مجھے دھوکہ دینے لگی

وحسبکَ داءً ان تصحَّ وتسلما — ہے۔ یہ بیماری کافی ہے کہ تو سلامت ہے

کبوتری کے جوڑوں کی توصیف میں اس کی یہ تشبیہ بہترین ہے: ~

كأنّ على اشداقه نَوْرُ حنوةٍ — گویا اس کی باچھ پر ریحان کی کلی ہے
اذا هو مدّ الجيد منه ليطعما — جب وہ کھانے کے لئے گردن دراز کرتا ہے

اس کی بدترین ہجو سے یہ قول ہے :-

وقولا اذا جاوزتما ارض عامرٍ — وجاوزتما الحيّين نهداً وخثعما
نزيعان من جرم بن زبّان انهم — ابوا ان يميروا في الهزاهز محجما

بھیڑیئے کے وصف میں اس کا یہ شعر پسند کیا گیا ہے :-

ينام باحدى مقلتيه ويتّقي — ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری سے موت سے
بأخرى المنايا فهو يقظان هاجعُ — بچتا ہے، لہذا وہ بیدار بھی ہے اور ہشیار بھی۔

اس کے اس شعر پر مواخذہ کیا گیا ہے :-

لمّا تخايلت الحمول حسبتها — جب اونٹنیاں چلیں تو میں سمجھا کہ دوم کے
دوماً بايلة ناعماً مكموما — درخت ہیں جو نرم اور غلاف والے ہیں۔

کیونکہ دوم کا درخت شگوفہ دار نہیں ہوتا، شگوفہ دار تو کھجور کا درخت ہوتا ہے یہ مضمون سب سے پہلے اس نے باندھا:

اذا القوم قالوا وردهنّ ضحى غدٍ — تواهقن حتّى وردهنّ عشاءً
اذا استخبرت ركبانها لم يخبّروا — عليهنّ إلّا ان يكون نداءً

ایک اور شاعر کہتا ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ اس مضمون میں پہلا شعر یہ ہے :-

اذا القوم قالوا وردهن ضحى غدٍ — جب لوگ کہتے ہیں کہ کل چاشت کے وقت وہ گھاٹ پر پہنچ جائیگی
تواهقن حتّى وردهنّ طروقُ — تو وہ اسقدر تیز چلتی ہیں کہ رات ہی میں پہنچ جاتی ہیں

المثقّب العبدی :-

وہ محصن بن ثعلبہ ہے، مثقب اس شعر کی بنا پر لقب پڑا :-

رددن تحيّة وكنن اخرى — انھوں نے سلام کا جواب دیا اور منہ چھپالیا
وثقّبن الوصاوص للعيون — اور آنکھوں کیلئے برقعوں میں سوراخ کرلیا۔

وہ نکرہ سے ہے، ابو عمرو بن العلاء کہا کرتا تھا، کہ اگر شعر اسی طرز کے ہؤا کرتے تو لوگوں پر شعروں کا سیکھنا واجب ہوتا۔ اسی قصیدے میں کہتا ہے: ؎

افاطم قبل بینك متّعینی	اے فاطمہ جدائی سے پہلے متمتّع ہولے دے
ومنعكِ ماسألتك ان تبینی	میرے سوال سے تیرا باز رہنا بھی جدائی کی مانند ہے
ولا تعِدی مواعدَ کاذباتٍ	جھوٹے وعدے نہ کر
تمرّ بها ریاحُ الصّیفِ دونی	جنھیں موسم گرما کی ہوائیں اڑا دیں
وانّی لو تخالفنی شمالی	اگر میرا بایاں ہاتھ مخالفت کرے
بنصرٍ لم تُصاحبها یمینی	تو میرا داہنا ہاتھ اس کا ساتھ نہ دیگا۔
اذاً لقطعتُها ولقلتُ بینی	میں اس کو کاٹ کر پھینک دونگا اور کہہ دونگا
کذالك اجتوی من یجتوینی	جدا ہو جا اسی طرح میں کراہت کرتا ہوں جو مجھ سے کراہت کرتا ہے
فامّا ان تکونَ اخی بحقٍ	یا تو تو میرا سچا بھائی رہ
فاعرفُ منك غثّی من سمینی	کہ میں تیرے کھرے کھوٹے کو جان سکوں
والّا فاطرحنّی واترکنّی	ورنہ مجھے چھوڑ دے اور دشمن سمجھ لے
عدوًّا اتّقیك وتتّقینی	کہ میں تجھ سے بچوں اور تو مجھ سے بچے۔
فما ادری اذا یمّمتُ ارضًا	کیا پتہ جس سرزمین میں میں اب طلبِ خیر
اریدُ الخیرَ ایُّهما یلینی	کے لئے جاتا ہوں کہ کیا ملے گا۔
أالخیرُ الّذی انا ابتغیهِ	آیا وہ بھلائی جس کا میں متلاشی ہوں۔
امِ الشرّ الّذی هو یبتغینی	یا وہ برائی جو میری تلاش میں ہے۔

وہ قدیم جاہلی ہے۔ عمرو بن ہند کے زمانے میں تھا۔ اسی سے کہتا ہے: ؎

غلبتَ ملوكَ الارضِ بالحزمِ والنهی	تو تمام بادشاہوں پر عقل و پختہ کاری کی بنا پر
فانت امرؤٌ فی سورةِ المجدِ ترتقی	سبقت لے گیا، تو فضیلت و بزرگی میں ترقی کر رہا ہے
وانجبْ بہٖ من آلِ نصرٍ سمیدعٍ	آلِ نصر کا کتنا بڑا سردار ہے،
اغرّ کلونِ الهندوانیّ رونق	روشن رو مانند سنہری تلوار کے۔

اونٹنی کے بارے میں جس مضمون کو اس نے سب سے پہلے باندھا یہ ہے : ؎

كأنّ مواقع الثّفناتِ منها — گویا اس کے گھٹنے
معرّسُ باكراتِ الوردِ جُونِ — ٹیڑی کے گھونسلے ہیں۔

ابنِ مقبل کہتا ہے : ؎

كأنّ مواقع وصُلبَيها اذا بركتْ — وقد تطابق منها الزور بالثفن
مبيتُ خمسٍ من الكدريّ فى جُدَدٍ — يفحصنَ عنهنّ باللّبات والجرنِ

ذوالرّمہ کہتا ہے : ؎

كأنّ محوّاها على ثفناتِها — معرّس خمسٍ من قطا متجاورِ
وقعن اثنتينِ واثنتينِ وفردة — حريدًا هى الوسطى بصحراء حائرِ

الممزّق :-

وہ نکرہ سے ہے اِس کا نام شاس بن نہار ہے، اس کا لقب ممزّق اس قول کی بنا پر پڑا : ؎

فان كنتُ ماكولاً فكنْ انتَ آكلا — اگر میں کھانے کی چیز ہوں تو تو کھانے والا ہو جا۔
والّا فادرِكني ولمّا امزّقِ — ورنہ میری مدد کر قبل اسکے کہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں۔

وہ قدیم جاہلی ہے خطاب بنی محرق کے کسی آدمی سے ہے، اسی قصیدے میں کہتا ہے : ؎

وناجيةٍ عدّيتُ من عند ماجدٍ — الى ماجدٍ من غير سخطٍ مفرّقِ
تروّح وتغدى ما يحلّ وضينها — البلاد ابن ماءِ المزنِ وابن محرّقِ
تبلّغني من لا يدنّس عرضهُ — بغدرٍ ولا يزكو لديه تملّقي
احقًّا ابيتَ اللّعنَ انّ ابن فرتنى — على غير اجرامٍ بريقيّ مُشرِقي
فان كنتُ ماكولاً فكن انت آكلي — والّا فادركني ولمّا امزّقِ
اكلّفتني ادواءَ قومٍ تركتهم — فالّا تداركني من البحر اغرقِ
فان يتهموا اشئم خلافًا عليهم — وان يتهموا مستحقبي الحرب اعرقِ

ابنِ دارہ :-

وہ سالم بن مسافر ہے، دارہ اسکی ماں ہے، اور وہ بنی اسد سے تھی، اس کا نام دارہ اسلئے پڑا کہ وہ حسن کی بنا پر دارۃ القمر یعنی چاند کے ساتھ تشبیہ دی گئی تھی، اور وہ عبداللہ بن غطفان بن سعد کے بیٹوں سے تھا، ابن دارہ نے ثابت بن رافع الفزاری کی ہجو کی تھی، لہٰذا اس نے قتل کرادیا تھا۔ کہتا ہے:؎

لا تامنن فزاریا خلوت بہ — کسی فزاری سے اونٹنیوں کے بارے میں بےخوف نہ رہنا
علی قلوصك واکتبھا باسیاد — بلکہ انکی اچھی طرح چمڑے سے باندھ دینا

قتل کرنے والا زمیل بن عبد مناف تھا۔ چنانچہ کہتا ہے: ؎

انا زمیل قاتل ابن دارہ — میں زمیل ابنِ دارہ کا قاتل ہوں
ودا حض المخزاۃ عن فزارہ — فزارہ سے رسوائی کو دُور کرنے والا ہوں

ابنِ دارہ کے بارے میں شاعر کہتا ہے: ؎

فلا تکثرا فیہ الضجاج فانہ — اس بارے میں زیادہ جھگڑا نہ کرو
محا السیف ما قال ابن دارۃ اجمعا — کیونکہ جو کچھ ابنِ دارہ نے کہا تھا تلوار نے مٹادیا۔

سالم بن دارہ، عدی بن حاتم کے پاس آیا کہنے لگا، میں نے تیری مدح کی ہے، اس نے کہا ٹھہر جا پہلے میں اپنے مال کا جائزہ لیکر بتادوں کہ میرے پاس کتنا مال ہے اسکے مطابق تعریف کرنا، میرے پاس ہزار بھیڑیں، دو ہزار درہم تین غلام اور یہ میرا گھوڑا ہے، جو راہ خدا میں پالا گیا ہے۔ اب کہہ، تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

تحن قلوص فی معد وانھا — میری اونٹنیاں قبیلہ معد میں مشتاق ہوتی ہیں
تلاقی الربیع فی دیار بنی ثعل — مگر انکی بہاریں تو دیار بنی ثعل میں ہیں
وابقی اللیالی من عدی بن حاتم — زمانوں نے عدی بن حاتم کو ایک تلوار کی مانند کردیا ہے
حساما کلون الملح سل من لخلل — جو میان سے نکالی گئی ہو اور نمک کے سے رنگ کی ہو
ابوك جواد لا یشق غبارہ — تیرا باپ بے نظیر سخی ہے اور تو
وانت جواد ما تعذر بالعلل — ٹال مٹول نہ کرنے والا سخی ہے
فان تتقوا شرا فمثلکم اتقی — اگر تم بُرائی سے بچتے ہو تو تم جیسے بُرائی سے بچتے ہی ہیں
وان تفعلوا خیرا فمثلکم فعل — اور اگر بھلائی کرتے ہو تو یہ تمہارے شایانِ شان ہے۔

عدی یولا بس کر کیونکہ میرا مال اس سے زیادہ کا متحمل نہیں ہوسکتا، عدی نے آدھا مال اسے دیدیا۔ اس کا ایک بھائی عبدالرحمٰن بن دارہ تھا بعض بنی اسد کے بارے میں وہ کہتا ہے : ؎

یجوع الفقعسیّ ولا یصلّی	فقعسی بھوکا رہتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا
ویخری فوق قارعۃ الطریق	اور بیچ راہ پر پاخانہ پھرتا ہے ۔

پھر وہ مرگیا تو اسدی نے کہا : ؎

قتلَ ابن دارۃ فی الجزیرۃ سبُّنا	جزیرہ میں ابن دارہ کو ہمارے گالی دینے نے مار ڈالا،
وزعمتَ انّ سبابنا لا یقتلُ	کیا تو یہ سمجھتا تھا کہ ہمارا گالی دینا تجھے مار نہ ڈالیگا۔

المنخّل الیشکری :-

وہ منخل بن عبید بن عامر بن یشکر ہے، قدیم جاہلی ہے۔ ھند یعنی ام عمرو بن ھند کے نام سے تشبیب کیا کرتا تھا۔ چنانچہ کہتا ہے : ؎

یا ھند ھل من نائلٍ	اے ھند کچھ دے ۔
یا ھند للعانی للاسیر	مصیبت زدہ قیدی کو ۔

وہ نعمان بن منذر کی بیوی متجرّدہ کے ساتھ متہم تھا، نعمان کے اس سے دو بیٹے تھے لوگ کہتے تھے کہ وہ لڑکے منخّل سے ہیں۔ منخّل عرب کے حسین ترین لوگوں سے تھا۔ کہتا ہے : ؎

ولقد دخلتُ علی الفتا	میں داخل ہوا لڑکی کے پردے میں
ۃ الخدرَ فی یوم المطیرِ	بارش کے دن ۔
الکاعبِ الحسناءِ ترز	اُبھرے ہوئے پستانوں والی حسین،
فلُ فی الدّمقسِ وفی الحریرِ	اکڑ کر چلنے والی دمقس و حریر پہن کر
فدفعتُها فتدافعتْ	میں نے اپنی طرف بلایا تو وہ آگئی ۔
مَشْیَ القطاۃِ الی الغدیرِ	جیسے ٹیڑی تالاب کی طرف جاتی ہے

وعطفتها فتعطّفتْ — میں نے اس کو چمٹایا تو وہ چمٹ گئی

کتعطّفِ الظّبيِ البهيرِ — جیسے تھکی ہوئی ہرنی

فترتْ و قالتْ یا منخّل — وہ نرم پڑ گئی اور بولی اے منخل !

هلْ بجسمك من حريرِ — تیرا جسم کس قدر گرم ہے۔

ما مسَّ جسمي غيرُ حبّك — بس میرے جسم کو تیری محبت کا عارضہ ہے۔

فاهدِئي عنّي و سيري — اطمینان رکھ اور چلی چل

ولقد شربتُ من المدا — میں نے شراب پی

مةِ بالصّغيرِ و بالكبيرِ — بڑے اور چھوٹے پیالے سے

وشربتُ بالخيل الإنا — گھوڑیاں بیچ کر

ثِ و بالمطهّمة الذكورِ — اور عمدہ گھوڑے بیچ کر۔

فإذا انتشيتُ فإنّني — جب میں مدہوش ہوتا ہوں

ربُّ الخورنق والسّديرِ — تو خورنق و سدیر کا مالک ہوتا ہوں

وأُحبُّها و تحبُّني — میں اس سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے

وتحبُّ ناقتها بعيري[1] — اور اس کی اونٹنی میرے اونٹ سے محبت کرتی ہے۔

عمرو بن ہند نے اسے قتل کرا دیا تھا۔ کہتا ہے : ؎

طلّ بين العباد قتلي بلا — میرا خون رائگاں گیا بلا جرم کئے

جرمٍ و قومي ينتجون السخالا — میری قوم کمینی ہے بھیڑیں چراتی ہے۔

لا رعيتم بطنًا خصيبًا ولا — نہ تمہیں کبھی پیٹ بھراؤ ملے نہ کسی دشمن سے سابقہ

زلتم عدوًّا ولا رزاتم قبالا — پڑے نہ کسی مصیبت سے دوچار ہونا پڑے۔

---

[1] یہ اشعار ابو تمام صاحب حماسہ نے باب الحماسہ میں دیئے ہیں۔ آخری شعر کتنا اچھا ہے۔

مغیرہ بن حبنّاء

وہ ربیعہ بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم سے ہے، برص کا مریض تھا۔ کہتا ہے: ؎

انّی امرؤٌ حنظلیٌّ حین تنسبنی	میں نسب کے اعتبار سے حنظلی ہوں
لا مِلعتیكَ ولا اخوالی العُوقِ	نہ عتیک سے ہوں نہ عوق میرے ماموں ہیں
لا تحسبنّ بیاضًا فیّ منقصةً	میری سپیدی کو باعث منقصت نہ سمجھ
انّ اللھامیمَ فی آقرابھا بَلَقُ	اچھے گھوڑے ابلق ہوتے ہیں۔

اس کے بھائی کا نام صخر تھا۔ اسکی کنیت ابو بشر تھی، اسکے ساتھ ہجو بازی کیا کرتا تھا۔ صخر کہتا ہے: ؎

ابوك ابی وانتَ اخی ولكنْ	تیرا باپ اور میرا باپ ایک ہے تو میرا بھائی ہے
تفاضلتِ الطبائعُ والظروفُ	مگر طبائع میں فرق ہوتا ہے۔
وامّك حین تُنسب امّ صدقٍ	تیری ماں اچھی عورت تھی۔
ولكنّ ابنھا طبِعٌ نحیفُ	مگر بیٹا کمینہ ہے۔

صخر بھائی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

رایتُكَ لما نلت مالًا وعضّنا	جب تو مالدار ہو گیا اور ہم
زمانٌ تری فی حدّ انیابه شغبا	زمانے کی مصیبتوں میں پھنس گئے تو تُو
تجنّی علیّ الذنب انّك مذنبُ	دست درازی کرنے لگا، تو گنہگار ہے۔
فامسك ولا تجعل غناك لنا ذنبا	ٹھہر اپنی تو نگری کو ہمارے لئے وبال نہ بنا۔

مغیرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا: ؎

لحا اللهُ انآنا عن الضیفِ بالقِری	اللہ لعنت کرے اس پر جو مہمان اور مہمانی سے
واقصرنا عن عرضِ الدہ ذبّا	دُور ہے اور پاس ناموس میں کوتاہ ہے۔
واجدرُنا ان یدخل البیت باستہٖ	اور جو بیت اللہ میں سرین کی طرف سے
اذا القفٌ دلّی عن مجارمہ رکبا	داخل ہوتا ہے جبکہ قافلے آتے ہیں۔

مغیرہ خراسان میں جنگ نسف کے دوران شہید ہوا۔

عبد بنی حسحاس :-

وہ سحیم ہے حبشی بدصورت تھا، اپنے بارے میں کہتا ہے : ~

اتیتُ نساءَ الحارثیینَ غدوۃً	میں حارثی عورتوں کے پاس آیا ۔
بوجہٍ براہُ اللہُ غیرَ جمیلٍ	ایک بدنما چہرہ لے کر ۔
فشبّہننی کلباً ولستُ بفوقہٖ	مجھے وہ کتّے سے تشبیہ دینے لگیں
ولا دونہٗ ان کان غیرَ قلیلٍ	میں زیادہ سے زیادہ اس سے بہتر بھی نہیں ہوں نہ کم ۔

عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی نے اسے خرید لیا تھا اور حضرت عثمانؓ بن عفّان کو لکھا کہ میں نے آپ کیلئے ایک حبشی شاعر لڑکا خریدا ہے۔ آپ نے لکھا کہ ہمیں اسکی ضرورت نہیں ہے، شاعر جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو اپنے آقا کی گھر والیوں سے تشبیب کرتا ہے، اور اگر بھوکا ہوتا ہے تو انکی ہجو کرتا ہے، اس کے اس قول پر حرف گیری کی گئی ہے : ~

فما زال بردی طیّبٌ من ثیابھا	میری چادر اس کے کپڑوں کی خوشبو سے معطر رہی
الی الحولِ حتّی انھج البردِ بالیا	سال بھر تک حتّیٰ کہ چادر پرانی ہو گئی ۔

اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس شعر کی بنیاد، توصم و شدّت عشق پر مبنی ہے جیسا کہ ایک بدّو سے اسکی معشوقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا میں اسے یاد کرتا ہوں اور میرے اور اس کے درمیان طائف کی گھاٹی ہوتی ہے تو اسکی یاد سے میں مشک کی سی بُو محسوس کرتا ہوں۔ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے اسے یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا : ~

ولقد تحدّر من کریمۃِ بعضھم	ان کی بعض بیویوں سے
عِرَقٌ علی جنب الفراش وطیبٌ	میرا بچھونا تر ہو گیا ۔

آپ نے فرمایا تو قتل کر دیا جائیگا۔ چنانچہ لوگوں نے اسے شراب پلائی۔ پھر عورتوں کو اس کے سامنے سے گزارا۔ جب وہ عورت سامنے سے گزری جس کے ساتھ وہ متہم تھا تو اس نے اظہار محبت کیا۔ لہٰذا لوگوں نے اسے قتل کر دیا ۔

نصیب :-

ابو الیقظان نے کہا ہے کہ وہ بنو کعب بن ضمرۃ کنانہ کا موالی تھا، مگر دوسرے علماء کہتے ہیں کہ بلی (قضاعہ) سے تھا، حبشی تھا، ماں حبشیہ تھی کہتے ہیں کہ اسکے آقا نے اسکے ساتھ جماع کیا تو نصیب پیدا ہوا جب اس کا باپ مر گیا تو اس کے چچا نے قبضہ کر لیا، اور اس کو عبد العزیز بن مروان کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ اس کی کنیت ابو الحجناء تھی۔ اس کے بارے میں شاعر کہتا ہے :-

رأیتُ ابا الحجناءِ فی النّاسِ جائزاً	ابو الحجناء انسانوں میں پھرتا ہے
ولونُ ابی الحجناءِ لونُ البهائمِ	مگر اس کا رنگ حیوانوں ایسا ہے
تراہ علی ما لاحہٗ من سوادہٖ	اپنے کالے پن کی بنا پر وہ اگرچہ مظلوم
وان کانَ مظلوماً لہٗ وجہُ ظالمِ	ہو، مگر ظالم معلوم ہوتا ہے۔

فرزدق، سلیمان بن عبد الملک کے پاس گیا، نصیب موجود تھا، عبد الملک نے کہا اے ابو فراس کچھ سناؤ۔ چاہتا یہ تھا کہ کوئی مدحیہ قصیدہ سنائے۔ تو اس نے یہ شعر سنائے :-

ورکب کانّ الریحَ تطلب منهمُ	بہت سے ناقہ سوار گویا ہوا ان سے قصاص طلب کرتی
لها ترۃٌ من جذبها بالعصائبِ	ہے کہ ان کے عماموں کو کھینچتی ہے۔
سروا یرکبون الریحَ وهی تلفّهمُ	وہ چلے گویا ہوا پر سوار تھے وہ ان کو اور ان کے
الی شعبِ الاکوارِ ذاتِ الحقائبِ	کجاوہ کی ڈنڈیوں کو لپیٹ رہی تھی۔
اذا استوضحوا ناراً یقولون لیتها	جب وہ آگ دیکھتے تو کہتے کاش یہ ہمیں حاصل ہو جاتی
وقد خصرت ایدیهم نارُ غالبِ	حالانکہ انکے ہاتھوں کو غالب کی آگ نے ٹھٹھرا دیا تھا

سلیمان کو غصہ آ گیا اور نصیب کو کہا اپنے آقا کو کچھ سناؤ۔ تو نصیب نے یہ شعر سنائے :-

اقول لرکبٍ صادرین لقیتهم	قفا ذات او شالٍ ومولاك قاربُ
قفوا خبّرونی عن سلیمانَ اننی	لمعروفه من اهل ودّان طالبُ
فعاجوا فاثنوا بالذی انت اهلہ	ولو سکتوا اثنت علیك الحقائبُ

سلیمان نے اس کو انعام و اکرام دیا تو فرزدق یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلا :-

فخیر الشّعر اکرمُہٗ رجالاً — بہترین شعر وہ ہے جو شریف انسان کہے۔
وشرّ الشعر ما قال العبیدُ — اور بُرا شعر وہ ہے جو غلام کہے

نصیب کے یہ شعر پسند کئے جاتے ہیں :۔

لِعبد العزیز علی قومہٖ — عبدالعزیز کے اپنی قوم اور دُوسروں پر
وغیرھم مننٌ ظاھرۃٌ — واضح احسانات ہیں۔
وکلبك آنسُ بالمعتفینَ — تیرا کتّا سائلین سے مانوس ہے
ودارك ماھولۃٌ عامرۃٌ — اور تیرا گھر بار آباد ہے۔
فبابك الْینُ ابوابھمْ — تیرا دروازہ اس ماں کے دروازہ سے بھی زیادہ نرم
من الامِّ بابنتِہا الزائرۃ — ہے جو آنے والی بیٹی کے لئے کھلا ہو۔
وکفّك بالجود والسائلینَ — تیری ہتھیلیاں سائلوں کے لئے
اندیٰ من اللیلۃ الماطرۃ — بھیگی ہوئی رات سے بھی زیادہ تر ہیں
فمنك الجزاءُ ومنّی الثناءُ — تیری جانب سے جزاء ہے اور میری طرف سے ثناء
بکلِّ محبرّۃٍ سائرۃ — ہے ہر عمدہ مشہور قصیدے کے ساتھ

العدیل بن الفرخ :۔

اس کا لقب عباب ہے، عباب دراصل اس کے کُتّے کا نام تھا، ابوالنجم عجلی کے خاندان سے تھا اس نے حجّاج کی ہجو کی تھی، اور بھاگ کر قیصر کی طرف چلا گیا تھا، حجاج نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ اسے میرے پاس بھیجدے، ورنہ اس قدر رسالے بھیجونگا کہ ان کا اگلا حصّہ تیرے پاس ہوگا اور آخری میرے پاس لھٰذا اس نے اسے بھیجدیا جب وہ اسکے سامنے پیش ہوا تو حجاج نے کہا یہ شعر تیرے ہیں :۔

ودونَ یدِ الحجاجِ من ان تنالَنی — حجاج کے ہاتھ اس امر سے کوتاہ ہیں کہ مجھے پا سکیں۔
بساطٌ بایدی الناعجاتِ عریضٌ — کیونکہ میں تیز رو اونٹنیوں کے ذریعہ ایسے جنگل قطع کرتا
مھامِہُ اشباہٍ کانّ سرابھا — چلا جاؤنگا جن کی سراب گویا حسین عورتوں کی

ملاءٌ بایدی الغانیاتِ رحیض — ہاتھوں میں سفید چادریں ہیں۔

اس نے کہا میں نے یہ شعر بھی کہے ہیں: ؎

فلو کنتُ فی سلمیٰ اجاً و شعابِھا — اگر میں اجاؤ سلمیٰ اور اس کی گھاٹیوں میں
لکانَ لحجّاجٍ علیّ دلیلُ — ہوتا تو حجاج مجھے وہاں بھی پالیتا۔
خلیلُ امیرِ المؤمنین وسیفہٗ — وہ امیر المومنین کا دوست ہے، اور اس کی
لکلّ امامٍ مصطفیً وخلیلُ — تلوار ہے، ہر امام کا ایک دوست ہوتا ہے
بنیٰ قبّۃَ الاسلامِ حتّیٰ کأنّما — اس نے قبہ اسلام بنایا گویا کہ
ھدی النّاسَ من بعدِ الضّلالِ رسولُ — گمراہی کے بعد رسول ؐ نے ہدایت کی

حجاج نے معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ یہ شعر بھی اسی کے ہیں: ؎

ما اوقد النّاسُ من نارٍ لمکرمۃٍ — لوگوں نے جب بھی فضیلت کی آگ روشن کی
اِلّا اصطلینا وکنّا موقدی النّارِ — تو ہم نے اس میں تاپا اور ہمیں آگ روشن کرنے والے ہوتے
وما یعدّون من یومٍ سمعتُ بہٖ — کوئی دن میں نے جنگ ذی قار سے
للنّاسِ افضلَ من یومٍ بذی قارِ — افضل نہیں پایا
جئنا بأسلابھم والخیلُ عابسۃٌ — ہم مالِ غنیمت لائے اور گھوڑے تھک گئے تھے۔
یوم استلبنا لکسریٰ کُلّ اسوارِ — جس دن ہم نے کسریٰ کی تمام شہر پناہیں چھین لی تھیں

بسا اوقات رجز کہتا تھا۔ چنانچہ کہتا ہے: ؎

یا دار سلمیٰ اقفرتْ من ذی قارِ — اے سلمیٰ کے گھر جو ذی قار میں ویران ہو گیا ہے۔
وھل باقفارِ الدیارِ من عارِ — گھروں کا ویران ہونا کوئی عار کی بات نہیں۔

پھر اونٹوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

قواربُ الماءِ سوامی الابصارِ — وھنّ ینھضن بدلکالکٍ ھارِ
اورقُ من تُربِ العراقِ خوّارِ — وقد کسین عرقاً مثل القارِ

یخرج من تحت خلالِ الاوبارِ

اورق خاکستری رنگ کو کہتے ہیں۔

الراعی :-

وہ حصین بن معاویہ ہے، بنی نمیر سے ہے، اسکے باپ کو جاہلی دور میں رئیس کہتے تھے، اس کا نام راعی اس لئے پڑا کہ وہ اکثر اپنے اشعار میں چرواہوں کا ذکر کرتا تھا۔ اسکی اولاد اور خاندان والے گاؤں میں اشراف سے شمار ہوتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عبید بن حصین تھا، جریر نے اسکی ہجو کی تھی، وہ سمجھتا تھا کہ یہ فرزدق کی طرف مائل ہے، راعی اس کے پاس آیا اور ہجو سے باز رہنے کو کہا، تو وہ باز آگیا، ترکِ زیارت کے بارے میں اس کے یہ شعر بطور معذرت پسند کئے گئے ہیں :

انی وانتَ فی الشکویٰ التی قصرتْ	میں اور تو اس شکایت کے بارے میں کہ میرے قدم
خطویٰ ونأیکَ والوجد الذی تجدُ	کوتاہ رہے اور تیری دوری اور شوق
کالماء والظّالع الصدیانِ من عطشٍ	مانند پانی اور لنگڑے پیاسے کے ہیں کہ
ھوالشّفاء لہٗ والرّی لو یردُ	وہی اس کی شفا ہے بشرطیکہ پہنچ جائے۔

اس کے اس قول پہ گرفت کی گئی ہے :

تکسوالمفارقَ واللبّاتُ ذا ارجٍ	مانگ اور گلے میں وہ خوشبو ہے جو
من قصبِ معتلفِ الکافوردرّاجِ	خوشبو چرنے والے ہرن کی آنتوں سے نکلی ہے

اس نے یہ سمجھا کہ کافور کھانے سے آنتوں میں مشک پیدا ہوتا ہے۔ سب سے پہلے جو مضمون اس نے باندھا یہ ہے :

کأنّ العیونَ المرسلاتِ عشیّۃً	گویا سرِشام آنسو بہانے والی آنکھیں۔
شآبیبُ دمعٍ لم تجدْ متردّدا	جن کے آنسوؤں نے کوئی راہ نہ پائی۔
مزائدُ خرقاءِ الیدین مسیفۃٍ	الٹر عورت کے مشکیزے ہیں
اخفّ بھنّ الخلفانِ واحفدا	جو تیزی سے لے جائے جارہے ہیں

طرماح نے یہ مضمون لیا ہے۔ کہتا ہے :

کأنّ العیونَ المرسلاتِ عشیّۃً	گویا شام کے وقت آنسو بہانے والی
شآبیبُ جمعِ العبرۃِ المتحاتنِ	آنکھیں جو پُرازشوق آنسو بہارہی ہیں۔

مزاید خرقاء الیدین مسیفۃ — الڑھ عورت کے مشکیزے ہیں

اخب بہا مستخلف غیر آین — جنہیں ایک قوی مرد لے کر دوڑ رہا ہے۔

کہتا ہے : ؎

نجائب لا یلقحن الا یعارۃ — وہ شریف ہیں جفتی کی جاتی ہیں زبردستی

عِراضًا ولا یشرین الا غوالیا — اور گراں خریدی جاتی ہیں۔

طِرِمّاح کہتا ہے : ؎

اضمرتہ عشرین یومًا ونیلت یوم نیلت یعارۃ فی عراض

یعارہ دُبلے جسم والے کو کہتے ہیں اور اونٹ کے اچانک جفتی کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ اسکے یہ اشعار پسند کئے گئے ہیں ؎

نُحد ثھن المضمرات وفوقنا — ہم ان سے اشاروں سے باتیں کر رہے ہیں۔

ظلال الخدور والمطی جوانح — اور ہمارے اوپر محمل کے سائے ہیں اور اونٹنیاں جھک کر چل رہی ہیں

نُیا حبینا بالطرف دون حدیثنا — وہ ہم سے نگاہوں سے سرگوشیاں کر رہی ہیں۔ اور

ویقضین حاجات وھن نوازح — پورا کرتی ہیں ہمارے مقاصد کو حال یہ کہ وہ دُور ہیں

یہ شعر بھی اسی کے ہیں : ؎

وما بیضۃ بات الظلیم یحفّھا — بوعساء اعلیٰ تربھا قد تلبّدا

وہ انڈا جسے شتر مرغ تمام رات سیتا ہے — نرم زمین میں جس پر تہ بر تہ مٹی جمع ہے

فلمّا علتہ الشمس فی یوم طلقۃ — واشرف مکاء الضحیٰ فتغرّدا

پھر جب خوشگوار دن میں سورج چڑھا — اور صبح کے وقت سیسو پرند چہچہانے لگا

اراد القیام فازبارّ عفائہ — وحرّک اعلیٰ جیدہ فتأوّدا

تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا اسکے بال کھڑے ہو گئے — اس نے گردن مٹکائی اور ٹیڑھی کی

وھزّ جناحیہ فساقط جیدہ — فراشا وھی عن منتہ فتبدّدا

اس نے دونوں بازو ہلائے اور گردن — سے کیڑے جھاڑے

فغادر فی الادحیّ صفراء ترکتہ — ھجانا اذا ما الشرق فیھا توقّدا

اس نے وہاں سپید اور پیلے انڈے چھوڑے — جب کہ مشرق میں روشنی پھیل گئی

بالینَ مسّاً من سعاد للامسٍ | واحسن منہا حین تبدو مجرّدا[1]
وہ انڈا بھی سعاد کے جسم سے زیادہ نرم نہیں | اور زیادہ خوبصورت نہیں جب وہ ننگی ہوتی ہے

افنون :-

اس کا نام صریم بن معشر ہے، وہ بنی تغلب سے تھا، ایک کاہن نے اس سے کہا تھا کہ تو ایک گھاٹی میں مرے گا جس کا نام الاھتہ ہوگا۔ ایک دفعہ وہ قافلہ کے ساتھ چلا رات کے وقت وہ لوگ راستہ بھول گئے جب صبح ہوئی تو انہوں نے لوگوں سے اس مقام کا نام پوچھا جہاں وہ تھے۔ لوگوں نے کہا اسے لاھتہ کہتے ہیں۔ اسکے دوست وہاں اتر پڑے۔ مگر اس نے اترنے سے انکار کر دیا۔ اور اپنی اونٹنی کو چرنے کیلئے چھوڑ دیا۔ اسکے ہونٹ سے سانپ چمٹ گیا، اونٹنی نے سر اسکی جانب کیا تو سانپ نے اسے کاٹ لیا وہ اتر پڑا اور یہ شعر کہے :-

فلستَ علیٰ شیءٍ فروحًا معاویًا | ولا المُشفقاتِ اذ تبعنَ الحوازیا
لعمرِکَ مایدری امرؤٌ کیف یتقّی | اذا ھو لم یجعل لہ اللہ واقیا
فطأ معرضًا انّ الحتوفَ کثیرۃٌ | وانّک لاتبقی لنفسک باقیا
کفی حزنًا ان یرحل الرکبُ غادیا | واترکُ فی اعلیٰ اِلاھمۃ ثاویا

وہیں مر گیا، اسی جگہ اس کی قبر ہے۔ کہتا ہے :-

لعمرکَ ما عمرو بن ھندٍ اذا دعا | قسم ہے تیری عمر کی جب عمرو بن ہند نے میری ماں کو
لتخدمَ امّی امّہٗ بموفّقٍ | اپنی ماں کی خدمت کیلئے بلایا وہ راہ راست پر نہ تھا

المخبّل :-

وہ ربیعہ بن مالک، بنی شماس بن لای بن انف الناقہ سے ہے، وہ اور اس کا بیٹا ہجرت کر کے بصرہ چلے آئے تھے، اسکے بیٹے احساء میں رہتے تھے، مخبل نے زبرقان بن بدر کی ہجو کی تھی اور اسکی بہن خلیدہ

---

[1] ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ شتر مرغ کا انڈا بھی سعاد کے جسم سے زیادہ نرم اور گورا نہیں ہے۔

کا بھی ذکر کیا تھا۔ ایک عرصہ کے بعد وہ اسکے پاس سے گزرا، وہ اسے جانتا نہ تھا اور بڑا کمزور ہو گیا تھا۔ اس نے اسے پناہ دی اور اسکی مدد کی، جب اسے پتہ چلا کہ یہ خلیدؔ ہے تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

لقد ضلّ حلمی فی خلیدة ضلّة — قسم بخدا میری عقل خلیدہ کے بارے میں گمراہ ہو گئی
سأعتب نفسی بعدها واتوب — تھی، میں اپنے نفس پہ عتاب کرونگا
واشهد والمستغفر الله انّنی — اور توبہ کرونگا، میں خدا سے معافی چاہتا ہوں اور
کذبت علیها والهجاء کذوب — گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جھوٹ بولا تھا اور ہجو جھوٹی ہوتی ہے

یہ شعر اسی کے ہیں: ؎

فان یک غصنی اصبح الیوم ذاویا — اگر میری شاخ [illegible] سوکھ گئی ہے اور
وغصنک من ماء الشباب رطیب — تیری شاخ شباب پانی سے تر ہے
فانّ حنی ظهری حوادث ترکنه — میری کمر کو مصائب نے جھکا دیا ہے۔
عریشا فمشیی فی الرجال دبیب — لہٰذا میں آہستہ آہستہ چلتا ہوں۔
وما للعظام الراجفات من البلی — بڑھاپے سے کانپتی ہوئی ہڈیوں کا کیا علاج
دواء وما للرکبتین طبیب — اور گھٹنوں کا کون معالج
اذا قال اصحابی ربیع الاتری — دوست کہتے ہیں کہ ربیع تو دیکھتا نہیں گر مجھ تو
اری الشخص کالشخصین وهو قریب — [illegible] کچھ دو نظر آتے ہیں۔
فلا یعجبنک المرء ان کان ذا غنی — [illegible]
ستترکه الایام وهو حریب — زمانے اس کو لوٹ لیں گے
وکائن تری فی الناس من ذی بشاشة — بہت سے لوگ بظاہر خوش معلوم ہوتے ہیں
ومن شانه الاقتار وهو نجیب — مگر وہ تنگ دست اور شریف ہوتے ہیں۔

سوید بن ابی کاهل :-

وہ ابن ابی غطیف ہے بنی یشکر سے تھا۔ حجاج نے یوم رستقاباد میں [illegible] ؎

رُبَّ من انضجتُ غیظًا قلبہٗ
قد تمنّیٰ لیَ موتًا لو یُطَع

بہت سے ایسے لوگ جن کا دل میں نے
جلا دیا میری موت کی تمنا کرتے ہیں

ویرانی کالشجیٰ فی حلقہٖ
عسِرًا مخرجہٗ ماینتزع

میں اس کے حلق کی پھانسی بن گیا ہوں کہ
نکل نہیں سکتا۔

مُزبدٌ یخطر مالم یرنی
فاذا اسمعتُہٗ صوتی انقمع

جب تک مجھے نہیں دیکھتا جوش مارتا رہتا ہے۔
اور جہاں میری آواز سنی خاموش ہو جاتا ہے

قد کفانی اللہ ما فی نفسہٖ
ومتیٰ مایکفِ شیئًا لم یضع

اللہ نے مجھے اس سے بچایا
خدا جسے رکھے اسے کون چکھے

لم یضرنی غیران یحسُدنی
فھو یزقو مثلَ مایزقو الضوع

وہ مجھے ضرر کچھ نہیں پہنچا سکتا ہاں حسد کرتا ہے۔
اور اُلّو کی طرح چیختا رہتا ہے۔

ویُحیّینی اذا لاقیتہٗ
واذا یخلولہٗ لحمی رتع

جب ملتا ہے تو سلام کرتا ہے۔
اور پیچھے میرا گوشت کھاتا ہے۔

ھل سویدٌ غیرُ لیثٍ خادرٍ
ثئدت ارضٌ علیہ فانتجع

سُوید جھاڑی کا شیر ہے۔
ایک جگہ راس نہیں آتی تو دوسری جگہ چلا جاتا ہے

کیف یرجون سقاطی بعد ما
جلّل الرأسَ مشیبٌ وصلع

میری گراوٹ کی وہ کیسے امید کرتے ہیں
جب کہ میں تجربہ کار بوڑھا ہو گیا ہوں۔

اسی قصیدے میں کہتا ہے : ۵

و ابیتُ اللیلَ ما ارقدہٗ
و بعینیّ اذا نجمٌ طلع

میں رات بھر جاگتا رہتا ہوں۔
اور اختر شماری کرتا رہتا ہوں،

و اذا ما قلتُ لیلٌ قد مضیٰ
عطفَ الاوّلُ منہ فرجع

جب کہتا ہوں رات گزر گئی
تو وہ لوٹ آتی ہے۔

یسحبُ اللیل نجومًا ظُلّعًا
فتوالیھا بطیئاتُ الطبع

رات لنگڑے ستاروں کو ہانکتی ہے۔
تو وہ آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔

ویُزجّیھا علی ابطائِھا	اور اس کو ہنکاتا ہے باوجود اسکی آہستگی کے
مُغربُ اللّونِ اذا اللیلُ انقشَعْ	سپیدہ صبح جبکہ رات ختم ہو جاتی ہے

اسی قصیدے میں کہتا ہے : ؎

ودعتنی برُقاھا انّھا	اس نے مجھ ایسا جادو کر دیا ہے۔
تنزلُ الاعصمَ من رأسِ الیفعْ	جو پہاڑی بکروں کو بھی چوٹی پر سے اُتار لائے
تسمع الحدّاثَ قولاحسنًا	باتیں خوب سناتی ہے۔
لواَرادُواغیرہٗ لم یستطِعْ	بس اس سے آگے کچھ ممکن نہیں۔

ابو محجن :-

وہ بنو ثقیف سے ہے، شراب بہت پیتا تھا، جنگ قادسیہ کے دن جب سعد بن ابی وقاص نے اُسے شراب کے جرم میں گرفتار کیا تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

کفی حزنًا ان تُطرَدَ الخیلُ بالقنا	کیا یہ بات غم کیلئے تھوڑی ہے، کہ گھوڑے ہنکائے
وانّی لمشدودٌ علیّ وثاقیا	جاتے ہیں اور میں قید میں پڑا ہوں۔
اذا قمتُ عنّانی الحدیدُ وغلّقتْ	جب کھڑا ہوتا ہوں تو لوہا آڑے آجاتا ہے
مصاریعُ من دُونی تھمّ المنادیا	اور دروازے جن میں آواز بھی سنائی نہیں دیتی
وقد کنتُ ذا اھلٍ کثیرٍ واخوۃٍ	میں بڑے خاندان والا اور بھائیوں والا تھا۔
فقد ترکونی واحدًا لا أخالیا	وُہ مجھے تنہا چھوڑ گئے کہ میرا کوئی بھی نہیں

اس کا بیٹا حضرت معاویہؓ کے پاس گیا، تو آپ نے فرمایا تیرا باپ ہی ہے جو یہ شعر کہتا ہے : ؎

اذا متُّ فادفنّی الی اصلِ کرمۃٍ	مجھے مرنے کے بعد انگور کی جڑ کے نیچے دفن کرنا
تُروّی عِظامی بعدموتی عُروقُھا	تاکہ اسکی نسیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔
ولاتدفننّی فی الفلاۃِ فانّنی	مجھے جنگل میں نہ دفنانا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس
اخافُ اذا ما مِتُّ ان لا اذوقُھا	طرح میں انگور سے محروم ہو جاؤں گا

اس نے کہا میرا باپ وہ ہے جو یہ کہتا ہے :-

لا تسألي النّاس عن مالي وكثرته	بیوی میرے مال کے بارے میں دریافت نہ کر
وسائلي النّاس عن بأسي وعن خُلُقي	میری بہادری اور اخلاق کے بارے میں دریافت کر
القوم يعلم أنّي من سراتهم	قوم جانتی ہے کہ میں سردار ہوں
اذا تطيش يدُ الرعديدِ الفَرِقِ	جب بزدلوں کے ہاتھ کانپتے ہیں
قد اركبُ الهولَ مسدولاً عساكره	میں ہولناکیوں پر سوار ہو جاتا ہوں
واكتم السرّ فيه ضربةُ العُنُقِ	اور گردن زدنی بھید چھپا لیتا ہوں

کہتا ہے :-

ان يكن ولّى الاصيار دقسا	اگر اس نے ولی عہد بنایا ہے تو جائے تعجب نہیں
طاب منه المُحجّلُ والاغرّ	ان کی اصل و نسل بڑی اچھی ہے۔
فيكم مستيقظٌ فهمٌ	تم میں بیدار سمجھدار
قلقلانٌ حيّةٌ ذكرٌ	کام کر جانے والے شیر ہیں۔
احمد الله العظيم فما	میں خدا کی تعریف کرتا ہوں
وُصلةٌ الا ستنبتر	ہر علاقہ کو ایک دن ٹوٹ جانا ہے۔

عمرو بن شاس :-

وہ ابو عرار سے اپنی بیوی سے کہتا ہے :-

ارادتْ عرارًا بالهوانِ ومن يُرِدْ	اس نے (بیوی نے) عرار کے (جو سوتیلا ہے)
عرارًا لعمري بالهوانِ فقد ظلمْ	ذلت کا ارادہ کیا۔ جو کوئی عرار کے ساتھ ذلت کا برتاؤ کرے وہ
فان كنتِ منّي او تريدين صحبتي	ظالم ہے۔ اگر تو میری ہے اور میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو
فكوني له كالسمن رُبّتْ له الادمْ	اسکے لئے مشکیزے کے گھی کی مانند ہو جا
والا فبيني مثل ما بان راكبٌ	ورنہ مجھ سے جدا ہو جا جیسے وہ ناقہ سوار

نیمُّ قصداً لیس فی سیرہ اَمَمْ　　جو تیزی سے جا رہا ہو۔

وانّ عراراً ان یکن ذا شکیمۃٍ　　اگر عرار بد خلق ہے۔

تُقاسینہا منہ فما املکُ الشیمْ　　تو برداشت کریں اخلاق کا مالک نہیں

وانّ عراراً ان یکن غیر واضحٍ　　اگر عرار کالا حبشی ہے تو کیا ہوا میں کالے

فانی احبّ الجون ذا المنکب العمم[ل]　　موٹے مونڈھے والے کو پسند کرتا ہوں۔

عبدالملک کے پاس کوفیوں کا ایک وفد آیا، اس کے ان میں ایک کالا لڑکا آدمی دیکھا وہ اس کو اچھا لگا جب وہ جانے لگا تو عبدالملک نے عمرو بن شاس کا یہ شعر "انّ عراراً ان یکن غیر واضح" پڑھا تو وہ جوان مسکراتے ہوئے عبدالملک کی طرف متوجّہ ہوا، عبدالملک نے کہا کیوں ہنستا ہے۔ کہنے لگا امیرالمؤمنین! عرار میں ہی ہوں۔ عبدالملک نے اسے بٹھایا اور بات چیت کرتا رہا حتیٰ کہ وہ چلا گیا، عمرو نے یہ مضمون سب سے پہلے باندھا اور دوسروں نے اس سے لیا: ؎

واسیافنا آثار ھنّ کأنّھا　　ہماری تلواروں کے نشانات ایسے ہیں جیسے

مشافر قرحیٰ فی مبارکھا ھدلُ　　ہونٹ لٹکے زخمی اونٹنیوں کے ہونٹ ہوں

کمیت کہتا ہے: ؎

فتشبیہ فی الھام آثارُھا　　کھوپڑیوں میں تلوار کے نشانات ایسے معلوم ہوتے ہیں

مشافیرَ قرحیٰ اکلنَ البریرا　　جیسے زخمی اونٹنیوں کے ہونٹ جو بریر چبا رہی ہوں

بریر ایک گھاس ہے جسے اونٹ کھاتے ہیں اور وہ اراک کا پھل ہے۔ ابو النجم کہتا ہے: ؎

"تحکی الفصیلَ الھادلَ المقرّحا"　　وہ ہونٹ لٹکے زخمی بچّے کی مانند ہے

ہادل، اس بچّے کو کہتے ہیں جس کا ہونٹ لٹکا ہوا ہو۔

ابن الطثریہ :-

وہ یزید ہے۔ طثریہ اس کی ماں تھی۔ بنو حنیفہ نے یوم فلج میں اسے قتل کیا تو اس کی بہن نے[ل] یہ مرثیہ کہا: ؎

اری الاثلَ فی [illegible] لعقیقِ مجاوراً　　میں جانب عقیق میں جھاؤ کے درخت کو

مقیماً وقد [illegible] یزیدَ غوائلہٗ　　قائم دیکھتی ہوں [illegible] یزید کو [illegible] ہلاک کر دیا۔

[ل] یہ شعر ابو تمام [illegible] الحماسہ میں [illegible]

[ل] [illegible]

فتیً قُدّ قدّ السیفِ لامتآزفٌ	وہ تلوار جیسا تھا، احمق نہ تھا، اس کے سینے
ولا رَھِلٌ لبّاتہٗ وآبادلُہٗ	اور گردن کا گوشت ڈھیلا نہ تھا۔
اذا نزل الاضیافُ کان عَذَوّرًا	جب مہمان اُترتے تو وہ تُرش رو ہو جاتا
علی الحیّ حتّٰی تستقلّ مراجِلُہٗ	حتیٰ کہ قبیلے کی ہانڈیاں چڑھ جاتیں

یزید کہتا ہے[۱]: ؎

وابیض مثل السیفِ خادم رُفقۃٍ	اشمّ ترٰی سربالہٗ قد تقدّدا
کریمٌ علی علّاتہٖ لو دعوتہٗ	للیّاك رسلًا لاتراہ مرِبّدا
یعجّل للقوم الشواء یجرّہٗ	باقصی عصاہ منضجًا او مرمّدا
حلوف اقدالضحت فی ھو ملھوجٌ	بنصفیہ لو حرکتہ لتفصّدا
یجیب بلبّیہ اذا ما دعوتہٗ	ویحسب ما یدعی لہٗ الدھر ارشدا

کہتا ہے: ؎

ھبینی امرأً اِمّا بریئًا ظلمتہٖ	اے محبوبہ تسلیم کرلے کہ میں ایک بری انسان
واِمّا مسیئًا تاب بعد واعتبا	ہوں جس کو تونے ظلم کیا یا برا انسان تھا جس نے توبہ کرلی
وکنتُ کذی داءٍ تبغّی لدائہٖ	میں اس بیمار کی مانند تھا جس نے طبیب کی تلاش کی مگر
طبیبًا فلمّا لم یجدہ تطبّبا	جب وہ نہ مل سکا تو خود ہی اپنا علاج کرلیا۔

زیاد الاعجم

وہ زیاد بن سلمیٰ بن عبد القیس ہے۔ اصطخر میں مقیم رہتا تھا۔ اس کی زبان میں لکنت تھی اسی لئے اسے اعجم کہتے تھے۔ اس نے پیچھے اولاد چھوڑی۔ فرزدق نے عبد القیس کی ہجو کرنا چاہی زیاد نے اس کے پاس قاصد بھیجا کہ جلدی نہ کر حتیٰ کہ میں ایک ہدیہ بھیج دوں کچھ مدت کی انتظار کے بعد اس نے یہ شعر بھیجے: ؎

فما ترك الھاجون لی ان ھجوتہٗ	اگر میں اسکی ہجو پر اتر آؤں تو دیکھتا ہوں کہ ہجو کرنے
مُصِحًّا اراہ فی ادیم الفرزدق	والوں نے میرے لئے فرزدق کے بارے میں کوئی گنجائش نہیں چھوڑی

---

[۱] یہ شعر باب المراثی میں ابو تمام نے عجیر سلولی کی طرف بھی منسوب کیا ہے اور زینب کی طرف بھی۔

وما ترکوا عظمًا یریٰ تحت لحمہٖ — اسکے گوشت کے نیچے انھوں نے کوئی ہڈی تک نہیں چھوڑی

لکاسرہٖ القوہ للمتعرّقٖ — کہ توڑنے والا توڑ سکے اور نوچنے والا نوچ سکے۔

ساکسرھا القوہ لیُ من عظامہٖ — بہرحال جو کچھ انہوں نے باقی چھوڑا ہے میں اس کو توڑ ڈالوں گا

وانکتُ مخّ السّاق منہُ انتقیٰ — اور اس کی پنڈلی تک کا گودا نکال لوں گا۔

واِنّا وما تھدیٰ لنا ان ھجوتنا — ہماری اور تیری ہجو کی مثال ایسی ہے جیسے سمندر میں جو

لکالبحر مھما یُلق فی البحر یغرقٖ — کچھ ڈال دیا جاتا ہے، ڈوب جاتا ہے۔

جب یہ شعر فرزدق کو پہنچے تو کہنے لگا جب تک یہ غلام باقی ہے میں عبد القیس کی ہجو نہیں کر سکتا۔

زیاد، مغیرہ بن مھلّب کا مرثیہ کہتا ہے: ؎

انّ السماحۃ والمروأۃَ ضُمّنتا — سخاوت اور مروت اس قبر میں دفن ہیں جو

قبرًا بمروَ علی الطریق الواضح — مرو میں سرِ راہ ہے۔

فاذا مررت بقبرہٖ فاعقر بہٖ — جب تو اسکی قبر سے گذرے تو اصیل بڑے کوہان والی

کومَ الھجان وکلّ طرفٍ سابح — اونٹنیاں اور گھوڑے ذبح کرنا

وانضح جوانبَ قبرہٖ بدمائھا — اس کی قبر پر خون چھڑک دینا کیونکہ وہ

فلقد یکون اخادم وذبائحٗ — قربانی کرنے کا عادی تھا۔

قبیصہ بن مھلب نے اس سے کہا: اے ابو امامہ! کیا آپ نے قربانی کی؟ تو اس نے کہا: کیوں نہیں۔

حجاج نے اپنے بڑے بیٹے یوسف کی موت پر اس کے یہ شعر پڑھے: ؎

اَلْاٰن لمّا کُنتَ اکملَ من مشیٰ — جب تو کامل ہوگیا

وافترّ نابُك عن شباۃ القارح — اور جوان ہوگیا۔

وتکاملت فیك المروءۃ کلّھا — اور مروت میں کامل ہوگیا

واَعنتَ ذالِكَ بالفِعالِ الصالح — اور کارناموں والا ہوگیا۔

جمیل العذری :-

وہ جمیل بن عبداللہ بن معمر ہے، اسکی معشوقہ بُثینہ تھی۔ وہ دونوں بنو عذرہ سے تھے، کنیت ابو عمرو ہے، عرب کے مشہور عشاق سے ہے، بُثینہ کی کنیت ام عبدالملک تھی۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

یا امّ عبد الملك اصرمینی　　اے ام عبدالملک مجھے چھوڑ دے

وبیّنی صرمكِ او صلینی　　یا صاف جدا ہو جا، یا وصل دے۔

کہتے ہیں کہ وہ جمیل بن معمر بن عبداللہ ہے، بنو عذرہ میں جمال و عشق بہت ہے۔ جمیل ابھی چھوکرا تھا، کہ بُثینہ پر عاشق ہو گیا۔ جب بڑا ہو گیا تو پیام دیا، منظور نہ ہوا، تو وہ اسکے بارے میں شعر کہنے لگا۔ وہ اسکے پاس جایا کرتا اور وہ اسکے پاس آیا کرتی۔ دونوں کا گھر وادی قری میں تھا۔ ایک دفعہ بثینہ کے خاندان والے جمیل کو گرفتار کرنے کیلئے جمع ہوئے، بثینہ نے اسے بتا دیا تو وہ چھپ گیا اور یہ شعر کہے: ؎

ولو انّ الفا دون بثنة کلّھم　　اگر بثینہ کے ورے ہزار مرد

غیاری وکلّ مزمعُون علی قتلی　　میرے قتل کا ارادہ کئے ہوئے ہوں

لحاولتھا امّا نھارًا مجاھرًا　　تب بھی میں دن دہاڑے یا رات کو چھپ کر بثینہ کے

واما سریٰ لیلیٰ ولو قطعوا رجلی　　پاس جا کر رہونگا خواہ وہ میرے پاؤں کاٹ ڈالیں۔

اس نے بثینہ کی قوم کی ہجو کی تو انہوں نے مروان بن حکم سے اپیل کی۔ وہ اس زمانے میں معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا اس نے کہا بخدا اس کی زبان کاٹ لونگا۔ تو وہ بنو جذام میں چلا گیا۔ اور یہ شعر کہے: ؎

اتانی عن مروان بالغیبِ انّہ　　مجھے معلوم ہوا ہے کہ مروان میرا خون بہا دیگا۔ یا

مقیدُ دمی او قاطعٌ من لسانیا　　میری زبان کاٹ ڈالے گا۔

ففی العیسِ منجاۃٌ وفی الارض مذھبٌ　　اونٹ میرے لئے ذریعہ نجات ہیں اور زمین وسیع ہے

اذا نحن رفّعنا لھنّ المثانیا　　جب کہ ہم ان پر سوار ہو جائیں گے۔

وہیں ٹھہرا رہا حتی کہ مروان معزول ہو گیا، تو وہ اپنے قبیلہ میں چلا آیا۔ روایت ہے، کہ ایک شخص تیما سے چلا۔ اس نے ایک بوڑھی گدھی پر سوار دیکھی۔ اس نے کہا تو کون ہے؟ کہنے لگی بنو عذرہ سے ہوں۔ اس نے کہا جمیل و بثینہ کے متعلق کچھ بات یاد ہے۔ وہ بولی ہم راستے سے ہٹ گئے کیونکہ شام سے حجاز کی طرف لشکر آ رہے تھے۔ ہمارے مرد سفر پر گئے ہوئے تھے

اور نوجوان لڑکوں کو چھوڑ گئے تھے، وہ لڑکے ایک شام قریب کے قبیلہ کی طرف باتیں کرنے چلے گئے ہیں اور بثینہ سوت کات رہے تھے، اچانک سامنے کے ٹیلے سے ایک نوجوان اترا اس نے سلام کیا ہم ڈر گئے میں نے سلام کا جواب دیا۔ دیکھا تو جمیل کے مشابہ کوئی آدمی کھڑا ہے۔ وہ قریب آیا میں پاس گئی میں نے کہا جمیل ہے اس نے کہا ہاں بخدا، میں نے کہا تو نے ہمیں اور اپنے آپ کو شر میں ڈال دیا۔ یہاں کیوں آیا؟ کہنے لگا، یہ پری ہے آئی اور بثینہ کی طرف اشارہ کیا وہ لوٹ کر جا رہا تھا، میں نے پیالہ جس میں ایک پنیر اور کھجور تھی لیا اور برتن میں سے گھی نکالا اور پنیر پر ڈال کر اسے دیا اور کہا کھاؤ۔ اس نے وہ کھا لیا۔ میں نے مشکیزے سے دودھ نکال کر پانی ملا کر دیا تو اس نے پی لیا۔ میں نے کہا آپ نے بڑی تکلیف اٹھائی کیا حکم ہے۔ کہنے لگا میں مصر جا رہا ہوں تمہیں الوداع کہنے اور تجدید زیارت کیلئے آیا ہوں میں بخدا تین دن اس ٹیلے پر ہوں فرصت کے انتظار میں تھا آج دیکھا کہ تمہارے نوجوان ادھر چلے گئے تو میں تجدید زیارت کیلئے آ گیا۔ کچھ دیر باتیں کر کے رخصت ہو گیا۔ زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ مصر سے اس کی خبر مرگ آئی۔

ابن عیاش کہتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے قول : ؎

فمن کان فی حبّی بثینۃ یمتری　　اگر کوئی بثینہ کی محبت کے بارے میں شک کرتا ہے۔

فبرقاء ذی ضالٍ علیّ شھیدٗ　　تو ذی ضال کی سرزمین گواہ ہے۔

میں مراد وہی ٹیلہ ہے جہاں وہ تین دن بھوکا پیاسا رہا تھا۔ اس قصیدے میں یہ شعر بہترین ہیں : ؎

علقتُ الھویٰ منھا ولیدًا ولم یزل　　میں بچپن سے اس پر عاشق ہوا اس دن سے

الی الیوم ینمی حبّھا و یزیدٗ　　آج تک اس کی محبت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

وافنیتُ عمری بانتظار نوالھا　　میں نے اپنی عمر اس کے انتظار وصال میں گزار دی

فابلیتُ ذاک الدھرَ وھو جدیدٗ　　میں نے اس زمانے کو پرانا کر دیا اور وہ ابھی نیا ہی ہے

فلا انا مردودٌ بما جئتُ طالبًا　　جس چیز کا میں طالب تھا میں اس سے محروم نہیں رہا نہ اس

ولا حبّھا فیما یبید یبیدٗ　　کی محبت فنا ہونے والی چیزوں کے ساتھ فنا ہوگی

اس کا یہ شعر کمزور ہے : ؎

فلو ترکتْ عقلی معی ما طلبتُھا　　اگر وہ میری عقل کو چھوڑ دیتی تو میں اسے طلب ہی

ولکن طلابیھا لما فاتَ من عقلی　　کیوں کرتا میرا اسے طلب کرنا بنا بر عقل اڑ جانے کے ہے

یہ شعر پسند کیا جاتا ہے : ؎

خلیلیّ فیما عشتما هل رأیتما — اے دوستو کبھی تم نے زندگی بھر ایسا کہیں دیکھا ہے کہ
قتیلاً بکیٰ من حبّ قاتلہ قبلی — مجھ سے پہلے کوئی مقتول اپنے قاتل کی محبت میں رویا ہو۔

بثینہ کہتی ہے اور کوئی شعر اس کا اس کے علاوہ معروف نہیں :

وانّ سلوّی عن جمیلٍ ساعۃً — جمیل سے ایک گھڑی کیلئے بھی غافل ہونے کا
من الدهر ما حانت ولاحان حینها — وقت ابھی نہیں آیا نہ وہ وقت ابھی قریب ہے
سواءٌ علینا یا جمیلُ بن معمرٍ — اے جمیل اگر تو مر جائے تو میرے لئے زندگی
اذا متّ باساءُ الحیاۃ ولینُها — کی سختی اور نرمی دونوں برابر ہیں۔

جمیل ان لوگوں سے ہے جو بہت تھوڑے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ کہتا ہے :

اقلّب طرفی فی السماءِ لعلّہٗ — میں آسمان کو دیکھتا ہوں شاید میری
یوافق طرفی طرفها حین تنظر — اور اس کی نظر ٹکرا جائے۔

معلوط کہتا ہے :

الیس اللیلُ یلبس امّ عمرٍو — رات ہم پر اور ام عمرو پر چھا جاتی ہے
وایّانا فذاك بنا تدانی — بس یہی قرب ہے۔
اریٰ وضح الهلالِ کما تراہٗ — میں بھی چاند کو دیکھتا ہوں اور وہ بھی
ویعلوها النّهار کما علانی — دن اس پر بھی چڑھتا ہے جس طرح مجھ پر

توبۃ بن الحمیّر :-

وہ بنی عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن خفاجہ سے ہے شاعر تھا چور تھا، عرب کے مشہور عشاق سے ہے۔ اسکی محبوبہ لیلیٰ اخیلیہ تھی۔ وہ عبداللہ بن ارحالہ بن کعب بن معاویہ کی لڑکی تھی، معاویہ اخیل بن عبادہ ہے وہ اسکے بارے میں شعر کہا کرتا تھا، اسکو صرف برقعہ اوڑھے ہوئے دیکھا کرتا تھا ایک دن وہ اسکے پاس آیا، تو اس نے چہرہ کھول دیا۔ یہ بات توبہ کو بری لگی، وہ سمجھ گیا کہ اس نے بلا وجہ برقعہ نہیں کھولا۔ وجہ یہ تھی کہ اس کے بھائیوں نے اس سے کہا تھا کہ جب وہ آئے تو ہمیں بتا دینا لہٰذا اس نے اسکو خبردار کرنے کیلئے چہرہ کھول دیا۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے :

وکنتُ اذا ما جئتُ لیلی تبرقعت	مَیں جب بھی لیلیٰ کے پاس آتا تو وہ برقعہ اوڑھے ہوئی ہوتی
فقد رابنی منہا الغداة سفورُھا	صبح مجھے اس کی بے حجابی سے شک پڑ گیا ہے ۔

پہلا شعر یہ ہے : ۔

نأتک بلیلی دارھا لا تزورھا	لیلیٰ کا گھر دور ہے تو زیارت بھی نہیں کر سکتا ۔
وشطّت نواھا واستمرّ مریرھا	ہجر کو بہت دن ہو گئے اور سلسلہ سا بندھ گیا ہے ۔
یقول رجالٌ لا یضیرک حبّھا	لوگ کہتے ہیں تجھے اس کی محبت نے کچھ نقصان نہیں پہنچایا
الا کلُّ ما شقّ النفوس یضیرھا	کیا جو چیز دُبلا کر دیتی ہے نقصان دہ نہیں ہوتی ۔
اظنّ بھا خیراً واعلم انّھا	میں اس سے حسن ظن رکھتا ہوں یقین ہے کہ وہ
ستنعم یوماً او یفکّ اسیرھا	ایک دن یا احسان کریگی یا اپنے قیدی کو چھوڑ دیگی
حمامة بطن الوادیین ترنّمی	اے وادی کی کبوتری گا ۔
سقاک من الغرّ الغوادی مطیرھا	تجھے صبح کے بادل سیراب کریں
ابینی لنا ما زال ریشک ناعماً	ہمیں بتا تیرے پر خدا کرے ہمیشہ نرم رہیں
ولا زلت فی خضراء عالٍ بریرھا	اور تو سرسبز گھاس والی جگہ میں سدا رہے ۔
فان سجعت ھاجت لعینک عبرة	اگر وہ گاتی ہے تو تو رونے لگتا ہے ۔
وان زفرت ھاج الھوا فزفیرھا	اور اگر آہ کھینچتی ہے تو تیری محبت بھڑک اٹھتی ہے ۔
أری اللیل یأتی دون لیلی کأنّما	ایک رات لیلیٰ بغیر ایسے گزرتی ہے
اتت حججٌ من دونھا وشھورھا	جیسے سال اور مہینے

کہتا ہے : ۔

ولو انّ لیلی الاخیلیّة سلّمت	اگر لیلیٰ اخیلیہ سلام کرتی ۔
علیّ ودونی تربةٌ وصفائحٌ	اور میں مٹی اور پتھروں کے نیچے ہوتا ۔
لسلّمت تسلیم البشاشة اوزقا	تو خوشی اس کے سلام کا جواب دیتا ۔
الیھا صدیً من جانب القبر صائحٌ	یا ... قبر کی طرف سے میرا بومہ جواب دیتا ۔

ایک روایت میں ہے : تسلیم المحبّین ۔

لیلےٰ اخیلیہ :-

وہ لیلیٰ بنت اخیل ہے، عقیل بن کعب سے ہے، عورتوں میں غنسار کے بعد سب سے بڑی شاعرہ ہے نابغہ جعدی کے ساتھ ہجو بازی کیا کرتی تھی۔ چنانچہ کہتا ہے : ؎

الا حیّیا لیلیٰ وقولا لها هلا — لیلیٰ کو سلام پہنچا دو اور اس سے کہہ دو چل

فقد رکبت ایرا اغرّ محجّلا — کیونکہ وہ ایک سفید ٹٹو پر سوار ہوئی ہے

برذینةٌ بلّ البراذین ثفرها — وہ ٹٹوانی ہے اسکی فرج نے ٹٹوؤں کو تر کر دیا ہے

فقد شربت فی اوّل الصیف ایّلا — شروع گرما میں اس نے ایک بکرے کا پیا تھا۔

وقد اکلت بقلا وخیما نباته — اس نے خراب گھاس کھائی تھی۔

وقد نکحت شرّ الاخایل اخیلا — اور برے اخیلی سے نکاح کیا تھا

وکیف اهاجی من یکن رمحه استه — میں کیسے ہجو کر سکتا ہوں اسکی جس کا نیزہ اس کے

خضیب البنان لا یزال مکحّلا — سرین ہوں لگے ہوئے پوروں والی اور سرمہ چشم ہو۔

اس نے جواب میں یہ شعر کہے : ؎

انابغ لم تنبغ ولم تک اوّلا — وکنت وشیلا بین لِصیین مجهلا

اعیّرتنی داءً بامّک مثله — وایّ حصانٍ لا یقال لها هلا

تساور سوّارا الی المجد والعلا — وانّی زعیم ان فعلت لیفعلا

لیفعلا لیفعلن کے معنی میں ہے سوار بن اوفی قشیری اس کا شوہر تھا، ایک دفعہ جبکہ وہ بوڑھی ہو چکی تھی، عبدالملک کے پاس گئی اس نے کہا توبہ کیا دیکھ کر تجھ پر عاشق ہوا تھا۔ وہ کہنے لگی لوگوں نے تجھ میں کیا دیکھا تھا جو تجھے خلیفہ بنایا، تو وہ ہنسنے لگا حتی کہ اس کا سیاہ دانت چمکنے لگا جس کو وہ چھپایا کرتا تھا اس نے حجاج سے درخواست کی کہ مجھے قتیبہ بن مسلم کے پاس پہنچا دے اس نے پہنچا دیا واپسی میں ساوہ میں مر گئی۔ وہیں اسکی قبر ہے اس کے بہترین اشعار سے یہ ہیں جو توبہ کے بارے میں کہے ہیں : ؎

وآلیت ابکی بعد توبة هالکا — میں نے قسم کھائی ہے کہ توبہ کے بعد کسی مرنے والے کو

واحفل ان دارت علیه الدوائر — نہیں روؤں گی اور کسی کی بھی پروا نہیں کروں گی

لعمرك ما بالموت عار على الفتى	موت انسان کے لئے باعث عار نہیں
اذا لم تصبه في الحياة المعاير	اگر زندگی عار سے پاک رہی ہو۔
وما احدٌ حيٌّ وان كان سالما	کوئی زندہ اگرچہ صحیح وسالم ہی کیوں نہ ہو۔
باخلد مما غيّبته المقابر	مُردوں کی نسبت ہمیشہ نہیں رہے گا۔
ومن كان مما يحدث الدهر جازعا	جو بھی حوادث دہر سے گھبراتا ہے
فلا بدّ يوما ان يرى وهو صابر	ضروری ہے کہ ایک دن صبر کرے۔
وليس لذي عيش على الدهر مذهب	کوئی صاحب زندگانی زمانے کے خلاف نہیں جا سکتا۔
وليس على الايام والدهر غابر	اور زمانوں سے کوئی بچ بھی نہیں سکتا
ولا الحيُّ مما يحدث الدهر معتب	کوئی شخص زمانے پر ناراض نہیں ہو سکتا اور
ولا الميتُ ان لم يصبر الحيّ ناشر	کوئی مُردہ زندہ نہیں ہو سکتا اگر لوگ صبر نہ کریں۔
وكلُّ شبابٍ او جديدٍ الى بلى	ہر جوان اور ہر جدید کو پُرانا ہونا ہے۔
وكلُّ امرئٍ يوما الى الله صائر	اور ہر انسان کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے
وكلّ قرينٍ الفةً لتفرقٍ	ہر دوست کو جدا ہونا ہے خواہ وہ نہ چاہیں۔
شتاتا وان ضنّا وطال التعاشر	اور کتنا ہی عرصہ ساتھ کیوں نہ رہے ہوں۔
فلا تبعدنك الله يا توبه هالكا	اے توبہ تو بھلا یا نہ جائیو۔
اخا الحرب ان ضاقت عليه المصادر	تو بڑا جنگ جو تھا جب مقام تنگ ہوتا تھا۔
فاقسمتُ لا انفكُّ ابكيك ما دعت	میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھے ہمیشہ روتی رہوں گی
على فننٍ ورقاءُ او طار طائر	جب تک کوئی فاختہ شاخ پر گاتی ہے یا کوئی پرندہ اڑتا ہے
قتيلُ بني عوفٍ فيا لهفتا له	بنو عوف کے مقتول افسوس!
فما كنتُ اياهم عليه اُحاذر	مجھے ان کی طرف سے تو خطرہ نہ تھا۔
ولكنما اخشى عليه قبيلةً	ہاں ایک بست قبیلے کی طرف سے خوف تھا،
لها بدرب الروم باد وحاضر	جو رُوم میں رہتے ہیں۔

توبہ کو بنو عوف نے قتل کیا تھا، وہ بنو حارث بن کعب ہمدان پر لوٹ ڈالا کرتا تھا۔ بنو عقیل اور مہرہ کے درمیان جنگل تھا وہ اپنے

ساتھ پانی لیجایا کرتا تھا، اس نے لوٹ ڈالی اس کا بھائی عبداللہ اور اس کا چچازاد ساتھ تھا۔ وہاں کامیابی نہ ہوئی بھاگا تو بنوعوف کے پڑوسیوں کے اونٹ لے بھاگا۔ اور ایک عوفی کو قتل کر دیا۔ وہ پیچھے دوڑے اس کو مار ڈالا اور اسکے بھائی کو لنگڑا کر دیا اور اپنے اونٹوں کو چھڑا کر لے گئے۔ عبداللہ کے پاس پانی کا مشکیزہ چھوٹ گئے وہ بڑی مشکل سے قوم تک پہنچا قوم اسے عار دلانے لگی۔ لوگوں نے کہا تو بھائی کی مدد چھوڑ کر بھاگا ہے تو اس نے یہ شعر کہا :۔

يلومُ على القتال بنوعقيلٍ	بنوعقیل مجھے ملامت کرتے ہیں مگر وہ
وكيف قتالُ اعرجَ لايقومُ	لنگڑا جو کھڑا نہ ہوسکے کیسے لڑ سکتا ہے۔

اسی لئے لیلیٰ کہتی ہے : ؎

فان تكنِ القتلى بواءً فانكمْ	اگر مقتولین کا کوئی بدل ہو سکتا ہے تو اے آل عوف
فتىً ما قتلتمُ آلَ عوف بن عامرٍ	جسے تم نے قتل کیا ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا
والّا يكنْ فيكم بواءً فانكمْ	اگر تم میں اس کا بدل نہیں ہے تو جان لو کہ ایسی لڑائی ہوگی
ستلقون يومًا وردهُ غيرصادرٍ	جس کے گھاٹ پر آنے والوں کیلئے لوٹنا نہیں ہے
فتىً كان احيا من فتاةٍ حييّةٍ	وہ شرمیلی چھوکری سے بھی زیادہ شرمیلا تھا اور
واشجعَ من ليثٍ بخفّان خادرٍ	جھاڑی کے شیر سے زیادہ بہادر تھا
فتىً لاتخطّاه الرّفاقُ ولايرىٰ	ایسا نوجوان جس کو دوست نہیں چھوڑتے اور
لقدرٍ عيالًا غيرجارٍ مجاورٍ	جو پڑوسیوں کے بغیر نہیں کھاتا تھا
فتىً كان للمولىٰ سناءً ورفعةً	جو دوستوں کے لئے بلندی اور رفعت والا تھا۔
وللطارقِ الساريْ قرىً غيرباسرٍ	اور مہمان کے لئے خندہ پیشانی والا تھا۔
فنعم الفتىٰ انْ كان توبة فاجرًا	اگر توبہ فاجر تھا تب بھی اچھا تھا۔ اور
وفوقَ الفتىٰ ان كان ليس بفاجرٍ	اگر فاجر نہیں تھا تو بے نظیر تھا۔

کہتی ہے : ؎

ومخرّقٍ عنه القميص تخالهُ	ایک پھٹی ہوئی قمیص والا جو گھر میں بھی
وسْطَ البيوتِ من الحياء سقيما	شرم کی وجہ سے بیمار معلوم ہوتا ہے
حتّىٰ اذارُفعَ اللواءُ رأيتهُ	مگر جب جھنڈا بلند ہوتا ہے تو تم اسے
تحتَ اللواء على الخميسِ زعيما[1]	لشکر کا سردار پاؤ گے۔

[1] یہ تو شعر ابوتمام نے باب الاضیاف والمدائح میں درج کئے ہیں۔

شبیل بن ورقا :-

وہ یزید بن کلیب بن یربوع سے ہے، مشہور جاہلی تھا۔ زمانۂ اسلام پایا اور اسلام لایا، مگر کمزور ایمان والا تھا، رمضان کے روزے نہیں رکھتا تھا، اسکی بیٹی نے کہا آپ روزے کیوں نہیں رکھتے۔ کہنے لگا، ؎

وتامرنی بالصوم لادر دَرّھا — وہ مجھے روزہ رکھنے کو کہتی ہے اس کا ،

وفی القبرِ صومٌ یا امیم طویلُ — جائے ناس، اے امیمہ قبر میں بڑا لمبا روزہ ہو گا۔

طفیل الغنوی :-

وہ طفیل بن کعب ہے۔ اہل عرب میں گھوڑوں کی تعریف کرنے میں ماہر ہے۔ عبدالملک نے کہا جو شخص گھوڑے کی سواری سیکھنا چاہتا ہے۔ وہ طفیل کے شعر یاد کرے معاویہ نے فرمایا: میرے لئے طفیل کو چھوڑ دو۔ اور سارے شعراء تمہارے لئے ہیں، کہتا ہے : ؎

انی وان قلّ مالی لایفارقنی — میں کتنا ہی مفلس ہو جاؤں مگر میرے پاس ایک اونٹنی

مثلُ النعامۃِ فی اوصالھا طولُ — جو شتر مرغ کی مانند لمبی ہے ضرور رہتی ہے۔

اوقارح الغاربیّاتِ لہٗ نسبٌ — یا ایک غاربی اصیل نوجوان گھوڑا

دفی الجراء مسحّ الشدّ اِجفیلُ — جو بڑا سبک رفتار اور تیز رفتار ہے۔

اِن النساء کاشجارٍ نبتن معاً — عورتیں درختوں کی طرح ہیں بعض مرار ایک کڑوی گھاس

منھا المرارُ و بعضُ النبتِ ماکولُ — اور بعض کھانے کے قابل ہیں

انّ النساء وان ینھینَ من خلقٍ — عورتوں کو کسی بات سے کتنا ہی روکو

فانّہٗ واجبٌ لا بدّ مفعولُ — وہ کام کرنا ان پر فرض ہو جاتا ہے

لا ینصرفن لرشدٍ ان دعین لہٗ — بھلائی کی طرف بلاؤ تو نہیں آتیں

وھنّ بعدُ ملائیمٌ مخاذیلُ — اور بعد ازاں ملامت کرنے لگتی ہیں۔

کہتا ہے : ؎

بخیلٍ اذا قیل ارکبوا لم یقل لهم	ایسے شہسواروں کے ساتھ کہ جب ان سے کہا جائے
عواویرَ یخشون الردیٰ این نرکبُ	کہ سوار ہو جاؤ تو ان بے بزدل نہیں کہتے کہ کہاں جانا ہے ہو
ولکن یجاب المستغیث وخیلهم	مگر وہ فریادی کی فریاد رسی کرتے ہیں اور ان کے
علیها حماة بالمنیّةِ تضربُ	گھوڑوں پر ایسے شہسوار ہوتے ہیں جو موت سے ٹکرا جاتے ہیں۔

یہ مضمون سب سے پہلے طفیل نے باندھا :-

بخیلٍ اذا قیل ارکبوا قد اتیتمُ　　اقاموا فلم تردُدْ علیهم حمائلُ

ابنِ مقبل نے یہ مضمون لیا ہے، چنانچہ کہتا ہے :-

بخیلٍ اذا قیل اطعنوا قد اتیتمُ　　اقاموا علی اثقالهم وتلجلجوا

اور اس کا یہ شعر[1] :-

عوازبُ لم تسمع نبوحُ مقامةٍ　　ولم ترنارًا تمّ حولٍ مجرّمٍ

حطیئہ کہتا ہے :-

عوازبُ لم تسمع نبوحُ مقامةٍ	وہ چراگاہ میں رہتی ہیں انہوں نے قبیلے کے لوگوں کی
ولم تحتلبْ الا نهارًا ضجورها	آوازیں نہیں سنیں اور دن بھر دوھی جاتی ہیں

اس کا یہ قول :-

یرخی العذار وان طالت قبائله	وہ لگام کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے اگرچہ اس کے
عن حشرةٍ مثل سنف المرخة الصفرِ	تسمے بڑے ہوں ایک ایسے باریک کان سے جو پتّے کی مانند ہے

سنف پتّے کو اور صفر ایک درخت کو کہتے ہیں جس کے پتّے زرد ہوتے ہیں۔ ایک دوسرا شاعر کہتا ہے :-

لها اذنٌ حشرةٌ مشرةٌ	اس کے تیز کان ہیں۔
کاعلیطِ مرخٍ اذا ما صفر[2]	جیسے مرخ کے زرد پتّے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے :-

حشرُ الاذنِ کاعلیط الصفر　　اسکے تیز کان ہیں جیسے مرخ کے پختہ درخت کے پتّے۔

---

[1] حطیئہ کے ترجمے میں یہ شعر اسکے اولیات سے بتایا ہے۔ اور ابنِ مقبل کو اخذ کرنے والا بتایا ہے۔
[2] لسان العرب میں اس شعر کو نمر بن تولب کی طرف منسوب کیا ہے۔

ابن مقبل :-

وہ تمیم بن ابی مقبل ہے بنو عجلان سے ہے جن کی نجاشی نے ہجو کی تھی، جاہلی اسلامی تھا۔ وہ سفر پر جا رہا تھا، عصر عقیلی کے گھر سے گزرا پیاس سخت لگی تھی پانی مانگنے لگا، اسکی لڑکیاں پیالے میں دودھ لئے نکلیں، انہوں نے دیکھا کہ ایک بڑا پرانا بڈھا ہے لہٰذا کچھ بے پرواہی کرنے لگیں۔ تو وہ بغیر پئے ناراض ہو کر گزر گیا اس امر کی اطلاع ان دونوں کے باپ کو ہوئی، وہ پیچھے پیچھے گیا، مگر وہ نہ لوٹا۔ اس نے کہا لوٹ آ جو لڑکی تجھے پسند ہو گی تیری، لہٰذا وہ لوٹ آیا۔ اور یہ قصیدہ کہا جو اسکے بہترین اشعار سے ہے:

کانَ الشباب لحاجاتٍ وکنّ لہٗ	شباب کچھ ضرورتوں کیلئے تھا اور کچھ ضروریات شباب
فقد فزِعتُ الی حاجاتیِ ۔ الاُخَرِ	کیلئے تھیں۔ اب تو دوسری ضروریات پیدا ہو گئی ہیں
یا حارِ امستْ بنیّاتُ الصبیٰ ذہبتْ	اے حارث! لڑکپن کی باتیں گئیں
فلیس منہا علی عینٍ ولا اثرِ	اب ان کا پتہ بھی نہیں ۔
یا حارِ امسیتُ شیخاً قد وھیٰ بصری	اے حارث! میں بوڑھا ضعیف البصر ہو گیا ہوں ۔
والتاثَ مادون یوم البعث من عمری	اور میری عمر یوم نشر سے جاملی ہے ۔
یا حار امسیٰ سوادُ الرأس خالطہٗ	اے حارث سر کی سیاہی گدھی کی سفیدی سے مل گئی
شیبُ القذال اختلاط الصفو بالکدرِ	جیسے صفائی تکدّر کے ساتھ مل جاتی ہے ۔
یا حار من یعتذر من ان یلمّ بہٖ	اے حارث! جو شخص حوادثاتِ زمانہ کے بارے میں عذر کرے
ریبُ الزمان فانی غیر معتذرِ	تو کیا کرے میں کوئی عذر نہیں پیش کرتا ۔
قالتْ سلیمیٰ ببطن القاع من سرحٍ	سلیمیٰ نے سرح کی وادی میں کہا
لاخیر فی المرء بعد الشیب والکبرِ	بڑھاپے کے بعد انسان کس کام کا
واستھزأتْ تربہا منّی فقلتُ لہا	وہ اپنی سہیلیوں سے میرے بارے میں مذاق اڑانے لگی ۔
ماذا تعیبان منّی یا بنتیْ عصرِ	اے عصر کی بیٹیو مجھ میں کیا عیب نکالتی ہو ۔
لولا الحیاءُ ولولا الدین عبتُکما	اگر حیا اور دین نہ ہوتے تو میں تمہارے عیب نکال کر رکھ دیتا ۔
ببعض مافیکما اذ عبتُما عوری	جبکہ تم نے میرے کانے پن کا عیب نکالا ۔

قد کنت اهدی ولا اهدی فعلمنی
میں ہدایت کرتا تھا، مگر اب خود ہدایت کیا جاتا ہوں

حسن المقادة انی فاتنی بصری
کیونکہ ضعیف البصر ہو گیا ہوں۔

قد قلتما لی قولاً لا ابا لکما
تم نے ایسی بات کہی ہے تمہارا باپ مرے

فیه حدیث علی ما کان من قصر
جو عجیب ہے اور عیب ناک ہے۔

امرئ القیس کے قول "وحدیثا علی قصر" سے اس نے آخری مصرعہ بنایا ہے۔ امرئ القیس کے قول میں حدیثا بنا پر تعجب کے منصوب ہے یعنی کیسی بات کہہ دی۔ کہتا ہے: ـــ

اذا مت عن ذکر القوافی فلن تری
جب میں مر جاؤں گا، تو تم نہیں دیکھو گے

لها تالیاً بعدی اطب واشعرا
مجھ جیسا کوئی دوسرا شاعر۔

واکثر بیتاً سائراً ضربت به
اور بہت سے مشہور شعر جو شعر کی سنگلاخ

حزون جبال الشعر حتی تیسرا
زمینوں میں چلے حتی کہ سہل ہو گئے۔

اغر غریباً یمسح الناس وجهه
روشن رو غریب الوطن کہ لوگ اس کے چہرے کو پونچھتے

کما تمسح الایدی الجواد المشهرا
تھے، جیسے ہاتھ مشہور گھوڑے کو پونچھتے ہیں۔

اس کے یہ شعر عورتوں کے بارے میں پسند کئے گئے ہیں: ـــ

یمشین مثل النقا مالت جوانبه
وہ ریت کے ٹیلے کی طرح چلتی ہیں جو جھک گیا ہو

ینهال حیناً وینهاه الثری حینا
اور کبھی تری اس کو سنبھال لیتی ہے۔

یهززن للمشی ابداناً منعمة
چلتے ہوئے نرم بدن ہلاتی ہیں جس طرح چاشت کے وقت

هز الشمال ضحی عیدان یبرینا
شمالی ہوائیں یبرین کی شاخوں کو ہلاتی ہیں۔

او کاهتزاز ردینی تعاوره
یا جیسے ردینی نیزہ لچکتا ہے جو تاجروں کے ہاتھوں

ایدی التجار فزادوا متنه لینا
میں پہنچا ہو لہذا اور زیادہ نرم ہو گیا ہو۔

اُمیہ بن ابی الصلت

وہ بنو ثقیف سے ہے، اس نے پرانی آسمانی کتابیں پڑھی تھیں۔ لہذا بتوں کی پوجا نہیں کرتا تھا۔ ابو الصلت کا

نام عبداللہ بن ربیعہ بن عوف بن اُمیّہ تھا۔ اُمیہ کہتا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اس کا زمانہ قریب ہے۔ اسے امید تھی کہ یہ نبی وہی ہوگا۔ جب حضور علیہ السّلام کا ظہور ہوا تو بنا بر حسد کے آپ کا مخالف ہو گیا۔ حضور علیہ السّلام کو اس کا کلام سنایا گیا تو آپ نے فرمایا: دل کافر ہے زبان مومن ہے۔ وہ ایسے بہت سے الفاظ لایا ہے جن سے اہل عرب آشنا نہیں یہ الفاظ کتب قدیمہ سے لیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس کا ایک قول یہ ہے کہ "ثمان امانۃ الدیك الغراب" "کوّے نے مُرغ کی امانت میں خیانت کی، وہ کہتا تھا کہ مُرغ کوّے کا ندیم تھا۔ اس نے شراب کیلئے اسے گرو رکھ دیا۔ اور اسکے ساتھ غداری کی اور وہیں چھوڑ آیا، لہٰذا پیر مسکدہ نے اسے نگہبان بنالیا۔ اُمیہ کا ایک قول یہ ہے ؎ "قمر وساھور یسل ویغمد"۔ اہل کتاب کہتے ہیں کہ ساھور چاند کا غلاف ہے جب وہ کسوف ہوتا ہے تو اس میں گھس جاتا ہے سُورج کے بارے میں اسکے یہ شعر ہیں: ؎

لیست بطالعۃٍ لھم فی رِسلِھا　　　وہ آسانی سے اس پر طلوع نہیں ہوتا مگر یہ کہ
الا معذّبۃ و الا تجلد　　　سزا دیا جائے یا کوڑے لگایا جائے۔

اور یہ قول: ؎

غَیمٌ وظلماءُ و فَتشلُ سحابۃٍ　　　ایام کفنٍ واستزادا لھد ھد
یبغی الفرار لامّہ لیجنھا　　　فنبا علیہ فی قفاءٍ یمھد
فیزال یدلجُ دامتی بجنازۃٍ　　　منھا وما اختلفا الجدید المسند

آسمانوں کو وہ صاقورہ اور حاقورہ کہا کرتا تھا، اور کہتا ہے: وابدت الثغرور یعنی الثغر، ہمارے علماء اس کے شعر کو حجت نہیں سمجھتے۔ جب وہ مرنے لگا تو یہ شعر کہے: ؎

کُلُّ عیشٍ وان تطاول یومًا　　　ہر عیش خواہ کتنا ہی طویل ہو
صائرٌ مرّۃً الی ان یزولا　　　ایک دن رُو بہ زوال ہو جائیگا
لیتنی کنتُ قبل ما قد بدالی　　　کاش اس وقت سے پہلے
فی رءوس الجبالِ ارعی الوعولا　　　میں پہاڑوں پر بھیڑیں چرایا کرتا

ابُو الصلت :-

شاعر ہے، سیف بن یزن کے بارے میں کہتا ہے[1]: ؎

---

[1] یہ شعر اغانی میں اُمیہ کی طرف منسوب ہیں۔

لا یطلبُ الوترَ الّا کابن ذِی یزنٍ — فی البحر لجّجَ لِلاعداءِ احوالا

اتی ہرقلاً وقد شالت نعامتہ — فلم یجدْ عندہٗ القولَ الّذی قالا

ثمّ انتحٰی نحو کسریٰ بعد تاسعۃٍ — من السنین لقد ابعدت ایغالا

حتّٰی اتی ببنی الاحرار یقدمہم — تخالہم فوق متنِ الارض اجبالا

لِلّٰہ درّہم من عصبۃٍ خرجوا — ما ان رأیتَ لہمْ فی الناس امثالا

غُلْبًا جحاجحۃً بیضًا مرازبۃً — أُسدًا تربّب فی الغیضات اشبالا

فاشربْ ھنیئًا علیک التاج مرتفعًا — فی رأس غمدان دارًا منک محلالا

تلک المکارم لا قعبان من لبنٍ — شیبا بماءٍ فصارا بعد ابوالا

خلید عینین:-

وہ عبداللہ بن دارم کی اولاد سے ہے، بحرین کے ایک علاقہ میں قیام پذیر تھا' جسے عینین کہتے تھے۔ اسی لئے اسی کی طرف منسوب ہو گیا۔ کہتا ہے، ؎

ایّہا الموقدانِ شُبّا سناھا — اے آگ جلانے والو! خوب بھڑکائیو!

ان للضیفِ طارفی وتلادی — میرا سب کچھ مہمان کے لئے ہے۔

زیاد کے ایک گورنر کے پاس پہنچا جو فارس کے بعض علاقوں پر تعینات تھا۔ اس سے سوال کیا تو اس نے کچھ نہ دیا، اور کہا تو شعر پر ناز کرتا ہے جا اور جو جی چاہے کہہ۔ وہ بولا میں تیری ہجو نہیں کہونگا البتہ ایسی بات کہہ دونگا جو ہجو سے زیادہ سخت ہوگی۔ پھر وہاں سے چلا اور یہ شعر کہے: ؎

وکائنٍ عند تیمٍ من بداورٍ — تیم کے پاس بہت سی تھیلیاں ہیں جب انہیں

اذا ما حرکتْ تدعو زیادا — حرکت دی جاتی ہے تو وہ زیاد کو بلاتی ہیں

دعتہ دعوۃً شوقًا الیہ — انہوں نے اشتیاق سے اسے پکارا درآنحالیکہ

وقد شدّتْ حناجرھا صفادا — ان کے گلے بندھے ہوئے تھے۔

یہ شعر زیاد کو پہنچے تو اس نے کہا لبیک اے بدور تیم۔ پھر قاصد بھیجکر اسے بلایا، اور اس سے ہزار درہم لئے۔

جریر :-

وہ جریر بن عطیہ بن حُذیفہ ہے، حذیفہ کا لقب خطفی اس شعر کی بنا پر پڑا ۔ ؎ وعنقاً بعد الرسیم خیطفاً
وہ بنی کلیب بن یربوع سے ہے، اسکے دو بھائی تھے، عمرو اور ابو الورد۔ جریر تو انسا تھا، اسّی سے اوپر زندہ رہا۔
ابو حزرہ کنیت ہے، اسکے دس بچے تھے آٹھ مذکر تھے ان میں سے ایک بلال بن جریر تھا وہ سب سے افضل اور سب سے بڑا
شاعر تھا، اسکی کنیت ابو زفر تھی۔ ایک دن اس نے خواب دیکھا کہ اسکی چار انگلیاں کٹ گئی ہیں، وہ بنو ضبہ سے لڑا
اُنہوں نے اسکے چار بیٹے قتل کر دیئے۔ بلال نے پیچھے اولاد چھوڑی۔ ان میں سے ایک عمارہ بن عقیل بن بلال ہے، دینار
اور یحییٰ جو عبد اللہ کے بیٹے تھے ان کے بارے میں کہتا ہے : ؎

ما زال عصیاننا للہ یسلمنا	خدا کی نافرمانی ہماری مدد چھوڑتی رہی ۔
حتی دُفعنا الی یحییٰ و دینار	حتی کہ ہم یحییٰ اور دینار تک پہنچے
الیٰ علیجین لم تقطع ثمارهما	جن کی ختنہ نہیں ہوئی ۔
قد طال ما سجدا للشمس والنّار	وہ سُورج اور آگ کے پجاری ہیں

بلال بعض بنو فقیم کے بارے میں کہتا ہے جنہیں بنو ناشرہ کہتے ہیں : ؎

عددُنا عدیّاً و ابنائهم	ہم نے عدی اور اس کے بیٹوں کو شمار کیا
فشرّ عدیٍّ بنو ناشرہ	تو سب سے بُرا بنو ناشرہ کو پایا
قصار الفعالِ طوال الخطا	عمل میں کوتاہ قدموں میں دراز
مبانیر لیست لهم بادرہ	کوئی اچھا کارنامہ انھوں نے نہیں کیا ۔
یعدّون غُرماً قریٰ ضیفهم	مہمانی کو تاوان سمجھتے ہیں ۔
فلا عدموا صفقةً خاسرہ	انہیں یہ نقصان دہ تجارت مبارک ہو
اذا ضفتهم ثم سائلتهم	جب بھی تم ان سے سوال کرو درآنحالیکہ تم انکے مہمان ہو
وجدت لهم علّةً حاضرہ	تو فوراً عذر پیش کر دینگے ۔
ولیسوا اذا قیل ما ذا دسم	اگر پوچھا جائے کہ وہ کون ہیں تو کچھ بھی نہیں
باصحاب دنیا و لا آخرہ	نہ دنیا والے ہیں نہ آخرت والے ۔

حماد منقری کے بارے میں کہتا ہے :-

نزلنا بحمّادٍ فخلّی کلابَهٗ	ہم حماد کے پاس گئے تو اُس نے کُتے چھوڑ دیئے
علینا فخِلنا بابن سبتیه لو کلٗ	ہم سمجھے تھے کہ ہم کھالئے جائینگے ،
وقد قال قبلی قائلٌ ظلّ فیهم	ایک شخص نے جو ان کے ہاں ٹھہرا تھا کہا تھا
أذا الیوم ام یوم القیامۃ اطولٗ	کہ یہ دن زیادہ طویل ہے یا روز قیامت

جریر کی اولاد سے نوح اور عکرمہ ابن جریر ہیں یہ دونوں شاعر تھے ، جریر اسلام کے بڑے شعراء سے تھا شعرائے جاہلی میں اعشیٰ کے مشابہ تھا۔ ابو عمرو بن علاء کہتا ہے وہ دونوں باز تھے بُلبل سے لیکر کرکی تک شکار کرتے تھے جریر تشبیب خوب لکھتا تھا۔ مجھ سے سہل بن محمد نے اصمعی سے روایت کی وہ کہتا تھا کہ میں نے ایک قبیلہ کو جریر کے بارے میں کہتے سنا کہ اس نے کہا۔ اگر یہ گتے مجھے مشغول نہ کرتے تو میں ایسی تشبیب کرتا کہ بوڑھیاں بھی اپنے شباب کی طرف ایسی مشتاق ہوتیں کہ اونٹنی بھی اپنے بچے کی طرف اتنی مشتاق نہ ہوتی۔ وہ بڑی سخت ہجو کہتا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اصمعی سے روایت کی ہے اُنھوں نے کہا ، راعی الابل چلا جارہا تھا۔ اس نے ایک شخص کو کہتے سُنا کہ جریر کے یہ شعر گا رہا تھا :-

وعاوٍ عویٰ من غیر شیئٍ رمیتهٗ	بہت سے بھونکنے والے بغیر میرے چھیڑے
بقافیۃٍ انفاذُها تقطر الدما	ایسے شعر کہتے ہیں جن سے خون ٹپکتا ہے ۔
خروجٌ بافواهِ الرُّواۃ کأنّها	جو راویوں کے منہ سے اس طرح نکلتے ہیں
قریٰ هندوانیٍّ اذا هُزّ صمّما	جیسے ہندی تلوار ہڈیاں توڑتی چلی جاتی ہے ۔

اس نے کہا یہ کس کے شعر ہیں ، لوگوں نے کہا جریر کے۔ تو وہ بولا خدا کی لعنت اس پر جو مجھے ملامت کرتا ہے کیا اس جیسا مجھ پر غالب آ سکتا ہے۔ ابو عمرو بن علاء کہتا ہے میں جریر کے پاس بیٹھا تھا وہ یہ شعر لکھ رہا تھا :-

ودّع اُمامۃ حان منک رحیلٗ	اب تیرے کوچ کا وقت آگیا ہے امامہ کو الوداع کہہ دے
اِنّ الوداعَ الی الحبیب قلیلٗ	کم از کم دوست کو الوداع تو کہہ دینی چاہیئے ۔

کہ ایک جنازہ گزرا کہنے لگا۔ مجھے ان جنازوں نے بوڑھا کر دیا ہے میں نے کہا تو تو کیوں لوگوں کو گالیاں دیتا ہے بولا لوگ مجھے چھیڑتے ہیں تو میں معاف نہیں کرتا۔ ابو عمرو بن علاء کہتا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا میں ابتداء نہیں کرتا ہاں زیادتی کرتا ہوں اس نے حجاج کی مدح کی تو اس نے عبدالملک بن مروان کی طرف بھیجا۔ عبدالملک نے شعر سنانے کو کہا تو اس نے حجاج کے بارے میں یہ شعر سنائے :-

صبرتَ النفس یا ابن ابی عقیلٍ	اے ابن ابی عقیل تو نے صبر کیا اور جہاد کیا ۔

لہ ایک پرندہ

مجاهدةً فکیف تری الثوابا — تو کیسا اچھا ثواب پایا

اذا سعر الخلیفۃُ نار حربٍ — جب خلیفہ لڑائی کی آگ بھڑکاتا ہے

رأی الحجّاج اثقبها شہاباً — تو حجاج جلتی پہ تیل ڈالتا ہے

پھر یہ قصیدہ سنایا جس میں کہتا ہے: ؎

الستم خیر من رکب المطایا — کیا تم ان لوگوں میں جو اونٹنیوں پر سوار ہوئے بہتر نہیں ہو

واندی العالمین بطون راح — اور دنیا والوں میں سب سے سخی نہیں ہو۔

عبدالملک نے سو اونٹ دینے کا حکم دیا۔ وہ بولا: امیر المومنین! ہم بوڑھے ہیں ہمارے پاس ایک ایک اونٹ ہے۔ ہم میں انکے کنٹرول کی طاقت کہاں؟ عبدالملک نے کہا تو کیا ہم انکی قیمت دے دیں۔ بولا نہیں! آج چرواہے دے دیجئے۔ عبدالملک نے آٹھ غلاموں کے دینے کا حکم دیا۔ اس کے سامنے چاندی کی رکابیاں دھری تھیں اس نے کہا اور امیر المومنین دودھ دوھنے کا برتن بھی، عبدالملک نے ایک اسے دے دی۔ چنانچہ کہتا ہے: ؎

اعطوا ھُنیدۃَ یحدوھا ثمانیۃ — وہ سو اونٹ اور آٹھ غلام ہنکانے کیلئے دیتے ہیں۔

ما فی عطائھم منٌّ ولا سرف — ان کے عطیہ میں نہ احسان ہے نہ اسراف۔

ابوعبیدہ کہتا ہے۔ فرزدق مربد میں تھا۔ ایک شخص یمامہ سے آیا اس سے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے وہ بولا یمامہ سے۔ اس نے کہا کیا جریر کا کچھ کلام یاد ہے؟ تو اس نے یہ شعر سنائے: ؎ ھاج الھوی بفوادك المھتاج تو فرزدق نے کہا: فانظر بتوضح باکرَ الاحداجِ۔ اس نے پڑھا: "ھٰذا ھوی شغف الفواد مبرحٌ" تو فرزدق نے کہا: "ونوی تقاذف غیر ذات خلاجِ"۔ اس نے کہا: لیت الغراب غداۃ ینعب دائماً۔ تو فرزدق نے کہا: کان الغراب مقطع الاوداجِ۔ وہ شخص پہلا مصرعہ جریر کا پڑھتا رہا اور فرزدق دوسرا لگاتا رہا۔ حتی کہ اس شخص نے خیال کیا کہ یہ کلام فرزدق کا تھا، جریر نے سرقہ کرلیا ہے، پھر وہ کہنے لگا کیا اس نے اس قصیدے میں حجاج کی مدح بھی کی ہے؟ وہ بولا ہاں! فرزدق بولا اسی لئے تو اس نے یہ قافیہ باندھا ہے۔ اس کی بدترین ہجو فرزدق کے بارے میں یہ شعر ہیں: ؎

لقد ولدت امُّ الفرزدقِ مقرفاً — فجاءت بوزواز قصیر القوائمِ

ھو الرجس یا اھل المدینۃ فاحذروا — مداخل رجسٍ بالخبیثات عالمِ

وما کان جارٌ للفرزدق مسلمٌ — لیأمن قرداً لیلۃً غیر نائمِ

لقد کان اخراج الفرزدق عنکمُ — طھوراً لما بین المصلّی وواقمِ

تدلّيتَ تزني من ثمانين قامةً　　وقصّرتَ عن باعِ العُلیٰ والمكارمِ

اِس کے بہترین شعر یہ ہیں : ـــ

تعالوا نحاكمكم و في الحق مقنعٌ	آؤ محاکمہ کریں اور حق قانع کر دیتا ہے
الى الغرّ من اهل البطاح الأكارم	ایک شریف سردار کی طرف
فانّ قريش الحق لم تتبع الهوىٰ	کیونکہ قریش خواہشات کا اتباع نہیں کرتے
ولم يرهبوا في الله لومة لائم	اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے
فانّي لراضٍ عبد شمسٍ وما قضت	میں عبد شمس اور اسکے فیصلے پر راضی ہوں
وراضٍ بحكم الصّيد من آلِ هاشم	اور آلِ ہاشم کے فیصلے پر راضی ہوں
اذكرّكم بالله من ينهل القنا	یاد کرو کون نیزوں کو سیراب کرتا ہے۔
ويضرب كبش الجحفل المتراكم	اور جرّار لشکروں کے سواروں کو مارتا ہے۔
وكنتم لنا الاتباعُ في كل موقفٍ	تم ہر جگہ ہمارے تابع تھے
وريش الذنابى تابعٌ للقوادم	پچھلے پر اگلے پروں کے تابع ہوتے ہیں۔
اذا عدّت الايام اخزيت دارمًا	جب کارناموں کو گنو گے تو دارم کو رسوا کر دو گے
وتخزيك يا ابن القين ايّام دارم	اور اے لوہار کے بیٹے دارم کے ایام تجھے رسوا کر دینگے
وما زادني بعد المدىٰ نقض مرّةٍ	دُوری سے کوئی میری طاقت نہیں ٹوٹ گئی
ولا رقّ عظمي للضّروس العواجم	نہ چبانے والوں کیلئے میری ہڈی نرم پڑی

اس کا یہ قول پسند کیا گیا ہے : ـــ

فانتَ ابي مالم تكن لي حاجةٌ	جب تک کوئی ضرورت نہیں پڑتی تو تو میرا باپ ہے
فانّ عرضت ايقنتُ ان لا اباليا	ورنہ مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ میرا کوئی باپ نہیں۔
وانّي لمغرورٌ اُعلّلُ بالمنى	میں آرزوؤں سے بہلایا جاتا تھا،
ليالي اَرجوا انّ مالك ماليا	جب خیال کرتا تھا کہ تیرا مال میرا مال ہے۔
باىّ نجادٍ تحمل السيفَ بعد ما	اب تلوار پر تلے میں کیسے رہ سکتی ہے
نزعت سنانًا من قناتك ماضيا	جبکہ تو نے اپنا نیزہ نکال لیا ہے۔

الم اكُ ناراً يصطليها عدوّكم	کیا میں آگ نہ تھا جسے تمہارے دشمن تاپتے تھے۔
وحرزاً لما اسندتم من ورائیا	اور کیا میں تمہارے لئے تعویذ نہ تھا۔
الا لا تخافا نبوتی فی ملمّۃٍ	میں کسی مصیبت میں ساتھ نہیں چھوڑ سکتا
وخافا المنایا ان تفوتکما بیا	ہاں موتوں سے ڈرو کہیں میرے ساتھ تمہیں بھی نہ ماردیں۔

اپنی بیوی کے مرثیہ میں کہتا ہے : ؎

لولا الحیاءُ لعادنی استعبارٌ	اگر حیا نہ ہوتی تو میں بار بار روتا۔
ولزرتُ قبرکِ والحبیب یُزارُ	اور تیری قبر کی زیارت کرتا کیونکہ دوست کی زیارت کی جاتی ہے
ولّھتِ قلبی اذ علتنی کبرۃٌ	بڑھاپے میں تو نے میرے دل کو زار زار کر دیا ہے۔
وذوو التمائم من بنیکِ صغارُ	اور تیرے چھوٹے چھوٹے بچے ننھے ننھے ہیں
لا یلبث القُرناءُ ان یتفرقوا	دوست جدا ہوتے جاتے ہیں۔
لیلٌ یکرّ علیھم و نھارُ	روز و شب ان پر حملے کر رہے ہیں
صلّی الملائکۃ الذین تخیّروا	تجھ پر فرشتے اور پاک باز
والطیّبون علیکِ والابرارُ	نیک لوگ سلام بھیجیں !
فلقد اراکِ کسیتِ احسن منظرٍ	میں تجھے دیکھتا ہوں اچھے لباس میں ملبوس
ومع الجمالِ سکینۃٌ ووقارُ	اور جمال کے ساتھ سکون و وقار بھی۔
کانت اذا ھجر الخلیل فراشھا	جب دوست اس کے بستر کو چھوڑتا
کتم الحدیث وعفت الاسرارُ	تو وہ رازوں کی چھپانے والی ہوتی تھی۔

فرزدق :-

وہ ہمام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال ہے اس کا دادا صعصعہ جاہلیت میں بڑے مرتبے والا تھا اس نے تیس موؤدہ خریدی تھیں حتی کہ اسلام آگیا۔ ان میں سے ایک ام العیس بن عاصم المنقری بھی تھی اس کی ماں باندی تھی جو بسری نے زرارہ کو بخشی تھی۔ زرارہ نے ہند بنت یثربی کو دیدی۔ اسکے دیور سکین بن

حارثہ بن زید بن عبداللہ بن دارم نے اسکے ساتھ جماع کیا اور وہ حاملہ ہوگئی۔ چنانچہ قفیرہ پیدا ہوئی۔ جریر فرزدق کو اس کے بارے میں عار دلاتا تھا۔ صعصعہ کے کئی نواسے تھے حبیب وقبان اور دیسم اسی لئے جریر مجاشع کو لوہار قرار دیتا ہے۔ جریر غالب بن صعصعہ کو جبیر کی طرف منسوب کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے: ؎

وجدنا جُبیرًا ابا غالبٍ	ہم نے جبیر غالب کے باپ کو
بعید القرابۃ من معبدٍ	معبد سے بعید قرابت والا پایا۔

معبد سے مراد معبد بن زرارہ ہے جریر انہیں خزیرہ کا طعنہ بھی دیا کرتا تھا، واقعہ یہ ہوا کہ بنو مجاشع کا ایک گروہ شہاب تغلبی کے پاس سے گزرا اس نے کہا آپ لوگ کچھ قیام کریں، مگر وہ نہ ٹھہرے اس نے سب لوگوں کیلئے خزیرہ بھیجا تو وہ پیتے جاتے تھے اور داڑھیوں پر خزیرہ گرتا جاتا تھا۔

فرزدق کے باپ کی کنیت ابو الاخطل تھی، وہ تمیم کا سردار تھا۔ کانا تھا، اسکے کئی بھائی تھے، جن میں ایک ہمیم بن غالب تھا۔ اسی کے نام پر فرزدق کا نام رکھا گیا اور اخطل بڑا تھا اس کا بیٹا محمد بن اخطل تھا۔ وہ فرزدق کے ساتھ شام گیا اور وہیں مرگیا۔ ایک بہن تھی اس کا نام جعثن تھا۔ وہ بڑی اچھی عورت تھی۔ فرزدق بنو منقر میں اترا۔ قبیلے کے لوگ موجود نہ تھے۔ سانپ آیا اور ایک لڑکی کے بستر میں گھس گیا، وہ جعثن فرزدق نے کچھ حیلہ کیا تو وہ بھاگ گیا۔ پھر اس نے لڑکی کو گلے سے لگالیا۔ تو اس نے اسکو باز رکھا تو فرزدق نے یہ شعر کہے: ؎

واھونُ عیبِ المنقریۃ انّھا	شدیدٌ ببطن الحنظلیّ لصوقُھا
رأتْ منقرًا سودًا قصارًا وابصرتْ	فتیً دارمیًا کالھلال یروقُھا
فما انا ھجتُ المنقریۃ للصبا	ولکنّھا استعصتْ علیّ عروقُھا

جب اس نے یہ ہجو کہی تو انھوں نے زیاد سے اپیل کی، تو وہ مدینہ کی طرف بھاگ گیا۔ زیاد نے اس امر کا اظہار کیا کہ اگر وہ لوٹ آیا تو وہ اسکو داد ودہش کریگا تو اس نے یہ شعر کہے سعید بن العاصی اس زمانے میں مدینہ کا گورنر تھا اس نے پناہ دی: ؎

دعانی زیادٌ للعطاء ولم اکنْ	زیاد نے مجھے عطیہ کیلئے بلایا ہے میں اس
لاقربہٗ ماساق ذو حسبٍ وفرا	کے قریب کبھی بھی نہیں جاؤنگا
وعند زیادٍ لو یرید عطاءھم	زیاد اگر دینا چاہتا تو اس کے پاس
رجالٌ کثیرٌ قد یری بھم فقرا	بہت سے حاجت مند ہیں
وانّی لاخشی ان یکون عطاؤہٗ	میں ڈرتا ہوں کہ اس کا عطیہ

اذا هم سودًا او محدرجةً سمرا — کہیں کوڑے اور بیڑیاں نہ ہوں

اس لڑکی کا نام ظمیاء تھا، وہ لعین منقری شاعر کی پھوپھی تھی۔ ایک عرصہ تک فرزدق کے اولاد نہ ہوئی۔ تو اس کی بیوی نوار طعنہ دینے لگی، تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

وقالت اراہ واحدًا لا اخا لہٗ — بیوی کہنے لگی میں خیال کرتی ہوں

یؤمّلہ یومًا ولا هو والدٗ — کہ اس کے کبھی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔

لعلّك یومًا ان تریْنی کانّما — شاید تو دیکھے کہ میرے گرد میرے بیٹے

بنیّ حوالیّ اللیوثُ الحواردُ — بہادر شیروں کی طرح جمع ہونگے۔

فانّ تمیمًا قبل ان یلد الحصی — کیونکہ حصی کی پیدائش سے پہلے تمیم

اقام زمانًا وهو فی الناس واحدٗ — ایک زمانہ تک تنہا ہی رہا۔

بعد ازاں اسکے لبطہ، سبطہ، خبطہ اور رکعہ پیدا ہوئیں لڑکا کوئی پیدا نہ ہوا کہتا ہے اور کیا خوب کہتا ہے: ؎

قالت وکیف یمیل مثلك للصبی — وہ کہنے لگی تجھ جیسا لڑکپن کی باتیں کیسے کرسکتا ہے۔

وعلیك من سمة الحلیم وقارٗ — جب حلم و وقار کے آثار تجھ میں ہیں۔

والشیبُ ینهضُ فی الشباب کانّہٗ — اور بڑھاپا شباب سے اس طرح اٹھ رہا ہے۔

لیلٌ یصیح بجانبیه نهارٗ — گویا رات کے اطراف میں دن طلوع ہو رہا ہے

فرزدق بڑا عمدہ خطیب تھا۔ ایک جنازہ گزرا۔ لوگ کہنے لگے کس کا جنازہ ہے۔ کہا ابو الخنسا گھوڑوں والا مر گیا ہے۔ تو فرزدق نے یہ شعر کہے: ؎

لیبكِ ابا الخنساء بغلٌ وبغلةٌ — چاہیئے کہ ابو الخنساء کو خچر اور خچریاں روئیں

ومخلاة سوءٍ قد اضیع شعیرها — اور بدنصیب توبرا جس کے جو ضائع ہو گئے

ومجرفةٌ مكسورةٌ ومحسّةٌ — اور ٹوٹا ہوا جھاڑن اور ملنے کا کپڑا

ومقرعةٌ صفراءُ بالٍ سیورُها — اور کوڑا جس کے تار پرانے ہو گئے ہیں

اس قول میں اس نے بہت افراط کیا ہے۔ کہتا ہے: ؎

دبوّثتُ فیه دی موضعًا فوجنتها — برابیلٍ من بین میثٍ واجرعٍ

بقدرٍ کانّ اللیل شبعته قدرها — ... الخیلُ فیها طافیًا لم یُقطع

خلف بن خلیفہ شاعر بن انگلیوں کا تھا چمڑے کی انگلیاں تھیں۔ ایک دن فرزدق سے کہنے لگا اے ابو فراس یہ شعر کس کا ہے : ؎

هو القين وابن القين لا قين مثله — وہ لوہار ہے، لوہار کا بیٹا ہے اس جیسا لوہار کون
لفطح المساحی او لجدل الاداهم — جو کدال اور زنجیریں خوب بنا سکے

بولا وہ جو یہ شعر کہتا ہے : ؎

هو اللص وابن اللص لا لص فوقه — وہ چور ہے، چور کا بیٹا ہے۔ اس سے بڑا چور کون جو
لنقب جدار او لطر دراهم — نقب لگانا اور دراھم چرانا خوب جانتا ہے

خالد بن صفوان ایک دن مذاق کرتے ہوئے کہنے لگا اے ابو فراس تو ایسا نہیں ہے کہ "لما رأينه اكبرنه وقطعن ايديهن"۔ فرزدق بولا نہ تو ایسا ہے کہ لڑکی اپنے باپ سے کہے "یا ابت استأجره ان خير من استأجرت القوی الامين"۔ کوئی سو سال کے بعد اس کا انتقال ہوا پیٹ میں پھوڑا نکلا تھا، لہٰذا اسے نفط ابیض پلایا جاتا تھا، تو وہ کہا کرتا تھا: کیا دنیا ہی میں مجھے آگ کے سپرد کئے دیتے ہو۔ ابو عبیدہ کہتا ہے کہ فرزدق شعرائے جاہلی میں زہیر کے مشابہ تھا۔ اسکی بیوی نوار امین بن ضبیعہ مجاشی کی بیٹی تھی جس کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے زمانہ تحکیم میں بصرہ کی جانب بھیجا تھا، تو خوارج نے اسے وہاں قتل کر دیا تھا۔ ایک قریشی نے اس سے پیام دیا تھا اس کے خاندان والے شام میں تھے لہذا فرزدق کو اپنا ولی بنایا تھا۔ وہ وہاں اس کا سب سے زیادہ قریبی عزیز تھا فرزدق گواہ لیکر نکلا کہ اس نے اس کو ولی بنایا ہے اور کہا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس سے سو سرخ اونٹنیوں پر شادی کر لی ہے یہ سن کر نوار چیخنے لگی اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس گئی اپیل کیا۔ وہ اس زمانہ میں حجاز و عراقین کے والی تھے۔ نوار، خولہ بنت منظور بن زبان کے پاس اتری۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ میں اپنے شوہر سے تیری شفاعت کرونگی فرزدق، حمزہ بن عبداللہ بن زبیر کے پاس اترا وہ خولہ سے تھے ہر ایک نے اپنے ساتھی کی سفارش کی خولہ کامیاب ہو گئی، اور حمزہ ناکامیاب ہوئے۔ عبداللہ نے حکم دیا کہ تو نوار کے پاس نہ جانا، جب تک کہ عامل بصرہ فیصلہ نہ کرے۔ تو فرزدق نے یہ شعر کہے : ؎

اما بنوه فلم تنجح شفاعتهم — بیٹوں کی سفارش کامیاب نہ ہوئی۔
وانجحت بنت منظور بن زبانا — البتہ بنت منظور کامیاب ہوگئی۔
ليس الشفيع الذی ياتيك متزرا — وہ سفارشی جو پاجامہ پہنے ہو۔ اس سفارشی کا

مثل الشفیع الذی یاتیك عریانا — کیسے مقابلہ کر سکتا ہے جو ننگا ہو۔

فرزدق کا ماموں علاء بن قرظہ سے کہتا ہے: ؎

اذا ما الدھر کرّ علی اناسٍ — زمانہ کسی پر حملہ کرتا ہے۔

بکلکلہٖ اناخ بآخرینا — کسی کو پیس ڈالتا ہے۔

سلیمان بن عبدالملک نے فرزدق کو حکم دیا کہ یہ جو رومی قیدی آئے ہیں ان کی گردن مار دے۔ تو فرزدق کے ہاتھوں سے تلوار چھوٹ گئی، لوگ ہنسنے لگے تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

ایعجب الناس ان اضحکت خیرھم — کیا لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ میں نے ایک بہترین انسان

خلیفۃ اللہ یستسقی بہ المطر — خلیفۂ الٰہی کو جس سے بارش بھی سیرابی چاہتی ہے ہنسا دیا

لم ینب سیفی من رعبٍ و لا دھش — میری تلوار رعب اور دہشت سے نہیں اچٹی

عن الاسیر ولکن اخّر القدرُ — بلکہ تقدیر الٰہی موثر ہو گئی

ولن یقدّم نفسًا قبل مدّتھا — کسی نفس کو وقت سے پہلے

جمع الیدین ولا الصمصامۃ الذکر — مضبوط ہاتھ اور عمدہ تلوار نہیں مار سکتے

پھر یہ شعر کہے: ؎

ما ان یعاب سیدٌ اذا صبا — اگر سردار لڑکپن کی باتیں کرنے لگے تو یہ اس کیلئے باعث عیب

ولا یعاب صارم اذا نبا — نہیں، تلوار کے لئے اچٹنا عیب کی بات ہے۔

ولا یعاب شاعر اذا کبا — نہ شاعر کے لئے بند ہو جانا باعثِ عار ہے۔

اسی بارے میں جریر کہتا ہے: ؎

بسیف ابی رغوان قین مجاشع — مجاشع کے لوہار ابو رغوان کی تلوار سے تو نے وار کیا

ضربت ولم تضرب بسیف ابن ظالم — ابن ظالم کی تلوار سے وار نہ کیا

ضربت بہ عند الامام فارعشت — تو نے امیر المومنین کے سامنے وار کیا تو تیرے ہاتھ کانپ

یداك وقالوا محدث غیر صارم — گئے اور لوگ کہنے لگے تلوار غیر قاطع اور نئی ہے۔

تو فرزدق نے کہا: ؎

ولا نقتل الاسری ولکن نفکّھم — ہم قیدیوں کو قتل نہیں کرتے ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اذا اثقل الاعناق حمل المغارم — جب گردنیں تاوانوں سے بوجھل ہو جائیں۔

فهل ضربة الرومي جاعلة لكم — توکیا رومی کی مار تمہارے لئے کلیب جیسا باپ

ابًا من کلیبٍ او ابًا مثل دارم — بنا دیگی یا دارم جیسا باپ بنا دے گی۔

اس کے بہترین اشعار سے جریر کے بارے میں یہ شعر ہیں: ؎

فان تك كلبًا من كليبٍ فانني — اگر تو کلیب سے ہے تو میں فصیح

من الدارميين الطوال الشقاشق — لمبے تڑنگے دارمیوں سے ہوں

هم الداخلون البيت لا تدخلونه — وہ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جس میں تم

على الملك والحامون عند الحقائق — نہیں ہوتے اور پاس ناموس کرنے والے ہیں۔

ونحن اذا عدت معدّ قديمها — اگر معد اپنے قدیم کو یاد کرے تو ہم ایسے ہیں۔

مكان النواصي من وجوه السوابق — جیسے سبقت لے جانے والے گھوڑوں کی پیشانیاں

جریر کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

ولو نرمي بلؤم بني كلابٍ — اگر ہم بنو کلیب کے کمینہ پن کو ستاروں پر مار دیں

نجوم الليل ما وضحت لساري — تو وہ روشنی کھو دیں۔

ولو لبس النهار بنو كليبٍ — اور اگر دن کو بنو کلیب پہن لیں تو

لدنّس لؤمهم وضح النهار — وہ بھی تاریک ہو جائے۔

وما يغدو عزيز بني كليب — بنو کلیب کے آدمی اپنی ضروریات

ليطلب حاجة الا بجار — پڑوسی سے پوری کرتے ہیں

جب جریر کو اس کے مرنے کی خبر پہنچی تو رو پڑا اور یہ شعر کہے: ؎

فجعنا بحمّال الديات ابن غالب — ہمیں دیتوں کے ادا کرنے والے کی موت کا صدمہ پہنچا

وحامي تميمٍ عرضها والبراجم — اور تمیم و براجم کی ناموس کی حفاظت کرنے والے کا۔

فلا حملت بعد ابن ليلى مهيرةٌ — ابن لیلیٰ کی وفات کے بعد خدا کرے کوئی بچھیرا اور

ولا شدّ انساع المطي الرواسم — کوئی اونٹنی کسی کو کبھی سفر کے لئے نہ اٹھائے۔

اخطل :-

وہ غیاث بن غوث بنو تغلب بنو غدوکس سے ہے، ابو مالک کنیت ہے۔ سلیمان بن عبدالملک کہتا ہے تین کے بارے میں مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں میں انھیں خوب جانتا ہوں۔ جریر، فرزدق اور اخطل۔ اخطل تو ہمیشہ سبقت لے جاتا ہے، فرزدق کبھی اول آتا ہے کبھی دوئم اور جریر کبھی اول کبھی دوئم اور کبھی دسویں نمبر پر آتا ہے۔ اخطل شعرائے جاہلی میں نابغہ ذبیانی کے مشابہ ہے۔ بنو امیہ کی تعریف کیا کرتا تھا، یزید بن معاویہ کی بھی تعریف کی، یزید نے کعب بن جعیل تغلبی سے کہا کہ عبدالرحمان بن حسان نے ہمیں رسوا کر دیا ہے لہٰذا تو انصار کی ہجو کر تو اس نے کہا کیا آپ مجھے شرک کی طرف لوٹانا چاہتے ہیں، کیا میں اس قوم کی ہجو کروں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور انہیں پناہ دی۔ ہاں میں آپ کو ایک نصرانی چھوکرے کا پتہ بتا دوں جس کی زبان بیل کی سی ہے وہ انکی ہجو کی پرواہ نہ کریگا۔ چنانچہ اس نے اخطل کا پتہ دیا یزید نے اسے بلا بھیجا اور انصار کی ہجو کا حکم دیا تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

ذھبتْ قریشٌ بالسّماحۃِ والنّدیٰ	شرافت وسخاوت قریش لے گئے
واللؤمُ تحتَ عمائمِ الانصارِ	دنائت انصاریوں کے عماموں میں ہے
فدعوا المکارمَ لستمُ من اھلِھا	تم مکارم کے اہل نہیں ہو ان سے ہاتھ دھو لو
وخُذوا مساحیکم بنی النجّارِ	اے بڑھئی کے بیٹو! اپنے بسولے اُٹھا لو۔

جب یہ شعر نعمان بن بشیر کو پہنچے تو وہ معاویہ کے پاس گئے اور سر سے عمامہ اُتار کر کہا، کیا تو دنائت دیکھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں تو حسب و شرافت دیکھتا ہوں۔ کیا بات ہے؟ تو اُنہوں نے اخطل کے شعر سُنائے۔ اور اس کی زبان کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت معاویہ نے انھیں اس کی زبان کا اختیار دیدیا۔ اخطل کو خبر ہوئی تو اس نے یزید بن معاویہ کی پناہ لی یزید حضرت معاویہ کے پاس گیا اور عرض کی امیرالمومنین آپ ایسے شخص کی زبان کو دیئے ڈالتے ہیں جس نے آپ سے مدافعت کی اور آپ کے لئے غصہ کیا انہوں نے کہا کیا بات ہے۔ تو اس نے عبدالرحمان بن حسان کے اشعار رملہ بنت معاویہ کے بارے میں سُنائے : ؎

وھِیَ زھراءُ مثلُ لولوۃِ الغوّا	وہ روشن ہے جیسے موتی
صِ شیزت من جوھرٍ مکنونِ	جو ہر مکنون سے بھی زیادہ ممتاز ہے۔

انہوں نے فرمایا: بیٹا! جھوٹ نہیں بولا۔ تو اُس نے یہ شعر سُنایا : ؎

واذا ما نسبتھا لم تجدھا	جب اس کے نسب کو ٹٹولو گے

من سناءٍ من المکارم دونٍ — تو مکارم میں کم نہ پاؤ گے

انہوں نے فرمایا: بیٹا! سچ تو کہا، تو اس نے یہ شعر سنایا: ؎

ثم خاصرتُها الی القبّۃِ الخضرا — اس کی کوکھ سبز گنبد سے لگی ہوئی ہے

ءِ تمشی فی مرمرٍ مسنونٍ — چلتی ہے مرمریں پنڈلیوں کے ساتھ

آپ نے فرمایا یہ یاوہ گوئی کی ہے۔ جب بنو تغلب نے عمیر بن الحباب السلمی کو قتل کر دیا تو اخطل نے عبدالملک بن مروان کو یہ شعر سنایا۔ جحاف اس وقت موجود تھا: ؎

الا سائلِ الجحّافَ ھل ھو ثائرٌ — جحاف سے پوچھ کیا وہ بدلہ لے گا

بقتلی اُصیبت من سلیمٍ و عامرٍ — سلیم و عامر کے مقتولین کا۔

جحاف اسی وقت وہاں سے چلا آیا۔ اور بشر پر غارت ڈالی۔ یہ بنو تغلب کا چشمہ تھا۔ اور تیئس آدمی ان میں سے قتل کئے اور یہ شعر اخطل کو بھیجے: ؎

ابا مالکٍ ھل لمتنی مذ حضضتنی — اے ابو مالک کیا اب بھی تو مجھے بھڑکانے کے بعد ملامت کرتا ہے

علی القتل ام ھل لامنی فیک لائم — قتل پر یا مجھے کسی ملامت کرنے والے نے تیرے بارے میں ملامت کی

متی تدعُنی اخری اُجبک بمثلھا — جب تو دوبارہ اس طرف دعوت دیگا تو میں ایسا ہی کرونگا

وانت امرءٌ بالحق لیس بعالم — تو حق سے واقف نہیں ہے۔

اخطل عبدالملک کے پاس گیا اور یہ شعر سنائے: ؎

لقد اوقع الجحّاف بالبشرِ وقعۃً — جحاف نے بشر پہ ایسی جنگ چھیڑی

الی اللہ منہا المشتکیٰ والمعوّلُ — کہ اللہ ہی سے اس کی شکایت ہے۔

فالّا تغیّرھا قریشٌ بمثلھا — اگر قریش اس کا جواب نہ دیں گے

یکن عن قریشٍ مُستمازٌ و مرحلُ — تو قریش سے کوچ ہو جائے گا۔

عبدالملک نے کہا اے ابو النصرانیہ کدھر؟ بولا: جہنم کی طرف اے امیرالمومنین! عبدالملک نے کہا: بخدا اگر تو تجاوز کرتا تو تیری گردن مار دیتا۔ اخطل سعید بن بیان کے پاس گیا۔ وہ کو فیر بنو تغلب کا سردار تھا اور برّہ بنت ہانی تغلبی [illegible] تھی، وہ بڑی حسین عورت تھی سعید اس کا بڑا [illegible] کیا اور خوب مہمانی کی۔ جب اخطل سے پیالہ لیا تو وہ [illegible] اور اس کے حسن و جمال اور سعید اور اس کی [illegible] دیکھ کر اور تعجب کرنے لگا [illegible]

ایسے بدمنظر شوہر پر کیسے قناعت کی، تو سعید نے کہا اے ابو مالک تو ایک ایسا آدمی ہے جو بادشاہوں کے [illegible] جاتا اور کھاتا پیتا ہے۔ تو تو نے ہماری اور انکی ہیئت میں کیا فرق پایا، اور کیا کوئی ایسی معیوب بات دیکھی جو قابل گرفت ہو تو خطل بولا آپ کے گھر میں آپ کے سوا کوئی عیب کی بات نہیں۔ سعید نے کہا قسم بخدا اے نصرانی میں تجھ سے زیادہ بیوقوف ہوں کہ تجھے اپنے گھر میں داخل کیا، جا چلا جا۔ چنانچہ اخطل چلا گیا اور یہ شعر پڑھے : ؎

وکیف یداوینی الطبیبُ من الجویٰ ‏ طبیب میرے دل کی جلن کا کیسے علاج کرسکتا ہے۔
وبرّۃُ عند الاعور بن بیانٖ ‏ جب کہ برہ کانے ابن بیان کے پاس ہے۔
فھلّا زجرت الطیر اذ جاء خاطبًا ‏ جب وہ پیام لے کر آیا تھا تو تو نے کیوں نہ
بضیقۃٍ بین النجم والدبرانٖ ‏ کہہ دیا کہ شگون [illegible] ہیں۔
ینھنھی الحُرّاسُ عنھا ولیتنی ‏ مجھے پاسبان اس سے [illegible] ہیں کاش میں رات
قطعتُ الیھا اللیل بالرسفانٖ ‏ میں اس کے پاس [illegible] جاتا [illegible]

سب سے پہلے اس نے یہ مضمون باندھا : ؎

قرمٌ تعلّقُ اشناقُ الدیاتِ بہٖ ‏ وہ ایسا سردار ہے کہ دیت سے زائد دیتا ہے۔
اذا المئون امرّتْ فوقہ حملا ‏ جب کہ اس پر اونٹ واجب ہوں۔

کمیت نے یہ مضمون لیا ہے کہتا ہے : ؎

کان الدیاتُ اذا علقتْ ‏ جب دیتیں اس پر واجب ہوتی ہیں
مئوھا بہ الشنق الاسفلُ ‏ تو وہ بیس اور زیادہ دیتا ہے۔

اخطل کا یہ قول پسند کیا گیا ہے : ؎

ولقد غدوتُ علی التجار بمسمعٍ ‏ میں صبح صبح بیر میکدہ کی طرف گیا
ھرّتْ عواذلہٗ ھریرا لاکلبٖ ‏ تو ملامت کرنے والیاں [illegible] کی طرح [illegible]
لذٍّ یقبلہ النعیمُ کانّما ‏ وہ شیریں [illegible] ناز [illegible] ہے۔
مسحتْ ترائبہٗ بماءٍ مذھبٖ ‏ گویا اس کی پسلیوں پر سونے کا پانی [illegible] ہے۔
لبّاس اردیۃ الملوک تروقہ ‏ شاہانہ چادریں [illegible]
من کل مرتقبٍ عیون الربربٖ ‏ [illegible]

ينظرن من خلل الستور اذا بدا
نظر الهجانِ الى الفنيق المُصعب

جب وہ نکلتا ہے تو پردے کے ورے سے وہ اس کو
اس طرح دیکھتی ہیں جیسے اونٹنیاں سانڈ کی طرف

خضلِ الكياس اذا تثنّى لم يكن
خلِفًا مواعده كبرقٍ خلّب

بھرے جام والا ہے اس کے وعدے
بجلیوں کی طرح جھوٹے نہیں ہوتے

و اذا تُعوورت الزجاجة لم يكن
عند الشروب بعابسٍ متقطّب

جب جام کا دور چلتا ہے تو پینے والوں
کے ساتھ ترشروئی سے پیش نہیں آتا

اور یہ قول بھی : ؎

اجريرُ انّك والّذى تسمو بهٖ
كاَسيفةٍ فخرتْ بحدج حصانٍ

اے جریر تو اور جس پر تو فخر کرتا ہے اس باندی کی
مانند ہے۔ جو شریف عورتوں کے ہودج پر فخر کرے۔

طرماح کہتا ہے : ؎

كفخر الاماء الرائحات عشيّةً
برقم حداجِ الحيّ لمّا استقلّت

جیسے شام کو جانے والی باندیاں فخر کرتی ہیں۔
قبیلے کے ہودجوں کے نقش و نگار پر۔

اور مدہوش کے بارے میں اس کا یہ شعر : ؎

صريعُ مدامٍ يرفع الشربُ رأسَه
ليحيا وقد ماتت عظامٌ ومفصلُ

وہ شراب کا پچھاڑا ہوا ہے ندیم اس کے سر کو اٹھاتے ہیں
تاکہ زندہ رہے مگر اس کی ہڈیاں اور جوڑ مر چکے ہیں۔

نهاديه احيانًا وحينًا نجرّه
وما كاد الا بالحشاشة يعقلُ

ہم کبھی اسے لے کر چلتے ہیں اور کبھی کھینچتے ہیں۔
مگر اسے صرف رمق برابر احساس ہے۔

اناخوا فجرّوا ساجيات كأنّها
رجالٌ من السودان لم يتسربلوا

انھوں نے اونٹنیوں کو بٹھایا اور سامان اتارا
وہ اونٹنیاں ننگے سوڈانیوں کی طرح کالی تھیں۔

فقلت اصبحوني لا ابا لابيكم
وما وضعوا الاثقال الا ليفعلوا

میں نے کہا مجھے صبوحی پلاؤ تمہارا باپ مرے
انھوں نے سامان بھی اسی لئے اتارا تھا

تدبّ دبيبًا في العظام كأنّها
دبيب نمالٍ في نقًا ينهيلُ

شراب ہڈیوں میں اس طرح دوڑتی ہے جیسے
چیونٹیاں ڈھلتے ہوئے ریت کے ٹیلے پر چلتی ہیں۔

اس مضمون کی طرف اس نے سبقت کی ہے : ؎

واذا دعونک عمّھنّ فانہ　　جب وہ تجھے چچا کہہ کر پکاریں
نسبٌ یزیدک عندھن خبالا　　تو یہ نسبت تیرے لئے باعثِ شرم ہے ۔

قطامی کہتا ہے : ؎

فاذا دعونک عمھنّ فلا تُجِبْ　　جب وہ تجھے چچا کہہ کر پکاریں تو جواب نہ دینا
فھناکَ لا یجدِ الصفاءُ مکانا　　کیونکہ یہاں خلوص نہیں ہے ۔
نسبٌ یزیدک عندھنّ حقارةً　　اس نسب میں تیری تحقیر ہے
وعلیٰ ذواتِ شبابھنّ ھوانا　　اور جوان عورتیں تجھے ذلیل سمجھتی ہیں

اور اس کا یہ قول زفر بن عمرو ہوازنی کے بارے میں : ؎

لعمر ابیک یا زفر بن عمروٍ　　اے زفر تیرے باپ کی قسم
لقد نجّاک جدّ بنی معازٍ　　تجھے بنو معاز نے نجات دلا دی ۔
ورکضک غیر ملتفتٍ الیھا　　اور تیرے ایڑ لگانے نے
کأنّک ممسکٌ بجناح بازی　　گویا تو باز پر سوار تھا ۔
لعمر ابی ھوانٍ ما جزعنا　　ہوازن کے باپ کی قسم ہم نہیں گھبرائے
ولا ھمّ الظعائنُ یا نحیازِ　　نہ ہماری اونٹنیاں بھاگیں
ظعائننا غداةَ غدتْ علینا　　ہماری اونٹنیاں صبح کے وقت
ونعمتَ ساعةُ السّیف انجرازِ　　اور تلوار چلنے کے وقت ڈٹی رہیں ۔
ولاقَ ابن الحبابِ لنا حُمیّا　　ابنِ حباب کو ہماری ناموس مل گئی
کفتہ کلّ رملٍ او عزازِ　　جو اس کے لئے ہر چیز سے کافی ہو گئی ۔
فلمّا ان سمنتَ وکنتَ عبدًا　　جب تو موٹا ہو گیا اور تو غلام تھا ۔
نزتْ بک یا ابن صمعاء النوازی　　تو تو اے صمعاء کے بیٹے کودنے لگا
عمدتَ الی ربیعة تعتریھا　　تو بنو ربیعہ کے پاس مانگنے گیا ۔
بمثل القُمّل من اھل الحجازِ　　جیسے جوں اہلِ حجاز کا تھوڑا سا خون مانگتی ہے ۔

فنعم ذووا الجناية كان قومی — میری قوم نے ظلم کیا تو اچھا کیا ۔
بقومك لوجزی بالخیر جازی — کاش بھلائی کا بدلہ بھلائی ہوتا ۔

اور یہ شعر پسند کئے گئے ہیں : ؎

حشدٌ علی الحق عیّا فوا لخنیٰ اُنُفٌ — وہ حق کے حامی ہیں بُری باتوں سے کراہت کرتے ہیں ۔
اذا المّتْ بھم مکروھۃٌ صبروا — غیور ہیں جب مصیبت پڑتی ہے تو صبر کرتے ہیں ۔
شمس العداوۃ حتّی یستقاد لھم — عداوت میں سخت ہیں جب تک انکی بات زمان لی جائے
واعظم الناس احلاماً اذا قدروا — اور جب قدرت پاتے ہیں تو بڑے حلیم ہوتے ہیں ۔

اور یہ قول : ؎

یا قلّ خیرُ الغوانی کیف رُغن بہٖ — حسین عورتیں کس قدر کم ہیں مجھ سے کیوں ڈرتی ہیں ۔
فشربہٗ وشلٌ فیھنّ تصرید — کہ میرا پانی تھوڑا ہے جس سے پیاس نہیں بجھتی
اعرضن من شمطٍ فی الرأس لاح بہٖ — بالوں کی سفیدی کی وجہ سے وہ مُنہ موڑتی ہیں
فھنّ منّی اذا ابصرننی حیدٌ — جب مجھے دیکھتی ہیں اعراض کرتی ہیں ۔
قد کنّ یعھدن منّی مضحکاً حسناً — پہلے وہ ایک خندہ پیشانی
ومفرقاً حسرت عنہ العنا قید — اور گھنوں دار مانگ دیکھتی تھیں
فھنّ یشدّن منّی بعض معرفۃٍ — اب تھوڑی سی معرفت چاہتی ہیں
وھنّ بالوصل لا بخلٌ ولاجودٌ — نہ وصل کے ساتھ بخل کرتی ہیں نہ سخاوت
ھل الشباب الذی قد فات مردودٌ — کیا گئی جوانی لوٹ سکتی ہے
وھل دواءٌ یردّ الشیب موجودٌ — کیا بوڑھاپے کو پھیر دینے والی کوئی دوا ہے
لن یرجع الشیب شباناً ولن یجدا — بوڑھے ہرگز جوان نہیں ہو سکتے نہ
عدل الشباب بھم ما اورق العودُ — کبھی جوانوں کے برابر ہو سکتے ہیں ۔

اس نے ان اشعار پر جو سماک بن حمیر اسدی کے بارے میں لکھے ہیں مواخذہ کیا گیا ہے : ؎

نعم المجیرُ سماکٌ من بنی اسدٍ — بالطف اذ قتلت جیرانھا مضرٌ
قدکان انبأ ذ فینا واخبرہٗ — فالیوم طیّر عن اثوابك الشررُ

یہ مدح تو ہجو جیسی ہے اور اسکے اس قول پر بھی گرفت کی گئی ہے جو اس نے سوید بن منجوف کی ہجو میں لکھے ہیں : ؎

وما جذعُ سَوءٍ خرقَ السوسُ وسطَہٗ — کوئی بُرا تنا جسے کیڑوں نے کھالیا ہو نہیں
لما حملتہ وائلٌ بمُطیق — اُٹھا سکتا وہ بوجھ جو وائل نے ان پر رکھے ہیں

وہ بولا تو نے تو اپنے خیال میں میری ہجو کی مگر یہ تو مدح ہو گئی کیونکہ تو کہتا ہے کہ وائل نے مجھے اپنی اُمیدگاہ بنایا نہ تغلب کو۔

البُعَیث :۔

وہ خِداش بن بِشر بن مجاشع سے ہے، اس کی ماں اصفہان کی تھی جس کا نام مردة تھا، اس کا لقب بعیث اِس بنا پر پڑا ؎

تبعّث منّی ما تبعّث بعد ما — میرے دل سے جو شعر پھوٹے
استمرّ فؤادی واستمرّ عزیمی — وہ پختہ عمری کے بعد پھوٹے

اسکی کنیت ابو مالک تھی، وہ بنو تمیم کا سب سے بڑا خطیب تھا جبکہ نیزہ ہاتھ میں لیتا تھا، دیہات میں اسکی اولاد ہے جریر کے ساتھ ہجو بازی کیا کرتا تھا، ابوعبیدہ کہتا ہے میں نے بنو کلیب کے ایک شخص سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ سخت شعر تمہاری ہجو میں کون سے ہیں۔ تو اُس نے کہا بعیث کے یہ شعر : ؎

الستَ کلیبیًّا اذا سیمَ خطّۃً — کیا تو کلبی نہیں کہ جب مزہ چکھایا جائے تو جھک جاتا ہے
اقرَّ کاقرار الحلیلۃِ للبعلِ — جیسے بیوی شوہر کے آگے۔
وکلُّ کلیبیٍّ صحیفۃُ وجھہٖ — ہر کلبی کا چہرہ
اذلُّ لاقدام الرجال من النّعلِ — جوتے سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔
وکلُّ کلیبیٍّ یسوقُ اتانَہٗ — ہر کلبی اپنی گدھی کے ساتھ
لہٗ حاجۃٌ من حیث تشفر بالحبلِ — جفتی کرتا ہے۔

بعیث صاحبِ اولاد تھا۔ ان میں سے مالک، اور بکر بھی تھے۔ یہ دونوں باپ کے ساتھ مدینہ گئے۔ باپ نے ان دونوں کو اونٹ چرانے بھیج دیا۔ مالک بیمار ہو گیا۔ اس نے بکر کو باپ کے پاس بھیجا۔ وہ پہنچا تو مالک مر چکا تھا، تو بعیث نے یہ شعر کہے : ؎

وارسل بکرا مالکٌ یستحثّنا — مالک نے بکر کو ہمارے پاس بھیجا
یُحاذر من ریب المنون فلم یئلِ — وہ مصائب سے خبردار کر رہا تھا مگر اسکی امداد نہ کی جا سکی
امالکُ مہما یعقب اللہ تلقہٗ — اے مالک! جو اللہ نے لکھ دیا پہنچتا ہے
وان حان ریثٌ من فیقك وعجلُ — خواہ دوست دیر کرے یا جلد۔

اللعین المنقری :۔

وہ منازل بن زمعہ بنو منقر سے ہے، ابو کدیر کنیت تھی، اس سے کہا گیا کہ جریر و فرزدق کے درمیان محاکمہ کر تو اُس نے یہ شعر کہے : ؎

ساقضی بین کلب بنی کلیبٍ — بنو کلیب کے کتّے اور
وبین القین قینِ بنی عقالِ — بنو عقال کے لوہار کے درمیان فیصلہ دونگا
فانّ الکلب مطعمہٗ خبیثٌ — کتّے کا کھانا خبیث ہوتا ہے۔
وانّ القین یعمل فی سفالِ — اور لوہار نچائی میں کام کرتا ہے۔
فما بُقیا علیّ ترکتمانی — تم دونوں نے کوئی ترس کھا کہ مجھے تھوڑا ہی چھوڑ دیا ہے
ولاکن خفتما صرد النّبالِ — بلکہ تم میرے تیز تیروں سے ڈرے۔

لعین مہمانوں کی بہت ہجو کیا کرتا تھا۔ چنانچہ کہتا ہے : ؎

ولیس ابغض مابی جلّ ماکلہٗ — مجھے اس کا کھانا ناگوار نہیں گزرتا۔
الّا تنفّخہ عندی اذا قعدا — مگر وہ جو پھونکیں مارتا ہے یہ ناگوار گذرتا ہے۔
مازال ینفخ کتفیہ و حبوتہٗ — اپنی دونوں ہتھیلیوں اور کپڑوں کو پھونکتا رہتا ہے
حتّی اقول لعلّ الضیف قد ولدا — حتیٰ کہ مجھے شبہ ہونے لگتا ہے کہ مہمان نے بچہ جن دیا ہے

صَلَتَان :-

وہ قثم بن ضبیہ عبد القیس سے ہے، اس سے کہا گیا کہ جریر و فرزدق کے درمیان محاکمہ کرو تو اس نے یہ شعر کہے :-

انا الصلتان الذی قد علمتمُ — میں صَلَتان ہوں جسے تم جانتے ہو،

متیٰ ما یحکم فھو بالحقّ صادعُ — حق کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔

اتتنی تمیمٌ حین ھابت قضاتَھا — بنو تمیم میرے پاس آئے جب انہیں اپنے فیصلہ

وانّی لبالفصل المبیّن قاطعُ — کرنیوالوں کی طرف سے خطرہ ہوا، میں تو صحیح فیصلہ کرونگا

کما انفذ الاعشیٰ قضیّۃَ عامرٍ — جیسے اعشیٰ نے عامر کا فیصلہ کیا تھا۔

وما للتمیم فی قضائی رواجعُ — بنو تمیم کیوں مجھ سے فیصلہ چاہتے ہیں۔

سا قضی قضاءً بینھم غیر جائرٍ — میں صحیح فیصلہ کروں گا

فھل انت للحکم المبیّن سامعُ — کیا تم صحیح فیصلے کو سنو گے

قضاءَ امرئٍ لا یتّقی الشتمَ منھما — ایسے آدمی کا فیصلہ جو گالی سے نہیں ڈرتا

ولیس لہٗ فی المدح منھم منافعُ — اور تعریف کا محتاج نہیں۔

فانْ کنتما حکّمتمانی فانصتا — اگر تم نے حکم بنایا ہے تو سنو !

ولا تجزعا ولیقضِ بالحق قانعُ — اور نہ گھبراؤ فیصلہ عدل سے ہونا چاہیئے۔

فان یک بحر الحنظلیّین واحدا — اگرچہ حنظلیوں کا ایک سمندر ہے۔

فما تستوی حیتانُھم والضفادعُ — مگر مچھلی اور مینڈک برابر نہیں۔

ولیس الذّنابیٰ کالقدامی وریشھا — پچھلے اور اگلے پر برابر نہیں

وما تستوی فی الکف منک الاصابعُ — سب انگلیاں برابر نہیں

الا انّما تحظیٰ کلیبٌ بشعرھا — کلیب شعر میں اچھے ہیں

وبالمجد تحظیٰ دارمٌ والاقارعُ — اور دارم اور اقرع بزرگ ہیں۔

اری الخطفیٰ بذّ الفرزدقَ شاوُہ — میں خطفی کو دیکھتا ہوں کہ وہ فرزدق پر غالب

ولٰکنّ خیرًا من کلیبٍ مجاشعُ — آگیا ہے لیکن کلیب سے مجاشع بہتر ہیں۔

فیا شاعرًا لاشاعر الیوم مثلہٗ
جریرٌ ولکن فی کلیبٍ تواضعٗ
جریر جیسا شاعر کوئی نہیں ہوا
مگر کلیب ذلیل ہیں

ویرفع من شعر الفرزدق انّہٗ
لہ باذخٌ من ذی الخسیسۃ رافعٗ
فرزدق کا شعر کس لئے بلند ہے کہ وہ
بلند خاندان والا ہے

وقد یحمد السیف الددان بغمدہٖ
وتلقاہ رثًّا جفنہٗ وھو قاطعٗ
کبھی خراب تلوار نیام کی بنا پر قابلِ تعریف ہوتی ہے۔
اور کبھی تم دیکھو گے کہ پرتلا پرانا ہے اور تلوار قاطع ہے

یناشدنی النصر الفرزدقُ بعدما
اناخت علیہ من جریرٍ صواقعٗ
فرزدق نے میری مدد چاہی جبکہ
جریر نے اس پر بجلیاں گرائیں۔

فقلت لہ انّی ونصرک کالذی
یثبّت انفًا کشّمتہ الجوادعٗ
میں نے کہا میری مدد اور تیری مثل ایسی ہے
جیسے کوئی کٹی ہوئی ناک کو جمائے۔

اسی کے بارے میں جریر کہتا ہے: ؎

اقول ولم املک سوابق عبرۃٍ
متٰی کان حکم اللّٰہ فی کرب النخلِ
میں آنسو نہ روک سکا اور میں نے کہا
کھیت کسان فیصلہ کرنا کیا جانے

صلتان کہتا ہے: ؎

اشاب الصغیر وافنی الکبیر
کرُّ الغداۃِ ومرُّ العشیِّ
بچے کو جوان اور بڑے کو فنا کر دیا۔
صبح و شام کے آنے جانے نے

اذا ھرمت لیلۃٌ یومھا
اتٰی بعد ذالک یومٌ فتیّ
جب کوئی رات اپنے دن کو بوڑھا کر دیتی ہے
تو اسکے بعد دوسرا جوان دن آجاتا ہے۔

نروح ونغدو لحاجاتنا
وحاجۃ من عاش لاتنقضی
ہم صبح و شام اپنی ضروریات کیلئے گھومتے پھرتے ہیں
زندہ کی ضروریات ختم نہیں ہوتیں۔

تموت مع المرءِ حاجاتہٗ
وتبقٰی لہ حاجۃٌ مّا بقی
آدمی کے ساتھ اسکی ضروریات مرجاتی ہیں
اور جب تک وہ باقی رہتا ہے ضروریات باقی رہتی ہیں۔

اذا قلت یومًا لمن قدا توی
اگر تم کسی سے کہو کہ مجھے

ـــــــــــــــــــ
لـہ الکامل للمبرد باب الخوارج

ارني السرّ اروك الغنى — سردار دکھاؤ تو وہ مالدار آدمی دکھائینگے۔
وسرّك ماكان عند امرئ — تیرا بھید وہ ہے جو ایک آدمی کے پاس ہو
وسرّ الثلاثة غير الخفي — تین کا بھید پوشیدہ نہیں رہتا۔

کُثَیّر :-

وہ کثیر بن عبدالرحمن بن ابی جمعہ خزاعی ہے، اسکی کنیت ابوصخر تھی۔ حماد کہتا ہے کثیر نے مجھ سے کہا بتاؤں! میں نے شعر کہنا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ میں نے کہا بتاؤ۔ تو وہ بولا میں احوص اور نصیب عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے سابقہ تعلقات کا ذکر کرتا تھا۔ کہ وہ ہمیں حکومت میں ضرور شریک کرینگے۔ جب خناصرہ کی چوٹیاں نظر آنے لگیں تو ہمیں سلیمان بن عبدالملک اُنکے پاس سے آتے ہوئے ملا۔ وہ اس زمانہ میں بھی نوجوانوں سے تھا ہم نے اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا پھر کہنے لگا: کیا میں آپ کو بتا نہ دوں کہ آپ کے امام شعر و شاعری کو پسند نہیں کرتے، ہم نے کہا ہمیں اس سے پہلے یہ بات معلوم نہ تھی۔ اور ہم خاموش ہوگئے۔ وہ ہماری خاموشی کو تاڑ گیا۔ بولا یوں تمہاری مرضی ہے ورنہ میں ابھی آتا ہوں اور تمہارے لائق کوئی عطیہ دیئے دیتا ہوں۔ جب وہ واپس آیا تو ہمارے ساتھ بڑے انعام و اکرام کا برتاؤ کیا۔ پیارا نہ ہم اسکے ہاں ٹھہرے وہ اور دوسرے لوگ امیرالمومنین [illegible] ہماری پیشی کی کوشش کرتے رہے مگر انھوں نے اجازت دی۔ ایک دن میں نے کہا کسی جمعہ کے دن امیرالمومنین سے قریب جاکر ان کی باتیں کیوں نہ سنوں۔ یہ بات مجھے خوب یاد ہے کہ میں نے انہیں کہتے سنا۔ ہر سفر کیلئے ایک توشہ ہوتا ہے۔ لہذا دار آخرت کے لئے تقویٰ کا توشہ لے جاؤ۔ اور ایسے ہو جاؤ گویا کہ تم عذاب و ثواب کو دیکھ رہے ہو۔ تاکہ رغبت پیدا ہو اور ڈر سکو۔ طولِ امل نہ کرو کہ دل سخت ہو جائیں اور نہ دشمن کے سامنے سر جھکانا پڑے۔ پھر فرمایا پناہ بخدا کہ میں ایسی بات کا حکم دوں جس سے خود اپنے آپ کو روکتا ہوں [illegible] بارہ اُٹھاؤں۔ اور میری مسکینی اور تہی دستی اس دن ظاہر ہو جس دن سوائے سچائی کے کچھ کام نہ آئیگا۔ پھر آپ رونے لگے حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ مر جائینگے۔ مسجد ہل گئی سب رو رہے تھے۔ میں اپنے دوستوں کی طرف آیا اور کہنے لگا۔ ایسے شعر کہو جو ایک اُخروی انسان کو پسند آئیں کیونکہ یہ دنیوی آدمی نہیں ہے۔ وہ شعر [illegible] دوں کے تعلق کہتے تھے وہ تو بیکار ہیں [illegible] دن مسلمہ نے جمعہ کے دن ہمارے [illegible] عام لوگوں کے بعد ہمیں آنے کی اجازت دی جب [illegible]

داخل ہؤا تو میں نے سلام کیا اور کہا: امیرالمؤمنین بڑے دنوں سے پڑے ہیں اور کچھ بھی نہ ملا۔ ہمارے ساتھ آپ کی بدسلوکی زبانِ زد خلائق ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے کثیر! صدقات فقرا، مساکین، عاملین، مؤلفۃ القلوب، غلاموں، قرضداروں، راہِ خدا اور مسافروں کے لئے ہیں، کیا تو ان میں سے کسی سے ہے؟ میں نے ہنستے ہوئے عرض کیا: بے زر بے پر مسافر ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا تو ابو سعید کا مہمان نہیں ہے؟ میں نے کہا ہاں: فرمایا میں اس شخص کو بے زر بے پر نہیں مان سکتا جو ابو سعید کا مہمان ہو۔ میں نے کہا: امیرالمؤمنین کیا آپ مجھے شعر سنانے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا سناؤ! مگر ایسے شعر ہوں جو حقیقت پر مبنی ہوں۔ تو میں نے یہ شعر سنائے: ؎

وصدّقت بالفعل المقال مع الذی — تو نے کر دکھایا ہے جو کچھ تو نے کہا
اتیت فامسیٰ راضیاً کلّ مسلم — تجھ سے ہر مسلمان راضی ہو گیا۔
لقد لبست لبس الملوک ثیابها — دنیا نے آوارہ عورت جیسے کپڑے پہنے۔
ترآی لک الدّنیا بوجہٍ معصّم — اور چہرہ اور کلائی کھول کر آئی۔
دتومض احیاناً بعینٍ مریضۃٍ — کبھی بیمار آنکھوں سے اشارے کرتی
وتبسم عن مثلِ الجمانِ المنظّم — کبھی موتیوں ایسے دانتوں سے ہنستی۔
فاعرضت عنها مشمئزّاً کانّها — تو نے اس سے منہ موڑ لیا گویا
سقتک مدوفاً من سمامٍ وعلقم — اس نے تجھے کڑوی دوا پلا دی ہے۔
وقد کنت من اجبالها فی ممنّعٍ — تو دنیا کے بلند پہاڑوں پر تھا۔
ومن بحرها فی مزبدالموجِ مفعم — اور اس کے بیچ سمندر میں تھا۔
فلمّا اتاک الملکُ عفواً ولم یکن — جب یونہی حکومت تجھے مل گئی اس طرح کہ کسی
لطالبِ دنیا بعدها من تکلّم — طالبِ دنیا کیلئے بولنے کی گنجائش نہ رہی تھی۔
ترکت الذی یفنیٰ وان کان مونقاً — تو نے خوبصورت فانی کو چھوڑ دیا۔
وآثرت ما یبقیٰ برأیٍ مصمّم — اور باقی کو مضبوطی سے پکڑا۔
سمالک همٌّ فی الفوادِ مؤرّقٌ — تجھے ایک بیدار رکھنے والا غم لگ گیا۔
بلغت به اعلی البناءِ المقدّم — جس کی بنا پر تو بلندی پہ پہنچ گیا
فما بین شرق الارض والغرب کلّها — تمام مشرق و مغرب کے درمیان۔

منادٍ ینادی من فصیحٍ واعجمٍ — کوئی عربی یا عجمی ایسا نہیں
یقول امیر المؤمنین ظلمتنی — جو یہ کہے کہ تو نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔
باخذٍ لدینارٍ ولا اخذ درہم — مجھ سے دینار یا درہم لیا ہے۔
ولا بسطِ کفٍّ بامرئٍ غیر مجرمٍ — نہ کسی غیر مجرم پر دست درازی کی۔
ولا سفك من تال الدم المحرم — نہ ظلماً کسی کا خون بہایا
فاربح بہا من صفقۃٍ لمبایعٍ — تیری تجارت بڑی نافع ہے۔
واعظم بہا اعظم بہا ثم اعظم — اور کس قدر سود مند ہے۔

فرمایا اے کثیر جو کچھ تو نے کہا اس سے بازپرس ہوگی پھر احوص آگے بڑھا اس نے شعر سنانے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا سنا اگر ایسے شعر ہوں جو حقیقت پر مبنی ہوں۔ تو اس نے یہ شعر سنائے:-

وما الشعر الا خطبۃٌ من مؤلفٍ — شعر کیا ہے ایک خطبہ ہے
لمنطقِ حقٍّ او لمنطقِ باطلٍ — جو حق کے لئے ہے یا باطل کے لئے۔
فلا تقبلنّ الا الذی وافق الرضا — تو اس کو قبول کرے جو پسند آئے
ولا ترجعنّا کالنساء الاراملِ — ہمیں رانڈ عورتوں کی طرح واپس نہ کر۔
رأیناك لا تعدل عن الحق یمنۃً — ہم دیکھتے ہیں تو حق سے نہیں ہٹتا۔
ولا شامۃً فعل الظلوم المخاتلِ — جیسے ظالم لوگ کرتے ہیں۔
ولکن اخذت القصد جہدك کلہ — تو میانہ رو ہے۔
تقدُّ مثال الصالحین الاوائلِ — اسلاف کے قدم بقدم چلتا ہے۔
فقلت ولم تکذب بما قد بدا لنا — تو نے ہم سے کوئی جھوٹ بات نہیں کہی
ومن ذا یردّ الحق من قول قائلٍ — حق بات کہنے سے کیا چیز باز رکھتی ہے
ومن ذا یردّ السہم بعد مضائہ — کون تیر کو واپس لا سکتا ہے
علیٰ فوقہ اذ عار من نبل نابلٍ — جبکہ وہ اپنا مقام چھوڑ چکا ہو۔
ولولا الذی قد عوّدتنا خلائفٌ — اگر وہ سخی خلیفے نہ ہوتے
غطاریفُ کانت کالربیع المواسلِ — جو بہار [illegible]

لما وخدت شهرًا رحالي برملة — تو میری اونٹنیاں ایک ماہ تک ریگستان میں دوڑتیں
نقدمتان البید بین الرواحل — اور جنگلات کو قطع نہ کرتیں۔
فان لم یکن للشعر عندك موضع — اگر تو شعر کو پسند نہیں کرتا۔
وان كان مثل الدلو فی قتل فاتل — اگرچہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔
فان لنا قربی ومحض مودة — تو ہمیں تجھ سے قرابت اور خلوص ہے۔
ومیراث اباء مشوا بالمناصل — اور ہمارے باپ دادے تلواریں لے کر چلے
هدوا عمود الشرك من قعر داره — انہوں نے شرک کو اکھیڑ پھینکا۔
وارسوا عمود الدین بعد التمایل — اور دین کے ستونوں کو مضبوط گاڑ دیا۔
وقبلك ما اعطی هنیدة جلة — تجھ سے پہلے سو عمدہ نوجوان اونٹنیاں
علی الشعر كعبًا من سدیس وبازل — شعر پر کعب کو دی تھیں۔
رسول الاله المستضاء بنوره — رسول اللہ نے جو نور تھے
علیه السلام بالضحی والاصائل — صبح و شام ان پر سلام ہو۔
فكل الذی عددت یكفیك بعضه — میں نے جو کچھ کہا اس میں سے بعض ہی تیرے لئے
وقلك خیر من بحور سوائل — کافی ہے۔ تیرا تھوڑا بہتے سمندروں سے بہتر ہے۔

فرمایا اے احوص جو کچھ تو نے کہا اس سے سوال کیا جائیگا۔ پھر نصیب آگے بڑھا اس نے شعر پڑھنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت نہ دی اور دابق کی طرف غزوہ پر بھیجدیا۔ وہ روانہ ہوا درانحالیکہ بخار چڑھا ہوا تھا۔ مجھے تین سو، احوص کو تین سو، اور نصیب کو پچاس درہم عطا فرمائے۔ کثیر عشاق عرب سے ہے۔ عزہ اسکی حبیبہ ہے اور اسی کے نام سے وہ مشہور ہے۔ وہ ضمرہ کی بیٹی ہے، عائشہ بنت طلحہ بن عبداللہ نے کثیر کو پیام بھیجا: اے ابن ابی جمعہ! تو عزہ کے بارے میں شعر کیوں کہتا ہے۔ اس میں ایسی کون سی بات ہے جیسا تو کہتا ہے، وہ اتنی حسین تو نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو اس سے اچھی عورت کی طرف میلان کرسکتا ہے یا مجھ جیسی کی طرف، عائشہ نے یہ الفاظ صرف اسکے آزمانے کے لئے کہے تھے۔ تو اس نے یہ شعر کہے:

اذا وصلتنا خلة كی تزیلها — جب کبھی کوئی عورت اس غرض سے کہ اس کو توڑ دے ہمارے ساتھ تعلق قائم
ابینا وقلنا الحاجبیة اول — کرتی ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حاجبیہ اچھی ہے

لها مهلٌ لا یستطاعُ دراکہٗ — کیونکہ اسکے احسانات ہیں اس کو سبقت کی فضیلت ہے
وسابقۃِ للحبِّ لا تتحوّلِ — اور پرانی محبّت ہے جو بدل نہیں سکتی
سنولیك عُرفًا ان اردتِ وصالنا — ہم تیرے ساتھ احسان کرینگے اگر تو وصال چاہتی ہے
ونحن لتلك الحاجبیّۃ اوصلِ — مگر اس حاجبیّہ کے ساتھ زیادہ برتاؤ کرینگے۔

عائشہ کہنے لگی تو نے مجھے اپنی حبیبہ کہا ہے۔ بخدا میں تیری حبیبہ نہیں اور تو نے وصل کو پیش کیا ہے نہ میں اس کی خواہشمند۔ تو نے جمیل کی طرح کیوں نہیں کہا کہ وہ کہتا ہے: ؎

یا رُبَّ عارضۃٍ علینا وصلَها — بہت سی عورتیں مجھ سے حقیقۃً وصل کی درخواست کرتی ہیں
بالجدِّ تخلطُہٗ بقول الھازلِ — اور اس کو بطور ہنسی مذاق کے پیش کرتی ہیں
فاجبتُھا بالرفق بعد تستُّرٍ — میں نے نرمی سے انہیں جواب دیا
حبّیْ بثینۃَ عن وصالكِ شاغلی — بثینہ کی محبّت نے کسی کے وصل کی گنجائش نہیں چھوڑی
لو کان فی قلبی کقدر قُلامۃٍ — اگر میرے دل میں ذرا سی بھی محبّت ہوتی
حبٌّ وصلتُكِ اواتتكِ رسائلی — تو تجھ سے میں ملاپ کرتا، یا خط و کتابت کرتا۔

کثیرؔ مصر چلا گیا، عزہ مدینہ میں تھی، اسے اشتیاق ہوا تو وہ ایک خچر پر سوار ہو کر نکل کھڑا ہوا کسی کو اس امر کی اطلاع نہ تھی، جب وہ ایک مقام پر پہنچا جسے فیفا رخریم کہتے تھے، تو قافلہ مدینہ کی طرف سے آتا دکھائی دیا۔ جن میں عورتیں تھیں ان میں عزہ بھی تھی، کثیر منہ پر ڈھاٹا باندھے تھا، مگر عزہ پہچان گئی اور وہ اسے نہ پہچان سکا۔ عزہ نے ساربان سے کہا جب یہ سوار قریب آئے تو روک لینا۔ جب کثیر قریب آیا تو عزہ نے پوچھا تو کس قبیلہ سے ہے، بولا خزاعہ سے۔ عزہ نے کہا تو کون ہے، بولا کثیر، وہ بولی عزہ والا کثیر، کہا ہاں! بولی یہ بیابانوں کی خاک کیوں چھان رہا ہے۔ کہنے لگا مجھے عزہ یاد آئی، میں مصر میں تھا، صبر نہ ہو سکا میں نکل کھڑا ہوا۔ وہ بولی اگر تو عزہ سے یہیں ملجائے اور وہ تجھے رونے کا حکم دے تو کیا تو رو پڑیگا۔ کہنے لگا بخدا آنسو نہیں خون روؤنگا، اس نے منہ سے کپڑا کھول دیا اور بولی میں عزہ ہوں، اب اگر تو سچا ہے تو خون کے آنسو رو۔ اور ساربان سے کہا اونٹ ہانک دے۔ اس نے اونٹ ہنکا دیئے۔ کثیر وہیں ہکا بکا رہ گیا، کچھ جواب نہ دے سکا۔ جب دیکھا کہ وہ جا چکی ہے تو اسکے آنسو جاری ہو گئے اور یہ شعر کہے: ؎

وقَضینَ ما قَضَینَ ثم ترکننی — وہ تھوڑی دیر ٹھہریں پھر مجھے چھوڑ گئیں
بقیفا خریمٍ واقفًا اتبلّدُ — فیفا خریم میں حیران کھڑا ہوں۔

تأطّرن حتّٰی قلت لسن بوارحًا — وہ ٹھہریں تو میں سمجھا کہ اب نہیں جائینگی

وذبن کما ذاب السّدیفُ المسرھدُ — مگر وہ تو چربی کی طرح پگھل گئیں۔

اقول لماءِ العینِ امعِن لعلّہٗ — میں آنسوؤں سے کہہ رہا تھا کہ بہو

لما لا یُریٰ من غائبِ الوجد یشھدُ — تا کہ وہ سوزشِ اندرونی کا اندازہ لگا سکے

فلم ار مثل العین ضنّت بمائھا — میں نے اتنی بخیل آنکھ نہیں دیکھی

علیّ ولا مثلی علی الدّمع یحسدُ — نہ اپنے جیسا آنسوؤں پہ رشک کرنیوالا کسی کو پایا۔

عائشہ بنت طلحہ نے عزہ سے کہا تو نے کثیر کا یہ شعر سنا ہے: ؎

قضٰی کلُّ ذی دینٍ ووفّی غریمہٗ — ہر مقروض نے قرضخواہ کو قرض ادا کر دیا

وعزّۃُ ممطولٌ معنّیً غریمھا — مگر عزہ کا قرضخواہ بر ابر مصیبت اور ٹال مٹول میں ہے

وہ کیا قرض تھا۔ بولی: میں نے بوسہ دینے کا وعدہ کیا تھا، مگر مجھے یہ بات بُری لگی۔ عائشہ بولی: دیدے! اور اس کا گناہ میرے ذمہ۔ اس کے عمدہ اشعار سے یہ ہے: ؎

خلیلیّ ھذا ربع عزّۃ فاعقلا — دوستو! یہ عزہ کے آثارِ دیار ہیں اپنی اونٹنیوں کو روک دو۔

قلوصیکما ثم ابکیا حیث حلّت — اور جہاں وہ ٹھہری تھی وہاں خوب روؤ۔

کثیر عبدالعزیز بن مروان کے پاس گیا، وہ بیمار تھا۔ اسکے گھر والے اس امر کے آرزومند تھے کہ وہ ہنسیں ہنسے تو کثیر نے کہا بخدا اے امیر اگر ایسا ہوتا کہ میں بیمار ہو جاتا اور آپ تندرست ہو کے خوش و خرم ہو جاتے تو میں ضرور اللہ تعالےٰ سے سوال کرتا کہ آپ کی بیماری مجھے لگا دے مگر اے امیر! اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ آپکو شفا دے اور مجھے آپکے زیر سایہ نعمت بخشے۔ عبدالعزیز ہنس پڑے اور کچھ عطیہ دیا۔ عبدالعزیز کے بارے میں کثیر کہتا ہے: ؎

اذا المال لم یُوجب علیک عطاءَہٗ — جب تجھ پر مال کا خرچ کرنا واجب نہیں ہوتا

صنیعۃ تقویٰ او خلیلٍ تخافُہٗ — نہ کسی نیک کام میں نہ کسی دوست کے سلسلہ میں

منعت ببعض المنع حزمٌ وقوّۃٌ — تو تو اس کی حفاظت کرتا ہے اس کی حفاظت کرنا دانائی

فلم یؤذن ذاک المال الا حقائقہ — اور طاقت ہے، تو تیرا مال بقدر وجوب ہی فنا ہوتا ہے۔

فبورک ما اعطی ابن لیلی بنیّۃٍ — ابن لیلی کے دیئے ہوئے میں خدا برکت دے

وصامتُ ما اعطی ابن لیلی وناطقُہٗ — اور اس کے ہر قسم کے مال میں خدا برکت دے۔

لہ صاحب اغانی نے اس شعر کو عمر بن ابی ربیعہ کا بتایا ہے۔

احوص :-

وہ احوص بن محمد بن عبد اللہ بن عاصم بن ثابت بن ابی افلح انصاری ہے۔ اسکے باپ کا دادا عاصم بن ثابت حمی الدبر ہے۔ احوص علت ابنہ اور زنا سے متہم تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز سے اس امر کی شکایت کی گئی تو آپ نے اسے مدینہ سے جلاوطن کردیا۔ اور ساحل سمندر پر یمن کے ایک گاؤں میں بھیج دیا۔ کچھ انصاری آپ کی خدمت میں گئے اور اس کے واپس بلانے کے بارے میں گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا یہ شعر کس کا ہے : ؎

ادورُ ولولا ان اریٰ اُمَّ جعفرٍ	میں چکر لگا رہا ہوں اگر ام جعفر نہ ہوتی تو میں تمہارے
بابیاتکم ما درتُ حیث ادور	گھروں کے گرد اس طرح چکر نہ لگاتا جیسے اب لگا رہا ہوں

انہوں نے کہا احوص کا ہے۔ فرمایا اور یہ شعر کس کا ہے ؟ ؎

اللہُ بینی و بین قیّمِھا	اللہ میرے اور اس کے شوہر کے درمیان ہے۔ وہ
یفرُّ منّی بھا واتّبِعُہٗ	اس کو بھگائے پھرتا ہے اور میں پیچھا کئے جاتا ہوں

انہوں نے کہا احوص کا۔ فرمایا جب تک میری سلطنت باقی ہے ہرگز اسے واپس نہیں بلاؤں گا۔ احوص، عمر و بن عبد العزیز کی ناراضی دفع کرنے کیلئے کہتا ہے : ؎

الستَ اباحفصٍ ھُدِیْتَ مخبّریْ	اے ابو حفص مجھے بتا کیا میں جلا وطن کردیا جاؤں
انی اللہ ان اُقصیٰ وُیُدنیٰ ابن اسلما	اور ابن اسلم مقرب بنایا جائے ۔
وکنّا ذوی قربیٰ الیكَ فاصبحتْ	ہم تم قرابت دار تھے، مگر اب ہماری قرابت کی
قرابتُنا ثدیًا اجدَّ مصرَّما	سوتیں خشک ہوگئیں
وکنتَ وما امّلتُ فیكَ کبارقٍ	تو میری امید گاہ تھا مگر اب تو اس بادل کی مانند ہوگیا ہے
لویٰ قطرہٗ من بعدِ ما کان غیّما	جو گرج کر رہ جائے اور ایک قطرہ نہ برسائے ۔
وقد کنتُ ارجی النّاس عندی مودّۃً	مجھے تم سے بڑی محبت تھی ۔
لیالی کانَ العلم ظنّاً مُرجّما	جبکہ اس امر کی خبر بھی نہ تھی ۔
اعدّك حرزاً ان خشیتُ ظلامۃً	میں تجھے ظلم سے پناہ سمجھتا تھا
ومالاً ثریًّا حین احمِلُ مغرما	اور اپنی دولت سمجھتا تھا جبکہ مقروض ہوتا ۔

تدارك بعتبى عاتباً ذا قرابةٍ — ایک قربت دار کا ہاتھ پکڑ جس نے غصّہ کو

طوى الغيظ لم يفتح بسخطٍ لكم فما — ضبط کیا اور کبھی تیری برائی نہیں کی

یہ شعر پسند کئے گئے ہیں : ؎

الا لا تلمه اليوم ان يتبلّدا — مجھے سبک سری پر ملامت نہ کرو

فقد غلب المحزون ان يتجلّدا — غمگین کہاں صبر کرسکتا ہے۔

وما العيش الّا ما تلذّ وتشتهى — زندگی لذت وشہوت کا نام ہے

وان لام فيه ذو الشنان وفنّدا — خواہ کوئی ملامت کرے یا بیوقوف بنائے۔

بكيت الصبى جهدى فمن شاء لامنى — میں لڑکپن کو روتا ہوں اب جو چاہے مجھے ملامت کرے

ومن شاء آسى فى البكاء واسعدا — اور جو چاہے رونے میں میرا ساتھ دے اور مدد کرے۔

وانّى وان عيّرت فى طلب الصبا — مجھے نوجوانی کی طلب میں لوگ عار دلاتے ہیں۔

لاعلم انّى لست فى الحبّ اوحدا — مگر میں جانتا ہوں کہ کوئی میں ہی تو تنہا عاشق نہیں ہوں

اذا كنت عزهاةً عن اللهو والصبا — جب تجھے لڑکپن اور کھیل کود میں لطف نہ آئے

فكن حجراً من يابس الصّخر جلمدا — تو خشک پتھر بن جا۔

یہ قول پسند کیا گیا ہے : ؎

ما من مصيبة نكبة امنى بها — جب مجھ پر کوئی مصیبت پڑتی ہے

الّا تشرّفنى وتعظم شانى — تو اس سے میری عظمت بڑھتی ہے۔

انّى اذا خفى اللئام وجدتنى — جب کمینوں کو کوئی نہ جانتا ہو تو میں اس وقت

كالشّمس لا تخفى بكل مكان[۱] — ہر جگہ سورج کی طرح چمکتا ہوں۔

ارطاۃ بن سُہیّہ

وہ بنو مرّہ بن عوف بن سعد سے ہے، ابوالولید کنیت تھی، عبدالملک بن مروان کے پاس گیا تو انھوں نے پوچھا کہ کیا اب بھی شعر کہتے ہو۔ بولا کیسے کہوں نہ شراب پیتا ہوں نہ خوش ہوتا ہوں نہ غصّہ ہوتا ہوں شعر تو انہیں تینوں چیزوں سے ہوتے ہیں۔ ہاں میں نے یہ شعر کہے ہیں : ؎

---

[۱] ابوتمام نے یہ شعر باب الحماسہ میں دیئے ہیں۔ الفاظ کا کچھ اختلاف ہے۔

رأیتُ المرءَ تاکلہُ اللیالی	میں دیکھتا ہوں کہ انسان کو زمانے ایسا کھاتے ہیں
کاکلِ الارضِ ساقطۃَ الحدید	جیسے گرے پڑے لوہے کو زمین۔
وما تبقی المنیّۃ حین تغدو	جب موت آتی ہے تو انسان پر
علی نفسِ ابنِ آدمَ من مزید	کچھ نہیں چھوڑتی۔
واعلمُ انّھا ستکرُّ حتّٰی	میں جانتا ہوں کہ وہ حملہ کریگی۔
توفّیٰ نذرَھا بابی الولید	اور ابوالولید کا کام تمام کردیگی

عبدالملک نے بدفالی لی، کیونکہ اسکی کنیت ابوالولید تھی وہ بولا میں نے تو اپنے آپکو مراد لیا ہے آپکو نہیں۔ کہتا ہے: ؎

وما دونَ ضیفی من تلادٍ تحوزہٗ	ہر وہ چیز جس کا میں مالک ہوں مہمان کی ہے۔
لیَ الکفُّ الّا ان یصانَ الحلائلُ	مگر عورتوں کی حفاظت کی جاتی ہے

وہ مضمون جو سب سے پہلے اس نے باندھا اور اس سے دوسروں نے لیا، گھوڑی کی توصیف میں ہے: ؎

کأنّ اعینھا من طول ما جشمت	دوپہر میں چلنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں
سیرَ الھواجرِ زیتٌ فی قواریر	بوتل کے تیل کی مانند ہیں

دوسرا شاعر کہتا ہے: ؎

اذا الرکائبِ مخصوفٌ نواظرھا	جبکہ اونٹنیوں کی آنکھیں گڑ گئیں
کما تضمّنتِ الدھنَ القواریرُ	جیسے بوتلوں میں تیل ہوتا ہے۔

اسی قصیدہ میں ارطاۃ کہتا ہے: ؎

اذا دنتْ ذاتُ اذیالٍ تذیع بہ	قالتْ لاخریٰ کغیریٰ اغضبتْ دوریٰ
کأنّ مختلفَ الارواحِ بینھما	فیھا ملاعبُ ابکارٍ معاصیر

ذوالرُّمہ:۔

وہ غیلان بن عقبہ، بنو سعب بن مالک بن عدی بن عبد مناۃ سے ہے، کنیت ابوالحارث ہے، اونٹوں کے درمیان کھڑے ہو کر اپنا وہ قصیدہ پڑھنے لگا جس میں حبیب کا ذکر ہے، ادھر سے فرزدق آنکلا، اس سے کہنے لگا ابوفراس یہ اشعار کیسے ہیں؟ فرزدق نے کہا خوب ہیں، بولا تو یہ کیا بات ہے میرا بڑے شعرا میں نام نہیں۔ فرزدق نے کہا۔

توان سے اس لئے پیچھے ہے کہ کھنڈروں پر روتا ہے اور اونٹوں کی غلاظت اور مینگنیوں کی تعریف کرتا ہے۔ پھر وہ یہ شعر پڑھنے لگا : ؎

ودویّۃٍ لو ذوالرمیمِ یرومُھا	بہت سے جنگلات کہ اگر ذوالرمہ ان کا قصد کرتا
بصیدحَ اودیٰ ذوالرمیم و صیدحُ	تو وہ اور اس کی اونٹنی ہلاک ہو جاتے
قطعتُ الی معروفھا منکراتِھا	میں انھیں قطع کرتا چلا گیا
وقد خبَّ آلُ الامعزِ المتوضحُ	درانحالیکہ سراب دوڑ رہی تھی۔

عیسیٰ بن عمر نے کہا میں ایک سفر سے لوٹا، ذوالرمہ آیا، میں نے کچھ پیش کیا وہ کہنے لگا، میں اور تو ایک ہیں ہم لیتے ہیں دیتے نہیں، ذوالرمہ گاؤں میں مرگیا، وفات کے وقت اس نے کہا: "انا ابن نصف الھرم" یعنی میں چالیس سالہ ہوں۔ اس کا لقب ذوالرمہ اس شعر کی بنا پر پڑا : ؎

لم یبقَ منہا ابداً لابیدٖ	زمانہ نے نہیں باقی چھوڑا
غیر ثلاثٍ ماثلاتٍ سودٖ	سوائے تین کالی اینٹوں کے، اور
وغیر مرضوخ القفا موتودٖ	ایک کھونٹے کے جس کی گردن ٹوٹی ہوئی نہیں ہے
فیہ بقایا رمّۃ التقلیدٖ	اور جس میں رسّی بندھی ہوئی ہے۔

ذوالرمہ عرب کے مشہور عشاق سے ہے۔ اسکی محبوبہ میّہ بنت فلاں بن طلبہ بن قیس بن عاصم ہے، میّہ نے اسے دیکھا نہ تھا، اسکے شعر سنا کرتی تھی۔ لہٰذا اس نے نذر مانی کہ اگر دیکھونگی تو اپنا اونٹ ذبح کرونگی، ایک دن مل گیا، دیکھا تو کالا کلوٹا، بدصورت ہے۔ کہنے لگی ہائے بدبختی، گویا وہ اسے پسند نہ آیا تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

علی وجہ میّۃ مسحۃٌ من ملاحۃٍ	میّہ کے چہرے پر ملاحت ہے
وتحت الثّیابِ الشّینُ لو کان بادیا	مگر کپڑوں کے نیچے برائی ہے کاش ظاہر ہوتی۔
الم تر ان الماءَ یخبثُ طعمہٗ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کبھی پانی کا مزا برا ہوتا ہے۔
وان کان لون الماءِ ابیض صافیا	اگرچہ اس کا رنگ کیسا ہی صاف و شفاف کیوں نہ ہو۔

خرقاء کے ساتھ بھی تشبیب کرتا تھا، وہ بنو بکا بن عامر سے تھی۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک دن وہ سفر پر جا رہا تھا ایک گاؤں سے گذرا ہوا تو خرقاء خیمہ سے نکلی بس دل میں بیٹھ گئی، اپنا مشکیزہ اس نے پھاڑ دیا اور اسکے پاس گیا، کہنے لگا، میں ایک مسافر

سلہ ابوتمام نے باب الھجاء میں ان اشعار کو کنزہ ام شملہ آل قیس منقری کی باندی کی طرف منسوب کیا ہے، محشی نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس نے یہ اشعار بنا بر رقابت کے کہے تھے۔

آدمی ہوں میرا مشکیزہ پھٹ گیا ہے اسے درست کر دے، یہ سب کچھ اس نے باتیں کرنے کیلئے کیا تھا۔ وہ بولی میں تو کام کرنا نہیں جانتی۔ میں تو خرقا ہوں (خرقا اس لڑکی کو کہتے ہیں جس سے پیار کی بنا پر گھر والے کام نہیں لیتے)۔ لہٰذا ذو الرُّمّہ نے اسکے ساتھ تشبیب کی اور اس کا نام خرقا رکھ دیا۔ مفضّل ضبّی کہتا ہے جب میں حج کے لئے جاتا تو ایک بدّو کے ہاں ٹھہرتا۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگا کیا آپ خرقا حبیبۂ ذو الرُّمّہ کو دیکھنا چاہتے ہیں میں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس ارادے سے نکلے وہ ذرا راہ سے ایک میل ہٹ کر چلا۔ تو کچھ گھر دکھائی دیئے۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو ایک خوبصورت عورت آئی جس کا منہ لمبا اور دانت دراز سے تھے۔ ہم دیر تک بات چیت کرتے رہے، وہ کہنے لگی اس سے پیشتر آپ نے حج کیا ہے، میں نے کہا ہاں! کہنے لگی تو آپ میرے پاس کیوں نہیں آئے، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میں بھی مناسک حج سے ہوں، میں نے کہا وہ کیسے، کہنے لگی کیا آپ نے ذو الرُّمّہ کا یہ شعر نہیں سنا : ؎

تمامُ الحجِّ ان تقفَ المطايا — حج پورا جب ہوتا ہے کہ اونٹنیاں بے نقاب

علٰی خرقاءَ واضعۃَ اللثامِ — خرقا کے گھر پہ ٹھہریں۔

ذو الرُّمّہ کے چند بھائی تھے: ہشام، اوفٰی اور مسعود۔ اوفٰی مر گیا پھر ذو الرُّمّہ مرا تو مسعود نے یہ شعر کہے: ؎

تعزّيتُ عن اوفٰى بغيلانَ بعدهٗ — میں نے غیلان کی وفات کے بعد اوفٰی سے صبر کیا

عزاءً وجفنُ العينِ ملآنُ مترعُ — درآنحالیکہ آنکھیں آنسوؤں سے بھرپور تھیں

ولم ينسنی اوفٰی المصيباتُ بعدهٗ — صدمات نے اوفٰی کو بھلا دیا۔

ولكنّ نكأَ القرحِ بالقرحِ اوجعُ — کیونکہ زخم کو زخم سے چھیلنا بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے

ذو الرُّمّہ نے یہ مضمون سب سے پہلے باندھا ہے: ؎

كأنّ مخوّاها علٰی ثفناتِها — معرّسُ خمسٍ من قطا متجاورِ

وقعنَ اثنتينِ اثنتينِ وفردۃً — جريدًا هی الوسطٰی بصحراءِ [illegible]

طرمّاح کہتا ہے : ؎

كأنّ مخوّاها علی ثفناتِها — معرّسُ خمسٍ وقّعتْ للجناجنِ

وقعنَ اثنتينِ واثنتينِ وفردۃً — يبادرنَ تغليسًا سمالَ المداهنِ

رؤبہ کہتا ہے، ذو الرُّمّہ آیا اور میں یہ شعر پڑھ رہا تھا : ؎

يطرحنَ بالدوّيۃِ الامهارِ — [illegible]

لکلّ ذیبٍ قفرة و لاسٍ — بھیڑیوں کے لئے
موتی العظام حیّة الانفاسِ — نوزائیدہ بچے
اجنّةً فی قمُصِ الاغراسِ — جو برقعہ میں ہیں۔

غرس وہ پتلی سی جھلّی جو جنین کے سر پر ہوتی ہے۔ مجھے بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس نے یہ شعر کہے: ؎

یطرحن بالدویّة الاغفالِ — کلُّ جنینٍ لثقِ السربالِ
حیّ الشّھیق میّت الاوصالِ — فرّج عنہ خلق الاقفالِ
من السریٰ وجریة الجبالِ — ونفضان الرحل من معالِ

اور لَطُفُوا اذا ما تلقّتہ الجراثیم۔ یہ قول اس نے عجاج کے اس قول سے لیا ہے:۔

اذا تلقّتہُ الجراثیم طفا — جب ریگستان آتا ہے تو دوڑتا ہے

ذو الرّمہ کا یہ ایک اچھّا شعر ہے: ؎

وارمی الی الارض التی من ورائکم — میں اس سرزمین کی طرف سفر کرتا ہوں جو تم سے آگے ہے
لترجعنی یومًا علیك الرواجعُ — تاکہ ایک دن تمہاری طرف لوٹ آؤں۔

دُوسرا شاعر کہتا ہے: ؎

وارمی من الارض التی من ورائکم — میں اس سرزمین کی طرف سفر کرتا ہوں جو تم سے آگے ہے تاکہ
لأعذر فی اتیانکم حین ارجعُ — تمہارے پاس لوٹتے وقت تمہارے پاس آنے میں معذور سمجھا جاؤں

ایک بدّو نے ذو الرّمہ کو پڑھتے سنا: ؎

تُصغی اذا شدّھا بالکور جانحۃً — جب کجاوہ باندھتا ہے تو جھک جاتی ہے اور
حتّیٰ اذا ما استویٰ فی غرزھا تثبُ — جب کجاوہ میں بیٹھ جاتا ہے تو فوراً کھڑی ہو جاتی ہے

تو کہا یہ شخص بخدا مجنون ہو گیا ہے جیسے راعی کہتا ہے اس طرح کیوں نہ کہا: ؎

وواضعۃٍ خدّھا للزّمام — وہ مہار کیلئے اپنے رخسار جھکا دیتی ہے
فالخدُّ منہا الماصعر — اس کا رخسارہ مہار کے لئے جھک جاتا ہے۔
ولا تعجلِ المرءَ قبل الرکو — آدمی کو سواری سے پہلے جلدی میں نہیں ڈالتی۔
بِ وھی برکبتہم ابصر — وُہ اس کے گھٹنے کو خوب دیکھنے والی ہے

وھی اذا قام فی غرزھا — جب وہ اپنے کجاوے میں کھڑی ہوتی ہے تو
کمثل السفینۃ او اوقر — کشتی کی مانند ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی باوقار

اس کے اس شعر پر جو کتے کی توصیف میں کہا ہے، اعتراض کیا گیا ہے : ؂

حتی اذا دومت فی الارض راجعہ — جب وہ اسکے پیچھے دوڑے تو اس کو غرور نے
کبرٌ ولو شاء نجی نفسہ الھرب — لوٹا دیا، ورنہ چاہتا تو بھاگ سکتا تھا۔

اعتراض یہ ہے کہ تدویم تو فضا کیلئے آتی ہے۔ کہتے ہیں دوم الطائر جبکہ وہ چکر لگائے اور دوّی فی الارض بمعنی ذھب آتا ہے
دراصل وہ نہ ہجو اچھی کہتا تھا نہ مدح۔ جب ابوبلال بن ابی بردہ نے اس کا یہ شعر سنا : ؂

رأیت الناس ینتجعون غیثاً — میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بارش مانگتے ہیں
فقلت لصیدح انتجعی بلالا — میں نے صیدح (اونٹنی) کو کہا بلال مانگ

تو کہا اسکے لئے صیدح کیلئے رسی لادے، کہتے ہیں اس نے عورتوں کی توصیف میں غلطی کی ہے۔ کہتا ہے : ؂

وما الفقر ازرانی عندھن بوصلنا — کوئی تہی دستی کی وجہ سے ان سے وصل دشوار نہیں ہوا
ولکن جرت اخلاقھن علی البخل — دراصل ان کی عادت ہی بخل کی ہے

کہتے ہیں کہ اس بارے میں امرئ القیس کا قول اچھا ہے کہ کہتا ہے : ؂

اراھن لا یحببن من قل مالہ — میں دیکھتا ہوں کہ وہ غریب کو پسند نہیں کرتیں۔
ولا من رأین الشیب فیہ وقوسا — نہ اس کو جو بوڑھا ہو گیا ہو۔

اس کی سخت ترین ہجو یہ ہے : ؂

وامثل اخلاق امرئ القیس انھا — بنو امرئ القیس کے سب سے اعلیٰ اخلاق یہ ہیں
صلاب علی طول الھوان جلودھا — کہ ان کی کھالیں باوجود ذلت کے سخت ہیں۔
وما انتظرت غیابھا لعظیمۃ — کسی بڑے کام کے وقت انکی عدم موجودگی کا باعث انتظار نہیں ہوتی
ولا استوذنت فی حل امر شھودھا — اور کسی معاملہ میں انکے حاضرین سے اجازت لی جاتی ہے
اذا ما امرئیات نزلن ببلدۃ — جب ان کی عورتیں کسی مقام پر اترتی ہیں
من الارض لم یصلح طھوراً صعیدھا — تو وہاں کی مٹی پاک نہیں رہتی۔

ذو الرمہ نے کانھا فضۃ قد مسھا ذھب۔ امرئ القیس کے اس قول سے لیا ہے : ؂

کبکر المقانات البیاض بصفرۃ — جیسے شتر مرغ کا پہلا انڈا جس میں زردی اور سپیدی
غذاها نمیر الماء غیر محلل — مل گئی ہو جسے صاف و شفاف پانی نے سیراب کیا ہو

ہرنی اور اس کے بچّے کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے : ؎

اذا ما استودعته صفصفا او صریمۃ — تنحت ونصّت جیدها بالمناظر
حذاراً علی وسنان یصرعه الکری — بکلّ مقیل عن ضعاف فواتر
وتهجره الّا اختلاساً بطرفها — وکم من محبّ رهبة العین هاجر

اس کے اس شعر میں تصحیف ہوئی ہے : ؎

براهنّ تقویزی اذا الآل ارقلت — انہیں دُبلا کر دیا ہے میرے جنگلوں میں سفر کرنے نے
به الشمس ازر الحزورات الفوالك — جبکہ ریت کے بلند گول ٹیلوں پر سراب دوڑتی ہیں۔

ابو عمرو نے ارقلت روایت کی ہے اور اصمعی نے ارفلت، ارفلت کے معنی اسبغت اور غطّت کے ہیں۔

نہار بن توسعہ :-

وہ بکر بن وائل بنو جشم سے ہے خراسان میں بکر بن وائل کا سب سے بڑا شاعر تھا۔ کہتا ہے : ؎

ابی الاسلام لا اب لی سواہ — میرا باپ اسلام ہے اور بس
اذا افتخروا بقیس او تمیم — جب لوگ قیسی یا تمیمی ہونے پر فخر کریں۔
دعی القوم ینصر مدّعیه — قوم کا ہے پالک اپنے لیتا کی مدد کرتا ہے
فیلحقه بذی النسب الصمیم[1] — تو وہ اس کو اچھّے نسب سے ملا دیتا ہے۔

اس نے قتیبہ بن مسلم کی ہجو کی تھی : ؎

کانت خراسان ارضاً اذ یزید بها — جب خراسان میں یزید تھا۔
وکلّ باب من الخیرات مفتوح — تو سب بھلائیوں کے دروازے کھلے تھے۔
فبدلت بعده قرداً نطیف به — اس کے بدلے اب ایک بندر آ گیا ہے
کانما وجهه بالخلّ منضوح — جیسے سرکہ اس کے چہرہ پر ملا ہو۔

---

[1] یہ اشعار الکامل للمبرد باب الخوارج میں بھی ذکر کیے ہیں۔ الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

قتیبہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے بلا بھیجا۔ وہ بھاگ گیا، اور اسکی ماں کے پاس پہنچکر سفارشی چٹھی کی درخواست کی، چنانچہ اس نے لکھ دی اور وہ راضی ہو گیا۔ نہار نے کہا میں اُسوقت تک مطمئن نہیں ہو سکتا جب تک آپ مجھے کچھ نہ دیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ جب کسی پر احسان کرتے ہیں تو اسکو مکدر نہیں کرتے۔ چنانچہ اس نے کچھ دیا تو نہار نے یہ شعر کہے:

فما كان فيمن كان فى الناس قبلنا	ہم سے پہلے لوگوں میں اور
ولا هو فيما بعدنا كابن مسلم	بعد والوں میں بھی ابن مسلم جیسا کوئی نہیں ہوا
اشدّ على الكفّار قتلاً بسيفه	کہ وہ کفار پر سخت ہے
واكثر فينا مقسماً بعد مقسم	اور مال غنیمت بہت تقسیم کرتا ہے۔

قتیبہ نے اس سے کہا وہ قول کیا ہوا؛

الا ذهب الغزو المقرّب للتقى	صالح جہاد ختم ہو گیا۔
ومات الندى والجود بعد المهلّب	اور سخاوت بھی مہلب کے بعد مر گئی۔

وہ بولا جس میں آپ ہیں یہ غزوہ تھوڑی ہے یہ تو حشر ہے۔ قتیبہ نے اس کے لئے انعام کا حکم دیا۔ اس کے پہنچنے میں دیر ہو گئی تو وہ اس سے ملا اور یہ شعر سنایا:

ولقد علمتُ وانت تعلمه	میں جانتا ہوں اور آپ بھی
انّ العطايا يشينه الحبس	کہ عطیہ میں دیر بُری ہے۔

تو اس نے حکم دیا کہ انعام فوراً بھیج دیا جائے۔

ابن قیس الرُّقیّات:-

وہ عبداللہ بن قیس بنو عامر بن لوی سے ہے۔ الرقیات اس کا لقب اسلئے پڑا کہ وہ تین عورتوں کے ساتھ تشبیب کرتا تھا، اور تینوں کا نام رقیہ تھا۔ مصعب ابن زبیر کے بارے میں کہتا ہے:

إنّما مصعبٌ شهابٌ من الله	مصعب اللہ کا نور ہے۔
تجلّت عن وجهه الظلماء	جس کا چہرہ روشن ہے۔
ملكه ملكُ رحمةٍ ليس فيه	اس کی بادشاہت رحم پر مبنی ہے

جبروتٌ یُخشیٰ ولا کبریاءٌ — نہ جبروت نہ غرور
یتّقی اللہ فی الامور وقد اَفلحَ — اللہ سے ڈرتا ہے اور جو اس سے ڈرتا ہے
من کان ھمّہ الا تُقاءُ — وہ فلاح پا گیا۔
کیف نومیٰ علی الفراشِ و لمّا — میں بستر پر کیسے آرام کر سکتا ہوں
تشملِ الشامَ غارۃٌ شَعْواءُ — جب تک کہ شام پر سخت حملہ نہ ہو۔

جب مصعب قتل کر دیا گیا اور حکومت عبدالملک کے پاس آ گئی تو وہ عبداللہ بن جعفر کے پاس سفارش کیلئے گیا۔ انہوں نے کہا جب تو میرے ساتھ جائے تو کچھ اس طرح کھانا کہ اسے برا لگے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ عبدالملک نے پوچھا، یہ کون ہے؟ عبداللہ نے کہا: حضور! یہ بڑا جھوٹا انسان ہے! کہا کون؟ کہا جو یہ شعر کہتا ہے: ؎

ما نقِموا من بنی اُمیّۃَ الّا — وہ بنو امیہ سے ناراض نہیں ہیں مگر اس لئے
انّھم یحملون ان غضبوا — کہ وہ تحمل کرتے ہیں اگر غصہ ہوتے ہیں۔
وانّھم معدنُ الملوکِ ولا — اور یہ کہ وہ شاہوں کی کان ہیں اور
تصلح الّا علیھم العرب — انھیں سے عرب کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

عبدالملک نے کہا ہم نے اسے معاف کیا مگر مسلمانوں کے ساتھ عطایا نہیں دے سکتا۔ تو جب کبھی عبداللہ کو عطایا ملتے وہ ان میں سے اسے حصہ دے دیتا۔ اسی بارے میں کہتا ہے: ؎

تَقدّتْ بی الشھباءُ نحو ابن جعفرٍ — مجھے سپید ناقہ ابن جعفر کے پاس لے آئی
سواءٌ علیھا لیلُھا ونھارھا — رات دن چل کر
وواللہ لولا انْ تزور ابن جعفرٍ — اگر ابن جعفر کی زیارت نہ ہوتی
لکانَ قلیلًا فی دمشقَ قرارُھا — تو دمشق میں کم ٹھہرنا ہوتا۔
اَتیناکَ نُثنی بالذی انت اھلہٗ — ہم تیری تعریف تیری شان کے مطابق کرتے ہیں
علیک کما اثنیٰ علی الروض جارُھا — جیسے باغ کا پڑوسی باغ کی تعریف کرتا ہے۔

عبدالملک کو اس نے یہ شعر سنائے: ؎

انّ الحوادثَ بالمدینۃِ قد — مدینے کے حوادثات نے مجھے دردمند کر دیا ہے
اوجعنَنی وقرعنَ مَروتیہ — اور میرے چقماق پر ضرب لگا دی ہے۔

وجبّنني جبّ السنامِ ولم — اور مجھے کوہان کی طرح کاٹ کر رکھ دیا ہے
یترکنَ ریشًا فی مقادمیہ — اور میرے سالے پر نوچ ڈالے ہیں

عبدالملک نے کہا خوب کہا، بشرطیکہ تو قافیوں کو محنت نہ کرتا، وہ بولا میں نے تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کی پیروی کی ہے۔ ما اغنیٰ عنّی مالیہ ھلک عنّی سلطانیہ (میرے مال نے کچھ نفع نہ دیا، میری حکومت برباد ہوگئی)، اس نے وقرعن مرویۃ ابوذؤیب کے اس قول سے لیا ہے:

حتّٰی کأنّی للحوادثِ مَروَۃٌ — گویا میں حوادثِ زمانہ کے لئے چقماق ہوں۔
بصفا المشرّق کل یومٍ نقرع — کہ ہر روز مارا جاتا ہوں۔

ایمن بن خریم :-

وہ ایمن بن خریم بن فاتک بنی سعد سے ہے، اس کا باپ صحابی تھا، اور حضور علیہ السلام سے اس نے چند احادیث روایت کی تھیں۔ ایمن ببروص تھا۔ اور عبدالعزیز بن مروان کے ہاں مقرب تھا۔ وہ کسی بات پر خفا ہوگیا تو اس نے کہا آپ تو بڑی جلدی ملول ہو جاتے ہیں، تو انہوں نے کہا۔ کیا میں ملول ہونے والوں میں ہوں، میں تو تیرے ساتھ کھاتا ہوں۔ لہٰذا وہ بشر بن مروان کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے مقربین میں داخل کر لیا۔ مگر اس کے ساتھ کھانا نہیں کھاتا تھا۔ کہتا ہے:

انّ للفتنۃِ مَیطًا بیّنًا — فتنہ میں بے راہ روی پائی جاتی ہے
فرُوید المیطَ منہا نعتدِلُ — تو اس کو معتدل ہونے دے۔
فاذا کان عطاءٌ فأتِھم — اگر عطا کا وقت ہو تو آؤ۔
واذا کان قتالٌ فاعتزِلُ — اور قتال کا وقت ہو تو بھاگ جاؤ۔
انّما یسعرھا جاھلھا — فتنے کی آگ جاہل بھڑکاتے ہیں۔
حطبَ النّارِ فدعھا تشتعلُ — لہٰذا اسے مشتعل ہونے دو۔

عبدالملک نے اس سے کہا یہ مال لے لے۔ اور ابن زبیر سے لڑ کیونکہ تیرا باپ صحابی تھا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا:

ولستُ بقاتلٍ رجلاً یُصلّی	میں نمازی کو قتل نہیں کر سکتا
علیٰ سلطانِ آخرَ من قریشٍ	کسی کی حکومت جمانے کے لئے
لہٗ سلطانہ وعلیَّ وِزرِی	وُہ تو بادشاہ بن جائیگا اور گناہ مجھ پر رہیگا۔
معاذَ اللّٰہِ من سفہٍ وطیشٍ	خدا بیوقوفی اور حماقت سے بچائے۔
أأقتلُ مسلماً واعیشُ حیّاً	کیا مُسلمان کو قتل کرُوں اور زندہ رہوں
فلیس بنافعی مادمتُ عیشِی	یہ زندگی کس کام کی ۔

تو یحییٰ بن اکثم کے ساتھ جہاد پر گیا، ایک مبروص لونڈی اسکے ہاتھ لگی۔ وہ اس نے ایمن کو ہدیہ دی تو وہ غصّہ ہوُا۔ اور کہا : ؎

ترکتُ بنی مروانَ تندیٰ اکفُّھُمُ	مَیں نے سخی بنو مروان کو چھوڑا
وصاحبتُ یحییٰ ضَلّۃً من ضلالیا	اور بدقسمتی سے یحییٰ کا مصاحب بن گیا !
خلیلاً اذا ماجئتہٗ اولقیتہٗ	جب کبھی میں اس سے ملتا ہوں، تو مجھے
یَھمّ یشتمی او یرید قتالیا	گالیاں دینا اور مار ڈالنا چاہتا ہے۔
فانّک لو اشبھتَ مروانَ لم یقلْ	اگر تو مروان کے مشابہ ہوتا تو مجھے اور میری قوم کو
لقومیَ ھُجراً اذا توکَ ولا لیا	جب کہ وہ تیرے ہاں آئے تھے، بُرا نہ کہتا۔

کہتا ہے : ؎

لقیتُ من الغانیاتِ العجابا	میں حسینوں کی عجیب عجیب باتیں دیکھتا ہوں
لو ادرکَ منّی العذاریٰ الشبابا	اگر میں جوان ہوتا ۔
ولکنّ جمع العذاریٰ الحسانِ	مگر کنواری حسین عورتیں۔
عناءٌ مُعنٍّ اذا المرءُ شابا	بوڑھے سے تو بہت ہی نفرت کرتی ہیں۔
یرُضنَ بکلّ عصاً رائضٍ	وہ لاٹھی سے درست ہوتی ہیں ۔
ویصبحن کلّ غداۃٍ صِعابا	اور ہر صبح پھر سخت ہو جاتی ہیں ۔
علامَ یکحّلنَ حُورَ العیونِ	یہ حوریں سرمہ کیوں لگاتی ہیں
ویحدثن بعد الخضابِ الخضابا	اور رنگ پر رنگ کیوں چڑھاتی ہیں ۔

ویبرقن الّا لما تعلمونَ	انکی چمک دمک تم جانتے ہی ہو کس لئے ہے
فلا تحرموا الغانیاتِ الضّرابا	لہٰذا ان کی مارتے رہا کرو۔
یمیتُ اختلاطَ النّساءِ العتابا	عورتوں کے اختلاط سے بہادری جاتی رہتی ہے
ویُحیِ اجتنابَ الخلاطِ العتابا	اور انکے بچنے سے بہادری پیدا ہوتی ہے

عبدالملک نے یہ شعر سُنے تو کہا: تجھ سے بہتر کسی نے عورتوں کو نہیں سمجھا۔

مسکین دارمی :-

وہ ربیعہ بن عامر بن انیف ہو دارمی ہے۔ اس کا لقب مسکین اس شعر کی بنا پر پڑا: ؎

وسمّیتُ مسکیناً وکانت لحاجۃٌ	میرا نام مسکین پڑ گیا ہے تواضع کی بنا پر
وانّی لمسکینٌ الی اللّٰہ راغبُ	بیشک میں مسکین ہوں اور اللہ کی طرف راغب ہوں

حضرت معاویہ کے بارے میں کہتا ہے: ؎

الیکَ امیرَ المؤمنین رحلتُها	امیر المومنین تیری ہی طرف میری ناقہ کا کوچ ہوا۔
تُثیرُ القطا لیلاً وھنّ ھجودُ	جو رات کے وقت سوتی ٹٹیریوں کو بھی جگاتی تھی۔
علی الطّائرِ المیمونِ والجدّ صاعدٌ	مبارک فال اور عمدہ نصیب کے ساتھ
لکلّ أناسٍ طائرٌ وجدودُ	ہر انسان کے لئے فال اور نصیب ہے۔
اذا المنبرُ الغربیُّ خلّی مکانہٗ	جب منبر غربی خالی ہو جائے گا،
فانَّ امیرَ المؤمنینَ یزیدُ	تو امیر المومنین یزید بنے گا۔

کہتا ہے: ؎

اذا الفاحشُ لاقیٰ فاحشاً	فھنا لکم وافق الشنُّ الطبقْ
انما الفحشُ ومن یعتادُہٗ	کغرابِ السّوءِ ماشاءَ نعقْ
اوحمارِ السّوءِ ان اشبعتہٗ	رمحَ النّاسَ وان جاعَ نھقْ
او غلامِ السّوءِ ان جوّعتہٗ	سرقَ الجارَ وان یشبعْ فسقْ

اوکغیری رفعتُ من ذیلها　　ثم ارخته ضرارا فانمزق

ایّها السّائل عمّا قد مضیٰ　　هل جدیدٌ مثل ملبوسٍ خلقٌ

یہ شعر بھی اسی کے ہیں: ؎

ناری ونار الجار واحدۃٌ　　میری اور پڑوسی کی آگ ایک ہے

والیہ قبلی تنزل القدر　　پہلے ہانڈی اسی کے ہاں اترتی ہے

ما ضرّ جارًا الی اجاورہ　　میرے کسی پڑوسی کو اس سے نقصان نہیں پہنچا۔

ان لا یکون لبیتہ ستر　　کہ اس کے گھر کا پردہ نہیں۔

اعمی اذا ما جارتی برزت　　جب پڑوسن نکلتی ہے تو میں اندھا ہو جاتا ہوں۔

حتّٰی یغیّب جارتی ستر　　حتّٰی کہ وہ پردے میں روپوش ہو جائے۔

عمر بن ابی ربیعہ :-

وہ عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی ہے۔ ابوالخطاب کنیت ہے۔ ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ اس کے باپ کا چچا تھا اور حضرت عمرؓ بن الخطاب کی ماں حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ اسکے باپ کے چچا کی بیٹی تھی۔ اس کے بھائی عبداللہ، عبدالرحمٰن اور حارث بن عبداللہ ہیں۔ عبدالرحمٰن نے ام کلثوم بنت ابوبکر صدیقؓ سے طلحہ کی وفات کے بعد شادی کی تھی اور اس سے اولاد ہوئی تھی، حارثؓ نے پیچھے اولاد چھوڑی، مگر عمر نے کوئی اولاد پیچھے نہ چھوڑی۔ اسکی ماں نصرانی تھی اور وہی اسکے بھائیوں کی ماں تھی۔ عمر فاسق تھا، حاجی عورتوں کا پیچھا کیا کرتا تھا، اور ان سے تشبیب کیا کرتا تھا۔ لھذا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دھلک کی طرف بھیج دیا تھا۔ یہ ایک فارسی گاؤں تھا، ایک دن وہ غزوہ کے لئے نکلا، کشتی میں آگ لگ گئی۔ وہ اور تمام کشتی والے جل گئے۔ سکینہ کے ساتھ تشبیب کرتا تھا، چنانچہ کہتا ہے: ؎

قالت سکینۃ والدموع ذوارفٌ　　سکینہ نے کہا اور آنسو بہ رہے تھے۔

منها علی الخدّین والجلباب　　اس کے رخساروں اور چادر پر۔

لیت المغیری الذی لم نجزہ　　کاش وہ مغیری جسے کچھ نہ ملا:

فیما اطال تصیُّدی وطِلابی — باوجودیکہ وہ عرصہ تک میرے درپے رہا۔
کانت تردّ لنا المنیٰ ایّامہ — کاش وہ زمانے پھر لوٹ آئیں اور میں اسے بدلہ دوں
اذ لا نُلام علیٰ ھویً وتصابیٔ — تاکہ وہ مجھے باوجود محبّت کے ملامت نہ کرے۔
اسکینَ ما ماءُ الفراتِ باطیبٍ — اے سکینہ فرات کا پانی۔
منّا علیٰ ظمآءٍ وحبِّ شرابٍ — باوجود سخت پیاس کے بھی
بالذّ منکِ وان نایتِ وقلّما — تجھ سے زیادہ لذیذ نہیں اگرچہ میں کتنا ہی دور کیوں نہ ہوں
ترعی النساءُ امانۃَ الغُیّابِ — گو عورتیں بہت کم دور والے کے عہد کی حفاظت کرتی ہیں

عبدالملک بن مروان کی بیٹی کے ساتھ تشبیب کرتے ہوئے کہتا ہے : ؎

اِفعلیٰ بالاسیرِ احدیٰ ثلاثٍ — اپنے قیدی کے ساتھ تین میں سے کوئی ایک بات کر
وافھمیھنّ ثمّ رُدّی جوابیٔ — اچھی طرح سوچ سمجھ کر جواب دے۔
اقتلیہ قتلاً سریعًا مُریحًا — قتل کردے اور آرام کی نیند سلادے۔
لاتکوننّ علیہ سوطَ عذابٍ — اس کے لئے عذاب نہ بن۔
اوا قیدیٰ فانّ النفسَ بالنفس — یا قصاص لے لے جان کا بدلہ جان ہے۔
قضاءً مفصّلاً فی الکتابِ — جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے
اوْصلیہ وصلاً تقرّبہ العین — یا وصل دے جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔
وشرّ الوصال وصل الکذابِ — اور بُرا وصل جھوٹا وصل ہے۔

جس نے بنت عبدالملک کو یہ شعر سُنائے تھے، اس نے اس شخص کو ہر شعر کے بدلے دس دینار بطور انعام دئے۔ ایک دفعہ عمر بن ابی ربیعہ اور جمیل دونوں مل گئے، دونوں نے شعر بازی کی تو عمر نے یہ شعر سنائے : ؎

فلما تلاقینا عرفتُ الّذی بھا — جب ہم دونوں ملے تب مجھے پتہ چلا۔
کمثلِ الّذی بی حذوکَ النعلَ بالنعلِ — کہ دونوں عشق کے سودائی ہیں۔
فقالت وارخت جانبَ الستر انّما — اس نے پردہ کی جانب ہتھیلی کر دی اور کہا۔
مَعیٰ فتکلّم غیرذی رقبۃٍ اھلی — مجھ سے باتیں کر یہاں گھر والوں کے سوا کوئی نہیں
فقلتُ لھا مابی لھم من ترقّبٍ — میں نے کہا انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہے
ولکنّ سرّی لیس یحملہ مثلی — میرے راز کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔

جمیل نے چیخ کر کہا لے یہی تو شعراء کا مقصد تھا، مگر کم بخت گمراہ ہو کر آ ثار دیا۔ سے دل بہلانے لگے۔ عمر کے یہ اشعار تعاون کے بارے میں پسند کئے گئے ہیں: ؎

وخلٍّ كنتُ عين النصح منه	بعض دوستوں کا میں انتہائی مخلص تھا۔
اذا نظرت ومستمعًا سميعًا	اور بڑا فرماں بردار تھا۔
اَطافَ بغيّه فنهيتُ عنها	وہ گمراہی کرنے لگا تو میں نے روکا۔
وقلتُ له اریٰ امرًا شنيعا	اور کہا یہ بُرا کام ہے۔
اردت رشادهٗ جهدی فلمّا	میں نے انتہائی کوشش اس کی ہدایت کی کی۔
ابیٰ وعصیٰ اتيناها جميعًا	مگر جب وہ نہ مانا تو ہم دونوں نے اس کو کیا۔

اور یہ قول بھی پسند کیا گیا ہے: ؎

انّ لی عند كلّ نفحة بستا	باغ کے گلاب اور یاسمین
نٍ من الورد اومن اليا سمينا	کی خوشبو جب آتی ہے
التفاتًا و روعةً اتمنّیٰ	تو میں اس طرف متوجہ ہوتا ہوں۔
ان تكونی حللتِ فيما يلينا	اس آرزو میں کہ تو وہاں ہو گی۔

عبدالملک بن مروان حج کے لئے گیا۔ عمر اس سے ملا۔ عبدالملک نے اس سے کہا اے فاسق! وہ بولا چچا زاد کو باوجود دوری کے لو ایسا سلام۔ عبدالملک نے کہا اے فاسق تمام قریشی نہیں جانتے کہ تو عشق بازی میں سب سے آگے اور توبہ کرنے میں سب سے پیچھے ہے کیا یہ شعر تیرے ہی نہیں: ؎

ولولا ان تُعنّفنی قريشٌ	اگر مجھے قریش مخلصانہ
مقالَ الناصحِ الادنیٰ الشفيقِ	ملامت نہ کرتے
لقلتُ اذا التقينا قبّليني	تو جب بھی وہ مجھے ملتی تو کہتا میرا بوسہ لے۔
ولو كنّا علیٰ ظهر الطريقِ	خواہ ہم شارع عام پر ہوتے۔

اس کا بھائی بڑا نیک پاک باز آدمی تھا۔ وہ ایک دن اس پر بہت خفا ہوا۔ عمر کہتا ہے کہ ثریا سے میں نے وعدہ لیا تھا میں مغرب کی نماز پڑھنے مسجد چلا گیا، ثریا وقت پر آ پہنچی، حارث پڑا ہوا تھا۔ وہ اس پر ڈھے پڑی، کیونکہ وہ سمجھی کہ میں ہی بستر پر لیٹا ہوں۔ بھائی کود کر بھاگا۔ بولا یہ کون ہو گوں نے کہا ثریا! وہ کہنے لگا ظلم ہے افسوس کی بات ہے۔ عمر یہ

لہ یہ مضمون اس نے درید بن الصمہ کے ان اشعار سے لیا ہے جو دیوان الحماسہ باب الحماسہ میں مذکور ہیں۔

ہماری نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ جب میں گھر آیا تو وہ بولا بڑے افسوس کی بات ہے۔ بخدا آج تو میں فتنہ میں مبتلا ہو جاتا میں تو بیخبر پڑا تھا۔ پتہ چلا کہ تیری محبوبہ ثریا ہے۔ مجھ پر گر پڑی ہے۔ میں نے کہا تو کبھی جہنم میں نہیں جائیگا۔ وہ کہنے لگا اس پر اور تجھ پر لعنت۔ جب سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف نے ثریا سے شادی کر لی تو عمر نے یہ شعر کہے: ؎

اَیُّھَا المنکح الثّریا سھیلًا	اے سہیل کے ساتھ ثریا کی شادی کرنے والے۔
عَمَرَكَ اللہ کیف تجتمعانِ	خدا تیری عمر دراز کرے وہ کیسے نباہ سکتے ہیں۔
ھِیَ شامیّۃ اذا ما استقلّتْ	کیونکہ وہ (ثریا) تو شامی (ستارہ) ہے۔
وسھیلٌ اذا ما استقلّ یمانی	اور سہیل یمنی (ستارہ) ہے۔

الاُقَیشِر

وہ مغیرہ بن اسود بن وصبہ، بنو اسد بن خزیمہ بن مدرکہ سے ہے۔ جب اسے اقیشر کہا جاتا تو وہ بہت غصہ ہوتا۔ ایک دن عبسیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گذرا۔ ایک شخص نے کہا اقیشر تو وہ کچھ دیر خاموش رہا اور پھر یہ شعر کہے: ؎

اتدعونی الاُقیشر ذاكَ اسمی	تو مجھے اقیشر کہہ کر پکارتا ہے
وادعوكَ ابن مُطفِئۃِ السّراج	میں تجھے چراغ بجھانیوالی کا لڑکا کہہ کر پکارتا ہوں۔
تُنادیْ خِدنَھا باللیل سرًّا	جو رات کو اپنے یار کو بلاتی ہے
وربّ النّاس یعلم ما تناجی	اور خدا ہی جانتا ہے کیا باتیں کرتی ہے۔

تو اس شخص کا نام ابن مطفئۃ السراج پڑ گیا۔ اور آج تک اسکی اولاد اسی نام سے یاد کی جاتی ہے۔ ایک دن وہ مطر بن ناجیۃ الیربوعی کے پاس سے گزرا، جبکہ وہ ضحاک بن قیس شاری کے زمانے میں کوفہ پر غلبہ پا چکا تھا۔ مطر منبر پر بیٹھا خطبہ دے رہا تھا، تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

ابنیْ تمیمٍ ما لمنبرِ ملککم	لا یستقرُّ فعودہ یتمرمرُ
انّ المنابرَ انکرتْ اسناھکم	فادعوا خزیمۃ یستقرّ المنبرُ
خلعُوا امیرالمؤمنین وبایعوا	مطرًا لعمرك بیعۃً لاتطھرُ
واستخلفوا مطرًا فکان نقائلٍ	بدّل لعمرك من یزید المؤ

جریر کو یہ شعر پہنچے تو وہ بنی اسد کے پاس آیا۔ بولا بخدا اگر قرابت ہوتی تو تمہارا چھوکرا میرا اوپر جرأت نہ کرتا، اسے روک دو۔ لھٰذا انھوں نے اقیشر کو پکڑ کر مارا۔ جریر نے ایک آدمی اسکے پاس بھیجا۔ اور اس سے کہا اقیشر سے کہنا: میں تیرے پاس اسلئے آیا ہوں کہ تو میری قوم کی ہجو کرے۔ اور میں تیری قوم کی ہجو کروں۔ اقیشر نے پوچھا تو کس قبیلے سے ہے۔ اس نے کہا بنو تمیم سے۔ یہ سن کر اقیشر نے یہ شعر کہے: ؎

فلا اسداً اسبُّ ولا تمیماً	نہ اسد کو میں گالی دوںگا نہ تمیم کو
وکیف یحلّ سبّ الاکرمینا	اور شریفوں کو گالی دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے
ولکن التّقارضَ حلّ بینی	مگر میرے تیرے درمیان شعر بازی حائل ہو گئی ہے۔
وبینك یا ابنَ مُضرطۃ العجینا	اے آٹے میں پاد مارنے والی کے بیٹے۔

اسی وقت سے اس کا نام مضرطۃ العجین پڑ گیا، کہتا ہے: ؎

افنیٰ تلادیْ وما جمعتُ من نشَبٍ	میرے نئے اور پرانے مال کو فنا کر دیا۔
قرعُ القواقیز افواہَ الاباریق	جام کے صراحی کے ساتھ ٹکرانے نے
کأنّھنَّ وایدی القوم معلمۃٌ	گویا وہ اور پینے والوں کے ہاتھ
اذا تلا لأنَ فی ایدی الغرانیق	جب بتوں کے ہاتھوں میں وہ چمکتی ہیں۔
بناتُ ماءٍ معا بیض جناجنُھا	بطیں ہیں جن کی پسلیاں سپید ہیں۔
حُمرٌ مناقیرھا صفرٌ الحمالیق	چونچیں سرخ ہیں اور آنکھیں زرد ہیں۔

یہ شعر بھی اسی کے ہیں: ؎

وصھباءَ جرجانیّۃٍ لم یطُف بھا	حنیفٌ ولم تنفر بھا ساعۃً قدرٌ
اتانی بھا یحییٰ وقد نمتُ نومۃً	وقد غابتِ الشعریٰ وقد خفق النسرُ
فقلت اصطبحھا اولغیری فاھدِھا	فما انا بعد الشیب ویحك والخمرُ
اذا المرءُ وفّی الاربعین ولم یکن	لہٗ دون ما یأتی حیاءٌ ولا ستر
فدعہُ ولا تنفس علیہ الّذی اتی	وان جرّ اَرسانَ الحیاۃ لہٗ الدھرُ[1]

---

[1] ابوتمام نے باب النسیب میں یہ پانچ شعر ابوصخر ہی کی طرف منسوب کئے ہیں۔

المجنون :-

وہ قیس بن معاذ سے ہے، اسے قیس بن ملوح بھی کہتے ہیں، بنو جعدہ بن کعب بن سعد سے ہے، اشعر الشعراء ہے، مگر اس کی طرف لوگوں نے بہت سا کلام منسوب کر دیا ہے۔ جو اس کے اشعار سے ملتا جلتا ہے۔ جیسے ابو صخر ہذلی کے یہ شعر مجنون کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں: ؎

فیا ھجرَ لیلیٰ قد بلغتَ بیَ المدیٰ	اے فراقِ لیلیٰ تو حد سے گزر گیا ہے
و زدتَ علی مالم یکن بلغ الھجر	اتنا کہ جتنا کوئی فراق نہیں گزرا۔
و یا حبّھا زدنی جویً کلَّ لیلۃٍ	اے حب لیلیٰ ہر رات دردِ دل میں زیادتی کر
و یا سلوۃَ العُشّاقِ موعدکَ الحشر	اور اے صبر عشاق تجھ سے حشر کے دن ملاقات ہوگی

ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن مسوّر بن مخرمہ کے یہ اشعار بھی مجنون کی طرف منسوب ہیں: ؎

بینما نحن من بلاکث بالقا	ہم بلاکس کے جنگل میں تیز جا رہے تھے۔
عِ سراعًا و العیسُ تھوی ھُویّا	اور اونٹنیاں تیز دوڑ رہی تھیں
خَطرتْ خطرۃٌ علی القلب من	کہ رات کے وقت تیری یاد نے دل میں چٹکی لی
ذِکراکِ وھنًا فما استطعتُ مُضیّا	بس پھر آگے نہ چل سکا۔
قلتُ لبّیکَ اذ دعانی لکِ الشو	میں نے عشق کو لبیک کہا۔
قُ و للحادیَینِ کُرّا المطیّا	اور ساربانوں سے کہا واپس چلو

لیلیٰ مجنوں دونوں بھیڑیں چرایا کرتے تھے، ابھی دونوں بچے تھے، لہٰذا بچپن ہی سے محبت قائم ہو گئی تھی کہتا ہے: ؎

تعلّقتُ لیلیٰ وَھیَ غرٌّ صغیرۃٌ	لیلیٰ چھوٹی سی نادان تھی کہ میں اس پر عاشق ہو گیا۔
ولم یبدُ للاتراب مِن ثدیِھا حجمُ	ابھی اس کے پستان بھی نہ ابھرے تھے
صَغیرَینِ نرعی البھمَ یا لیتَ اننا	ہم دونوں بچے بھیڑوں کے بچے چرایا کرتے تھے کاش ہم
صغیرانِ لم نکبرْ ولم تکبرِ البُھمُ	دونوں بچے ہی رہتے نہ ہم بڑے ہوتے نہ بھیڑوں کے بچے بڑھتے

پھر جب بڑا ہو گیا تو اسکے پاس آتا تھا اور باتیں کیا کرتا تھا مجنون بڑا ظریف، حسین، شیریں بیان اور اشعار کا حافظ تھا لیلیٰ اس سے اعراض کرتی تھی اور دوسروں کی طرف متوجہ ہوتی تھی حتیٰ کہ یہ بات لست الا ادری

اور لیلیٰ کو بھی اس امر کا احساس ہو گیا تو لیلیٰ نے یہ شعر کہا :

وکلٌّ مظھرٌ للنّاسِ بُغضاً — ہم میں سے ہر ایک لوگوں سے نفرت کا اظہار کرتا ہے۔
وکلٌّ عند صاحبہٖ مکینٌ — اور اپنے دوست کے پاس بیٹھتا ہے۔

پھر معاملہ یہاں تک بڑھا، کہ اس کی عقل جاتی رہی، اور جانوروں کے ساتھ رہنے لگا، جو کپڑا پہنایا جاتا پھاڑ ڈالتا۔ عقل کی بات جب کرتا کہ لیلیٰ کا تذکرہ کیا جاتا، اس کا نام لیتے ہی ہوش میں آجاتا۔ اور ہر بات کا صحیح صحیح جواب دیتا۔ ایک دفعہ نوفل بن مساحق کا ادھر سے گزر ہوا، اس نے ننگا دیکھا تو کپڑے پہنا دیئے، لوگوں نے کہا، تم اسے جانتے ہو کون ہے ؟ کہا نہیں! لوگوں نے کہا یہ مجنون قیس بن ملوح ہے، اس نے بات چیت کی تو ٹھیک جواب دیئے لوگوں نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپ کو صحیح صحیح جواب دے، تو لیلیٰ کا نام لیجیے، نوفل نے کہا کیا تجھے لیلیٰ سے محبت ہے، تو وہ اس سے لیلیٰ کی باتیں کہنے لگا۔ اور اپنے شعر سنانے لگا۔ جو اس کے بارے میں کہے تھے، نوفل نے کہا کیا تو اس سے شادی کرنا چاہتا ہے، مجنون بولا کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ نوفل نے کہا کیوں نہیں! میرے ساتھ چل تاکہ میں تجھے لیلیٰ کے قبیلے میں لے جاؤں، اور تیرا پیام دوں، وہ چل کھڑا ہوا کپڑے پہنے اور اچھا بھلا آدمی بن گیا جب وہ لیلیٰ کے قبیلے کے قریب گئے تو وہ لوگ ہتھیار لیکر دوڑے، اور کہا بخدا مجنون ہمارے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا، ورنہ ہم سارے مر جائینگے، بادشاہ نے ہمارے لیئے اس کا خون حلال قرار دیدیا ہے نوفل نے بہت کچھ سمجھایا مگر وہ نہ مانے۔ نوفل نے مجنون سے کہا چاہئے کہنے لگا وہ وعدہ کدھر گیا۔ نوفل بولا تیرا لوٹ جانا خونریزی سے بہتر ہے تو مجنون یہ کہتا ہوا واپس ہو گیا :

فی کلّ منزلۃٍ دیوانُ معرفۃٍ — لم یبقِ باقیۃٌ رسم الدوا وینِ
انی اری راجعاتِ الحبِّ تقتلنی — وکان فی بدئھا ما کان یکفینی
القیٰ من الیاس تاراتٍ فتقتلنی — وللرجال بشاشاتٌ فتحیینی

اپنی عقل کے زوال اور رجوع کے بارے میں کہتا ہے :

یا ویحَ من امسیٰ تخلّس قلبہٗ — افسوس ہے اس پر جس کا دل اچک لیا گیا۔
فاصبحَ مذھوباً بہٖ کلَّ مذھبٍ — اب وہ ادھر اُدھر بھٹکتا ہے۔
اذا ذکرتُ لیلیٰ عقلتُ وراجعتُ — جب لیلیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو میں ہوش میں آجاتا ہوں
روائعَ قلبی من ھویً متشعّبٍ — اور دل محبّت تازہ ہو جاتی ہے۔

ایک شخص بنو مرّہ سے تیمار کی جانب سے شام و حجاز کی طرف روانہ ہوا اس نے دیکھا کہ ایک بڑا بھاری خیمہ ہے وہ ادھر

گیا، کھانسا تو ایک عورت آکر باتیں کرنے لگی، اس نے کہا آپ ٹھہر جائیے چنانچہ وہ اُتر پڑا۔ انکے ہاں بہت سے اونٹ اور بکریاں تھیں۔ عورت نے کہا اس سوار سے پوچھو کدھر سے آیا ہے۔ وہ بولا نجد کی طرف سے وہ کہنے لگی اے بندۂ خدا نجد کے کس کس شہر میں قیام کیا تھا، وہ بولا بنو عامر میں، یہ سنتے ہی وہ ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی پھر پوچھنے لگی بنو عامر کے کس بطن میں قیام کیا تھا۔ وہ بولا بنو حریش میں، کہنے لگی کیا آپ نے کچھ اس نوجوان کا ذکر بھی کہیں سنا جسے قیس کہتے ہیں اور مجنون جس کا لقب ہے۔ وہ بولا بخدا میں تو اس سے خود ملا ہوں، میں نے اسے جنگلی جانوروں کے ساتھ ادھر اُدھر جنگلوں میں مارے مارے پھرتے دیکھا ہے وہ تو عقل کھو بیٹھا ہے لیلیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو ہوش میں آجاتا ہے مگر اس کا نام آتے ہی رونے لگتا ہے اور اشعار جو اسکے بارے میں کہے ہیں پڑھنے لگتا ہے یہ سنتے ہی پردہ اُٹھ گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ چاند کا سا ٹکڑا ہے آنکھوں نے اس جیسی عورت نہ دیکھی تھی، وہ آہ وزاری کرتی رہی حتیٰ کہ خیال ہوا کہ اس کا دل پھٹ گیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا: خدا کی بندی خدا سے ڈر، میں نے تو کوئی بے جا بات نہیں کہی۔ مگر وہ اسی طرح آہ وزاری کرتی رہی۔ پھر یہ شعر کہے:

الا لیت شعری والخطوب کثیرۃ	کاش مجھے شعور ہوتا اور مصیبتیں تو رنگ برنگی ہیں۔
متیٰ رحل قیس مستقل فراجع	کہ قیس کب لوٹے گا اور کب سوار ہو گا۔
بنفسی من لا یستقل برحلہ	میری جان اس پر فدا ہو جو اب سوار ہی نہیں ہوتا
ومن ھو ان لم یحفظ اللہ ضائع	اگر خدا اس کی حفاظت نہ کرتا تو وہ ضائع ہو جاتا۔

روتی رہی حتیٰ کہ بیہوش ہو گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو میں نے کہا: اے خدا کی بندی تو کون ہے؟ بولی بدبخت لیلیٰ میں ہی تو ہوں، وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے کبھی کسی کو اس قدر جزع فزع کرتے نہیں دیکھا۔

ھیثم بن عدی، ابو المسکین سے روایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے ساتھ ایک نوجوان چلا جب بیرمیمون آیا تو دیکھا کہ پہاڑ پر کچھ لوگ جمع ہیں اور ایک نوجوان انکے درمیان کھڑا ہے دراز قد کشادہ، گورا، گھونگریالے بالوں والا، ایسا حسین نوجوان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس کا رنگ زرد تھا اور دبلا پتلا متغیر اللون تھا میں نے کہا یہ کون ہے؟ اور تمام اسکے گرد کیوں جمع ہیں، لوگ کہنے لگے یہ مجنون ہے اس کا باپ اسے حرم لے گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے ہم اسے تنہا چھوڑنا نہیں چاہتے کہیں اپنے آپکو ہلاک نہ کر ڈالے اس نے ہم سے کہا مجھے نجد کی ہوا کھلاؤ، تو ہم اسے یہاں لائے تاکہ وہ نجد کی ہوا سے مستفید ہو، مگر یہ بھی ڈر ہے کہ اگر ہم اکیلا چھوڑ دیں تو کہیں پہاڑ سے اپنے آپکو پھینک نہ دے۔ پھر وہ لوگ بولے اے ابو المھدی یہ شخص نجد سے ہے۔ ابو المسکین کہتا ہے یہ سنتے ہی وہ میری طرف متوجہ ہوا اور بہ قرادی او رمقام

کے بارے میں پوچھتا رہا میں ہر ایک کا بیان کرتا رہا، وہ رو رہا تھا، اور بڑی سخت آہ و بکا کر رہا تھا، پھر یہ شعر پڑھنے لگا:۔

الا لیت شعری عن عوارضتی قبا　　لطول اللیالی ہل تغیرتا بعدی

وعن علویات الریاح اذا جرت　　بریح الخزامی ہل تھب علی نجد

وعن اقحوان الرمل ما ہو فاعل　　اذا ہو اسری لیلۃ بثری جعد

وہل تنفضن الریح افنان لمتی　　علی لاحق الرجلین مندلق الوخد

وہل اسمعن الدہر اصوات ہجمۃ　　تطالع من وہد خصیب الی وہد

اس کے بہترین شعر یہ ہیں، مگر کہتے ہیں کہ یہ بھی اس کی جانب منسوب کر دیئے گئے ہیں[1]:۔

ان التی زعمت فؤادک ملہا　　وہ خیال کرتی ہے کہ میں اسکی محبت سے اکتا گیا ہوں۔

خلقت ہواک کما خلقت ہوی لہا　　میرے لئے عشق بنکر پیدا ہوئی ہے جیسا کہ میں اسکے لئے

فاذا وجدت لہا وساوس سلوۃ　　جب کبھی بھولنے کے وسوسے دل میں پیدا ہوتے ہیں تو چھپی ہوئی محبت

شفع الفؤاد الی الضمیر فسلہا　　دل سے سفارش کرتی ہے تو دل ان وسوسوں کو بھلا دیتا ہے

بیضاء باکرہا النعیم فصاغہا　　گوری ہے عیش میں پلی ہے اُسے خوش عیشی نہایت چابک دستی

بلباقۃ فادقہا واجلہا　　سے اسکے ڈھال دیا ہے اس کے باریک اور موٹے حسن کو

انی اکتم فی الحشا من حبہا　　میرے دل کی گہرائیوں میں اس کی محبت چھپی ہے ایسی محبت کہ اگر

وجدا لو اصبح فوقہا لاظلہا　　اس پر پڑتی تو صبح کو شام سے بدل دیتی۔

ویبیت تحت جوانحی حب لہا　　میری پسلیوں کے نیچے ساری رات اس کی محبت رہتی ہے

لو کان تحت فراشہا لاقلہا　　کہ اگر اس کے بستر کے نیچے چلی جاتی تو اٹھا کر بٹھا دیتی۔

حجبت تحیتہا فقلت لصاحبی　　اس نے نامہ و پیام روک لیا ہے، میں نے اپنے دوست سے کہا

ما کان اکثرہا لنا واقلہا　　کبھی ہمارا زیادہ سے زیادہ حصہ تھا پر اب دیکھو کسقدر کم ہے۔

---

[1] ابو تمام نے یہ شعر باب النسیب میں ابن اذینہ کے بتائے ہیں۔

العرجی :-

وہ عبداللہ بن عمر بن عمرو بن عثمان بن عفّان ہے۔ طائف کے قریب ایک موضع عرج تھا وہاں اکثر قیام رہتا تھا اس لئے اسی کی طرف منسوب ہو کر عرجی کہلایا جانے لگا۔ بنو امیّہ کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ ابراہیم بن ہشام مخزومی کی ہجو کیا کرتا تھا۔ اس نے گرفتار کر کے قید کر لیا تو اس نے یہ شعر کہے ؎

کأنّی لم اکن فیہم وسیطًا	گویا کہ میں ان کا اچھا آدمی نہیں تھا
ولم تک نسبتی فی آلِ عمرٍو	اور نہ میں آلِ عمرو کا رشتہ دار تھا۔
اضاعونی وایّ فتیً اضاعوا	انھوں نے مجھے ضائع کر دیا اور کتنے بڑے نوجوان کو ضائع کر دیا۔
لیومِ کریہۃٍ وسِدادِ ثغرٍ[1]	جو جنگ کیلئے اور سرحد کی درستی کیلئے کام آتا تھا۔

یہ قول پسند کیا گیا ہے : ؎

سمّیتنی خلقًا لخلّۃٍ قدمت	مجھے پرانا کہتی ہے چونکہ میں پرانا ہو گیا ہوں
ولا جدیدٌ اذا لم یلبسِ الخلق	ہر نئے کو ایک دن پرانا ہونا ہے
یا ایّھا المتحلّی غیرَ شیمتہٖ	اے بناوٹی عادتوں والے اور اے وہ شخص
ومَن خلائقُہ الاقصارُ والملق	جس کی عادت کوتاہی اور خوشامد ہے۔
ارجع الی خلقک المعروف دیدنہٗ	اپنی اصلی عادت کی طرف لوٹ
انّ التخلّق یأتی دونہ الخلق[2]	کیونکہ اصلی عادت ظاہر ہو کر ہی رہتی ہے۔

موسیٰ شہوات :-

اس کا لقب شہوات اس بنا پر پڑا کہ عبداللہ بن جعفر بڑا شہوت پرست تھا، لہٰذا وہ موسیٰ سے چیزیں منگایا کرتا تھا اسی طرح موسیٰ نفع کمایا کرتا تھا۔ بنو شہم کا مولیٰ تھا۔ اصلی باشندہ آذربیجان کا تھا۔ مدینہ کی ایک باندی پر عاشق ہو گیا، تو سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان کے پاس آ کر درخواست کی کہ اس کو خرید دیں۔ اُنہوں نے معذرت کی

---

[1] یزید بن ابی کبشہ السکسکی گورنر سندھ نے جب محمد بن قاسم کو گرفتار کیا تھا تو اس نے یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا تھا۔

[2] ابو تمام نے یہ شعر باب الحماسہ میں سالم بن وابصہ کی طرف منسوب کیے ہیں۔

تو وہ سعید بن خالد بن اسید کے پاس یہ درخواست لے کر گیا۔ انھوں نے خرید کر اسی کو بخش دی۔ اور سو دینار مزید عطیۃً دیئے۔ تو اس نے یہ شعر کہے :

سعیدُ النّدیٰ اعنی سعید بن خالدٍ	سخی سعید میری مراد سعید بن خالد سے ہے۔
اخا الجود لا اعنی ابن بنتِ سعید	بڑا سخی ہے میری مراد ابن بنت سعید نہیں ہے
ولکنّنی اعنی ابن عائشۃ الذی	میری مراد ابن عائشہ ہے۔
ابوا بویہ خالد بن اسید	جس کا دادا اسید تھا۔
عقید الندیٰ ما عاش یرضی بہ الندیٰ	وہ سخاوت کا حلیف ہے، سخاوت اس سے راضی ہے۔
وان مات لم یرض الندیٰ بعقید	اگر وہ مر گیا تو سخاوت کسی کو اپنا حلیف نہیں بنائیگی۔

اس خالد کی ماں عائشہ بنت خلف الخزاعیہ تھی۔ جو طلحۃ الطلحات کی ماں شریک بہن تھی۔ کہتا ہے :

لیس فیما بدا لنا منک عیبٌ	بظاہر ہم تجھ میں کوئی عیب نہیں پاتے۔ جسے لوگ معیوب
عابہ الناس غیر انّک فانی	سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ عیب ضرور ہے کہ تو شریف
انت خیرُ المتاع لو انک تبقیٰ	مال والا ہے کاش تو ہمیشہ باقی رہتا۔ تو فانی ہے۔
غیر انْ لا بقاءَ للانسان	مگر کیا کیا جائے کسی انسان کو بقا نہیں ہے۔

عُروہ بن اُذینہ :۔

وہ بنو لیث سے ہے، بڑا شریف ثابت قدم انسان تھا۔ اس سے حدیثیں روایت کی جاتی تھیں ھشام بن عبدالملک کے پاس گیا تو اس نے کہا، کیا یہ شعر تمہارا نہیں ہے :

لقد علمت وما الاسراف فی خُلُقی	تم جانتے ہو میری عادت حد سے گزرنا نہیں ہے۔
انّ الّذی ھو حظّی سوف یأتینی	جو میرا نصیب ہے مجھے پہنچے گا۔
اسعیٰ لہ فیعنّینی تطلّبہ	میں اسے طلب کرتا ہوں تو تھک جاتا ہوں۔
ولو قعدتُ اتانی لا یعنّینی	اگر گھر بیٹھا رہتا تو بے مشقت پہنچ جاتا۔

اس نے کہا جی ہاں۔ عبدالملک نے کہا تو پھر کیوں تشریف لائے۔ وہ بولا اچھا میں بھی دیکھے لیتا ہوں اور وہاں سے

فوراً چلا گیا، ھشام کو اس امر کی اطلاع ملی تو فوراً پیچھے پیچھے انعام بھیجا۔ کہتا ہے :

قالتْ وابثثتُها وجدی فبحتُ بہٖ — میں نے محبت کا اظہار کیا تو وہ کہنے لگی

قد کنتَ عندی تحبُّ السترفاستترِ — تو چھپاتا تھا تو چھپائے رکھ

الستَ تبصرمن حولی فقلتُ لھا — کیا دیکھتا نہیں کہ لوگ میرے اردگرد ہیں تو

غطّی ھواكِ وماالقیٰ علی بصری — میں نے کہا تیری محبت نے اندھا کر دیا ہے۔

ایک عورت اس سے ملاقات کرنے آئی اور کہنے لگی، تو ہی ہے جسے لوگ فصالح کہتے ہیں حالانکہ تو یہ شعر کہتا ہے :

اذا وجدتُ اُوار الحبّ فی کبدی — جب حرارت عشق جگر میں پاتا ہوں تو

عمدتُ نحو سقاءِ القومِ ابتردُ — قوم کے سقاوہ کی طرف ٹھنڈک حاصل کرنے جاتا ہوں

ھذا بردتُ ببردِ الماءِ ظاھرہٗ — پانی سے ظاہری آگ تو بجھ گئی۔

فمَنْ لنارٍ علی الاحشاءِ تتّقدُ — مگر اندرونی آگ کو کون بجھائیگا۔

کہنے لگی بخدا نیک آدمی تو یہ شعر نہیں کہہ سکتا۔ یہ شعر بھی اسی کا ہے :

یا دیارَ الحیّ بالاجمہْ — اے قبیلے کے گھر جو جھاڑی میں ہو

لم تبین دارُھا کلمہْ — معشوقہ کا گھر اس سے بولتا نہیں۔

یہ شعر اسی کا ہے اور واضح اللحن ہے۔

الکُمیت :-

وہ ابن زید الاسدی ہے، کنیت ابو المستھل ہے، خلف الاحمر کہتا ہے میں نے کمیت کو کوفہ کی مسجد میں بچے پڑھاتے دیکھا۔ یہ شعر بتکلف کہتا تھا، اور چوری بہت کرتا تھا، امرئ القیس کہتا ہے :

قفْ بالدیار وقوف عابسْ — غمگینوں کی طرح دیار حبیب پر ٹھہر۔

وتأیّ انّك غیر آیسْ — ٹھہر تو کوئی مایوس تو نہیں ہے۔

ما ذا علیكَ من الوقو — کیا حرج مٹے ہوئے

فِ بھامدی الطّللینِ دارسْ — آثار دیار پر ٹھہرنے میں

درجتُ علیھا الرائحا | جن پر صبح و مساکی
تُ الغادیاتُ من الرّوامسْ | مٹا دینے والی ہوائیں چلیں

کمیت کہتا ہے : ؎

قفْ بالدّیارِ وقوفَ زائرْ | ٹھہر جا آثارِ دیار پر ایک زائر کی طرح
و تأنیِّ انّكَ غیر صاغرْ | تُو کوئی حقیر تو نہیں ہے ۔
ماذا علیكَ من الوقو | کیا ہرج ہے ٹھہرنے میں
فِ بھا مدی الطللینِ داثرْ | شکستہ آثارِ دیار پر

اس طرح تمام اشعار چلے گئے ہیں صرف قافیہ بدلا ہوا ہے۔ فرزدق شعر پڑھ رہا تھا۔ کمیت ابھی چھوٹا تھا وہ سننے لگا تو فرزدق نے کہا لڑکے کیا تجھے یہ اچھّا لگتا ہے کہ مَیں تیرا باپ ہوتا۔ کمیت نے کہا باپ سے تو میں تبادلہ نہیں چاہتا ہاں میں آپ کو اپنی ماں بنانے میں خوش ہوں۔ فرزدق لاجواب ہو گیا اور کہنے لگا اس جیسا موقعہ کبھی پیش نہیں آیا۔
حضور علیہ السّلام کے بارے میں اس کے یہ شعر پسند کئے گئے ہیں : ؎

یقولون لم یورثْ ولولا تراثہٗ | کہتے ہیں اس کا کوئی وارث نہیں اگر وراثت نہ ہوتی تو خلافت
لقد شارکتْ فیہ بکیلٌ وارحبُ | میں بکیل اور ارحب بھی شریک ہوتے (ہمدان کے قبیلے)
ولاانتثلتْ عضوینِ منھا یحابرٌ | اور یحابر بھی حِصّہ پاتے ۔
وکان لعبدالقیس عضوٌ مؤرّبٌ | اور عبد القیس بھی حظ وافر لیتے ۔
فانْ ھیَ لم تصلح لحیٍّ سواھمُ | اگر وہ کسی اور قبیلہ کے لئے نہیں تھی
اذًا فذووالقربیٰ احقُّ واقربُ | تو قرابت والے زیادہ مستحق ہیں ۔
فیالكَ امرًا قدتشتّتْ جموعہٗ | افسوس ہے معاملہ کس قدر سخت ہو گیا ہے ۔
ودنیا اریٰ اسبابھا تتقضّبُ | اور دُنیا کے اسباب منقطع ہونے والے ہیں ۔
تبدّلتِ الاشرارُ بعدخیارِھا | اچھّوں کی جگہ بُروں نے لے لی
وجدّ بھا من امّۃٍ وھی تلعبُ[ؔلہ] | اور اُمت غفلت میں ہے ۔

اس کے عمدہ اشعار یہ ہیں : ؎

لہ یہ شعر کمیت کا نہیں معلوم ہوتا الحاقی ہے، کیونکہ ھاشمیات میں نہیں ہے ۔

الا لا اری الایام یقضی عجیبها | لطولٍ ولا الاحداثُ تفنی خطوبها
ولا عَبَنُ الایام یعرف بعضها | ببعضٍ من الاقوام الّا لبیبها
ولم ار قولَ المرءِ الا کنبلہٖ | لہٗ وبہٖ مہرٌ ومہا ومصیبہا
وما غیّب الاقوام عن مثلِ خطّۃٍ | تغیّب عنہا یوم قیلت اریبُہا
واجہل جہل القوم ما فی عدوّہم | وارادأ احلام الرجال عزوبہا
وما غبن الاقوام مثل عقولہم | ولا مثلہا کسبًا افاد کسوبُہا
وہل یعدونّ بین الحبیب فراقہٗ | نعم داءُ نفسٍ ان یبین حبیبہا
ولکنّ صبرًا عن اخٍ لک صابرٍ | عزاءٌ اذا ما النفس حنّ طروبُہا
رأیتُ عذاب الماء ان حیل دونہا | کفاک لما لابدّ منہ شروبُہا
ولو لم یکنْ الا الاسنّۃُ مرکبٌ | فلا رأی للمحمولِ الّا رکوبُہا

الطرمّاح :-

وہ ابن حکیم قبیلۂ طی سے ہے کنیت ابو نفر ہے۔ اس کا دادا قیس بن جحدر تھا۔ جسے بنو جفنہ کے کسی بادشاہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ حاتم طائی گیا اور اس کو بطور عطیہ طلب کیا اور یہ شعر کہے : ؎

فککت عدیًّا کلّہا من اسارِہا | تو نے تمام بنی عدی کو قید سے چھڑا لیا
فافضلْ وشفّعنی بقیس بن جحدرٍ | قیس بن جحدر کو میری سفارش سے چھوڑ دے۔
ابوہ ابی والامُّ من امّہاتنا | اس کے ماں باپ اور میرے ماں باپ ایک ہیں
فانعمْ فدتْک الیوم نفسی ومعشری | احسان کر میں اور میرا خاندان تجھ پر قربان

طرماح کہتا ہے : ؎

تمیمٌ بطرقِ اللّؤم اہدیٰ من القطا | تمیم دنایت کی طرف خوب ہدایت پاتے ہیں
ولو سلکتْ سبلَ المکارمِ ضلّت | اور بزرگیوں کی راہ نہیں چل سکتے۔
فخرتَ بیومٍ لم یکنْ لک فخرہٗ | ایسے دن پہ فخر کرتے ہیں جس پر فخر کا انھیں حق نہیں

وقد نهلت منه الرماحُ وعلّت — اس دن تو نیزے ان سے خوب سیراب ہوئے تھے۔

کفخر الاماءِ الرائحاتِ عشیّۃً — جیسے باندیاں فخر کرتی ہیں

برقم حدوجِ الحیّ لما استقلّت[1] — قبیلوں کے محملوں کے نقش و نگار پر

کہتا ہے: ؎

لاعزّ نصرُ امریءٍ امسیٰ لہٗ فرسٌ — علیٰ تمیمٍ یرید النصر من احدٖ

لوحانَ وردُ تمیمٍ ثمّ قیل لہا — حوضُ الرسول علیہ الأزدُ لم ترِدِ

او انزل اللّٰہ وحیًا ان یعذّبہا — ان لم تعدْ لقتال الأزدِ لم تعدِ

وکلّ یومٍ اباد الدھر اثلتہٗ — ولؤم ضبّۃَ لم ینقص ولم یزدِ

قومٌ اقام بدار الذلِّ اوّلُھم — کما اقامتْ علیہ جزمۃُ الوتدِ

فاسئل قضیرۃَ بالمروت ھل شھدت — عسبَ الحطیئۃ بین الکسر والنضدِ

اوکان فی غالبٍ شعرٌ فیشبھہٗ — شعراً بنہٗ فینال الشعر من صددِ

جاءت بہ نطفۃٌ من شرّ ماءِ صریٰ — سیقت الی شرّ وادٍ سیق فی بلدِ

لاتأمننَّ تمیمیًا علی جسدٍ — قد مات مالم تزایلْ اعظمَ الجسدِ

کہتا ہے: ؎

لقد زادنی حبًا لنفسیَ انّنی — مجھے اپنے آپ سے اس لئے زیادہ محبت ہوگئی ہے۔

بغیضٌ الیٰ کلّ امریءٍ غیر طائلِ — کہ بے ہودہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔

اذا ما رآنی قطّعَ الطرفَ دونہٗ — جب وہ مجھے دیکھتے تو آنکھیں چراتا ہے

ودونیَ فعلَ العارفِ المتجاھلِ — جیسے عارف متجاہل کرتا ہے۔

ملأتُ علیہ الارضَ حتّیٰ کأنّھا — میں نے زمین کو اس پر تنگ کردیا ہے۔

من الضیقِ فی عینیہ کِفّۃُ حابلِ — تو وہ جال لگانے والے کی گچھی کی مانند ہوگئی ہے۔

وانّی شقیٌّ باللئامِ ولا تریٰ — میں کمینوں کے نزدیک برا ہوں۔

شقیًا بھم الّا کریم الشمائلِ[2] — اور اچھا آدمی ہی انکی نظروں میں برا ہوتا ہے۔

---

[1] یہ شعر اخطل کے بیان میں گزر چکا ہے۔ [2] یہ شعر ابو تمام نے باب [illegible] میں دیئے ہیں بصرہ کی مسجد میں اکڑتا ہوا جا رہا تھا کسی نے کہا [illegible] تو اس نے یہ شعر کہے۔

خارجی تھا کہتا ہے: ؎

لقد شقيتُ شقاءً لا انقطاعَ لہٗ	میری بدبختی کی کوئی انتہا نہیں
اذ لم انل فوزۃً تنجی من النارِ	کیونکہ جہنم سے نجات کی سبیل نہیں
والنّار لم ينجُ من روعاتِها احدٌ	آگ سے تو وہی بچ سکتا ہے
الّا المنيبُ بقلبِ المخلصِ الشاریٖ	جو مخلص خارجی ہو۔

العجّاج :-

وہ عبداللہ بن رؤبہ ہے بنو مالک بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھا۔ ابو الشعثاء کنیت تھی۔ عجاج اس کے اس شعر کی بنا پر لقب پڑا۔ ؎ "حتّٰی یعج عندھا من عجعجا" اسکے اس قول پر گرفت کی گئی ہے: ؎

کأنّ عينيه من غئورٍ	اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی ایسی لگتی ہیں۔
قلتانِ فی لحدَیْ صفاً منقورٍ	جیسے چٹان میں سوراخ ہوں،
اذاك ام حوجلتا قارورٍ	یا جیسے دو تنگ منہ کی شیشیاں ہوں۔
صُيّرتا بالنفخ والتصییرِ	جو بنائی گئی ہوں،
صلاصل الزیت الی الشّطورِ	جس میں آدھے حصّے تک تیل بھرا ہو۔

حوجلتان شیشیاں، اس نے شیشہ کو مترشح اور ٹپکنے والا ٹھہرایا ہے۔ عجاج کے دو بیٹے تھے رؤبہ اور قنامی۔

رُؤبۃ بن العجّاج :-

ابو عبید اللہ نے کہا کہ میں رؤبہ کے پاس گیا وہ آگ پر چوہے بھون رہا تھا میں نے پوچھا کیا انہیں کھائیگا بولا کیوں نہیں یہ تمہاری مرغیوں سے بہتر ہیں یہ گیہوں اور چھوہارے کھاتے ہیں۔ رؤبہ نے مسلم بن قتیبہ کو گھوڑے کے پاؤں کی تعریف میں یہ شعر سنایا: "یھوین شتّٰی ویقعن وفقا" دوڑتے ہیں علیحدہ علیحدہ مگر پڑتے ہیں ایک ساتھ، تو وہ کہنے لگا: اے ابو الجحاف! آپ نے غلطی کی ہے کیونکہ گھوڑے کو مقید کر دیا۔ کہنے لگا۔ "ادننی من ذنب البعیر" مجھے اونٹ

کی دُم سے قریب کر دیجئے"۔ وہ کہتا ہے اور اس شعر میں اس نے غلطی کی ہے :

کنتم کمن ادخل فی جحرٍ یداً — تم اس شخص کی مانند ہو جو سوراخ میں ہاتھ ڈالے

فاخطأ الافعیٰ ولاقی الاسودا — تو افعی کی بجائے سانپ لپٹ جائے۔

افعی کو اس نے اسود سے چھوٹا قرار دیا ہے۔ حالانکہ افعی ضرر میں بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس کے اس شعر پر بھی اعتراض کیا گیا ہے :

اقفرتِ الوعساءُ والعثاعثُ — ریتلی اور سپید زمینیں ویران ہو گئیں۔

من اھلھا والبرق البرارِثُ — اور نرم اور پتھریلی زمینیں بھی۔

اعتراض یہ ہے کہ لفظ برارث ہے۔ برث کی جمع، نہ کہ براوث۔ برق، سپید اور سیاہ پتھروں والی زمین کو کہتے ہیں۔ اسی جبل ابرق، اور اس کا یہ قول "او فضۃ او ذھب کبریتٌ" (یا چاندی یا کبریت سونا) بھی غلط ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس نے کبریت احمر کا نام سن پایا تو سمجھا کہ وہ سونا ہوتا ہے"۔ اس کا یہ قول عورت کی تشبیب کے بارے میں ناپسند کیا گیا ہے: "یکسین من لُبسِ الثّیاب فیما" (وہ پوستین کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں)۔ فیما پوستین کو کہتے ہیں۔ کہتا ہے :

کأنّ فوقَ النّاصعِ المبطّنِ — من حبراتِ العیش ذی الدّھقنِ

باقاً جرتی فی الرّازقیّ البھمنِ

ابو نخیلہ :-

اس کا نام یعمر ہے، کنیت ابو نخیلہ ہے، کیونکہ وہ ایک کھجور کے نیچے پیدا ہوا تھا۔ بنو حمان بن کعب بن اسد سے ہے۔ کہتا ہے :

انا ابن سعدٍ وتوسّطتُ العجمْ — میں سعد کا بیٹا ہوں اور عجمیوں میں رہا ہوں۔

فانا فیمن شئتَ من خالٍ وعمّ — میرے ماموں اور چچا ایسے ہیں جیسے آپ چاہتے ہیں۔

ایک عورت کے بارے میں اس کے اس قول پر گرفت کی گئی ہے :

بریّۃٌ لم تاکلِ المرقّقا — ولم تذُق من البقولِ الفستُقا

[illegible]

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس نے فستق کا نام سن پایا تو یہ خیال کیا کہ یہ بھی ایک قسم کی سبزی ہے۔ کہتا ہے: ؎

وان بقوم سوّدوك لحاجة — وہ لوگ جنھوں نے تجھے سردار بنایا ہے۔
الی سیّد لو یظفرون بسیّد — اگر کوئی اور مل گیا تو اسے سردار بنا لیں گے۔

ابو النجم العجلی :-

وہ فضل بن قدامہ ہے۔ کوفے کے آس پاس رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے عجاج سے رجز بازی کی۔ عجاج ایک بڑے کوہان والی اونٹنی پر اچھے کپڑے پہنے سوار تھا۔ ابو النجم طلا لگائے ہوئے اونٹ پر سوار تھا اور عبا پہنے ہوئے تھا تو عجاج نے پڑھا:

تذکّر القلب وجهلاً ما ذکر — دل نے یاد کیا اور یہ اس کی نادانی تھی

حتی کہ وہ اس قول تک پہنچا: ؎

انّی وکلّ شاعر من البشر — شیطانه انثیٰ وشیطانی ذکر
فما رآنی شاعر الّا استتر — فعل نجوم اللیل عاین القمر
عشّی تمیمٌ واصغری فیمن صغر — وباشری الذلّ واعطی من عشر
واسری اذ انثی علیك الذکر

ابھی وہ یہ شعر پڑھ ہی رہا تھا کہ ابو النجم کے اونٹ نے عجاج کی اونٹنی پر حملہ کر دیا۔ تو لوگ ہنستے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے (شیطانه انثیٰ وشیطانی ذکر اس کا شیطان مؤنث اور میرا مذکر ہے)۔ ابو النجم نے ہشام بن عبد الملک کو یہ رجز سنائی "الحمد للّٰہ الوهوب المجزل" (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو کثیر بخشش والا ہے) یہ اہل عرب کی سب سے عمدہ رجز ہے۔ ہشام بیٹھے طور پر تالیاں بجاتا جاتا تھا حتی کہ وہ توصیف شمس کے اس شعر تک پہنچا:

حتّی اذا الشمس جلاها المجتلی — حتی کہ جب سورج دکھائی دے
بین سماطی شفقٍ مُرعبلِ — پھٹی ہوئی شفق کے درمیان
فهی علی الافق کعین الاحول — اور افق پر بھینگے کی آنکھ کی مانند ہو
صغواء قد کادت ولمّا تفعل — جھکا ہوا کہ وہ ابھی غروب نہ ہوا ہو

تو اس نے اس کی آنکھ پھوڑنے کا حکم دیا اور اسے نکلوا دیا کیونکہ ہشام احول (بھینگا) تھا۔ ۔۔۔

چچا سے روایت کرتا ہے وہ ابو النجم سے روایت کرتا ہے کہ ہشام ہمیشہ گھوڑ دوڑ میں سبقت لے جاتا تھا۔ کوئی اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ ایک دن ایک گھوڑی پر سوار ہو کر سبقت لے گیا۔ سیکنڈ اس گھوڑی کا بچہ تھا تو کہنے لگا شعراء کو بلاؤ۔ چنانچہ لوگ آئے قصیدہ کہنے والوں نے کہا ہمیں مہلت دیجئے تا کہ ہم کچھ کہہ سکیں۔ تو میں نے کہا کیا آپ کو کسی ایسے شخص کی ضرورت ہے جو نقد پیش کرے۔ جبکہ دوسرے ادھار پیش کرینگے ہشام بولا کیوں نہیں تو میں نے یہ شعر سنائے۔

اشاعَ للغرّاءِ فینا ذکرھا — قوائمُ عوجٍ اطعنَ امرَھا

وما نسینا بالطریق مھرَھا — حین نفیس قدرۃ وقدرھا

وضُبُرۃ اذ أوعشا وضبرھا — والماءُ یعلو نحرہ ونحرھا

ملمومۃٌ شد الملیکُ سرھا — اسفلھا وبطنھا وظھرُھا

قد کان ھادیھا یکونُ شطرھا — لا تاخذِ الحلبۃُ اِلاّ سؤرھا

کہتا ہے :

قد کان ظلامۃُ اختُ اشیانِ	گویا ظلامۃ اشیان کی بہن۔
یتیمۃٌ ووالداھا حیّانِ	یتیم ہے حالانکہ اسکے ماں باپ زندہ ہیں۔
اَلجیدُ منھا عطلٌ والاذنانِ	اس کی گردن، کان اور پاؤں بے زیور ہیں۔
ولیس للرّجلین اِلاّ خیطانِ	پاؤں میں دو دھاگے بندھے ہیں۔
وفضّۃٍ قد شیطتھا للنیرانِ	اور ایک چاندی کا ٹکڑا ہے جسے آگ نے پگھلایا ہے
تلک التی یضحکُ منھا الشیطانُ	جس پہ شیطان بھی ہنستا ہے۔

دکین الراجز

وہ دکین بن رجاء بنو فقیم سے ہے۔ دکین کہتا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تعریف کی۔ وہ اس زمانہ میں مدینہ کے گورنر تھے تو انہوں نے مجھے پندرہ اعلیٰ درجہ کی جفاکش اونٹنیاں دیں مجھے ڈر رہا کہ اگر ان کو لے گیا تو کہیں یہ منتشر نہ ہو جائیں۔ بیچنا مجھے گوارا نہ ہوا کچھ مضری دوست آگئے میں نے کہا مجھے ساتھ لے چلو۔ انہوں نے کہا اگر اسی شب چلو تو چلو۔ میں نے کہا ابھی تک میں نے امیر کو الوداع نہیں کہا اور یہ بات نہایت ضروری ہے۔ وہ بولے امیر تو رات کے

آنے والوں کو روکتا نہیں۔ چنانچہ میں گیا۔ اجازت طلب کی اس نے اجازت دی میں اندر گیا تو دو بوڑھے بیٹھے تھے جنہیں میں پہچانتا نہ تھا۔ میں نے امیر کو الوداع کہی تو وہ کہنے لگے۔ اے دکین میرا نفس بڑا شوقین ہے اگر اس سے بڑے مرتبے پر پہنچ گیا تو تجھے اس سے زیادہ دونگا۔ تو میں نے عرض کیا میں آپ ہی کو آپ کی بات پر گواہ بناتا ہوں فرمایا اللہ گواہ ہے۔ میں نے عرض کیا اور مخلوق میں سے کون گواہ ہے؟ فرمایا یہ دونوں بوڑھے۔ میں ان میں سے ایک کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپ کی تعریف؟ انہوں نے کہا میں سالم بن عبداللہ ہوں۔ میں نے کہا آپ کا نام معلوم کرنا چاہتا تھا پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوا پوچھا آپ کون؟ بولا میں ابویحییٰ امیر کا مولیٰ ہوں۔ چنانچہ میں وہاں سے چلا آیا اور اونٹنیاں ساتھ لے آیا۔ اللہ نے ان میں اسقدر برکت دی کہ میں اونٹوں اور غلاموں کا مالک ہو گیا۔ میں صحرائے فلج میں تھا۔ کہ اطلاع ملی کہ سلیمان بن عبدالملک فوت ہو گیا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اسکے بعد کون خلیفہ بنا ہے۔ لوگوں نے کہا عمر بن عبدالعزیز یہ سنتے ہی میں انکی طرف چلا تو راہ میں جریر انکے پاس سے لوٹتے ہوئے ملا۔ میں نے پوچھا اے ابوحرزہ کہاں سے؟ کہنے لگا اس شخص کے پاس سے جو شعراء کو نہیں دیتا۔ فقیروں کو دیتا ہے ہاں مسافروں کو بھی دیتا ہے۔ چنانچہ میں پہنچا تو وہ گھر کے صحن میں بیٹھے تھے، لوگ ارد گرد جمع تھے۔ میں نے پکار کر یہ شعر پڑھے: ؎

یا عمر الخیراتِ والکرائم	اے عمر بخششوں والے
وعُمر الدسائع العظائم	اور بڑے بڑے انعام والے
انّی امرؤٌ من قُطن بن دارم	میں قطن ابن دارم سے ہوں۔
اطلبُ دَینی من اخٍ مکارم	شریف بھائی سے قرض طلب کرنے آیا ہوں۔
اذ تنتجی واللہ غیر نائم	جب آپ باتیں کر رہے تھے اللہ تو سوتا نہیں۔
فی ظُلمۃ اللیل ولیلٍ عاتم	اور تاریک رات تھی۔
عندَ ابی یحییٰ وعند سالم	ابویحییٰ اور سالم کے پاس۔

ابویحییٰ کھڑے ہوئے اور کہا امیر المومنین میں اس بدّو کا گواہ ہوں انھوں نے فرمایا میں اسے پہچانتا ہوں۔ اے دکین قریب آ بات وہی ہے جو میں نے کہی تھی کہ میرا نفس بڑا شوقین ہے جو کچھ بھی دنیا سے پایا تو زیادہ کی طرف مشتاق ہوا اب میں نے انتہائی دنیا پالی تو نفس آخرت کا مشتاق ہو گیا۔ میں لوگوں کے مالوں میں سے تو تجھے کچھ دے نہیں سکتا خود میرے پاس صرف دو ہزار درہم ہیں ان میں سے آدھے تو لے لے۔ چنانچہ آدھوں کا حکم صادر کر دیا۔ بخدا ان ہزار میں بڑی برکت ہوئی۔ دکین کہتا ہے: ؎

اذا المرء لم یدنس من اللؤم عرضہٗ — جب آدمی کی آبرو کمینہ پن سے میلی نہ ہو۔
فکلّ رداءٍ یرتدیہِ جمیلٌ — تو جو چادر بھی وہ اوڑھ لے زیبا ہے۔
وان ہو لم یصلح عن اللّؤمِ نفسہٗ — اگر اپنے نفس کو کمینگی سے نہیں روکتا۔
فلیس الی حسن الثناءِ سبیلٌ — تو حسنِ ثناء کی طرف راہ نہیں۔

الاغلب الراجز:۔

وہ اغلب بن جشم بن سعد عجلی ہے کہتا ہے "انّ سرّک العزُّ فجحاجحُ بجشم ای انت بحجاج منہم"۔ بعضے کہتے ہیں یہ قول جشم بن الخزرج کے بارے میں ہے، وہ جاہلی اسلامی ہے۔ نہاوند میں قتل ہوا سب سے پہلا شاعر ہے جس نے بڑی بڑی رجزیں لکھنا شروع کیں۔ اس سے پیشتر تو لوگ ایک دو بیت مفاخرت اور ہجاجات کے وقت کہہ لیتے تھے۔ عجّاج نے اس کا ذکر کیا ہے۔ کہتا ہے:۔

انّی انا الاغلبُ اضحیٰ قد نشر — میں اغلب ہوں گویا اس نے دوبارہ جنم لیا ہے۔

ابو دہبل جمحی:۔

وہ وہب بن ربیعہ ہے، اچھّا شاعر تھا، اس کے اکثر شعر عبداللہ بن عبدالرحمٰن الازرق والیٔ یمن کی تعریف میں ہیں، اسی کے بارے میں کہتا ہے:۔

تحملہ الناقۃ الادماءُ معتجراً — وہ ناقہ پر چادر میں لپٹا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے
بالبردِ کالبدر جلّی حندس الظلم — جیسے چودھویں کا چاند تاریکیوں میں۔
وکیف انساک لا نعماک واحدۃٌ — میں تجھے کیسے بھول سکتا ہوں تیری کوئی ایک نعمت تو نہیں
عندی، ولا بالذی اولیت من قدمٖ — ہے، نہ یہ احسانات پرانے پڑنے والے ہیں

اس کے پاس ایک ایسی اونٹنی تھی جس کے برابر اس وقت کوئی اونٹنی تیز رفتار نہ تھی اسی کے بارے میں کہتا ہے:۔

خرجتُ بہا من بطنِ مکّۃ بعدما — میں مکّہ سے اس پر سوار ہو کر:۔

أصات المنادي بالصلوٰة فأعتما — عشار کی نماز کے بعد چلا۔

فما نام من راعٍ ولا ارتدّ سامرٌ — ابھی چرواہے اور قصہ گو نہ سوئے تھے۔

من الناس حتّٰی جاوزت بي يلملما — کہ وہ یلملم سے پار ہو گئی۔

وما ذرّ قرن الشمس حتّٰی تبيّنت — اور ابھی سورج بھی طلوع ہوا تھا

بعليب نخلاً قائماً ومجثّما — کہ وہ علیب میں پہنچ گئی۔

ایک عورت جس کا نام عمرہ تھا، وہ اس پہ عاشق تھا اور اسی کے ساتھ تشبیب کیا کرتا تھا اسی کے بارے میں کہتا ہے:

تطاول هذا الليل ما يتبلّج — یہ رات طویل ہو گئی صبح نہیں ہوتی

وأعيت حواشي الهمّ ما تتفرّج — اور غم کے بادل نہیں چھٹتے۔

وبتّ مبيتاً ما أنام كأنّما — میں بے سوئے رات گزار رہا ہوں۔

خلال ضلوعي جمرةٌ تتوهّج — گویا میری پسلیوں میں انگارہ شعلہ زن ہے

فطوراً أُمنّي النفس في عمرة المنا — کبھی میں دل کو آرزوؤں سے بہلاتا ہوں

وطوراً اذا ما لجّ بي الحزن انشج — اور کبھی غم سے رونے لگتا ہوں۔

وقد قطع الواشون ما كان بيننا — چغلخوروں نے ہمارے تعلقات منقطع کر دیئے۔

ونحن الى ان يوصل الحبل احوج — حالانکہ ہم تعلقات بنانے کے زیادہ حاجتمند تھے۔

رأوا عورةً فاستقبلوها بألبهم — وہ سب مل کر ہمارے مخالف ہو گئے۔

فراموا على ما لا نحبّ وادلجوا — اور ناپسندیدہ باتیں کرنے لگے۔

فكانوا أُناساً كنت آمن غيبهم — میں تو ان سے بے خوف تھا۔

فلم يُنبهم حلمٌ ولم يتحرّجوا — مگر ان کی عقلوں نے انہیں نہ روکا۔

فليت كوانينا من اهلي واهلها — کاش میرے اور اس کے گھر والے بانوقی بھیری

باجمعهم في لجّة البحر لجّجوا — سب کے سب سمندر کی نذر ہو جاتے۔

فهم منعونا ما نحبّ واوقدوا — انہوں نے ہمیں محبت سے روک دیا اور جدائی کی آگ

علينا وشبّوا نار صرمٍ تأجّج — روشن کر دی جو بھڑکتی ہے۔

ولو تركونا لاهتدى الله امرهم — اگر وہ ایسا نہ کرتے ...

ولم یلحموا قولاً من الشرّ ینسج	اور خواہ مخواہ افترا پردازیاں نہ کرتے ۔
لاوشك صرفُ الدھرِ تفریقَ بیننا	تب بھی زمانہ ہمیں جدا کر دیتا ۔
ولا یستقیم الدھرُ والدھر اعوجُ	زمانہ تو کبھی سیدھا چلتا ہی نہیں
عسٰی کربۃٌ امسیتُ فیھا مقیمۃ	کاش یہ مصیبت ختم ہو جائے ۔
یکون لنا منھا خلاصٌ و مخرجُ	اور ہمیں اس سے خلاصی مل جائے ۔
وانّی لمحزونٌ عشیۃَ جئتُھا	مجھے بڑا صدمہ ہے کہ جس رات میں اسکے پاس گیا اور عادیہ
وکنتُ اذا ما زُرتُھا لا اعرّجُ	تھی کہ جب میں جاتا تھا تو دیر تک نہ ٹھہرتا تھا ۔
فلمّا التقینا لجلجت فی حدیثھا	تو جب ہم ملے تو وہ گڑبڑ باتیں کرنے لگی ۔
ومن آیۃِ الصّرمِ الحدیثُ الملجلجُ	گھبرائی گھبرائی باتیں کرنا فراق کی نشانی ہے ۔

عدی بن الرِّقاع :-

وہ عاملۂ قضاعہ سے ہے۔ شام میں فروکش تھا، اچھّا شاعر تھا۔ ہرنی اور اس کے بچّے کی سب سے عمدہ توصیف اس نے کی ہے : ؎

تُزجِی اَغنَّ کأنّ اِبرۃَ روقہٖ	وُہ ہرنی ہنکاتی ہے ایک ایسے بچے کو جو ناک میں بولتا ہے
قلمٌ اصابَ من الدواۃِ مِدادَھا	اور جسکے سینگ کی سوئی گویا قلم ہے جس پر روشنائی لگی ہو۔

کچھ لوگ اس کے پاس ہجو بازی کیلئے آئے دریافت کیا گیا کہ گھر ہیں؟ تو اسکی لڑکی نکلی اور کہا : ؎

تجمّعتم من کلّ اَوبٍ و منزلٍ	ہر طرف سے تم جمع ہو کر ایک کے مقابلہ کیلئے آئے ہو۔
علٰی واحدٍ لا زلتم قِرنَ واحدٍ	خدا کرے تم سدا ایک ہی کے دوست رہو۔

یہ سُن کر وہ واپس ہو گئے اور ہجو بازی نہ کی۔ کہتا ہے : ؎

لو ثوٰی لا یَریمُھا الفَ حولٍ	اگر وُہ اسکے پاس ہزار سال بھی ٹھہرے تو جدا نہ ہو۔
لم یطُل عندھا علیہ الثواءُ	اور نہ اس کو ٹھہرنا برا معلوم ہو
أھواھا یشقّہٗ ام اُعیرتُ	آیا اسکی محبت اسے بلا کر رہی ہے یا اسے کوئی عجیب غریب

منظراً غیر ما أعیر النساء	چہرہ عطا ہوا ہے۔ جو دوسری عورتوں کو نہیں ملا

کہتا ہے : ؎

کأنّها وسط النساء أعارها	عورتوں کے بیچ وہ ایسی لگتی ہے
عینیہ احور من جاذر جاسم	گویا جاسم کے ہرنوں نے اسے آنکھیں دیدی ہیں
وسنان اقصدہ النعاس فرنّقت	آنکھوں میں اونگھ سی بھری رہتی ہے۔
فی طرفہ سنۃ ولیس بنائم	نیند تو آئی مگر وہ سوئی نہیں۔

عُروہ بن حِزام :-

وہ بنو عذرہ سے ہے، عرب کے مشہور عشاق سے ہے، عفرا اسکی حبیبہ ہے۔ دونوں ساتھ پلے بڑھے تھے، اس نے چچا سے کہا مجھ سے شادی کر دے۔ وہ ٹال مٹول کرتا رہا حتیٰ کہ عروہ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام کی طرف چلا گیا۔ اس کے دوسرے چچا زاد نے پیام دیا تو باپ نے اس کے ساتھ شادی کر دی وہ اپنے شہر بلقا لے گیا۔ عروہ لوٹا جب تبوک پہنچا تو کچھ لوگ مدینہ کی طرف سے آتے دکھائی دیئے ان میں سرخ اونٹ پر ایک عورت سوار تھی وہ اپنے دوستوں سے کہنے لگا، یہ تو عفرا جیسی ہے۔ وہ کہنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے، تو اسی کو یاد کئے جاتا ہے، مگر جب اس نے عفرا کو پہچان لیا تو ہکا بکا رہ گیا اور خاموش کھڑا رہا جب وہ دور نکل گئی تو یہ شعر کہے : ؎

وانّی لتعرونی لذکراک روعۃ	تیری یاد سے ایک کپکپی طاری ہو جاتی ہے
لھا بین جلدی والعظام دبیب	جو کھال اور ہڈیوں میں جاری ساری ہے
وما ھو الّا ان اراھا فجاءۃً	بس یہی چاہتا ہوں کہ میں اسے اچانک دیکھوں۔
فابھت حتّٰی ما اکاد اُجیب	اور حیران رہ جاؤں کہ بول نہ سکوں۔
واصرف عن رأیی الذی کنت ارتئی	اور اپنی رائے سے باز آؤں۔
وانسی الذی عددت حتّٰی تغیب	اور سب کچھ بھول جاؤں حتی کہ وہ غائب ہو جائے۔
ویظھر قلبی عذرھا فیعینھا	میرا دل کہتا ہے کہ وہ معذور ہے اور میرے خلاف اسکی
علیّ ومالی فی الفؤاد نصیب	تائید کرتا ہے۔ تو دل پر بھی اپنا اختیار نہیں رہا۔

وقد علمت نفسی مکان شفاءِها — دل نے دیکھ لیا کہ اس کی دواء قریب ہے۔
قریبًا وھل ما لا ینال قریبُ — مگر جو ہاتھ نہ آسکے وہ کیا قریب۔
لئن کان بردُ الماء ابیض صافیًا — اگر صاف ٹھنڈا پانی مجھے محبُوب ہے
الیّ حبیبًا اِنّھا لحبیبُ — تو بخدا وہ بھی مجھے محبُوب ہے

پھر اسے سل کی بیماری لگ گئی اور سوکھ کر کانٹا ہوگیا۔ کسی نے کہا وہ مسحور ہے کوئی بولا جن لپٹ گئے ہیں۔ یمامہ میں ایک طبیب تھا جس کا نام سالم تھا، گھر والے اس کے پاس لے گئے۔ اس نے دوائیں پلائیں پر کچھ فائدہ نہ ہوا حجر میں ایک طبیب تھا۔ اس کے پاس لے گئے اس کا علاج بھی سودمند نہ ہوا۔ تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

جعلتُ لعرّافِ الیمامۃِ حکمۃً — اگر یمامہ اور حجر کا سیانا مجھے آرام دے دیتا
وعرّاف حجرانُ ھما شفیانی — تو میں سمجھتا کہ وہ دونوں حکیم ہیں۔
فما ترکا من حیلۃٍ یعلمانِھا — ان دونوں نے کوئی بھی حیلہ نہیں چھوڑا
ولا سلوۃٍ الا بھا سقیانی — اور نہ کوئی تعویذ، جو مجھے پلایا نہ ہو۔
فقالا شفاک اللہ واللہ مالنا — وہ بولے اللہ تجھے شفا دے، بخدا
بما حملتْ منک الضلوعُ یدانِ — تیری بیماری تالے بس کی تو ہے نہیں۔

اسی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

الا یا غرابَی دِمنۃِ الدار فاخبرا — اے معشوقہ کے آثار دیار کے کوّو یہ بتاؤ کیا تم
أبالبینِ من عفراءَ تنتحیانِ — مجھے عفراء کی جدائی کی خبر دے رہے ہو؟
فان کان حقًا ما تقولان فانھضا — اگر یہ سچ ہے تو آؤ اور میرے گوشت کو
بلحمی الی وکریکما فکلانی — اپنے آشیانہ میں لے جاؤ اور مجھے کھالو۔

نعمان بن بشیر کہتا ہے کہ مجھے حضرت معاویہؓ نے بنو عذرہ کی طرف صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا جب میں اُدھر سے واپس لوٹا، تو میں نے ایک گھر دیکھا جہاں اور کوئی گھر نہ تھا۔ ایک شخص اس کے صحن میں بیٹھا تھا جس پر ہڈی اور چمڑے کے سوا کچھ نہ تھا جب اس نے میری آہٹ سُنی تو یہ شعر پڑھے: ؎

وعینانِ ما اوفیتُ نشزًا فتنظرا — جب بھی آنکھیں اُٹھاتا ہوں۔
بماقَیھِما الا ھما تکِفانِ — تو دونوں بہہ پڑتی ہیں۔

ان نبتدر غایۃً یوماً لمکرمۃٍ — اگر کسی فضیلت کی طرف سبقت کی جائے
تلقَ السوابقَ منّا و المصلّینا — تو اوّل و دوم ہم میں سے ہوگا
بیضٌ مفارقُنا تغلی مراجلُنا — ہماری مانگ سپید ہے، ہماری ہانڈیاں جوش مارتی ہیں
نأسو باموالنا آثار ایدینا — ہم مالوں کے ذریعہ اپنے ہاتھوں کے اثرات کو مٹا دیتے ہیں۔
انّا لمن معشرٍ افنیٰ اوائلَهم — میں اس گروہ سے ہوں جس کے اسلاف کو بہادروں
قولُ الکماۃِ الا این المحامونا — کی فریاد نے مار دیا کہ کون ہمارا حمایتی ہے
لو کان فی الالفِ منّا واحدٌ فدعوا — اگر ہزار میں ہمارا ایک ہو اور وہ پکاریں کہ کون جری بان
من عاطفٌ خالهم ایاہ یعنونا — ہے تو وہ یہی خیال کرے گا کہ مجھے مراد لیتے ہیں۔
ولیس یُقتلُ منا سیّدٌ ابدا — ہم میں سے جب بھی کوئی سردار مرتا ہے
الا افتلینا غلاماً سیّداً فینا — تو ایک سردار بچے کا دودھ ہم چھڑاتے ہیں۔

کہتا ہے: ؎

ویومٍ کانّ المصطلین بحرّہٖ — اور بعض دن کہ اس میں تاپنے والے
وان لم تکن نارٌ وقوفٌ علی جمرٍ — گویا انگاروں پر کھڑے تھے گو وہاں آگ نہ تھی۔
صبرنا لها حتی تبوخَ وانّما — ہم نے صبر کیا حتیٰ کہ وہ آگ بجھ گئی
تفرّجَ ایامُ الکریهۃِ بالصبرِ — ایام جنگ میں صبر ہی کام آتا ہے۔

ابو الغول :-

وہ علباء بن جوشن ہے۔ بنو قطن بن نہشل سے ہے، اچھا شاعر تھا۔ کہتا ہے: ؎

وسوءۃٍ یکثر الشیطان ان ذکرت — بہت سی برائیاں ایسی ہیں کہ اگر ان کا ذکر کیا جائے
منها التعجّب جاءت من سلیمانا — تو شیطان کو بھی تعجب ہو۔ اور کبھی سلیمان نے
لا تعجبنّ لخیرٍ جاء من بیدہٖ — اس بھلائی پر تعجب نہ کرو جو اس سے ہوئی
فالکوکب النحس لیسقی الارض احیانا — کبھی منحوس ستارہ بھی زمین کو سیراب کر دیتا ہے

۱؎ یہ شعر باب الحماسہ کے شروع میں ابو تمام نے دیے ہیں اور بعض بنی قیس بن ثعلبہ کی طرف منسوب کئے ہیں

کہتا ہے: ؎

ولا یجزون من خیرٍ بشرٍ	وہ بھلائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے
ولا یجزون من غلظٍ بلین	اور سختی کا نرمی سے نہیں دیتے۔
ھم منعوا حمی الوقبیٰ بضربٍ	انھوں نے ہی وقبیٰ کے باڑے کی حفاظت کی
یؤلف بین اشتاتِ المنون	ایسی شمشیر زنی سے جس نے کشتوں کے پشتے لگادیئے
فنکّب عنھم درء الاعادی	لہٰذا دشمن کی مدافعت ختم ہوگئی۔
وداووا بالجنون من الجنون	انھوں نے جنوں کا علاج جنوں سے کیا۔

الاعور الشنّی :-

وہ بشر بن منقذ بن عبد القیس ہے۔ اچھا شاعر تھا، اسکے دو بیٹے جہم اور جہیم شاعر تھے، منذر بن جارود کو حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے اصطخر کا گورنر بنایا تھا۔ تو اس نے کوئی ایک لاکھ کی جاگیر بن کر دیں حضرت علی رضی نے اسے قید کرلیا۔ صعصعہ بن صوحان العبدی نے اسکی ضمانت دی تو اعور نے یہ شعر کہے: ؎

الا سألت بنی الجارود ایّ فتیً	بنو جارود سے پوچھو کہ
عند الشفاعة والباب ابن صوحانا	ابن صوحان کیسا سفارشی ہے۔
ھل کان الّا کامٍّ ارضعت ولدا	مگر وہ اس ماں کی مانند ہوگیا جس نے بچے کو دودھ پلایا
عُقّت فلم تجز بالاحسان احسانا	اور اس بچے نے ماں کی نافرمانی کی لہٰذا ماں کو احسان کا بدلہ احسان نہ ملا
لا تأمنن امرأ خان امرءًا ابداً	جس آدمی نے کسی کے ساتھ خیانت کی ہو اس پر اعتماد نہ کرو
انّ من الناس ذا وجھین خوّانا	لوگوں میں بہت سے دو رو اور خائن ہیں۔

کہتا ہے: ؎

لقد علمت عُمیرةُ انّ جاری	عمیرہ کو معلوم ہے کہ میرا پڑوسی
اذا ضنّ المثمّر من عیالی	میری اولاد کی مانند ہے جبکہ مالدار بخل کریں۔
وانی لا اضنّ علی ابن عمی	میں چچازاد کے ساتھ بخل نہیں کرتا۔

؎ ابو تمام نے باب الحماسہ میں یہ تیسرا شعر دیا ہے۔ وہاں اس نے سات شعر دیئے ہیں۔

بتصری فی الخطوب لا نوالی　　نہ مصائب میں امداد سے نہ عطیات سے۔
ولست بقائلٍ قولاً لاحظی　　میں بڑائی کے لئے کوئی ایسی بات نہیں کہتا۔
بامرٍ لا تصدّقہ فعالی　　جو میں نہ کرتا ہوں۔
وما التقصیر قد علمت معدٌّ　　کوتاہی اور کمینہ پن میری عادت نہیں۔
واسباب الدنیئۃ من خلالی　　جیسا کہ قبیلۂ معد کو معلوم ہے۔
واکرم ما تکون علیّ نفسی　　میں اس وقت سب سے زیادہ شریف ہوتا ہوں
اذا ما قلّ فی اللزبات مالی　　جب کہ مصائب میں میرے پاس مال نہ ہو
فتحسن صورتی واصون عرضی　　میری صورت و سیرت دونوں زیبا بنتے ہیں۔
وتجمل عند اهل الذکر حالی　　اور لوگ مجھے اچھائی سے یاد کرتے ہیں
وان نلت الغنا لم اغل فیہ　　اگر مالدار ہو جاتا ہوں تو زیادتی نہیں کرتا۔
ولم اخصص بجفوتی الموالی　　اور قریبوں پر ظلم نہیں کرتا
وقد اصبحت لا احتاج فیما　　اور مصائب کے وقت
بلوت من الامور الی سوالی　　سوال نہیں کرتا
وذالک انّنی ادّبت نفسی　　یہ اس لئے کہ میں نے اپنے نفس کو مہذب بنایا ہے۔
وما حلت الرجال ذوی المحال　　اور بڑے بڑے لوگوں سے ٹکر لی ہے۔
اذا ما المرء [illegible] مرّت　　جب آدمی چالیس سالہ ہونے پر بھی
علیہ الاربعون من الرجال　　بلند مراتب سے کوتاہ رہے
ولم یلحق بصالحهم فدعہ　　اور صالح نہ بنے تو اسے چھوڑ دو۔
فلیس بلاحقٍ اخری اللیالی　　کیونکہ وہ اب کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔

اس کی کنیت ابو [illegible] نصر کے ساتھ ہجو بازی کیا کرتا تھا۔ انہیں کے بارے میں کہتا ہے: ـہ

وان تنعت [illegible] الیّ فانّنی　　میری طرف کیا گھور گھور کر دیکھتے ہو ئیں
انا الاعور الشنّی قید الاوابد　　اعور شنی ہوں نہ بندھنے والے قافیوں کا باندھنے والا۔

حریث بن محفض :-

وہ بنو تمیم، خزاعہ بن مازن، خاندان ابو عمرو بن العلاء سے ہے۔ حجاج نے منبر پر اسکے یہ شعر بطور تمثیل اہلِ شام کی اطاعت و طاقت کے بارے میں پڑھے تھے :-

الم تر قومی ان دعوا لملمۃٍ	دیکھو اگر میری قوم کو مصیبت کے وقت پکارا جائے۔
اجابوا وان اغضب علی القوم یغضبوا	تو وہ جواب دینگے اور اگر میں غصہ ہوں تو وہ غصہ ہونگے۔
بنو الحرب لم تقعد بہم امہاتہم	لڑاکو ہیں انکے ماں باپ بڑے شریف تھے۔
وآباءہم آباءُ صدقٍ فانجبوا	لہٰذا وہ شریف پیدا ہوئے۔
فان یک طعنٌ بالردینی یطعنوا	اگر نیزہ بازی کا موقعہ ہو تو خوب نیزہ بازی کرتے ہیں۔
وان یک ضربٌ بالمفاصل یضربوا	اگر شمشیر زنی کا وقت ہو تو خوب شمشیر زنی کرتے ہیں۔

سحیم بن الاعرف :-

وہ بنو ہجیم بن عمرو بن تمیم سے ہے، اس کے اور اس کے قبیلے کے بارے میں جریر کہتا ہے :-

وبنو الھجیم قبیلۃٌ ملعونۃٌ	بنو ہجیم ملعون قبیلہ ہے۔
حصی اللحیٰ متشابھوا الالوان	منڈی ہوئی داڑھیوں والے اور ایک جیسے رنگ والے۔
لو یسمعون باکلۃٍ او شربۃٍ	اگر وہ کھانے پینے کے بارے میں سن پائیں۔
بعُمان اصبح جمعہم بعمان	کہ عمان میں ہے تو سب کے سب عمان چلے جائیں۔

حسان بن سعد جو کہ حجاج کی جانب سے بحرین کا گورنر تھا اس کے بارے میں کہتا ہے :-

الی حسان من اطراف نجدٍ	بعثنا العیس تنفخ فی براھا
نعدّ قرابۃً ونعدّ صھرًا	ویسعد بالقرابۃ من رعاھا
فما جئناک من عدمٍ ولکن	یھش الی الامارۃ من رجاھا
وایّا ما اتیت فانّ نفسی	تعدّ صلاح نفسک من غناھا

كأنّ قطاةً علقت بجناحها — گویا ٹیٹری میرے جگر پر باندھ دی گئی ہے
على كبدي من شدّة الخفقان — کہ ہر وقت مضطرب ہی رہتا ہوں۔

نعمان کہتا ہے، ایک دن اس کی بہنیں اس کے ارد گرد جمع تھیں وہ ایسی حسین تھیں، جیسے سرخ پتھر کے بت تو ان کی طرف دیکھ کر اس نے یہ شعر کہا: ؎

من كان من اخواتي باكيا ابدًا — میری بہنیں ہمیشہ روتی رہیں گی۔
فاليوم انّي اراني اليوم مقبوضا — کیونکہ آج میں مرنے والا ہوں
يسمعنيه فانّي غير سامعه — وہ مجھے رونے کی آواز سنائیں گی اور میں کب سن سکوں گا
اذا علوت رقاب الناس معروضا — جبکہ لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو جاؤں گا۔

نعمان کہتا ہے وہ چہرہ پیٹتی اور بال نوچتی نکلیں میں وہیں ہاں تھی کہ وہ مر گیا تو میں نے اسکے کفن دفن کا انتظام کیا۔

کہتا ہے: ؎

بي الياس او داء الهيام شربته — میرے ساتھ مایوسی ہے یا عشق کی بیماری ہے
فايّاك عنّي لا يكن بك ما بيا — مجھ سے دور رہ کہیں تجھے نہ لگ جائے۔

قیس بن ذریح :-

وہ کنانہ بنو لیث ہے۔ عرب کے مشہور عشاق سے ہے۔ اسکی حبیبہ لبنیٰ تھی اور اسکے نکاح میں تھی مگر اس نے طلاق دے دی۔ پھر شدتِ اشتیاق بڑھا تو چھپ چھپ کر اسکے پاس آجاتا۔ تو اس کے باپ نے ایک غطفانی سے اس کی شادی کر دی۔ قیس لبنیٰ کی زیارت کے لئے گیا تو اس کے باپ نے حضرت معاویہ کے پاس جا کر شکایت کی اور اس کے خون کی منت مانی، تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

فان يحجبوها او يحل دون وصلها — اگر انہوں نے مجھے اس سے روک دیا ہے یا کسی چغلخور
مقالة واش او وعيد امير — یا کسی امیر کی وعید حائل ہو گئی ہے
فلن يحجبوا عيني من دائم البكا — تو وہ میری آنکھوں کو رونے سے تو نہیں روک سکتے۔
ولن يذهبوا ما قد يجنّ ضميري — اور میرے دل سے محبت تو نہیں نکال سکتے

الی اللہ اشکو ما الاقی من الھوی — میرا شکوہ تو اللہ ہی سے ہے کہ مجھے کتنی محبت

ومن کرب تعتادنی وزفیر — اور تکلیف ہے اور آہیں بھرتا ہوں۔

لبنیٰ نے یہ منت مانی تھی کہ جو بھی کوا ہاتھ لگ جائیگا مار ہی ڈالوں گی۔ یہ اس نے اس لئے کیا تھا کہ قیس نے اس سے بدشگونی لی تھی۔ جیسا کہ کہتا ہے: ؎

الا یا غراب البین ویحک نبئنی — اے فراق کے کوے تجھ پر افسوس ہے مجھے بتا

بعلمک فی لبنیٰ وانت خبیر — لبنیٰ کے بارے میں تو کیا جانتا ہے؟

فان انت لم تخبر بشیئٍ علمتہ — اگر تو نہ بتائے تو خدا کرے۔

فلا طرت الا والجناح کسیر — تیرے بازو ہی ٹوٹ جائیں۔

ودرت باعداءٍ حبیبک فیھم — اور تو ایسے دشمنوں کے گرد چکر لگاتا پھرے جہاں تیرا حبیب ہو۔

کما قد ترانی بالحبیب ادور — جیسے میں اپنے دوست کے گرد چکر لگاتا پھرتا ہوں۔

طلاق کے بارے میں کہتا ہے: ؎

فاصبحت الغداۃ الوم نفسی — صبح میں اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا۔

علی شیئٍ ولیس بمستطاع — اس چیز پر جو میرے دست قدرت سے باہر جا چکی تھی۔

کمغبونٍ یعض علی یدیہ — جیسے کوئی خسارے والا ہاتھ کاٹتا ہے۔

تبین غبنہ بعد البیاع — جب اسے سودے میں غبن معلوم ہو جائے۔

عمر بن الاھتم :-

وہ عمر بن سنان بن سمی بن سنان بن خالد بن منقر ہے۔ بنو تمیم سے ہے۔ اسکے باپ سنان کا لقب اھتم اس لئے پڑا کہ قیس بن عاصم نے اس کے منہ پر کمان ماری تھی تو اسکے دانت ٹوٹ گئے تھے (اھتم دانت ٹوٹے کو کہتے ہیں) سنان کی ماں حیرہ کے قیدیوں میں آئی تھی قیس اس بارے میں کہتا ہے: ؎

نحن جلبنا امکم مقربا — ہم تمہاری حاملہ ماں کو لے آئے۔

ثم صبحنا الحیر تین المنون — پھر حیرہ والوں پر لوٹ ڈالی۔

جاءتْ بکم غفرةٌ من ارضها — عفرہ اپنی زمین سے آئی
حیریّةٌ لیس کما تزعمون — وہ حیرہ ہے ایسی نہیں جیسی تم خیال کرتے ہو
لولا دِفاعی عنکم ابداً — اگر میں تم سے مدافعت نہ کرتا۔
منزلها الحیرة والسیلحون — تو اس کا ٹھکانا حیرہ اور سیلحون ہوتے۔

اس کا بھائی عبداللہ بن اہتم، خالد بن صفوان بن عبداللہ بن الاہتم کا دادا تھا، عمر کی کنیت ابو ربعی ہے۔ جاہلی اسلامی ہے۔ جاہلیت میں اس کا لقب مکحّل تھا کیونکہ وہ خوبصورت تھا۔ اس کی بیٹی ام حبیب تھی جس سے حضرت حسنؓ بن علیؓ نے یہ خیال کرتے ہوئے شادی کی تھی کہ وہ باپ کی صورت ہوگی مگر جب دیکھا کہ وہ بدصورت ہے، تو طلاق دے دی۔ عمر اچھا شاعر تھا اس کے شعروں کے بارے میں لوگ کہا کرتے تھے کہ "حُلَلِ منشرہ" ہیں کہتا ہے: ؎

دَعینی فانّ البخل یا امّ مالکٍ — چھوڑ اے ام مالک کیونکہ بخل
لصالحِ اخلاقِ الرّجال سروقٌ — تو اخلاق کو برباد کر دیتا ہے۔
لعمرکَ ما ضاق البلادُ باهلها — کوئی شہر تنگ نہیں ہوتا۔
ولکنّ اخلاق الرجال تضیقُ[۱] — بلکہ باشندوں کے اخلاق تنگ ہو جاتے ہیں۔

سُوید بن الکُراع

وہ عُکل سے ہے، جاہلی اسلامی ہے، اپنی قوم کی ہجو کی تو انھوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے اپیل کی آپ نے اسے دھمکایا، اور وعدہ لیا کہ آئندہ ایسا نہیں کریگا۔ تو اس نے یہ شعر کہا: ؎

ابیتُ یابواب القوافی کانّما — میں قوافی کے دروازے پر اس طرح رات گزارتا ہوں،
اُصادیُ بها سرباً من الوحش نزّعا — گویا وحشی جانوروں کو ہنکا کر رہا ہوں۔

عمر حُطیئہ کے بارے میں ہیں انہی میں کہتا ہے: ؎

عواصیَ الّا ما جعلتُ وراءها — ایسے قافیے جو مشکل سے بندھتے تھے میں نے کوئی
عصا مربدٍ تغشی نحوراً واذرعا — انھیں لاٹھی سے نہیں روکا۔

[۱] یہ پانچ شعر ابو تمام نے باب الاضیاف والمدائح میں دیئے ہیں۔

اَهبّ بغُر الاَبداتِ فراجعت	بڑے نادر قافیے بندھ گئے اور شعر میں قصیدوں کے لئے
طریقًا ملّته القصائد مهیعا	ایک نئی راہ پیدا ہوگئی۔
بعیدة شاوٍ لا یکاد یردُّها	جن تک پہنچ بڑی مشکل تھی۔
لها طالبٌ حتّٰی یکلّ ویظلعا	کہ طالب تھک کر چور ہو جاتا۔
وقد کان فی نفسی علیها زیادةٌ	میں ان جیسے اور قافیے بھی باندھ سکتا تھا۔
فلم ارَ الّا ان اطیع فاسمعا	مگر میں نے اطاعت فرمانبرداری کو مناسب سمجھا۔

ابنِ غلفاء :-

وہ اوس بن غلفاء ہے بنو ھجیم بن عمرو بن تمیم سے ہے۔ جاہلی ہے۔ کہتا ہے :-

الا قالتْ امامةُ یوم غولٍ	امامہ نے غول کے دن کہا۔
تقطّعَ یا ابن غلفاءَ الحبالُ	اے ابنِ غلفاء اپنے تعلقات منقطع کرلے۔
ذرینی انما خطئی و صَوبی	چھوڑ، خطاء و صواب مجھ پر
علیّ وانّ ما انفقتُ مالی	میں نے جو کچھ ضائع کیا ہے مال ہے

نہشل بن حری :-

وہ نہشل بن حری بن ضمرہ بن جابر بن قطن بن نہشل بن دارم ہے اسکے دادا کا نام ضمرہ شقّہ تھا۔ نعمان کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ تو کہا میں شقّہ بن ضمرہ ہوں نعمان نے کہا: تسمع بالمعیدی لاان تراہ۔ وہ کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! آدمی زبان و دل سے ہے۔ اگر بولے تو فصیح بولے۔ اگر لڑے تو دل کڑا کر کے لڑے۔ نعمان نے کہا تو ضمرہ ہے مطلب یہ کہ تو اپنا ہی باپ ہے۔ نہشل اچھے شعر کہتا تھا۔ کہتا ہے :-

اِنّا بنی نهشلٍ لا نَدّعی لابٍ	ہم بنو نہشل ہیں کسی کو اپنا باپ نہیں بناتے
عنه ولا هو بالابناءِ یشرینا	نہ وہ ہمارے بجائے کسی کو اپنا فرزند بناتا ہے

سحیم بن وثیل :-

انا ابنُ جلا وطلاّع الثّنایا — میں بلندی والا اور بلند چوٹیوں کا چڑھنے والا ہوں
متیٰ اَضع العمامۃ تعرفونی — جب عمامہ اُتاروں گا تو پہچان لوگے ۔

فرعان بن الاعرف

وہ بنو مُرّہ بن عبید، خاندانِ احنف بن ضنیر سے ہے۔ شاعر تھا، چور تھا، اونٹ چرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک آدمی کا اونٹ چورا لایا۔ اُس نے بال پکڑے اور گھسیٹتا لے گیا، تو فرعان بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا فرعان اب تو بڈھا ہو گیا۔ بولا نہیں تو، مگر اس نے مجھے اس طرح کھینچا جیسے حقدار کھینچتا ہے: کہتا ہے :-

یقول رجالٌ ان فرعانَ فاجرٌ — ولا اللّٰہُ اعطانی بنیَّ ومالیا
ثمانیۃً مثلَ الصّقورِ و اربعًا — مراضیع قد وفّین شعثًا ثمانیا
اذا اصطنعوا لایُغیبُون لغائبٍ — طعامًا ولا یرعون من کان نائیا

خِداش بن زہیر :-

وہ خداش بن زہیر بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن صعصعہ ہے۔ قبیلۂ قیس سے دورِ جاہلیت کے اچھے شاعروں سے تھا۔ عبداللہ بن جدعان التیمی کی ہجو کیا کرتا تھا مگر اسے کبھی دیکھا نہ تھا۔ جب دیکھا تو بڑا نادم ہوا۔ یہ شعر اسی کے کہے ہوئے ہیں :-

ونُبّئتُ ذا الضرع ابن جدعانَ سبّنی — وانّی بذی الضرع ابن جدعانَ عالمٌ
اغرّكَ ان كانتْ لبطنك عكنةٌ — وانّك ملقيٌّ بمكّةَ ذلا لمٌ
وترضى بان يهدى لك العقل مصليًا — وتخنق ان يغنى عليك العظائمُ
ابى لكمُ ان النفوسَ اذلّةٌ — وانّ القرى عن طارق الليل عاتمُ
وانّ الحلوم لاحلومَ وانتمُ — من الجهل طيرٌ تحته الماء دائمُ
ولولا رجالٌ من عليٍّ اعزّةٌ — سرقتم ثيابَ البيتِ والبيتُ قائمُ

بنو کنانہ کو بنو علی کہتے ہیں۔ عمرو بن عامر، خداش بن زہیر کا دادا فارس الضحیاء کہلاتا تھا۔ ضحیاء اسکی گھوڑی کا

نام تھا۔ اسکے پاس ایک گھوڑا تھا اس کا نام درہم تھا۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

اقول لعبد اللہ فی السرّ بیننا	میں عبد اللہ سے چپکے سے کہتا ہوں
لک الویل عجّل لی اللجّام ودرھما	حیف ہے تجھ پر مجھے لگام اور درہم دے۔

حصین بن الحمام :-

وہ بنو مرہ سے ہے، جاہلی ہے، عرب کے وفاداروں میں شمار ہوتا ہے! بوعبیدہ کہتا ہے اس پر اتفاق ہے کہ کم گو شعراء میں اچھا کہنے والے تین ہیں، مسیّب بن علس، متلمّس اور حُصین بن حمام۔ کہتا ہے[1]: ؎

نفلّقُ ھاماً من رّجالٍ اعزّۃٍ	ہم اپنے پیاروں کی کھوپڑیاں پھاڑ رہے تھے۔
علینا وھم کانوا اعقّ واظلما	کیونکہ وہ نافرمان اور ظالم ہو گئے تھے۔
نحاربھم نستودعُ البیضَ ھامَھم	ہم ان کی کھوپڑیوں میں تلوار اُتار رہے تھے۔
ویستودعونا السمھریّ المقوّما	اور وہ ہمارے جسموں میں سمہری سیدھے نیزے گھسیڑ رہے تھے
ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا	ہماری ایڑیوں پر خون نہیں ٹپکتا۔
ولکن علی اقدامنا تقطر الدما	بلکہ ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے

اسی قصیدے میں کہتا ہے: ؎

فلوذوا باد بار البیوت فانّما	کعبے کے پیچھے پناہ پکڑو کیونکہ ذلیل
یعوذُ الذلیلُ بالعزیز لیعصما	عزت دار کی پناہ پکڑا کرتا ہے تاکہ محفوظ رہے۔

کعب بن جُعیل :-

وہ تغلب بنت وائل سے ہے۔ کعب کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے: ؎

وسُمّیتَ کعباً بشرّ العظام	تیرا نام کعب (ٹخنا) رکھا گیا جو سب سے ذلیل ہڈی ہے
وکان ابوک یسمّی الجُعل	اور تیرے باپ کا نام جعیل (ایک کیڑا) تھا۔

---

[1] دیکھو الحماسہ باب الحماسہ۔

وکان محلّك من وائلٍ — وائل میں تیرا مقام ایسے ہے جیسے
محلّ القرادِ من است الجمَلْ — چچڑی اونٹ کے سُرین پر

یہی وہ شخص ہے جس سے یزید بن معاویہ نے کہا تھا کہ انصار کی ہجو لکھ، تو اس نے اخطل کی طرف رہبری کی تھی (یہ واقعہ پیچھے اخطل کے بیان میں گزر چکا ہے)۔

عبداللہ بن ہمام :-

وہ بنو مرّہ بن صعصعہ (قیس عیلان سے ہے) بنو مرّہ بنو سلول کے نام سے مشہور ہیں سلول ان کی ماں تھی اور ذھل بن شیبان بن ثعلبہ کی بیٹی تھی، یہ ابو مریم سلولی کے خاندان سے ہیں جو صحابی تھے عبداللہ اپنے چودھری کے بارے میں کہتا ہے : ؎

ولمّا خشیتُ اظا فیرَہٗ — جب مجھے اس کے پنجہ سے خطرہ لاحق ہوا
نجوتُ وارھنتہٗ مالکا — تو میں نے اس سے نجات حاصل کرلی اور مالک کو سپرد کیا۔
عریفًا مقیمًا بدار الھوا — وہ ذلیل انسان ہے۔
نِ اھونُ علیّ بہٖ ھالکا — میری بلا سے اگر مرجائے۔

فلافس کے بارے میں کہتا ہے : ؎

اقلّی علیّ اللّوم یا بنۃ مالکٍ — اے بنتِ مالک! مجھے ملامت نہ کر
وذمّی زمانًا ساد فیہ الفلافسُ — اس زمانے کو ملامت کر جس میں فلافس سردار ہے۔
وساعٍ من السلطان لیس بناصحٍ — اور بادشاہ کا وہ عامل جو مخلص نہیں ہے۔
ومحترسٍ من مثلہٖ وھو حارسٌ — اور وہ نگہبان جس سے بچا جاتا ہے۔

حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ المخزومی برادر عمر بن ابی ربیعہ کی طرف سے یہ کوفہ کا پولیس افسر تھا۔ فلافس ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تھا لہٰذا حجاج نے اسے قتل کردیا تھا معاویہ کی وفات کے بعد عبداللہ نے یزید بن معاویہؓ کو خطاب کرتے ہوئے کہا : ؎

اصبر یزیدُ فقد فارقتَ ذا مقۃٍ — صبر کر اے یزید کہ تو محبت والے سے جدا ہوگیا ہے۔
واشکر حباءَ الذی بالملک اصفاکا — اور اس ذات کا شکر ادا کر جس نے تجھے ملکیت دی۔

لا رُزْءَ أعظمُ بالاقوام قد علموا — کسی پر اتنی بڑی مصیبت نہیں پڑی جیسی تجھ پر پڑی ہے۔
مما رُزِئتَ ولا عقبیٰ کعقباکا — اور تیرا سا انجام بھی کسی کا نہیں ہوا
اصبحتَ راعیَ اھل الدین کلّھم — تو مسلمانوں کا محافظ ہے۔
فانت ترعاھمُ واللہ یرعاکا — اور اللہ تیرا محافظ ہے۔
وفی معاویۃَ الباقی لنا خلفٌ — رہنے والا معاویہ تیرا خلف ہوگا جب تو مرے گا
اذا نُعیتَ ولا نسمع بمنعاکا — مگر خدا ہمیں تیری خبر مرگ نہ سنائے۔

مراد معاویہ بن یزید ہے جس کی کنیت ابو لیلیٰ تھی۔

ھُدبۃ الخشرم :-

بنو عذرہ سے تھا۔ یہ اور زیادہ بن زید دونوں اپنی قوم کے ساتھ شام سے آرہے تھے۔ ھدبہ بازار چلا گیا تو زیادہ نے لوگوں کو یہ شعر سنائے : ؎

عُوجِی علینا واربعِی یا فاطما — اے فاطمہ! ہمارے پاس ٹھہر اور ربیع گزار۔
امّا تریْنَ الدمع منّی ساجما — کیا تو میرے بہتے آنسو نہیں دیکھتی
حذار دارٍ منك ان تلائما — کہ کہیں تجھے اور گھر اس نہ آجائے۔

ھدبہ کی بہن کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے خیال کیا کہ میری بہن کے ساتھ تشبیب کی ہے۔ تو وہ لوگوں کے پاس آیا۔ زیادہ بازار جا چکا تھا اور زیادہ کی بہن کے ساتھ تشبیب کی جس کا نام امّ قاسم تھا : ؎

متیٰ تظنّ القلص الرواسما — کب جوان تیز اونٹنیاں
یحملن امّ قاسمٍ وقاسما — لئے آئیں گی قاسم اور امّ قاسم کو
خودًا کأنّ البوص والمآکما — جو نازک اندام ہے گویا اس کے سُرین اور سر سُرین
منہا نقا مخالطٌ صرائما — ریت کے تودے ہیں جو کھیتوں سے ملے ہوئے ہیں۔
تاللہ لا یشفی الفؤاد الھائما — بخدا میرے دل فریفتہ کو
تمساحك اللبات والمعاصما — کہیں گلے اور بازوؤں کے چھو لینے سے تسکین ہو سکتی ہے

ولا اللمامُ دون ان تلازما — نہ ملاقات بغیر معانقہ کے فائدہ مند ہے

ولا اللِّزامُ دون ان تفاغما — نہ معانقہ، بغیر بوسہ بازی کے مفید ہے۔

ولا انفغام دون ان تفاقما — نہ بوسہ بازی بغیر ہم بستری کے سُود مند ہے۔

فتعلق القوائمُ القوائما — جب تک پاؤں سے پاؤں نہ جوڑے جائیں۔

دونوں میں گالی گلوچ ہوئی جب وہ دونوں گھر پہنچے تو زیادہ نے اپنی قوم کے آدمی جمع کئے اور ھدبہ پر شب خون مارا ھدبہ کے پہونچے پر چوٹ آئی اور اسکے باپ خشرم کا سر پھٹ گیا تو زیادہ نے یہ شعر کہے: ؎

شَجَجْنا خشرمًا فی الرأس عشرًا — ہم نے خشرم کے سر میں دس زخم لگائے۔

ووقّفنا ھدیبۃَ اذ ھجانا — اور ھدبہ کو ہجو سے روک دیا

ترکنا بالعُوَیند من حسیرٍ — حسیر کے عویند میں ہم نے چھوڑا

نساءً یلتقطنَ بہ الجمانا — عورتوں کو موتی چنتے ہوئے۔

تو ھدبہ نے یہ شعر کہے: ؎

فانّ الدھرَ موتنفٌ جدیدٌ — زمانے نئے نئے آتے رہتے ہیں۔

وشرُّ الخیل اقصرُھا عنانا — بُرا گھوڑا وہ ہے جس کی باگ چھوٹی ہو۔

وشرُّ الناس کلُّ فتیً اذاما — اور بُرا جوان وہ ہے جب لڑائی اسے پکڑے۔

مرتہ الحرب بعد العصب لانا — تو وہ نرم پڑ جائے۔

ھدبہ زیادہ کی تاک میں رہا جب دیکھا کہ وہ غافل ہوگیا ہے، تو ایک رات اپنے پاس سلا یا اور قتل کردیا اور وہاں سے شاہی خوف کی وجہ سے بھاگ کھڑا ہوا اس زمانہ میں مدینہ کے گورنر سعید بن العاص تھے انھوں نے ھدبہ کے چچا کو بلا بھیجا اور اسکو اور سارے خاندان کو گرفتار کرلیا، یہ اطلاع ھدبہ کو پہنچی تو وہ خود ہی چلا آیا، اور اپنے آپکو گرفتار کرادیا چچا اور خاندان والوں کو چھڑادیا۔ وہیں قید رہا حتّٰی کہ عبدالرحمٰن زیادہ کا بھائی حضرت معاویہؓ کی بھی سعید کے نام لایا کہ اگر ثبوت ہو جائے تو قصاص لیا جائے، بنو عذرہ عبدالرحمٰن کے پاس گئے اور دیت قبول کرنے کو کہا مگر وہ نہ مانا اور یہ شعر کہے: ؎

اَنختُمْ علینا کلکلَ الحربِ مرۃً — تم نے ہم پر لڑائی کو سوار کردیا۔

فنحن منیخوھا علیکم بکلکلٍ — تو ہم بھی تم پر لڑائی سوار کریں گے

فلا یدعُنی قومی لزید بن مالك — مجھے لوگ زید بن مالک کا کہہ کر نہ پکاریں۔

لئن لم اعجّل ضربةً او اعجّلٍ[۱] اگر میں پھرتی سے وار نہ کروں

سعید نے درخواست کی کہ قصاص نہ دے بلکہ مجھے ایک سو سرخ اونٹنیاں دونگا جن میں کوئی بے دودھ والی یا بیمار نہ ہوگی تو اس نے انکار کر دیا اور یہ شعر کہے :

تعزّی عن زیادۃ کلّ مولیً	خلیٍّ لا تؤوبہ الھموم
وکیف تجلّد الادنین عنہ	ولم یقتل بہ الثار المنیم
ولا کنت المصاب وکان حیًّا	لشمّر لا الفّ ولا سئوم
ولا ھیّابۃ باللیل نکسٌ	ولا ورع اذا یلقی جثوم

سعید نے اسے بیڑیوں ہتھکڑیوں میں اس کے سپرد کر دیا، تو ہدبہ نے یہ شعر کہے :

فان تقتلونی فی الحدید فانّنی	تم مجھے لوہے میں قتل کرو گے ۔
قتلتُ اخاکم مطلقًا غیر موثقٍ	میں نے تمہارے بھائی کو بحالتِ آزادی قتل کیا تھا۔

وہ بولا بخدا میں اسے آزاد ہی قتل کرونگا، لہذا بیڑیاں کھول دیں ہدبہ نے کہا: جب مجھے قتل کرو تو دیکھنا کہ میں اپنا ہاتھ کھولونگا اور بند کرونگا، جب قتل کر دیا گیا، تو لوگوں نے دیکھا کہ اس نے ہاتھ کو کھولا اور بند کیا کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن حسّان بن ثابت نے اسے پابزنجیر قدم اٹھاتے ہوئے مقتل کی طرف جاتے دیکھا تو کہا اے ھدبہ یہ کیا؟ بولا میں بندھ کر ہی موت کی طرف جا سکتا ہوں، وہ کہنے لگے کچھ سنا، بولا ایسی حالت میں انھوں نے کہا ہاں! تو اس نے یہ شعر پڑھے :

ولستُ بمفراحٍ اذا الدھر سرّنی	میں زمانے کی خوشی سے خوش نہیں ہوتا ۔
ولا جازعٍ من صرفہ المتقلّب	نہ مصیبتوں سے گھبراتا ہوں ۔

---

[۱] یہ آٹھ شعر ابو تمام نے باب الحماسہ میں درج کئے ہیں اور زیادہ کے بیٹے مسور کے بتائے ہیں، مگر محشی نے لکھا ہے کہ یہ عبدالرحمٰن بن زید کے چچا کے ہیں چونکہ ھدبہ اچھا شاعر تھا اس لئے لوگوں نے اور خود سعید بن عاص نے سات دیت پیش کیں اور کہا کہ قتل کا بدلہ نہ لے۔ مگر وہ نہ مانا محشی نے اس واقعہ کو اور ہی طرح ذکر کیا ہے، کہ ھدبہ نے زیادہ کو قتل کر دیا تھا، تو زیادہ کے بھائیوں نے سعید سے اپیل کی، لہذا اس نے ہدبہ کے چچا اور دو اور آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہدبہ آیا اور اپنے عزیزوں کو چھوڑا دیا۔ پھر معاملہ حضرت معاویہ کے سپرد ہوا، دونوں قبیلوں نے بات چیت کی حضرت معاویہ نے ہدبہ سے دریافت کیا۔ اس نے صحیح صحیح بتا دیا، تو آپ نے زیادہ کے خاندان والوں سے پوچھا کیا مرحوم کے کوئی لڑکا ہے انہوں نے کہا ایک بچہ ہے۔ تو آپ نے لڑکے کے بالغ ہونے پر معاملہ کو موقوف کر دیا، اور سعید کو لکھا کہ لڑکے کے بالغ ہونے تک ہدبہ کو قید رکھے۔ جب وہ بڑا ہو گیا اور عبدالرحمان بن زید قصاص لینے کے لیے مدینہ آیا، تو قریشیوں نے دیت دینے کی ترغیب دی۔ تو مسور یا اس کے چچا نے یہ شعر پڑھے۔ علیؓ، عثمانؓ، عمرؓ اور جعفرؓ کے بیٹے اس کے سفارشی تھے۔

ولا اتمنّی الشرّ والشرّ تارکی	نہ بُرائی کی آرزو کرتا ہوں جبکہ بُرائی کا مجھ سے واسطہ نہیں
ولکن متی اُحمل علی الشرّ ارکب	مگر جب بُرائی پر سوار کردیا جاؤں تو سوار ہو جاتا ہوں ۔
وحرّبنی مولای حتّی غشیتہ	میرے بھائی نے مجھے غصّہ دلایا تو میں اُس پر ٹوٹ پڑا ۔
متی ما یحرّبك ابن عمّك تحرب	جب بھائی غصّہ دلاتا ہے تو غصّہ ہونا پڑتا ہے ۔

ھُدبہ کہتا ہے : ۔

فلا تنکحی اِن فرّق الدھر بیننا	اگر میں مر جاؤں تو کسی ایسے سے شادی نہ کرنا ۔
اغمّ القفا والوجہِ لیس بانزعا	جو کم بالوں والا ہو ۔
ضروبًا بلحییہ علی عظم زورہٖ	اور قول کا سچّا نہ ہو ۔
اذا القوم ھشّوا للفعالِ تقنّعا	اور جب کام کا وقت آئے تو چپ کر کے بیٹھ جائے ۔

زیادہ بن زید :۔

وہ بنو عُذرہ سے ہے ۔ زیاد کہتا ہے : ۔

ولا تیأسنّ الدھر من حبّ کاشحٍ	زمانہ دشمن کو دوست بنا سکتا ہے
ولا تأمننّ الدھر صرم حبیبٍ	اور دوست کو بگاڑ سکتا ہے بے خوف نہ رہو ۔
ولیس بعیدًا کلّ آتٍ فواقعٌ	ہر آنے والی چیز واقع ہونے والی ہے دور نہیں ہے
ولا ما مضی من مُفرحٍ بقریبٍ	اور جو خوشی گذر چکی وہ قریب نہیں ہے ۔
وکلّ الذی یاتی فانت نسیبہٗ	جو چیز آتی ہے تو اس سے [illegible]
ولست لشیءٍ قد مضی بنسیبٍ	اور جو گزر چکا اس [illegible]
لعمری ما شتمی لکم ان شتمتم	میں [illegible] دیتا ہوں
بسرٍّ ولا مشیی لکم بدبیبٍ	کوئی چھپ [illegible] نہیں کرتا ہوں
ولا ودّکم عندی بعاقٍ مضنّۃٍ	میں تمہاری محبت کا [illegible] نہیں ہوں ۔
ولا قدعکم عندی بجدٍّ مھیبٍ	نہ تمہارا [illegible] کی بات ہے

اذا ما تقسّمتم تراث ابیکم — جب تم اپنے باپ کا ترکہ تقسیم کرو۔
فلا تقربونی قد شفهت نصیبی — تو میرے قریب آنا میں بہت اپنا حصّہ مانگ چکا۔

ابوذؤیب :-

وہ خویلد بن خالد جاہلی اسلامی ہے، ساعدہ بن جویۃ الھذلی کا راویہ تھا حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مغرب کی جانب غزوہ کے لئے گیا تھا کہ مرگیا، اسی غزوہ سے متعلق عبداللہ کے بارے میں کہتا ہے: ۔

وصاحب صدق کسید الضرا — ایک سچے عمل والا جو جھاڑی کے بھیڑیے کی
ء ینهض فی الحرب نهضا نجیحا — طرح لڑائی کے لئے اٹھتا ہے۔
وشیك الفصول بطئ القفو — جلدی وار ہونے والا ہے دیر میں لوٹنے والا ہے
ل الا امشاحا به او مشیحا — مگر یہ کہ وہ مدد کر رہا ہو یا مدد کیا جا رہا ہو۔

ابوذؤیب کو برادری کی ایک عورت سے محبت تھی، برادری کا ایک آدمی نامۂ پیام کا کام کرتا تھا، اس کا نام خالد بن زہیر تھا، مگر اس نے خیانت کی تو ابوذؤیب نے یہ شعر کہے: ۔

تریدین کیما تجمعینی وخالدا — تو چاہتی ہے کہ مجھے اور خالد کو جمع کرے۔
وهل یجمع السیفان ویحك فی غمد — کہیں ایک نیام میں دو تلواریں سماتی ہیں
أخالد ما راعیت منی قرابة — اے خالد! تو نے قرابت کا پاس نہ کیا۔ کہ
فتحفظنی فی الغیب او بعض ما تبدی — پس پشت میرے حقوق کی حفاظت کرتا یا کچھ تو رعایت کرتا

خالد نے جواباً یہ شعر کہے: ۔

فلا تجزعن من سنة انت سرتها — جس سنّت کی تو نے بنیاد ڈالی اس سے نہ گھبرا
واول راض سنة من یسیرها — جو کسی طریقہ کی بنیاد ڈالتا ہے وہ پہلا پسند کرنے والا ہوتا ہے
وکنت اماما للعشیرة تنتهی — تو قوم کا امام تھا، معاملات کا دشواری کے وقت
الیك اذا ضاقت بامر صدورها — تو ہی فیصلہ کیا کرتا تھا۔
ألم تتنقذها من ابن عویمر — کیا تو نے اسے ابن عمر سے نہیں توڑا یا تھا۔
وانت صفی نفسه ووزیرها — حالانکہ تو اس کا دوست تھا۔

ابو ذؤیب کے یہ شعر پسند کئے گئے ہیں۔ اسی خالد بن زہیر سے کہتا ہے : ؎

فماحملَ البختیُّ عامَ غیارہٖ — بختی اونٹ بھی نفع کے سال وہ
علیہ الوُسوق برُّھا وشعیرھا — بوجھ گیہوں اور جو کے نہیں اُٹھاتے
باکثرَ مما کنتُ حمّلتُ خالداً — جس قدر بوجھ مَیں نے خالد پر لادے
وشرّ اماناتِ الرّجال غرورُھا — بری امانتیں دھوکہ ہیں ۔
ولو انّنی حمّلتُہ البزلَ لم تقمْ — اگر میں ان بوجھوں کو جوان اونٹنیوں پر لاد دیتا تو وہ
بہ البزلُ حتی تتلئبَّ صدورُھا — بھی انھیں بمشکل اُٹھا سکتیں۔
فشانکما انّی امینٌ وانّنی — ارے دیکھ میں امین آدمی ہوں اور ایسی عورت میرے لئے
اذا ما تحالی مثلھا لا اطورھا — کتنی ہی شیریں کیوں نہ بن جائے تو میں اسکے قریب نہیں جاتا
فانّ حراماً ان اخونَ امانۃً — حرام ہے کہ میں امانت میں خیانت کروں
وآمنَ نفساً لیس عندی ضمیرھا — اور ایک بے ضمیر انسان بنوں ۔
اجاذر یوماً ان تبینَ قرونتیْ — میں ڈرتا ہوں اس دن سے کہ جب میں مرجاؤں گا ۔
ویسلمھا اخوانھا ونصیرُھا — اور میرے مددگار اور بھائی میری مدد چھوڑ دینگے ۔
وما یحفظ المکتوم من سرّ اھلہٖ — راز کو وہی پوشیدہ رکھتا ہے کہ ۔
اذا عقد الاسرار ضاعَ کبیرھا — جب راز بتائے جائیں ۔
من النّاس الا ذو وفاءٍ یعینہٗ — تو وہ باوفا ثابت ہو اور اس کے نفس کی سچائی ۔
علی ذاک منہ صدقُ نفسٍ وخیرھا — اس کی امداد کرتی ہو ۔
رعی خالدٌ سرّی لیالی نفسہٖ — ایک زمانے تک خالد نے میرے اسرار کی حفاظت کی ۔
توالیٰ علی قصد السبیل امورُھا — جب کہ وہ سیدھی راہ پر تھا ۔
فلما نزاماہ الشبابُ وغیّہٗ — مگر جب جوانی کی گمراہی نے اسے مجبور کر دیا ۔
وفی النفس منہ غدرۃٌ وفجورُھا — اور اس کے نفس میں غداری چھپی تھی ۔
لوی راسہٗ عنّی ومال بوُدّہٖ — تو اس نے منہ موڑ لیا اور ایک نازک اندام پر
اغانیجَ خودٍ کانَ قدماً یزورُھا — عاشق ہو گیا جس کے پاس وہ آیا جایا کرتا تھا ۔

تعلّقُ منها دِلالٌ ومقلةٌ　　اسے ان نازوں نے اور آنکھوں نے گرویدہ کرلیا
تظلّ لاصحاب السّقام تدیرھا　　جو محبت کے بیماروں کے لیئے گھمایا کرتی ہے۔

اس گڑھے کا ذکر کرتا ہے:

مطأطأة لم ینبطوھا وانّھا　　لیرضی بھا فراطھا امّ واحد
قضوا ما قضوا من رمّھا ثم اقبلوا　　الیّ بطاء المشی غبرًا السواعد
فکنتُ ذنوب البئر حین تنسلت　　وسربلتُ اکفانی ووسّدتُ ساعدی
اعاذل لا اھلاك مالی ضرّنی　　ولا وارثی ان ثمّر المال حامدی

اس کے ایک بیٹا تھا جس کا نام مازن بن خویلد تھا، وہ بھی ھذیل کے شعراء سے تھا۔ ابوذؤیب کے اس قول پہ گرفت کی گئی ہے:

فجاء بھا ان شئت من لطمیّةٍ　　یدارّ الفراتُ فوقھا ویموجُ

اعتراض یہ ہے کہ موتی میٹھے پانی میں نہیں ہوتا، کھاری میں ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے تدام البحار۔ لھذا اعتراض اٹھ جاتا ہے۔

المتنخّل:

وہ مالک بن عمرو بن عثم بن سوید بن حبش ہے۔ خناعہ بن الحیان سے ہے۔ اصمعی کہتا ہے، قافیہ زاء پر شماخ کے قصیدے سے بہتر قصیدہ نہیں کہا گیا اگر متنخّل کا قصیدہ طویل ہوتا، تو وہ اس سے بڑھ جاتا۔ اس قصیدۂ زائیہ میں کہتا ہے:

یا لیت شعری وھمّ المرء ینبعہ　　کاش! مجھے شعور ہوتا اور فکر تو پیچھا نہیں چھوڑتا۔
والمرء لیس لہ فی العیش تحریزٌ　　نہ انسان زندگی میں کسی طرح بچ سکتا ہے
ھل اجزینّکما یومًا بقرضکما　　کیا میں تم دونوں کو بدلہ دوں گا۔
والقرض بالقرض مجزیٌّ ومجلوزٌ　　قرض کا بدلہ قرض ہی ہوتا ہے

قافیہ طاء پر اس سے بہتر قصیدہ نہیں لکھا گیا۔ کہتا ہے:

وماءٍ قد وردتُ امیمَ طامٍ	اے امیمہ! بہت سے بھرے دریا
علیٰ ارجائہ زجل الغطاطِ	جن کے اطراف میں ٹٹیریاں بول رہی تھیں
کأنّ مزاحف الحیّات فیہ	گویا کہ سانپ ان میں گجردم ایسے
قُبیلَ الصبح آثارُ السّیاطِ	معلوم ہوتے ہیں جیسے کوڑوں کے نشانات

اس کے یہ شعر پسند کئے گئے ہیں :-

لعمرك ما ان ابو مالك	تیری عمر کی قسم ابو مالک!
بواہٍ ولا بضعیفٍ قواہُ	سست نہیں نہ کمزور ہے
ولا بالدلہ ٗ شازعٌ	نہ جھگڑالو ہے
یغاری اخاہ اذا ما نھاہُ	نہ بھائی کے حکم کے خلاف چلتا ہے
ولکنّہ ھیّنٌ لیّنٌ	مگر وہ نرم ہے
کعالیۃِ الرمح عرد نساہُ	جیسے نیزے کی نوک اور اسکی رگ پا سخت ہے
اذا سُدتہ سدت مطواعۃً	اگر تو اس کا سردار بنے تو وہ تیرا فرمانبردار ہے۔
ومھما وکلت الیہ کفاہُ	اور جو کام بھی سپرد کرے تو وہ اسکے لئے کافی ہے
آلا من ینادی ابا مالكٍ	کون ابو مالک کو یہ پیغام پہنچا دے کہ وہ ہمارے
افی امرنا ھوامُ فی سواہُ	کسی کام کیلئے گیا ہے یا کوئی اور بات ہے۔
ابو مالكٍ قاصرٌ فقرہُ	ابو مالک کا فقر اس تک محدود تھا۔
علی نفسہ ومُشیعٌ غناہُ	اور اس کی تونگری میں سب شریک ہوتے تھے۔

اپنے بیٹے اُثیلہ کا مرثیہ کہتا ہے :-

فقد عجبتُ وما بالدھر من عجبٍ	انّی قتلت وانت الحازم البطلُ
ویلُ امّہ رجلاً تأبی بہٖ غبناً	اذا تجرّد لا خالٌ ولا بخلُ
السالك الثغرۃ الیقظان کالئھا	مشی الھوینیٰ علیہ الخیعلُ الفضلُ
لیس بعلّ کبیرٍ لاشباب لہٗ	لکن اُثیلۃ صافی الوجہ مقتبلُ
یُجیب بعد الکریٰ لبّیك داعیۃً	مجذامۃ لھواہ قاقلٌ عجلُ
حلوٌ ومرٌّ کعطف القدحِ مرّتہ	بکلِّ انّیٍ حذاہ اللیل ینتعلُ

ابو خراش :۔

وہ خویلد بن مرّہ ہے، بنو قردہ بن عمرو بن معاویہ بن تمیم بن سعید بن ھذیل سے ہے حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں سانپ کے کاٹنے سے مرگیا تھا۔ اس کا ایک بھائی عروہ تھا، وہ مرگیا تو اس نے مرثیہ کہا اس مرثیہ میں اپنے بیٹے خراش کی سلامتی پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے: ؎

حمدت الٰهی بعد عروة اذ نجا	میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ عروہ مرگیا مگر خراش بچ گیا۔
خراشٌ وبعض الشرّ اهون من بعض	بعض مصیبتیں بعض سے چھوٹی ہوتی ہیں۔
فواللہِ لا انسی قتیلاً رزیتہٗ	بخدا میں اس مقتول کو کبھی نہیں بھول سکتا جس کا مجھے
بجانبِ قوسی ما مشیتُ علی الارضِ	صدمہ پہنچا ہے، جو جانبِ قوسی میں مارا گیا
بلیٰ انّها تعفی الکلوم وانّما	ہاں زخموں کے نشان مٹتے رہتے ہیں۔ اور ہم حال کے
نوکّل بالادنیٰ وان جلّ ما یمضی[1]	صدمہ سے متاثر ہوتے ہیں اگرچہ گذرا ہوا صدمہ کتنا ہی بڑا ہو۔

عُروہ :۔

وہ ابو خراش کا بھائی ہے، اور بنو ھذیل کے گنے چنے شعراء سے ہے۔ کہتا ہے: ؎

لستُ لمرّة ان لم اعل مرقبةً	میں مرّہ سے نہیں، اگر ایسی گھاٹی پر نہ چڑھوں
یبدو لی الحرث منها والمقاضیبُ	جہاں نگہبان اور تلواریں ہوں

ابو جُندُب :۔

وہ ابو خراش کا بھائی ہے، مُرّہ کا بیٹا ہے، ھذیل کے چیدہ شعراء سے ہے: کہتا ہے: ؎

---

[1] یہ اشعار ابو تمام نے باب المراثی میں دیئے ہیں۔ اور انہیں شعروں سے اس باب کا افتتاح ہوتا ہے۔ یہ ایک ہی مرثیہ ہے جو حمدِ خداوندی سے شروع ہوتا ہے، قصہ یہ تھا، کہ عروہ اور خراش کو بنو رزام اور بنو بلال نے گرفتار کر لیا تھا، ان دونوں نے کوئی جرم کیا تھا۔ بعد ازاں انکے بارے میں اختلاف ہوا، کہ قتل کر دیں یا چھوڑ دیں۔ بنو بلال نے عروہ کو قتل کر دیا، اور بنو رزام نے خراش کو چھوڑ دیا، وجہ یہ ہوئی کہ خراش پر ایک آدمی نے چادر ڈال دی جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص میری حمایت میں ہے۔ لہٰذا بنو رزام نے اس کو چھوڑ دیا۔ خراش نے باپ سے سارا قصہ بیان کیا۔ تو اس نے یہ شعر پڑھے۔ صاحب حماسہ نے تین شعر دیئے ہیں۔ چادر ڈالنے والے کی تعریف کرتا ہے۔

فلا تحسبنّ جاری لدیٰ ظلّ مرخةٍ	میرے پڑوسی کو مرخ کے سایہ تلے نہ سمجھنا
ولا تحسبنّہ فقع قاعٍ بقرقرٍ	اور نہ اسے بے یار و مددگار سمجھنا۔

خویلد بن مطحل :-

وہ بنو سھم بن معاویہ سے ہے، اپنے دور میں ھذیل کا سردار تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا معقل بن خویلد گنے چنے شعراء سے ہوا ہے۔ کہتا ہے:۔

لعمرك للیأسُ غیرُ المر	قسم ہے تیری عمر کی موجودہ ناامیدی
یثِ خیرٌ من الطمع الکاذب	طمعِ کاذب سے بہتر ہے۔
وللرّیثُ تخفرہ بالنجا	اور وہ دیر جو کامیابی ثابت ہو
حِ خیرٌ من المعجلِ الخائبِ	بہتر ہے محروم رکھنے والی جلدی سے
یری الشّاھد الحاضر المطمئنّ	دیکھتا ہے حاضر مطمئن
من الامر ما لا یری الغائبُ[1]	جو نہیں دیکھتا ایک غائب انسان۔

مالک بن الحرث

شعرائے ھذیل سے تھا وہ مالک بن الحرث الھذلی ہے وہ اور اس کا بھائی اسامہ بن الحرث اچھے شاعر ہیں۔ مالک کہتا ہے:۔

ولستُ بمقصرٍ ما ساف مالیْ	ولو عرضتْ للبّتیَ الرماحُ
فلوموا ما بدا لکمْ فانّی	ساعتبکم اذا انفسح المراحُ
ومن تقتل حلوبتہٗ وینکل	عن الاعداء یغبقہ القراحُ
رأیتُ معاشرًا یثنیْ علیھم	اذا ذکروا ووجھھم قباحُ
یظلّ المصرمُون لھم سجودًا	ولو لم یسقِ عندھم ضیاحُ

---

[1] ابن آخری مصرعہ میں اصل نسخہ میں بیاض ہے۔

اُمیّہ بن ابی عائذ

وہ شعرائے ھذیل سے ہے، کہتا ہے: ؎

یمرّ کجندلۃِ المنجنیقٖ	وہ گوپھن کے اس پتھّر کی طرح چلتا ہے۔
یرمی بھا السورُ یوم القتال	جس کو لڑائی کے دن شہر پناہ کی طرف پھینکا جائے

صخرُ الغیؓ لے:-

انی بدھماء قل ما اجد عاودنی من حبابھا ذؤد

ابو العیال ؎۲:-

اپنی قوم کے ایک آدمی عبد بن زھرہ کے مرثیہ میں کہتا ہے: ؎

لہٗ فی کل ما رفع الفتیٰ	من صالح سبب
رزیّۃُ قومہ لم یأ	خذوا ثمنًا ولم یھبوا

ابو کبیر:-

وہ عامر بن حبیس ہے، اس نے چار قصیدے لکھے جن کی ابتدا ایک جیسی ہے۔ کسی شاعر نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے یہ شعر پسند کئے گئے ہیں: ؎

ولقد سریتُ الی الظلامِ بمغشمٍ	میں رات کے وقت چلا تاریکی میں ایک کھڑ نوجوان کے
جلدٍ من الفتیان غیر مثقّلِ	ساتھ جو بہادر تھا اور بھاری بھرکم نہ تھا۔

لے وہ صخر بن عبداللہ الخیثمی الھذلی ہے اس کا لقب صخر الغی اس لئے پڑا کہ وہ بڑا شریر تھا۔

؎۲ ابو العیال بن ابی عنترہ احد بنی خفاجہ بن سعد بن ھذیل المخضرم بقی الی زمن المعاویہ دغزا الروم

ممّن حملن بہ وھنّ عواقدٌ	اس کی ماں حاملہ ہوئی جبکہ تکمے بندھے تھے
حُبُكَ الثیابِ فشبّ غیرمھبّلِ	لہٰذا وہ ڈھیلا ڈھالا جوان نہیں ہوا
حملت بہ فی لیلۃٍ مزء ودۃٍ	وہ حاملہ ہوئی جب خوف کی رات تھی
کرْھًا وعِقدُ نطاقھا لم تحللِ	زبردستی جماع کیا گیا تھا، اور کمر بند بھی نہ کھولا گیا تھا
فاتت بہ حوش الفؤاد مبطنًا	لھذا وہ بیدار دل پتلے پیٹ والا پیدا ہوا۔
سُھدًا اذا ما نام لیل الھوجلِ	بیدار رہتا ہے جبکہ سست لوگ سو جاتے ہیں
ومبرّأٍ من کلّ غبّر حیضۃٍ	ماہواری کے قریب دنوں میں جماع نہیں کی گئی تھی۔
وفساد مرضعۃٍ وداءٍ معضلِ	نہ دودھ کا کھوٹ تھا نہ رحم کی بیماری۔
واذا رمیت بہ الفجاج رأیتہٗ	جب تم اسے پہاڑ پر چڑھاؤ
یھوی مخارمھا ھویّ الاجدلِ	تو انکی بلندیوں پہ شکرے کی طرح چڑھتا چلا جاتا ہے۔
واذا قذفت لہ الحصاۃ رأیتہٗ	اور اگر کنکر پھینکو (اور وہ سو رہا ہو) تو دیکھو گے
ینزو لوقعتھا نزوّ الاخیلِ	کہ وہ اخیل کی طرح اچھل پڑتا ہے
واذا یھبّ من المنام رأیتہٗ	جب بیدار ہوتا ہے تو سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔
کرتوب کعب الساق لیس بزمّلِ	جیسے ساق کی ہڈی۔ وہ سست نہیں ہے
ما ان یمسّ الارضَ الّا منکبٌ	زمین سے بس اس کا منڈھا لگتا ہے، سوتے وقت،
منہ وحرف الساق طیّ المِحملِ	اور پنڈلی جو تلوار کی طرح لپٹی ہوئی ہے۔

بعض راویوں نے یہ شعر تأبّط شرّا کی طرف منسوب کئے ہیں، کہتے ہیں کہ وہ فہم کی ایک عورت کے پاس آیا جایا کرتا تھا اس کا ایک بیٹا ہذلی تھا جب وہ لڑکا بلوغت کے قریب پہنچا تو ماں سے کہنے لگا یہ کون مرد ہے جو یہاں آتا ہے؟ اس نے کہا تیرے باپ کا دوست ہے۔ وہ بولا آئندہ سے میں اسے تیرے پاس نہ دیکھوں۔ جب تأبّط آیا تو ماں نے کہا کہ یہ لڑکا مجھے تجھ سے چھڑا دیگا تو اسے قتل کردے۔ اس نے کہا اچھّی بات ہے۔ ایک دن وہ اسکے پاس سے گزرا۔ لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ تو وہ بولا میرے ساتھ آ میں تجھے ایک تیر دونگا، لڑکا ساتھ ہو لیا، مگر وہ اس کو قتل نہ کر سکا اور تیر دیدیا۔ جب تأبّط پھر اس کی ماں کے پاس آیا تو واقعہ بیان کیا تو وہ کہنے لگی۔ بھلا یہ تو شیطان ہے۔ میں نے اسے کبھی غافل سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ نہ کبھی اچھّا طرح ہنستے دیکھا، جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے کر گزرتا ہے۔ جب میں حاملہ ہوئی تھی

لہ ابو تمام نے باب حماسہ [illegible] ابو کبیر ہذلی کی طرف منسوب [illegible]

تو کبھی مجھے خون نہیں آیا حتی کہ جننے کا وقت آن پہنچا۔ اسکے باپ نے مجھ سے ایک ایسی رات میں جماع کیا تھا کہ ہم بھاگے جا رہے تھے اور میں زین سے کمر لگائے ہوئے تھی، کمر بند بندھا ہوا تھا، اور اس کا باپ زرہ پہنے ہوئے تھا۔ تو کسی طرح اسے قتل کر دے بخدا اسکی نسبت سے تو مجھے زیادہ عزیز ہے۔ وہ بولا میں اسے غزوہ میں لے جاؤنگا۔ چنانچہ ایک دن اس کا گزر لڑکے کے پاس سے ہوا۔ بولا کیا تو غزوہ پر چلنا چاہتا ہے؟ کہا کیوں نہیں! چنانچہ دونوں غزوہ کیلئے نکلے۔ اس نے کبھی لڑکے کو غافل نہ پایا۔ ایک رات ان کا گزر ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں قترہ خزاری کے دو بیٹے آگ کے پاس بیٹھے تھے یہ گھاس کی تلاش میں نکلے تھے۔ تابط نے آگ دیکھی تو پہچان گیا کہ کون لوگ ہیں، وہ جھک کر کہنے لگا۔ ارے مجھے کسی چیز نے کاٹ لیا مجھے آگ چاہیئے۔ چنانچہ لڑکا آگ کی طرف دوڑا۔ وہاں دو آدمی بیٹھے ہوئے پائے۔ ان دونوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ لڑکا دونوں کو قتل کر کے آگ لیکر چلا آیا۔ اور قوم کے اونٹ ہنکا لایا۔ تابط کے پاس آیا۔ تابط نے دیکھا کہ آگ اسکی طرف بڑھ رہی ہے تو وہ سمجھا کہ لڑکا مارا گیا۔ اور اس نے اس کا سراغ دیدیا ہے لہٰذا وہ بھاگا۔ تابط کہتا ہے کہ اس نے مجھے آلیا۔ آگ لئے ہوئے تھا اور اونٹ ہنکائے لا رہا تھا جب میرے پاس پہنچ گیا۔ کہنے لگا افسوس ہے آج رات تو تو نے مجھے تھکا مارا۔ اور دونوں سر میری طرف لڑھکا دیئے۔ میں نے کہا یہ کیا؟ کہنے لگا انہوں نے آگ پر جھگڑا کیا تو میں نے انہیں مار ڈالا۔ میں نے کہا تو بھاگ چل لوگ پیچھا کرینگے۔ ہم راستے سے ہٹ کر چلے۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ وہ بولا۔ بخدا تو صحیح راہ پر نہیں جا رہا ہے یہاں تو ہوا مستقیم نہیں ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ خود صحیح راہ پر آگیا حالانکہ کبھی اس طرف نہ آیا تھا۔ تہائی رات تک میں اسکے ساتھ چلتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں دو دھاگوں کی طرح دراز ہیں۔ رات خوب ہو گئی تو میں نے کہا اب اونٹوں کو ٹھہراؤ ہم محفوظ مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ ہم نے اونٹوں کو بٹھا لیا۔ وہ لڑکا زمین پر پڑ کر ایک طرف کو سو گیا اور میں دوسری طرف کو پڑ کر سو رہا۔ میں اسے دیکھتا رہا جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ سو گیا ہے، تو اس کی طرف بڑھا مگر وہ ایکدم سیدھا کھڑا ہو گیا اور پوچھنے لگا کیا بات ہے؟ میں نے کہا اونٹوں میں کچھ کھٹکا محسوس ہوا تھا۔ چنانچہ وہ میرے ساتھ گیا تو وہاں کچھ نہ پایا۔ کہنے لگا۔ کیا تجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ میں نے کہا، نہیں۔ بولا جا سو جا اور اب میرے پاس نہ آنا کیونکہ تو میری نگاہوں میں مشکوک ہو چکا ہے۔ چنانچہ میں سو گیا جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ سو گیا ہے تو میں نے اسکے سر کی طرف ایک چھوٹی سی کنکری پھینکی تو وہ فوراً اٹھ بیٹھا۔ میں سویا سویا ہو گیا۔ وہ میرے پاس آ کر پاؤں سے ٹھوکر کر بولا۔ ارے کیا تو سو رہا ہے؟ میں نے کہا ہاں! بولا کیا تو نے وہ آواز سنی جو مجھے سنائی دی؟ میں نے پوچھا وہ کیا؟ وہ بولا میں اپنے سرہانے ذبح شدہ اونٹوں کے بیٹھنے کی سی آواز سنی ہے میں نے کہا مجھے بھی یہی خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ وہ اور میں اونٹوں کے پاس گئے وہاں ہم نے کچھ نہ پایا۔ اب وہ میری طرف

آنکھیں چمکاتا ہوا بڑھا۔ اور کہنے لگا میں سمجھتا ہوں تو آج رات کیا حرکتیں کر رہا ہے۔ بخدا اگر کسی چیز سے بھی میری آنکھ کھل گئی تو تجھے مار ڈالونگا۔ تأبّط کہتا ہے: میں تمام رات اسکی حفاظت کرتا رہا کہ کہیں کوئی چیز اسے ہشیار نہ کر دے اور وہ مجھے مار نہ ڈالے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے کہا، کوئی اونٹ ذبح نہیں کرتے؟ کہنے لگا کیوں نہیں! چنانچہ ہم نے ایک اونٹنی ذبح کی، کھا کر فارغ ہوا تو ایک اونٹنی کو دوہا۔ اور سب دودھ پی گیا۔ اب وہ راہ کی تلاش میں چلا۔ جب کبھی ایسا موقعہ ہوتا تو وہ مجھ سے دُور نکل جاتا تھا جب بڑی دیر ہو گئی، تو میں اسکے پیچھے گیا، تو دیکھا کہ وہ راستہ پر لیٹا ہے۔ ایک سانپ کے بل میں ہاتھ دے رکھا ہے۔ اور اس کو مار ڈالا ہے۔ اور سانپ نے اسے مار ڈالا ہے۔ چنانچہ یہ شعر میں نے اسی کے بارے میں لکھے ہیں: ــ ۵

ولقد غدوتُ علی الظِلام بمِغشمٍ　　جلدٍ من الفتیان غیر مُثقّلِ

عُروہ بن الوَرد :ــ

وہ بنو عبس سے ہے، چونکہ سخی تھا، اس لئے عروۃ الصعالیک (فقیروں کا وسیلہ) اس کا لقب پڑ گیا تھا عبدالملک نے کہا میں سوائے عُروہ کے کسی عربی کو اپنا باپ بنانا پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ کہتا ہے: ــ ۵

انّی امرءٌ عافی اِنائی شرکۃٌ	میرے برتن کے شریک بہت سے ہیں۔ اور تیرے
وانتَ امرءٌ عافی انائِکَ واحدٌ	برتن کا شریک صرف ایک ہے۔ (یعنی تُو)
اتھزءُ منّی ان سمنتَ وان تریٰ	کیا اس بنا پر میرا مذاق اڑاتے ہو کہ تم موٹے ہو گئے ہو اور میں
بجسمی مسّ الحقّ والحقّ جاھدٌ	حقوق کی حفاظت کی بنا پر دُبلا ہو گیا ہوں اور حقوق تو دُبلا کر
اُقسّم جسمی فی جسومٍ کثیرۃٍ	دیتے ہیں۔ میں اپنا جسم (کھانا) بہت سے جسموں میں تقسیم کرتا ہوں
واحسوُ قراح الماءِ والماءُ باردٌ[۱]	اور خالص ٹھنڈا پانی پیتا ہوں (سردی میں)

وہ جاہلی ہے۔ ایک دفعہ لوٹ میں بنو کنانہ کی ایک عورت اسکے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے اسے اُمّ ولد بنا لیا بعد ازاں حج کیلئے اسے ساتھ لے گیا۔ وہاں اسکی قوم کے آدمی مِل گئے، کہنے لگے اس کا فدیہ لے کیونکہ ہمیں یہ گوارا نہیں کہ وہ تیرے پاس بحیثیت ایک قیدی کے رہے۔ عروہ نے کہا ایک شرط ہے، وہ پورا کرو۔ کہنے لگا فدیہ دے دو۔ بعد ازاں اسے اختیار ہو گا خواہ میرے ساتھ رہے یا تمہارے ساتھ چلی جائے۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جائیگی۔ قوم نے یہ

---

[۱] یہ شعر باب الاضیاف والمدائح میں ابو تمام نے درج کئے ہیں۔

شرط مان لی اور فدیہ دیدیا۔ جب بیوی کو اختیار دیا گیا، تو اس نے قوم کے ساتھ جانا پسند کیا اور بولی: بخدا میں نے تجھ سے زیادہ چشم پوشی کرنے والا فحش سے بچنے والا اور پاس ناموس کرنیوالا نہیں دیکھا! اور میں نے اپنے سے زیادہ پردہ پوشی کرنے والی بھی نہیں دیکھی۔ میں تیرے پاس رہی مگر کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ میں نے موت کی تمنّا نہ کی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ تیری قوم کی عورتیں کہا کرتی تھیں کہ عروہ کی باندی نے یہ بات کہی عُروہ کی باندی نے وہ بات کہی۔ بخدا میں کسی غطفانیہ کا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ اب تو سیدھا چلا جا۔ دیکھ اپنے بچے کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

فلو کالیوم کانَ علیَّ امری	اگر آج کی طرح معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا
ومن لك بالتّدبّر فی الامور	معاملات کے سمجھنے کا کس کو شعور ہوتا ہے
اذاً لملکتُ عصمۃَ امِّ عمرٍو	تو میں ام عمرو کی عصمت کا مالک ہوتا۔
علیٰ ما کان من حسکِ الصدُور	باوجود اس کی قوم کی عداوت کے۔
فیاللنّاس کیف اطعتُ نفسی	افسوس! میں نے کیسے نفس کی بات مان لی اُس معاملہ میں
علی شیءٍ ویکرھہٗ ضمیری	جس سے میرا دل کراہت کرتا تھا۔

طریح الثقفی :-

وہ طریح بن اسماعیل ہے، شریف شاعر تھا، پیچھے اولاد چھوڑی۔ ولید بن یزید بن عبدالملک کے بارے میں کہتا ہے: ؎

انت ابن مسلنطح البطاح ولم	تو وسیع وادی کا رہنے والا ہے۔
تعطفْ علیك الحنیُّ والولُجُ	موڑ کا رہنے والا ہے۔
لو قلت للسّیل دع طریقكَ والمو	اگر تو سیلاب سے کہے کہ راستہ چھوڑ دے۔
جُ علیہ کالھضبِ یعتلجُ	اور وہ زور سے موجیں مار رہا ہو۔
لارتدّ اوساخَ اولکانَ لہٗ	تو وہ واپس ہو جائے یا دھس جائے۔
فی سائرِ الارضِ عنك منعرجُ	یا کسی اور طرف مڑ جائے۔

طوبیٰ لفرعیك عن هنا وهنا　　تیری اولاد بڑی اچھی ہے ۔
طوبیٰ لاعراقك الذی تشج　　تیرے باپ دادا بڑے اچھے ہیں ۔

ولید کسی وجہ سے اس سے ناراض ہوگیا تھا۔ تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

یا ابن الخلائف مالی بعد تقربۃ　　اے خلیفوں کے بیٹے کیا ہوگیا ہے کہ باوجود قرب کے
الیك اُجفیٰ وفی حالیك لی عجب　　مجھ پر جفا کی جاتی ہے آپ کی یہ دونوں حالتیں عجیب ہیں
این الرعایۃ والحق الذی نزلت　　وہ رعایت حقوق جن کی حفاظت و تعظیم کے بارے میں
بحفظہ وبتعظیمہ لہ الکتب　　کتابیں نازل ہوئیں کیا ہوئی ۔
ما کان یشقیٰ بھذا امنك مرتغب　　ایک اُمیدوار پڑوسی، قرابت دار اور دُور والے
راج ولا الجار ذوالقربیٰ ولا الجنب　　آپ کے ہاتھوں بدبخت نہ ہونے چاہئیں ۔
ان یعلموا الخیر یخفوہ وان علموا　　اگر لوگوں کو بھلائی کا علم ہوتا ہے تو چھپاتے ہیں اور اگر
شراً اُذیع وان لم یعلموا کذبوا　　بُرائی کا علم ہوتا ہے تو پھیلاتے ہیں ورنہ جھوٹ بولتے ہیں،

بنو ثقیف ولید کے ماموں تھے ۔

عمر بن لجا :-

وہ تیم بن عبد مناۃ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر کے ایک بطن سے ہے۔ جسے ایسر کہتے ہیں۔
ان ہی کے بارے میں جریر یہ کہتا ہے : ؎

اظن الخیل تذعر سرح تیم　　وتعجل زبدا ایسر ان یذابا

یہ مضمون اس نے لقیط بن زرارہ کے قول سے لیا ہے، کہتا ہے : ؎

اذا دھنوا رما حھم بزبد　　جب وہ اپنے نیزوں کو مکھن لگاتے ہیں (تو کوئی بات نہیں)،
فان رماح تیم لا تضیر　　تیم کے نیزے نقصان نہیں پہنچاتے ۔

کہتے ہیں کہ ابن لجا، اور جریر کے درمیان مخالفت کا سبب یہ ہوا کہ ابن لجا نے مہاجر بن عبداللہ والئ یمامہ کو یہ شعر سنائے جریر پاس بیٹھا تھا ؎

تجرّ بالاھون من ادنائها   جرّ العجوز الثنیّ من خفائها

جریر نے کہا تو نے یوں کیوں نہ کہا جر الفتاة طرفی ردائها۔ وہ بولا بخدا میں نے تو بوڑھی کے ضعف کو دکھایا ہے۔ مگر تو نے تو اس سے بھی برا شعر کہا ہے اور وہ یہ ہے: ؎

واوثق عند المردفات عشیّة   لحاقاً اذا ماجرّد السیف لامع

خدا کی قسم اگر وہ شام ہی کو آتیں تو ان سے جماع کیا جاتا حتیٰ کہ حاملہ ہو جاتیں۔ یہیں سے دونوں میں عداوت پیدا ہو گئی۔ تیم کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ عمرو کے پاس آئے، کہنے لگے تو نے جریر کو ہمارے پیچھے ڈال دیا۔ اب بازرہ اور درگذر کر۔ مگر وہ نہ مانا اور کہنے لگا کیا میں برزہ (یہ اس کی ماں ہے) کے ذکر کے بعد باز رہوں۔ جریر برزہ کے بارے میں کہتا ہے: ؎

انت ابن برزة منسوبٌ الی لجا   تو برزہ کا بیٹا ہے لجا کی طرف منسوب ہے

عند العصارة والعیدان تعتصر   نچوڑنے کے وقت اور لکڑیاں نچوڑی جاتی ہیں۔

کہتے ہیں فلان عصارة فلان یعنی اس کا بیٹا ہے۔ اور یہ گالی ہے:

ابو الھندی :-

وہ عبد القدوس بن شیث بن ربعی، بنی زید بن رباح بن یربوع سے ہے، بڑا شرابی تھا شراب کی صراحیوں کے بارے میں کہتا ہے: ؎

سیُغنی ابا الھندیّ عن وطبِ سالمٍ   ابو الھندی کو سالم کے مشکیزوں سے بے پرواہ کر دیا ہے

اباریقُ لم یعلق بھا وضرُ الزبدِ   ان صراحیوں نے جن کے ساتھ مکھن کی چکنائی نہیں لگی۔

مقدّمة قزّاً کأنّ رقابھا   شراب کی صراحیوں پر ریشمین بندھن بندھا ہے۔

رقابُ بنات الماء تفزع للرعدِ[1]   گویا وہ مینڈکیوں کی گردنیں ہیں جو رعد سے گھبرا گئی ہیں

پھر شراب پینی چھوڑ دی تھی، تو یہ شعر کہے: ؎

ترکتُ الخمورَ لاربابھا   مَیں نے شراب شرابوالوں کے لئے چھوڑ دی۔

واقبلتُ اشربُ ماءً قراحا   اب خالص پانی پیتا ہوں۔

---

[1] لبید و ثعلبہ نے یہ مضمون اس سے لیا ہے۔ دیکھو لبید کا بیان۔

وقد کنتُ حینًا بھا معجبًا	کبھی میں شراب کا دلدادہ تھا۔ جیسے ایک
کعجب الغلام الفتاۃِ الرِّداحا	نوجوان بھاری سُرین والی لڑکی کو پسند کرتا ہے
وما کانَ ترکی لھا أنّنی	مَیں نے شراب اس لئے نہیں چھوڑی
یخاف ندیمی علیّ افتضاحا	کہ میرے ندیم کو میرے بارے میں رسوائی کا خدشہ ہے
ولکنّ قولی لہٗ مرحبا	بلکہ اس لئے کہ میں اسے مرحبا
واھلاً مع السّھل وانعم صباحا	اھلاً وسھلاً اور صبح بخیر کہتا ہوں۔

الکذّاب الحِرمازی :-

وہ عبداللہ بن اعور ہے۔ رؤبہ بن عجاج نے ذکر کیا ہے کہ حرمازی میرے پاس مانگنے آیا۔ بولا آج میں جا رہا تھا کہ چوہے کی دُم کی طرح کوئی چیز ہلتی دیکھی۔ مَیں نے کہا یہ کیا؟ آواز آئی یہ عجاج کی رجز کی فضیلت ہے کہ تیری رجز سے بہتر ہے۔ تو مَیں نے اسے بند کر دیا۔ تو ایک اس سے بھی بڑی نکل آئی میں نے اسے بھی بند کر دیا۔ پھر اس سے بھی بڑی تو اُسے بھی مٹی سے بند کر دیا۔ پھر ایک بڑی وادی کی صورت میں ظاہر ہوئی اسے بھی بند کر دیا۔ تو پھر سمندر کی صورت میں ظاہر ہوئی تو میں نے اپنے آپ کو اسی میں ڈال دیا۔ لو اب میں جاتا ہوں۔ اپنی قوم کے بارے میں کہتا ہے : ؎

ان بنی حرمازَ قومٌ فیھم	بنی حرماز عاجز ہیں اور اپنے بھائی کو
عجزٌ وتسلیطٌ علیٰ اخیھم	دبانے والے ہیں۔
فابعث علیھم شاعرًا یخزیھم	ایسا شاعر بھیج جو انہیں رسوا کرے
یعلم فیھمُ مثل علمی فیھم	اور انہیں ایسا جانتا ہو جیسے کہ میں جانتا ہوں

اس کی بہترین رجز حکم بن منذر بن جارود کے بارے میں ہے :-

یا حکم بن منذر بن الجارود	اے حکم بن منذر بن جارود
سرادق المجد علیکم ممدود	تم پر بزرگی سایہ کئے ہوئے ہے۔
نُبِّیت فی الجود وفی بیت الجود	تو سخاوت اور سخاوت کے گھرانے میں پلا ہے۔
والعودُ قد ینبت فی اصل العود	عود سے عُود ہی پیدا ہوتی ہے۔

مرۃ بن محکان سعدی :-

وہ سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے ایک بطن سے ہے جنھیں بنو ربیع کہتے ہیں، انکے بارے میں فرزدق کہتا ہے: ؎

ترجی ربیعُ ان یجئ صغارُھا — بنو ربیع چھوٹوں سے بھلائی کی آرزو کرتے ہیں

بخیرٍ وقد اعیا ربیعًا کبارُھا[۱] — حالانکہ ان کے بڑے بھی نہ کر سکے۔

مرۃ بنو ربیع کا سردار تھا مسلم بن زبیر کے پولیس مین نے اسے قتل کر دیا تھا، اس نے کوئی اولاد پیچھے نہیں چھوڑی مہمانوں کے بارے میں کہتا ہے، لوگ اسے ابو الاضیاف (مہمانوں کا باپ) کہا کرتے تھے: ؎

وقُلتُ لمّا غدوا اوصی قعیدتنا — جب وہ صبح کرتے ہیں تو میں بیوی سے کہتا ہوں۔ اپنے بچوں

غُدّی بنیکِ فلم تلقیھم حِقبا — کو (مہمانوں کو) ناشتہ کرادے۔ یہ زیادہ دیر نہیں رہیں گے

ادعی ابا ھم ولم اقرف بامّھم — میں ان کا باپ کہا جاتا ہوں میں کوئی انکی ماں کے ساتھ

وقد ھجعتُ ولم اعرف لھم نسبا — متہم نہیں نہ میں ان کے نسب سے واقف ہوں۔

انا ابن محکانَ اخوالی بنو مطرٍ — میں محکان کا بیٹا ہوں بنو مطر میرے ماموں ہیں۔

انمی الیھم وکانوا معشرًا نُجبا[۲] — میں انہیں سے ہوں وہ بڑے شریف ہیں۔

اوس بن مغراء :-

وہ بنو ربیعہ بن قریع بن عوف بن کعب بن سعد سے ہے۔ نابغہ جعدی کے ساتھ ہجو بازی کیا کرتا تھا، بنو صفوان بن سحنہ بن عطارد بن عوف بن کعب بن سعد کے بارے میں کہتا ہے۔ عرفات سے لوٹنا پہلے ان ہی کی طرف سے ہوتا تھا: ؎

ولا یریمون فی التعریف موقفھم — وہ عرفات میں اپنی جگہ سے نہیں چلتے

حتّی یقالَ افیضوا آلَ صفوانا — حتی کہ ان سے عرض کی جائے، کہ آل صفوان چلو۔

مجدًا بناہ لنا قِدمًا اوائلُنا — یہ بزرگی اسلاف سے ملی ہے

وورّثوہ طوال الدھر اُخرانا — اور ہمیشہ آخر زمانہ تک چلتی رہے گی۔

۱؎ ابو تمام نے باب الھجاء میں اس شعر کو شعیث بن عبداللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ ۲؎ ان اشعار کو ابو تمام نے باب الاضیاف والمدائح کے اوائل میں درج کیا ہے۔

ابو الزحف :-

وہ ابن عطاء بن الخطفی، جریر کا چچا زاد ہے محمد بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے زمانہ تک زندہ رہا۔ کہتا ہے :؎

اشکو الیك وجعًا برکبتی — مَیں تجھ ہی سے گھٹنے کے درد کی شکایت کرتا ہوں۔
وھدجانًا لم یکن من مشیتی — اور چال کے لڑکھڑانے کی۔
کھدجان الرّال خلف الھیقت — جب شتر مرغ کا بچّہ اُس کے پیچھے چلتا ہے۔
مُروزیًا لمّا رأوھا زوزت — جب دیکھتا ہے کہ وہ تیز دوڑی جا رہی ہے۔

السُّرادِق الهُذَلی :-

وہ بڑا شرابی تھا۔ ایک دن اس کی بیٹی ناراض ہو کر بولی۔ اگر اس کا پینا ضروری ہے۔ تو نبیذ تمر پی لیا کرو تو اس نے یہ شعر کہے :؎

تقول ابنتی لا تشربِ الخمرَ والتمسْ — بیٹی کہتی ہے شراب مت پی اور کوئی شراب
شرابًا سواہُ والشرابُ کثیرُ — پی لے۔ شرابیں تو بہت سی ہیں۔
فقلتُ وَمَن لی بالشراب الّذی اذا — مَیں نے کہا ایسی شراب کہاں سے لاؤں
شربتُ عرانی فی العظامِ فتورُ — کہ پیوں تو ہڈیاں ڈھیلی ہو جائیں۔
أأشربُ تمرًا ینفخ البطنَ منتنًا — کیا چھوہارے کی شراب پیوں بدبودار [illegible]
واترکھا کالمسك حین تفورُ — اور مشک جیسی شراب کو چھوڑوں۔ جس کی خوشبو
لھا أرَجٌ فی البیت مالم تشجّھا الٔ — گھر کو معطّر کر دیتی ہے، جبکہ نہ کھولی جائے
سقاۃُ یکاد المرءُ منہ یطیرُ — اور آدمی اڑنے لگتا ہے۔
فذالك امرٌ لستُ عنہ بمقصرٍ — مَیں تو اس سے باز نہیں آسکتا
وان دار صرفُ الدھر حیث یدورُ — اگرچہ زمانہ بدل جائے۔

ازدیوں کے قریب سے گزرا تو پاؤں لڑکھڑانے لگے وہ کہنے لگے یہ تو مدہوش کی سی چال ہے تو وہ ٹھہر گیا اور یہ شعر کہے: ؎

معاذَ الٰهِیْ لستُ سکرانَ یا فتیٰ | پناہ بخدا میں مدہوش نہیں ہوں۔
وما اختلفتْ رجلای الّا من الکبرْ | پاؤں تو بڑھاپے سے لڑکھڑاتے ہیں
ومن یكُ رهنًا للّیالی و مُرِّها | جس نے زمانہ کا سرد و گرم چکھا ہو
تدعه کلیلَ القلبِ والسمع والبصرْ | اس کا دل، کان اور نظر تھک جاتے ہیں۔

سعد بن ناشب

وہ بنو عنبر سے ہے۔ اس کا باپ ناشب کانا تھا اور شیاطین عرب سے تھا۔ یوم وقیط میں شریک تھا۔ یہ لڑائی تمیم و بکر کے درمیان زمانہ اسلام میں ہوئی تھی سعد عرب کے سرکش لوگوں سے تھا۔ اسی کے بارے میں کوئی شخص کہتا ہے: ؎

وکیف یُفیق الدهرُ سعدَ بن ناشبٍ | وشیطانهٗ عند الاهلّة یصراعُ

سعد کہتا ہے: ؎

سأغسلُ عنّی العارَ بالسّیفِ جالبا | میں ننگ و عار کو تلوار کے ذریعہ دھو دونگا۔
علیّ قضاءُ اللّٰه ما کان جالبا | اور جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے اس کو پورا کردونگا
ویصغرُ فی عینی تِلادی اذا انثنتْ | میری نظر میں میرا موروثی مال حقیر ہے۔
یمینی بادراكِ الّذی کنتُ طالبا | جبکہ میں اپنے مقصد کو پالوں۔
فیا لرزامٍ رشّحوا بی مقدّمًا | رزام پر افسوس ہے کہ اس نے میری تربیت کی
الی الموت خوّاضًا الیه الکتائبا | درآنحالیکہ میں موت کی طرف سب سے پہلے لشکروں میں گھس جاتا ہوں
اذا همّ القیٰ بین عینیه عزمهٗ | جب ارادہ کر لیتا ہوں تو صرف مطمح نظر پیش نظر ہوتا
ونکّبَ عن ذکرِ العواقبِ جانبا | ہے۔ اور انجام کو نہیں دیکھتا
ولم یستشرْ فی امرهٖ غیرَ نفسهٖ | کسی سے مشورہ نہیں لیتا ہوں
ولم یرضَ الّا قائمَ السّیفِ صاحبا | اور سوائے تلوار کے کسی کو ساتھی نہیں بناتا۔

المُرار العدوی :-

وہ ابن منقذ ہے۔ صدی بن مالک بن حنظلہ سے ہے۔ صدی کی ماں جل بن عدی سے تھی اسکے فرزندوں کو بنو العدویہ کہتے ہیں، عوف بن قعقاع نے ان سے کہا تھا اے بنو عدی تمہارے پیٹ بنو مالک سے زیادہ وسیع ہیں اور تم شرافت میں ان سے کم ہو۔ مرار کہتا ہے :- ؎

یا حبّذا حین تمسی الریح باردۃً	کتنا اچھا ہے وہ سماں جب شام کو ٹھنڈی ہوائیں
وادی الاراکِ وفتیانٌ بھم ھضمٌ	پیلو کی وادی میں جاتی ہیں جہاں سخی جوان ہیں
مخدّمون کرامٌ فی بیوتھم	جو مخدوم ہیں، شریف ہیں مگر جب گھر سے باہر
وفی الرجال اذا لاقیتھم خدمٌ	آتے ہیں تو لوگوں کے خادم ہیں
وما اصاحبُ من قومٍ فاذکرھمُ	میں جب کسی گروہ کے ساتھ رہتا ہوں تو انہیں یاد کرتا ہوں
الّا یزید ھم حبّاً الیّ ھمُ	اور زیادہ ان کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

مرار اور اس کی قوم کے بارے میں جریر کہتا ہے :- ؎

فان کنتم جربی فعندی شفاؤکم	اگر تم کُتّے کاٹے ہو تو میرے پاس اس کی دوا ہے۔
وللجنّ ان کان اعتراکَ جنونٌ	اور اگر جن چڑھ گیا ہے تو اس کی دوا بھی ہے
وما انت یا مرار یا زبد استھا	اے مرار اس کے سرین کے مکھن
باوّل من یشقی بنا ویحینٌ	تو ہمارے معاملہ میں پہلا بدبخت نہیں ہے۔

مرار کھجور کے درخت کی توصیف میں کہتا ہے :- ؎

ضربن العِرق فی ینبوعِ عینٍ	طلبن معینہٗ حتّی روینا
بنات الدھر لا یخشین محلاً	اذا لم تبق سائمۃ بقینا
کأنّ فروعھنّ بکلّ ریحٍ	جواریٍ بالذوائب ینتضینا

اصمعی کہا کرتا تھا کہ مرار نے اس شعر میں غلطی کی ہے اسے درخت خرما کے بارے میں کچھ معلومات نہ تھیں جس قدر ایک درخت دوسرے درخت سے دور ہوتا ہے زیادہ اچھا ہوتا ہے اور پھل خوب لاتا ہے اہل عرب کہا کرتے تھے ایک کھجور نے دوسری کھجور سے کہا میرے سایہ سے اپنا سایہ کو دور رکھ۔ میں اپنا اور تیرا بوجھ اٹھالوں گی۔

مُرار بن سعید الاسدی :-

وہ مُساور بن ہند کے ساتھ ہجو بازی کیا کرتا تھا، وہ بڑا چھوٹا اور پتلا دبلا تھا لہٰذا یہ شعر کہے :-

ومنتظری صنّما فقال رأیتہٗ	میری موٹاپی کی امید کرنے والا کہنے لگا یہ تو بڑا
ضئیلاً وقد اغنی من الرجل الصنم	دُبلا ہے، مگر میں تو موٹوں سے بہتر ہوں۔
رأت رجلاً قصداً ادعائم بیتہٖ	اس نے ایسے شخص کو دیکھا جو میانہ ہے مگر اسکے گھر کے سُتون
طوالٌ وما طول الاباعر بالجسم	طویل ہیں، اونٹوں کی لمبائی کوئی جسم سے تھوڑی ہوتی ہے

کہتا ہے :-

ولیس للغوانی للجفاء ولا الّذی	حسین عورتیں نہ جفا کے لئے ہیں نہ اس شخص
لہٗ عن تقاضی دینھنّ ھمُومُ	کے لئے جو انکے قرض کی ادائیگی کا غم کرے۔
ولکنّما یستنجز الوأی تابعٌ	مگر یہ کہ فوراً وعدہ پورا کرے ان کی خواہشات کا
ھواھنّ حلّافٌ لھنّ اثیمٗ	تابع فرمان ہو اور ان کے لئے جھوٹی قسمیں کھائے۔
وما جعلتُ لیا بھنّ لذی الغنا	وہ کچھ مالداروں ہی کے لئے نہیں ہیں کہ
فییئسَ من الیابھنّ عدیمٗ	غریب آدمی ان سے مایوس رہیں

اس کا یہ قول ذی الرّمہ کے قول کی طرح ہے کہ وہ کہتا ہے :-

وما الفقرُ ازری عندھنّ بوصلنا	ولکن جرت اخلاقھنّ علی البخل

اپنے بھائی بدر کے مرثیہ میں کہتا ہے :-

وما للقفول بعد بدرٍ بشاشۃٌ	بدر کے بعد لوٹنے کی کیا خوشی۔
ولا الحیّ تاتیھم ولا اوبۃ السّفر	نہ قبیلے کے آنے میں نہ سفر سے لوٹنے کی خوشی
تذکّرنی بدراً زعازعُ سحرۃٍ	مجھے سحر کی آندھیاں بدر کی یاد دلاتی ہیں۔
اذا عصفت حتّٰی عشیاتہا الغُبر	جب وہ کبھی شام کو چلتی ہیں
واضیافنا ان نبھّونا ذکرتہٗ	جب مہمان آتے ہیں تو مجھے بدر یاد آتا ہے
فکیف اذا النساء غابرۃ الدھر	بھلا اسے کیسے بھول سکتا ہوں

وقد کان یقری الضیف فی لیلۃ الصبا	وہ صبا کی رات میں مہمانی کرتا۔
علی حین لا یعطی الدثور ولا یقری	جب کہ امیر لوگ مہمانی سے بچتے۔
اذا سلم السّاری تہلّل وجہہ	جب مہمان سلام کرتا تو وہ خوش ہو جاتا۔
علی کلّ حالٍ فی یسارٍ وفی عسر	خواہ تنگ دست ہوتا یا فراخ دست
اذا شولنا لم یسمع فیہا بمرفدٍ	جب اونٹنیاں دودھ نہ دیتیں
قری الضیف فیہا بالمہنّد ذی الاثر	تو وہ تلوار سے انھیں ذبح کر ڈالتا
وما کنت بکّاءً ولا کن یہیجنی	میں رونے کا عادی نہیں مگر اس کے
علی ذکرہ طیب الخلائق والذکر	اخلاق مجھے رونے پر مجبور کرتے ہیں
أعینیّ انی شاکر ما فعلتما	اے آنکھو! میں تمہارا شکر گزار ہوں
وحقّ لما اولیتمانی بالشکر	اور تمہاری مدد کا شکر گزار ہوں
سألتکما ان تسعدانی فجدتما	میں نے تم سے مدد طلب کی
عوانین بالتسجام باقیتی قطر	تو تم نے رونے میں میری مدد کی۔
فلمّا شفانی الیاس عنہ بسلوۃٍ	جب مجھے تسلی یاس ہو گئی
واعذرتما لا بل اجلّ من العذر	اور تم معذور ہو گئیں تو میں نے تمھیں روکا
نہیتکما ان تشمتا بی فکنتما	کہ دشمن کو خوشی کا موقعہ نہ دو تو تم نے
صبورین بعد الیاس طاویتی عبر	یاس کے بعد صبر کیا اور اپنے آنسو روک لئے۔

ابو وجزۃ السعدی :-

وہ یزید بن عبید ہے۔ بنو سعد بن بکر بن ہوازن سے ہے، جن سے نبی علیہ السلام کی دودھ پلائی تھی۔ اچھا شاعر تھا۔ حضرت عمر بن الخطاب سے استسقاء کے بارے میں اس نے روایت کی ہے۔ مدینہ میں ۱۳۰ھ میں انتقال ہوا۔ سب سے پہلا شاعر ہے جس نے بوڑھی کے ساتھ تشبیب کی ہے۔ ایک قصیدہ ہے جو اس نے زبیر بن العوام کے لڑکے کی تعریف میں لکھا تھا۔

یا ایّہا الرجل الموکّل بالصبی	فیہ ابن سبعین المعمّر من دہ

حتّام انتَ موکّلٌ بقدیمةٍ — امستْ تجود کالیمانی الجیّدِ
شابَ الجلالُ جمالَها و رسابها — عقلٌ وفاضلةٌ وشیمةُ سیّدِ
غشّتْ بنائلها علیك وانما — خذنانِ فی طرف الشباب الاغیدِ
افلانُ ترجوانْ تنیلك نائلاً — هیہاتَ نائلُها مکان الفرقدِ

الشمردل بن یزید الیربوعی :-

اسے ابن الخریطہ بھی کہتے تھے۔ یہ اس لئے کہ وہ ابھی بچہ ہی تھا کہ وہ ایک کیسہ میں رکھ دیا گیا تھا۔ کہتا ہے :

اذا جری المسك یوماً فی مفارقهم — جب مشک ان کی مانگوں میں ہوتا ہے۔
راحوا کانّهمُ مرضیٰ من الکرم — تو شرافت کی بنا پر بیماروں کی طرح چلتے ہیں۔
یشبّهون ملوکاً من تجلّتهم — اپنی بزرگی میں بادشاہوں کے مشابہ ہیں۔
وطول انضیةِ الاعناق والقِمم — ان کی گردنیں لمبی اور سر اونچے ہیں۔

القتّال الکلابی :-

وہ بنو بکر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے ہے بڑے سرخ رنگ کا تھا۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے :

ورثنا ابانا حمرة اللون عامراً — ہم اپنے باپ عامر سے سرخ رنگ کے وارث ہوئے ہیں۔
ولاشیَٔ ادنیٰ للهجانِ من الحُمرِ — شریفوں کے لئے سرخی ہی مناسب ہے

کہتا ہے :

یا لیتنیْ والمنیٰ لیستْ بنافعةٍ — لمالكٍ اولنصرٍ اولسیّارِ
طوال الضیبةِ الاعناق لم یجدا — ریحَ النساءِ اذا راحتْ باذفارِ
لم یرضعوا الدهرَ الاثدیٰ واحدةٍ — لواضح الوجه یحمی باحة الدّارِ

کہتا ہے :

أیُرسلُ مروان الامیرُ رسالۃً لآتیہٗ انی اذاً لمضلّلُ
وفی باحۃِ العنقاءِ اوفی عمایۃٍ اوِ الأُدمی من خشیۃ الموت موئلُ
ولی صاحبٌ فی الغار خذّل صاحبًا ھوالجون الّا انّہ لا یعلّلُ
تضمّنتِ الاروٰی لنا بطعامنا کلا نالہٗ منہا نصیبٌ وماکلُ
اذا ما التقینا کان جُلّ حدیثنا صماتٌ وطرفٌ کالمعابل اُطحلُ

القلاخ بن جناب :-

وہ بنو حزن بن عمرو بن منقذ بن عبید بن الحارث سے ہے، شریف انسان تھا، اس کا باپ جناب تھا۔ اور ماں بنت خرشعۃ الضبی تھی۔ کہتا ہے : ؎

انا القلاخُ بن جناب بن جلا — میں قلاخ بن جناب بن جلا ہوں
ابو خناثیرَ اقودُ الجملا — مصیبتوں والا اونٹوں کا ہنکانے والا

ذوالاصبع :-

وہ حرثان بن عمرو ہے، عدوان بن عمرو بن عیلان سے ہے، جاہلی تھا، اس کا نام ذوالاصبع اس لئے پڑا کہ ایک سانپ نے اس کی انگلی میں کاٹ لیا تھا تو اس نے وہ انگلی کاٹ ڈالی تھی۔ کہتا ہے : ؎

لی ابنُ عمٍّ علی ما کان من خُلُقٍ — میرا چچازاد طبیعت کے اعتبار سے مختلف ہے
مخالفٌ لی اَقلیہ و یقلینی — وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور میں اس سے
ازری بنا اَنّنا شالت نعامتُنا — وہ مصیبت میں ہمیں ذلیل سمجھنے لگا
فخالنی دونہٗ اوخلتہٗ دونی — وہ مجھے کم سمجھنے لگا اور میں اسے
وانک اِلّا تدعْ شتمی ومنقصتی — اور تو جب مجھے گالیاں دینا نہیں چھوڑیگا
اضربک حیث تقول الھامۃُ اسقونی — تو تجھے وہاں سے مار ڈالوں گا۔

اِنّی لعمریَ مابیتیْ بذی غلقٍ	قسم ہے میرا گھر دوستوں کے لئے بند نہیں
علی الصّدیق ولا خیری بممنونِ	نہ میں احسان پر منت رکھتا ہوں۔
ولا لسانی علی الادنیٰ بمنبسطٍ	نہ چھوٹے کے ساتھ زبان درازی کرتا ہوں
بالفاحشاتِ ولا فتکی بمامونِ	نہ میرے حملہ سے کوئی بے خوف رہتا ہے۔
عنّی الیكَ فما اُمّی براعیۃٍ	مجھ سے دُور ہو جا میری ماں اونٹ چرانے والی نہ تھی
ترعی المخاضَ ولا رائیْ بمغبونِ	نہ میری رائے ناقص ہے
لا یخرج الکرہُ منّی غیر نابیۃٍ	زبردستی پر تو میں انکار ہی کرتا ہوں۔ اور جو میری
ولا الینُ لمن لاّ یبتغی لینی	نرمی نہیں چاہتا اس کے لئے نرم نہیں ہوتا۔

کہتا ہے: ؎

عذیرا لحیّ من عدوا ـــــن کانوا حیۃَ الارضِ
علا بعضھمْ بعضًا فلم یرعوا علیٰ بعضِ
ومنھم کانتِ السادا ......تُ والموفون بالفرضِ
ومنھم حکمٌ یقضی فلا ینقضُ ما یقضیْ
اذا ما ولدوا شبّوا بسرّ الحسب المحضِ

لقیط بن زرارہ:۔

وہ بنی عدس تمیمی ہے اس کی کنیت ابو دختنوس تھی، یہ اس کی بیٹی تھی۔ کہتا ہے: ؎

یا لیتَ شعریْ عنكِ دختنوسُ	کاش مجھے پتہ ہوتا کہ دختنوس میری
اذا اتاھا الخبرُ المرموسُ	خبر مرگ سن کر کیا کرے گی
أتحلقُ القرنینِ ام تمیسُ	کیا اپنا منہ نوچ لے گی یا نازک خرامی کرے گی۔
لا بلْ تمیسُ انّھا عروسُ	نہیں نازک خرامی ہی کریگی، کیونکہ وہ دلہن ہے

اسکی کنیت ابو نہشل بھی تھی۔ وہ بنو زرارہ کا شریف ترین انسان تھا، جنگ جبلہ میں کمانڈر تھا اسی دن قتل

ہوا۔ اس کے بھائی حاجب بن زرارہ کی کمان مشہور ہے جسے قوس حاجب کہتے تھے۔ دختنوس لقیط کی بیٹی اپنے شوہر عمیر بن معبد بن زرارہ کے بارے میں کہتی ہے:

أعینیَّ ألا فابکی عمیر بن معبدٍ	اے میری آنکھ رو عمیر کو۔ کیونکہ وہ تھا مارنے والا
وکان ضروبًا بالیدینِ وبالید	دونوں ہاتھوں کے ساتھ اور ایک ہاتھ کے ساتھ

لقیط اچھا شاعر تھا، جنگ جبلہ کے دن یہ شعر کہے:

انَّ الشّواء والنّشیل والرغفُ	بھنا گوشت، دودھ، چپاتیاں
والقینۃ الحسناءُ والکأس الأنُفُ	حسین مغنیہ اور جام۔ ان لوگوں کے لئے ہیں
للضّاربین الهامِ والخیلُ قُطُفُ	جو شمشیر زنی کرتے ہیں جبکہ گھوڑے بھاگ رہے ہوں

الکأس الأنف اس پیالہ کو کہتے ہیں جس سے کسی نے نہ پیا ہو۔ اس کے بہترین اشعار سے یہ ہے:

إنّی من القوم الّذین علمتہم	میں ان لوگوں سے ہوں جن کو تم جانتے ہو۔
اذا ماتَ منہم سیّدٌ قام صاحبُہ	جب ایک سردار مرتا ہے دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے۔
نجوم سماءٍ کلّما غاب کوکبٌ	وہ ستارے ایسے ہیں کہ جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا
بدا کوکبٌ تاوی الیہ کواکبُہ	ستارہ ظاہر ہو جاتا ہے جس کے گرد ستارے جمع ہو جاتے ہیں
اضاء لہم احسابہم و وجوہہم	انکے چہروں اور حسب نے رات کی تاریکی کو روشن کر دیا ہے
دُجی اللیلِ حتّٰی نظم الجزع ثاقبہ	حتی کہ موتی پرونے والا موتی پرو سکتا ہے۔

بعض راوی ان اشعار کو ابو طمحان قینی کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن غلط ہے یہ اشعار تو لقیط ہی کے ہیں۔

البرذخت:۔

وہ بنو ضبّہ سے ہے، جریر کے پاس آ کر کہنے لگا۔ میرے ساتھ ہجو بازی کر۔ اس نے کہا۔ تو کون ہے؟ بولا میں برذخت ہوں۔ اس نے پوچھا برذخت کسے کہتے ہیں کہنے لگا فارسی میں فارغ کو کہتے ہیں۔ جریر بولا میں اپنے آپ کو تیری فراغت کے ساتھ مشغول نہیں کر سکتا۔ برذخت کہتا ہے:

اذا کان الزمان زمانَ عکلٍ	جب عکلیوں اور تیمیوں کا زمانہ ہو۔
وتیمٍ فالسّلام علی الزمان	تو زمانہ کو سلام

زمانٌ صارَ فیہ العزُّ ذُلّاً — وہ زمانہ جس میں عزت ذلت ہو جائے
وصارَ الزجُّ قدّامَ السنانِ — اور موٹھ انی بن جائے۔

کہتا ہے : ؎

لقد کان فی عینیک یا حفصُ شاغلٌ — اے حفص تیری آنکھیں اور تیری بے ذوق ناک تجھے روکتی ہے
وانفٌ کتیلِ العودِ عمّا تتبّعُ — کہ تو دوسروں کی عیب جوئی کرے۔
تتبّع لحناً من کلامٍ مرقّشٍ — تو عمدہ کلام میں عیب جوئی کرتا ہے۔
وخلقُکَ مبنیٌّ علی اللحنِ اجمعُ — حالانکہ تیرا سارا ڈھانچہ عیب پر مبنی ہے
فعیناکَ ایطاءٌ وانفُکَ مکفاءٌ — تیری آنکھیں ایطا ہیں اور تیری ناک اکفاء ہے۔
ووجھکَ اقواءٌ فانتَ المرقّعُ — تیرا منہ اقواء ہے، لہٰذا تو جوڑ در جوڑ ہے۔

خلف بن خلیفہ :۔

خلف کا ہاتھ کٹا ہوا تھا، انگلیاں چمڑے کی تھیں ظریف اور طبّاع شاعر تھا، یزید بن عمر بن صبیرہ کے پاس مہرجان کے دن گیا۔ اس کے پاس ہدیئے آئے تھے اور وہ لوگوں کو تقسیم کر رہا تھا۔ اس زمانہ میں وہ عراق کا والی تھا۔ تو خلف کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا : ؎

کأنّا شمامیسُ فی بیعۃٍ — گویا ہم گرجے میں پادری ہیں۔
تُقسِّسُ فی بعضِ عیدانھا — جو عید کے موقعہ پر جمع ہیں۔
وقد حضرتْ رسلُ المھرجانِ — نوروز کے قاصد آئے ہوئے ہیں
وَصَفُّوا کریمَ ھدیاتِھا — اور اپنے ہدیئے پیش کر رہے ہیں
علوتُ برأسی فوقَ الرؤسِ — میں نے بھی اپنا سر ابھارا۔
واشخصتُہ فوقَ ھاماتِھا — اور سر کو بلند کیا
لاکسبَ صاحبتی صحفۃً — تاکہ اپنی بیوی کے لیئے ایک کابی حاصل کروں۔
تغیظُ بھا بعضَ جاراتِھا — کہ وہ اپنی پڑوسنوں کو رشک دلائے۔

یزید کے پاس سونے چاندی کے جام دھرے تھے، اس نے بیس جام دینے کا حکم دیا، پھر وہ اپنے ہم نشینوں میں ہدیئے تقسیم کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تو خلف نے یہ شعر کہے:

لا تبخلنّ بدنیا وھو مقبلۃٌ	اگر دنیا تیری طرف بڑھ رہی ہو تو بخل نہ کر
فلیس ینقصھا التبذیرُ والسّرفُ	کیونکہ خرچ سے گھٹتی نہیں
وان تولّتْ فاحریٰ ان تجود بھا	اور اگر جا رہی ہو تب تو ضرور ہی دے ڈال۔
فلیس تبقیٰ وباقیْ شکرھا خلفٌ	کیونکہ وہ تو باقی نہیں رہے گی مگر شکر باقی رہے گا۔

ابان بن ولید نے خلف سے ایک لونڈی کا وعدہ کیا تھا، مگر اس معاملہ میں دیر ہوئی۔ تو اس نے یہ شعر لکھ کر بھیجے:

اریٰ حاجتیْ عند الامیر کانّھا	میں دیکھتا ہوں کہ امیر کے ہاں میری حاجت
تھمُّ زماناً عندہٗ بمقامٍ	ابھی کچھ زمانہ تک ٹھہرنا چاہتی ہے
واُحصرُ من اذکارہٖ اذ لقیتُہٗ	جب میں اسے ملتا ہوں تو یاد دہانی کراتے شرماتا ہوں
وصدق الحیاء ملجمٌ بلجامٍ	حیاء لگام لگا دیتی ہے۔
اراھا اذا کان النھار نسیئۃً	دن میں تو میں اسے بھول جاتا ہوں
وباللیل تقضیْ عند کلّ منامٍ	مگر سوتے وقت رات کو وہ یاد آتی ہے۔
فیا ربِّ اخرجْھا فانّکَ مخرجٌ	اے رب! اسے پورا کردے کیونکہ تو مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے
من المیّت حیّاً مُفصحاً بکلامٍ	جو خوب بولتا چالتا ہے۔
فیعلم ما شکریْ اذا ما قبضتُھا	تو پتہ چل جائیگا کہ میں کس طرح شکر ادا کرتا ہوں
وکیف صلاتیْ عندھا وصیامیْ	اور کس طرح روزہ نماز کرتا ہوں۔
وانْ حاجتیْ من بعد ھذا تأخّرتْ	اگر اسکے باوجود بھی میری ضرورت میں دیر ہوئی
خشیتُ بلیلٍ ان ازور غلامیْ	تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں رات میں اپنے غلام پر نہ چڑھ بیٹھوں

ابان ہنسا، اور ایک لونڈی بھیج دی۔

عجلانی :-

وہ عبداللہ بن عجلان ہے۔ مجھ سے عبدالرحمان نے اصمعی سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ نہدی ہے۔ جاہلی ہے۔ عرب کے مشہور عشاق سے تھا، اس کی محبوبہ کا نام ہند تھا۔ ابن سیرین سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن عجلان کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھے :ـ

الا ان هندا اصبحت منك محرما	تجھ پہ ھند حرام ہو گئی
واصبحت من ادنى حموتها حما	اب تو اس کا دیور بن گیا۔
واصبحت كالمقمور جفن سلاحه	میری مثال اس شخص کی سی ہو گئی جس کی تلوار کا پرتلا ٹوٹ گیا ہو
يقلب بالكفين قوسا واسهما	اور وہ تیر و کمان کو ہاتھوں میں نچا رہا ہو

یہ اشعار زور زور سے پڑھے بعد ازاں گر پڑا درانحالیکہ مردہ تھا، اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکی بیوی تھی مگر اس نے طلاق دے دی تھی۔ مگر پھر اسے یاد کرنے لگا۔ بعض شعراء نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے :ـ

فان مت من الحب	اگر میں محبت میں مرگیا ہوں تو کوئی نئی بات نہیں ہے
فقد مات ابن عجلان	اس سے پہلے عجلان بھی محبت کی خاطر مر چکا ہے۔

جران العود :-

وہ عبدی ہے اس کا یہ نام اس شعر کی بنا پر پڑا :ـ

خذا حذرا يا جارتي فانني	اے بیویو! ڈرو کیوں کہ
رايت جران العود قد كان يصلح	کوڑا درست کر دیتا ہے۔

جران العود اور رحال دوست تھے۔ دونوں نے دو عورتوں سے شادی کی، مگر ان دونوں سے ان دونوں کو تکلیفیں پہنچیں تو جران العود نے یہ شعر کہے :ـ

لہ لسان العرب کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اس کے بھائی نے اس سے شادی کر لی تو اس شخص نے یہ شعر کہا :ـ

لقد اصبحت اسماء حجرا محرما	اسماء مجھ پہ حرام ہو گئی
واصبحت من ادنى حموتها حما	اور میں اس کا قریبی دیور بن گیا

اَلا لا تغرّنّ امرأً نوفليّةٌ — میرے بعد اب کوئی جوڑے کی کنگھی
علی الرأس بعدی او ترائبُ وُضّحُ — اور گوری پسلیوں سے دھوکا نہ کھائے
ولا فاحمٌ یسقی الدھان کأنّہٗ — نہ تیل لگے کالے بالوں سے
اساوِدُ یزھاھا لعینك ابطحُ — جیسے وہ سانپ ہوں
واذنابُ خیلٍ عُلّقت فی عقیصۃٍ — اور گھوڑونکی دُموں سے جو جُوڑے میں بندھی ہوئی ہیں
تریٰ قُرطھا عن تحتھا یتطوّحُ — کہ ان کے نیچے بالیاں ہلتی ہیں ۔

اسی قصیدے میں کہتا ہے : ؎

جرت یومَ جئنا بالرّکاب نزفّھا — عقابٌ وشحّاجٌ من الطّیر متیحُ
فامّا العقاب فھی منّا عقوبۃٌ — واما الغراب فالغریب المطرّحُ
ھما الغول والسّعلاۃ حلقی منھما — مکدّحٌ ما بین العراقیِّ مجرّحُ
خُذا نصف مالی واترکا لی نصفہٗ — وبینا بذمٍّ فالتعزّب اروحُ

رحّال نے یہ شعر کہے : ؎

فلا بارك الرّحمان فی عُود اھلھا — خدا اسکے خاندان کی بیوہ میں برکت نہ دے
عشیّۃَ زفّوھا ولا فیكِ من بکرٍ — جب شام انھوں نے زفاف کے لئے بھیجا اور نہ اس کنواری میں
ولا الزعفران حینَ مسّحنھا بہٖ — نہ اس زعفران میں جو اس کے لگایا ۔
ولا الحلیُ منھا حین نیطَ الی النحرِ — نہ ان زیورات میں جو گلے میں باندھے
ولا فرشٌ ظوھرن من کلّ جانبٍ — نہ ان بستروں میں جو لگائے گئے تھے
کأنّی اکوّیٰ فوقھنّ من الجمرِ — گویا میں انگاروں سے داغا جا رہا تھا
فیا لیت انّ الذئب جلّل درعھا — کاش ایک [illegible] کو اس کی قمیص پہنا دی جاتی
وان کان ذا نابٍ حدید وذا ظفرٍ — جو تیز دانتوں اور ناخنوں والا ہوتا
وجاؤا بھا قبل المحاق بلیلۃٍ — وہ اسے آخر ماہ سے ایک شب پہلے لائے
فکان محاقًا کلّہٗ آخر الشھرِ — تو وہ سارا مہینہ آخر ماہ کی مانند ہی رہا ۔
لقد اصبح الرحّال عنھنّ صادفًا — رحّال عورتوں سے اعراض کرتا ہے
الی یوم یلقی اللہ فی آخرِ العمرِ — قیامت تک کے لئے ۔

جران العود نے اپنی ایک نظم میں ایک قوم کی توصیف کی ہے۔ اس میں وہ عورتوں کا ذکر کرتا ہے: ؎

یُبلِّغهنّ الحاج کل مکاتبٍ طویل العصا او مُقعدٍ یتزحّفُ
و مکمونۃٍ رمداء لا یحذرونها مکاتبۃ ترمی الکلاب وتحذفُ
رأت ورقًا بیضًا فشدّت حزیمها لها فهی امضیٰ من سلیکٍ والطفُ
واصبح فی حیث التقینا عشیّۃً سوارٌ وخلخالٌ ومرطٌ ومطرفُ
ومنتشراتٍ من عقودٍ ترکنها کجمر الغضا فی بعض ما تتخطرفُ

اس کا یہ قول پسند کیا گیا ہے: ؎

بان الانیسُ فما للقلب معقولُ ولا علی الجیرۃ الغادین تعویلُ
یوم ارتحلتُ برحلی قبل برذعتی والقلب مستوهلٌ بالبین مشغولُ
ثم اغترزتُ علی نقضیٰ لارفعهٗ اثرا لحمول الغوادی وهو معقولُ

اس کے یہ شعر بطور ضرب المثل استعمال ہوتے ہیں: ؎

ولا تأمنوا مکر النساء وامسکوا — عورتوں کی مکاری سے بے فکر نہ رہو اور
عری المالِ عن ابنائهنّ الاصاغرِ — مال کو ان کے چھوٹے بچوں کے حوالے نہ کرو
فانّك لم ینذرك امرًا تخافهٗ — خوفناک بات سے تجربہ کار آدمی ہی
اذا کنت منه خائفًا مثل خابرٍ — تمہیں آگاہ کر سکتا ہے۔

القِطامی :-

وہ عمیر بن شییم ہے۔ بنو تغلب سے ہے تشبیب لطیف و جمیل لکھتا ہے۔ کہتا ہے: ؎

وفی الخدور غمامات برقن لنا — پردوں سے کچھ سفید بدلیاں چمکیں
حتّی تصیّدننا من کلّ مصطادِ — حتیٰ کہ ہمیں ہر جانب سے شکار کر رہی ہیں
یقتلننا بحدیثٍ لیس یفهمهٗ — ایسے باتیں کرتی ہیں کہ جن سے ڈرتی ہیں وہ نہیں سمجھ
من یتّقین ولا مکنونهٗ بادِ — سکتے۔ نہ ان کے اسرار کھل پاتے ہیں

فهنّ ينبذن من قولٍ يصبن به — ان کی باتیں ایسی ہوتی ہیں جیسے
مواقعَ الماءِ من ذي الغلّة الصادي — سخت پیاسے کو پانی مل گیا ہو۔

وہ زُفر بن حارث کلابی اور اسماء بن خارجہ فزاری کی تعریف کیا کرتا تھا۔ زُفر نے اسے قیس عیلان و تغلب کی جنگ میں گرفتار کیا تھا۔ قیسیوں نے اسے قتل کرنا چاہا تھا۔ تو زفر حائل ہو گیا۔ اور ایک سو اونٹ بطور فدیہ دے کر اسے چھڑا لیا۔ تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

أأكفر بعد ردّ الموت عنّي — کیا موت کے لوٹائے جانے کے بعد اور تیرے سو چرنے والے
وبعد عطائك المائة الرتاعا — اونٹوں کے دینے کے بعد میں تیری ناشکری کروں۔
فلو بيدي سواك غداة زلّت — اگر میری لغزش کے دن کسی اور کے ہاتھوں میرا
بي القدمان لم ارج اطّلاعا — معاملہ ہوتا تو میں نجات نہ پاتا۔
اذاً لهلكتُ لو كانت صغارٌ — میں ہلاک ہو جاتا اگر تو دشواری پیدا کر دیتا۔
من الاخلاق تبتدع ابتداعا — اور معمولی باتوں کا اظہار کرتا۔

اس قصیدے کے درج ذیل دو شعر حسب حال پڑھے جاتے ہیں: ؎

ومعصية الشفيق عليك ممّا — دوست کی نافرمانی پر نتیجہ کے بعد
يزيدك مرّةً منه استماعا — جی چاہتا ہے کہ اس کی بات کیوں نہ سنی
وخيرُ الامر ما استقبلت منهُ — بہترین بات وہ ہے جسے پہلے سے دیکھ لے
وليس بأن تتبّعه اتباعا — اور بُری وہ ہے کہ انجامِ کار کو دیکھے

نیز کہتا ہے: ؎

مَن مبلغٌ زفر القيسيّ مدحته — میری طرف سے زفر کو مدح پہنچا دو
عن القطامي قولاً غيرا فناد — جو سچی ہے جھوٹی نہیں
انّي وان كان قومي ليس بينهم — اگرچہ میری اور تیری قوم کے درمیان
وبين قومك الا ضربة الهادي — سخت دشمنی ہے۔
مُثنٍ عليك بما اوليت من حسنٍ — میں تیرے احسان کی تعریف کرتا ہوں۔
وقد تعرّض منّي مقتلٌ باد — جبکہ میرا قتل ہو جانا یقینی تھا۔

وان قدرت علی یومٍ جزیت بہ	اگر میرا بس چلا تو تجھے بدلہ دونگا
واللّٰہ یجعل اقواماً بمرصادٖ	اللہ قوموں کو گھات پر لگا دیتا ہے

اسی قصیدے میں کہتا ہے: ؎

ما للعذاری ودّعن الحیوٰۃ کما	مرجائیں کنواریاں انھیں کیا ہوگیا ہے کہ مجھے چھوڑ دیا ہے
ودّعننی واتخذن الشیب میعادی	اور بوڑھاپے کی وجہ سے مجھ سے قطع تعلق کرلیا ہے۔
ابصارھنّ الی الشبان مائلۃٌ	انکی نگاہیں جوانوں کی طرف جھکی ہوئی ہیں
وقدا راھنّ عنّی غیر صُدّادٖ	اور وہ مجھ سے اعراض نہیں کرتی تھیں۔
اذ باطلی لم تقشّع جاھلیتہٗ	جبکہ ابھی میرا الڑھپن ختم ہوا تھا۔ اور دوست
عنّی ولم یترک الخلّان تقوادی	مجھے لہو ولعب کی طرف لے جاتے تھے۔
کنیّۃ الحیّ من ذی یقظۃٍ احتملوا	جیسے ذی الیقظہ قبیلہ والے کوچ کر گئے۔ اور میرا دل
مستحقبین فؤاداً مالہٗ فادی	ساتھ لے گئے کہ اس کا کوئی فدیہ دینے والا بھی نہیں تھا
بانوا وکانت حیاتی فی اجتماعھم	وہ جدا ہو گئے میری زندگی انکے ساتھ رہنے میں تھی۔
وفی تفرّقھم قتلی واقصادی	اور ان کی جدائی میری موت ہے۔

اسی کے یہ شعر بدترین ہجو سے ہیں: ؎

وانّی وان کان المسافر نازلاً	وان کان ذا حقٍّ علی الناس واجبٖ
ولابدّ انّ الضیف مخبرُ ما رأیٰ	مخبّر اھلٍ او مخبّر صاحبٖ
لمخبرک الانباء عن امّ منزلٍ	تضیّفتھا بین العذیب فراسبٖ
لقنعت فی ظلّ وریح تلفّنی	وفی طرمساء غیر ذات کواکبٖ
الی حیزبونٍ توقد النار بعد ما	تلفعت الظلماء من کلّ جانبٖ
تصلّی بھا برد العشاء ولم تکن	تخال وبیص النار یبدو لراکبٖ
فما راعھا الّا بغامُ مطیّتی	تریح بمحسورٍ من الصوت لاغبٖ
فجنّت جنوناً من دلاث مناخۃ	ومن رجلٍ عاری الاشاجع شاحبٖ
سریٰ فی حلیک اللیل حتّیٰ کانّما	یخزّم بالاطراف شوک العقاربٖ

تقول وقد قرّبتُ کوری وناقتی — الیك فلا تذعر علیّ رکائبی
فسلّمتُ والتسلیم لیس یسرّها — ولکنّہ حقٌّ علیٰ کلّ جانب
فردّتْ کلاما کارهًا ثم اعرضتْ — کما انحازتِ الافعیٰ مخافة ضارب
فلمّا تنازعنا الحدیث سألتُها — من الحیّ قالت معشرٌ من محارب
من المشتوین القدّ ممّا تراهم — جیاعًا وریف الناس لیس بناضب
فلمّا بدا حرمانها الضّیف لم یکن — علیّ مناخ السّوء ضربة لازب
وقمتُ الی مَهریّةٍ قد تعوّدتْ — یداها ورجلاها خبیبَ المواکب
اَلا انّما نیران قیسٍ اذا شتَوا — لطارقِ لیلٍ مثلِ نارِ الحباحب

اس کے یہ شعر بطور مثل پڑھے جاتے ہیں : ــہ

والناس مَن یلقَ خیرًا قائلون لہٗ — لوگ بھلائی والے کی تعریف کرتے ہیں
ما یشتھی ولأمّ المخطیٔ الھبلُ — اور برے کو برا کہتے ہیں۔
قد یُدرك المتأنّی بعض حاجتہ — تحمل سے کام بن جاتا ہے۔
وقد یکون مع المستعجل الزللُ — اور جلدی سے خراب ہو جاتا ہے۔

اور یہ قول بھی : ــہ

کذاك وما رأیتُ الناس اِلّا — اس طرح میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے
الیٰ ما جرّ غاویھم سِراعا — گمراہ کرنے والے کے جرم کی طرف تیزی سے دوڑتے ہیں
تراھم یغمزون من استرکّوا — تم انکو دیکھو گے کہ وہ ظلم کرتے ہیں جس کو کمزور پاتے ہیں۔
ویجتنبون من صَلَدَ فی المصاعا — اور جو شمشیر زنی جانتا ہے اس سے بچتے ہیں۔

عبدۃ بن طبیب :ــ

وہ بنی عبد شمس بن کعب بن سعد بن ربیعہ بن لبید مناۃ بن تمیم سے ہے۔ بنو عبد شمس کو سعدیوں کا قریش کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ حسین ہوتے ہیں۔ عبدہ کہتا ہے : ــہ

واعصوا الذی یُسدی النّمیمۃ بینکم — چغلخور کی نافرمانی کرو
متنصّحًا وھو السّمام المُنقعُ — جس کی نصیحت زہر ہلاہل ہوتی ہے۔
یُزجی عقاربہٗ لیبعث بینکم — وہ ریشہ دوانی کرتا ہے تاکہ جنگ چھیڑ دے
حربًا کما بعث العروقَ الاخدعُ — جیسے رگ گلو ساری رگوں کو متاثر کرتی ہے
حرّان لا یشفی غلیلَ فؤادہٖ — اس کی پیاس کسی طرح نہیں بجھتی
عسلٌ بماءٍ فی الاناء مُشعشعُ — نہ شہد میں ملا ہوا پانی اسکی پیاس بجھا سکتا ہے
لاتا منوا قومًا یشبّ صبیُّھُم — اس قوم سے بےخوف نہ رہو جن کے بچوں
بین القوابلِ بالعداوۃِ یُنشعُ — کی گھٹیوں میں دشمنی پڑی ہو۔
انّ الذین ترونھم خلّانکم — جنہیں تم اپنا دوست سمجھتے ہو۔
یُشفی غلیلُ صدورھم ان تُصرعوا — ان کے دل تمہاری موت کے آرزو مند ہیں
فضلت عداوتھم علی احلامھم — عداوت ان کی عقلوں پر غالب ہے۔
وابتْ ضبابُ رءوسھم ماتنزعُ — ان کی عداوتیں نکل نہیں سکتیں
قومٌ اذا دمِسَ الظّلام علیھم — جب رات ہو جاتی ہے تو یہ لوگ
حدجوا قنافذَ بالعداوۃِ تمزعُ — ریشہ دوانیاں کرتے ہیں۔

بھیک مانگنے کے بارے میں کہتا ہے: ؎

ثمّ انثنینا الی جُردٍ مسوّمۃٍ — پھر ہم لوٹے ممتاز گھوڑوں کی طرف جن کے بالوں کے
اعرافھنّ لایدینا منادیلُ — رومال ہمارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔

یہ خیال اس نے امرئ القیس کے اس شعر سے لیا ہے: ؎

نمشّ باعرافِ الجیاد اکفّنا — پھر عمدہ گھوڑوں کے بالوں سے ہاتھوں کو صاف کرتے ہیں
اذا نحن قمنا عن شواءٍ مضھّبِ — جب کہ ہم بھنا گوشت کھا کر اٹھتے ہیں۔

اس کے یہ شعر قیس بن عاصم کے مرثیہ میں پسند کئے گئے ہیں: ؎

علیک سلام اللہ قیسُ بن عاصمٍ — اے قیس تجھ پر سلام ہو۔
ورحمتہٗ ما شاءَ ان یترحّما — اور اللہ کی رحمت ہو۔

تحیۃ من البستہ منک نعمۃً — ایک ممنونِ احسان کا سلام

اذا زار عن شحطٍ بلادک سلّما — جب بھی تیرے دیار کی طرف آتا ہے تو سلام کرتا ہے۔

فلم یک قیسٌ ھلکہ ھلک واحدٍ — قیس کی ہلاکت ایک آدمی کی ہلاکت نہ تھی

ولکنّہ بنیان قومٍ تھدّما — وہ تو قوم کی بنیاد تھی جو گر گئی۔

ابوالاسود دؤلی :-

وہ ظالم بن عمرو بن جندل بن سفیان ہے۔ بوکنانہ سے ہے، اس کا شمار شعراء، تابعین، محدثین، بخلاء، مفلوج، لنگڑوں اور نحویوں میں ہوتا ہے حضرت علیؓ کے بعد سب سے پہلے انھوں نے نحو پر ایک کتاب لکھی۔ ابن عباس کی طرف سے وہ بصرہ کے گورنر رہے، اور وہیں انتقال ہوا، عمر ۸۵ ہو چکے تھے ۶۹ھ میں طاعون جارف میں انتقال کیا، اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ سے سخاوت میں مقابلہ نہ کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ سخی ہے اور تم سے زیادہ فضیلت والا ہے۔ اگر وہ تمام دنیا کو امیر بنانا چاہتا تو بنا دیتا۔ یہ شعر ابوالاسود کے ہیں : ؎

لیت شعری عن امیری ما الّذی — کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرے سردار نے

غالہ فی الودّ حتّی ودعہ — کیوں محبت چھوڑ دی اسے کیا نقصان پہنچا

لا تھنّی بعد ما اکرمتنی — مجھے عزت کے بعد ذلیل نہ کر

وشدیدٌ عادۃٌ منتزعہ — چھوڑی ہوئی عادت بُری ہوتی ہے۔

لا یکن برقک برقًا خلّبا — جھوٹی بجلی بری ہوتی ہے

انّ خیر البرق ما الغیث معہ — اچھی بجلی وہ ہے جس کے ساتھ بارش بھی ہو

کہتے ہیں : ؎

اذا کنت مظلومًا فلا تلف راضیا — اگر تو مظلوم ہو تو راضی نہ ہو

عن القوم حتّی تاخذ النصف واغضب — جب تک کہ انصاف نہ پالے اور غصہ کر

وان کنت انت الظالم القوم فاطّرح — اگر تو ظالم ہو تو قوم کی باتوں کی پرواہ نہ کر

مقالتھم اشغب بھم کلّ مشغب — اور خوب شرارتیں کر

وقارب بذی جھلٍ وباعد بعالمٍ — اور جاہلوں سے قریب ہو جا اور اس عالم
جلوبٍ علیک الحق من کل مجلبٍ — سے دُور ہو جا جو حق کی بات کرے۔
وان حدبوا فاقعس وان ہم تقاعسوا — اگر وہ کبڑے ہو جائیں تو تو سینہ تان لے۔
لینتزعوا ماخلف ظھرک فاحدبا — اور اگر وہ سینہ تان لیں تو تو کبڑا ہو جا۔

ابن الدمینہ :-

وہ عبیداللہ بن عبداللہ ہے، دمینہ اس کی ماں تھی، بنو خثعم سے ہے۔ کہتا ہے : ؂

یالیتنا فرداً وحشیۃً ابداً — کاش ہم دونوں وحشی جانوروں سے ہوتے۔
نرعی المتات ونخفی فی نواحیھا — جو ٹیلوں پر چرتے اور وہیں چھپ کر رہا کرتے۔
اولیت کدر القطا حلقن بی وبھا — یا وہ خاکستری ٹٹیریاں جو ہمارے اوپر منڈلایا
دون السماء فعشنا فی خوافیھا — کرتی تھیں ان کے پروں میں چھپ رہتے۔
اکثرت من لیتنا لو کان ینفعنا — میں کاش کاش کہتا ہوں کہ اس سے فائدہ اور آرزوئیں کرتا ہوں
ومن منی النفس لو تعطی امانیھا — کہیں دل کی آرزوئیں پوری ہوتی ہیں۔

کہتا ہے : ؂

ولما لحقنا بالحمول ودوننا — جب ہم ہودجوں کے قریب گئے اور
خفیف الحشا توھی القمیص عواتقہ — ہمارے ورے ایک پتلا دبلا مرد تھا۔
قلیل قذی العینین تعلم انہ — صاف چشم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر ہم سے
ھو الموت ان لم تلق عنا بوائقہ — اس کی آفات دفع نہ کی جائیں تو وہی موت ہے۔
عرضنا فسلمنا فسلم کارھاً — ہم نے سامنے آکر سلام کیا تو اس نے کراہت سے سلام
علینا وتبریح من الغیظ خانقہ — کا جواب دیا۔ اور غصہ سے اس کا دم گھٹ رہا تھا۔
فرافقتہ مقدار میلٍ ولیتنی — میں میل بھر تک اسکے ساتھ چلا گیا۔ اے کاش باوجود
علی کرھہ مادمت حیاً ارافقہ — اسکی ناراضی کے میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا۔

لہ دیکھو دیوان حماسہ کی تمام باب النسیب۔

فلمّا رأتْ ان لا سبیل وانّها
مدی الصرم ان یلقی علیها سرادقُہ[1]

جب اُس نے دیکھا کہ کوئی راہ نہیں ہے اور جُدائی اپنے خیمے گاڑے ہوئے ہے۔

رمتنی بطرفٍ لو کمیّا رمتْ بہ
لبلّ نجیعًا نحرُہٗ و بنائقہٗ[2]

اس نے تیر نظر مارا کہ اگر کسی بہادر زرہ بند کے مارتی تو اس کا گریبان و دامان خون سے تر ہو جاتا۔

کہتا ہے:

بنفسیَ واھلیِ مَن اذا عرضوالہٗ
ببعض الاذیٰ لم یدرِ کیف یجیبُ
ولم یعتذرْ عذرَ البریِّ ولم تزلْ
بہ سکتۃٌ حتّیٰ یقالَ مریبُ

میری جان اور میرے گھر والے قربان ہوں اس پر کہ جب لوگ اس کو طعنہ زنی کریں تو وہ جواب نہ دے سکتا اور بری آدمی کی طرح عذر پیش نہ کر سکے۔ اس پر سکتہ طاری رہے حتیٰ کہ لوگ کہیں یہ واقعی مشتبہ ہے

تلجین حتّیٰ یزدریَ الھجر بالھویٰ
وحتّیٰ تکاد النفس عنکِ تطیبُ

تو دور ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ جدائی محبت کو گھٹانے لگی۔ اور دل بھی تیری محبت سے صبر پانے لگا۔

وانّی لاستحییک حتّیٰ کانّما
علیّ بظھر الغیب منک رقیبُ[3]

میں تجھ سے شرم کرتا ہوں حتیٰ کہ گویا پس پشت بھی تیری طرف سے مجھ پر نگہبان مقرر ہے

ابو جلدة :-

وہ بنو یشکر سے ہے، مکّہ کے راستہ میں انتقال ہوا۔ بڑا شرابی تھا۔ کہتا ہے:

ولستُ بلاحٍ لی ندیمًا بزلّۃ | ولا ھفوۃً کانت ونحن علی خمر
عرکتُ بجنبیْ قول خذنی وصاحبیْ | ونحن علی صھباءَ طیّبۃِ النشر
فلما تمادیٰ قلتُ خذھا عریقۃً | فانّک من قومٍ جحاجحۃٍ زھر
فما زلتُ اسقیہ واشرب مثلھا | سقیتُ اخی حتّیٰ بدا وضح الفجر
وایقنتُ ان السُّکر طار بلبّہٖ | فاغرق فی شتمی وقال ولا یدری

وہ زیاد اعجم کے ساتھ ہجو بازی کیا کرتا تھا۔

---

[1][2][3] دیکھو حماسہ ابو تمام باب الأ...

الاجرد :-

وہ بنو ثقیف سے ہے، کچھ شاعروں کے ساتھ عبدالملک کے پاس آیا تھا، تو عبدالملک نے کہا ہر شاعر کی ملاقات سے پہلے ہمیں اس کا کلام پہنچا ہے تم نے کیا شعر کہے ہیں؟ اس نے کہا میں نے یہ اشعار کہے ہیں: ؎

مَن کان ذا عضُدٍ یدرِکْ ظلامتَہٗ	جس کے مددگار ہوتے ہیں وہ ظلم کا بدلہ لے لیتا ہے
انّ الذلیل الذی لیست لہٗ عضدٌ	ذلیل وہ ہے جس کا کوئی مددگار نہ ہو۔
تَنبو یداہ اذا ما قلَّ ناصرہٗ	ہاتھ اچٹ جاتے ہیں جب مددگار کم ہوں
ویمنع الضیمَ ان اثریٰ لہٗ عددٌ	اور عدد کی زیادتی مظلوم ہونے سے مانع ہے۔

کہتا ہے: ؎

وما بالُ من اسعیٰ لاجبر عظمہٗ	حِفاظاً وینویٰ من سفاھتہٖ کسری
اعود علی ذی الجھل بالحلم منھمْ	حیاءً ولو عاقبتُ غرّقھمْ بحری
الم تعلموا انّی تُخاف عرامتی	وانّ قناتی لا تلین علی قسرِ
اظنّ صُرُوفَ الدھر بینی وبینھمْ	ستحملھم منّی علی مرکبٍ وعرِ
اناةً وحلماً وانتظاراً بھمْ غداً	فما انا بالوانی ولا الضّرع الغمرِ
وانّی وایّاھم کمن نبّہَ القطا	وان لم تنبّہ باتتِ الطیرُ لا تسری

مُدرج الریح

وہ عامر بن قیس ہے، قضاعی ہے۔ اس کا یہ لقب اس شعر کی بنا پر پڑا: ؎

ولھا باعلی الجزع رسمٌ دارسٌ	وادی کے موڑ پر اس کے مٹے ہوئے آثار دیار ہیں
درجتْ علیہ الریحُ بعدک فاستویٰ	جن پر تیرے بعد ہوائیں چلیں تو وہ برابر ہو گئے

انس بن ابی ایاس :-

وہ انس بن ابی ایاس بن زنیم ہے کنانی ہے، دؤلی ہے یعنی ابوالاسود دؤلی کے خاندان سے ہے، کانا تھا، اس کا باپ ابو ایاس شریف شاعر تھا، نبی علیہ السّلام کے بارے میں کہتا ہے: ؎

فما حملت من ناقۃ فوق رحلہا	کسی ناقہ نے محمدؐ سے بڑھ کر وفادار
اعزّ و اوفیٰ ذمّۃً من محمّد	عزت دار کو اپنے اوپر نہیں اُٹھایا۔

انس عبداللہ بن زبیر سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے جبکہ انہوں نے مصعب کی شادی عائشہ بنت طلحہ سے ایک لاکھ درہم پر کی تھی: ؎

ابلغ امیر المؤمنین رسالۃً	امیر المؤمنین کو یہ پیغام ایک ناصح کی طرف سے
من ناصحٍ لک لا یرید خداعا	پہنچا دو۔ جو دھوکا نہیں دینا چاہتا
بضع الفتاۃ بالف الفٍ کاملٍ	لڑکی کا مہر دس لاکھ پورے
و تبیت سادات الجنود جیاعا	اور سرداران لشکر بھوکے
ولو لابی حفصٍ اقول مقالتی	اگر میں ابو حفص سے یہ بات کہتا
واقصّ شأن حدیثکم لارتاعا	تو وہ ڈر جاتا۔

انس کا چچا ساریہ بن زنیم تھا جس سے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا: یا ساریۃ الجبل جب حارثہ بن بدر غدانی سرق کا والی بنا تو اُس نے یہ شعر لکھ بھیجے: ؎

أحارِ بن بدرٍ قد ولیت امارۃً	اے حارث تجھے حکومت ملی ہے۔
فکن جرذاً فیہا تخون و تسرق	چوہے کی طرح خائن اور چور بن جا
و باہِ تمیماً بالغنیٰ انّ للغنیٰ	اور تمیم سے امیری میں فخر کر۔
لساناً بہ المرءُ الہیوبۃُ ینطق	امیری کی زبان خوب بولتی ہے
فانّ جمیع الناس امّا مکذّبٌ	لوگ یا جھوٹے ہیں جو چاہتے ہیں
یقول بما یہوی و امّا مصدّق	کہہ دیتے ہیں یا سچے ہیں۔
یقولون اقوالاً ولا یعرفونہا	ایسی باتیں کہتے ہیں جنھیں نہیں جانتے

وإن قيل هاتوا حقّقوا لم يحقّقوا — اور اگر ان سے دلیل طلب کی جائے تو نہیں دیتے۔
فلا تحقرن يا حارِ شيئًا أصبته — اے حارث! اس کو حقیر نہ سمجھ
فحظك من ملك العراقين سُرّق — تجھے عراقین سے سرق ہی ملا ہے۔

المقنّع الکِندی :۔

وہ محمد بن عمیر کندی ہے۔ خوبصورت چہرہ والا دراز قامت تھا، جب منہ کھولتا تو نظر لگ جاتی تھی، لہٰذا تمام عمر نقاب پوش رہا اس لئے مقنّع نام پڑ گیا۔ اپنی قوم کے بارے میں کہتا ہے : ؎

ولا احمل الحقد القديم عليهم — مَیں ان سے پرانی عداوت نہیں رکھتا
وليس رئيس القوم من يحمل الحقدا — قوم کا سردار کب قوم سے عداوت رکھتا ہے۔
وليسوا الى نصري سراعًا وان هُمُ — وہ میری مدد کی طرف نہیں دوڑتے۔
دعوني الى نصرٍ اتيتهم شدًّا — اور میں انکی مدد کے لئے دوڑتا ہوں،
اذا اكلوا لحمي وفرتُ لحومهم — جب میرا گوشت کھاتے ہیں تو میں انکے گوشت میں اضافہ کر دیتا ہوں
وان هدموا مجدي بنيتُ لهم مجدا — اگر وہ میری عزّتی کھاتے ہیں تو میں انکی عزت بناتا ہوں
يعيّرني بالدّينِ قومي وانّما — قوم مجھے قرض کے بارے میں طعنہ دیتی ہے
دُيوني في اشياءَ تكسبهم مجدا — میرا قرض تو انہی کی عزّت بنانے کیلئے ہے۔

کہتا ہے : ؎

وفي الظّعائنِ والاحداجِ احسنُ مَن — وہ ہودج والیوں اور سفر کرنے والیوں میں
حلّ العراقَ وحلّ الشامَ واليمنا — عراق، شام اور یمن کی عورتوں کی سب سے بہتر ہے
جِنّيّةٌ من نساءِ الانسِ احسنُ من — انسانوں کی پری ہے سورج سے بھی اچھی ہے، اور
شمسِ النهارِ وبدرِ الليلِ لو قرنا — چودھویں کے چاند سے بھی اور ان دونوں کو ملا کر بھی

اسی قصیدے میں کہتا ہے : ؎

وصاحبُ السّوءِ كالدّاءِ العياءِ اذا — برا ساتھی لاعلاج بیماری کی مانند ہے کہ جب کھال میں

ما ارفضّ فی الجلدِ عدیّ ههُنا وهُنا	گھس جاتی ہے تو تمام بدن میں سرایت کر جاتی ہے
یُبدی ویخبرُ عن عوراتِ صاحبہٖ	وہ دوستوں کے عیوب بیان کرتا ہے
وما یریٰ عندہٗ من صالحٍ دفنا	اور اچھی بات دیکھتا ہے تو چھپا لیتا ہے
ان یحیَ ذاكَ فکنْ عنہُ بمعزلۃٍ	اگر یہ زندہ رہے تو اس سے جدا رہو
اومات ذاك فلا تشهدُ لہٗ جننا	اور اگر مر جائے تو جنازے پر بھی نہ جاؤ

یحییٰ بن نوفل الیمانی :-

وہ حمیر سے ہے، کہتے ہیں کہ وہ پہلے اپنے کو بنو ثقیف کی طرف منسوب کرتا تھا۔ جب حجاج نے خالد بن عبداللہ قسری کو عراق کا گورنر بنایا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میں حمیری ہوں، ابان بن ولید بجلی، حجاج بن یوسف کے زمانے میں جاگیروں کے دفتر میں ملازم تھا اور وظیفہ پاتا تھا، جب حجاج نے خالد کو گورنر بنایا تو اس نے ابان کو حرب اور خراجِ سواد پر مامور کردیا تو یحییٰ کو اس سے سخت حسد ہو گیا تو اسکی بیوی ہشیمہ نے کہا کہ کیا بات ہے آپ جب بھی آتے ہیں تو ترش رو ہوتے ہیں اور سوائے آپ کے خالد سے سب لوگوں نے فائدہ اٹھا لیا حالانکہ آپ اپنے شہر کے شاعر ہیں تو اس نے یہ شعر کہے :-

تقول هُشیمۃُ فیما تقولُ	مللتَ الحیاۃَ ابا معمرٍ
ومالیَ اَلّا اَملَّ الحیاۃَ	وھذا بلالٌ علی المنبرِ
وھذا اخوہ یقودُ الجیوشَ	عظیمَ السُّرادقِ والعسکرِ
واما ابن سلمیٰ فشِبہُ الفتاۃِ	رؤحٌ بکورٌ علی المجمرِ
دبوبُ العشاءِ اذا اطمعتْ	حلیلۃُ کلِّ فتیً معورِ
واما ابنُ اشعثَ ذوالتُّرّھاتِ	وذوالکذبِ والزورِ والمنکرِ
فلو قیل عبدٌ شرتہُ التجّارُ	سبیٌّ من الرومِ لم یُنکرِ
واما ابنُ ماھانَ بعد الشقاءِ	وبعد الخیاطۃِ فی کسکرِ
یروحُ یُسامی ملوكَ العراقِ	وقد عاشَ دھرًا ولم یُذکرِ
وامّا المکحّلُ وھبُ الھناۃِ	فلو قید الدھر لم یبصرِ

عن الزفن والصّنج والمسمعات | وقرع القوا قیز والمزھر
ولا عن ھنات لہٗ لوظھرن | فمات علیھن لم یقبر
وھذا ابن زید لہٗ جبّۃ | تفوح من المسک والعنبر
وھذا ابانُ بُنَیّ الولید | خطیبٌ اذا قام لم یحصر
ابعد الدّواۃ وبعد الطروس | وبعد الکتاب علی الدفتر
ولو حلّ ضیفٌ بہ لم یزدہٗ | علی الابیضین مع الصّعتر

یحییٰ بڑا ہجو گو تھا کسی کی تعریف نہیں کرنا چاہتا تھا بلال بن ابی بردہ کے بارے میں کہتا ہے: ؎

فلو کنتُ مُمتَدِحًا للنوال | اگر میں عطیہ کی بنا پر کسی کی تعریف کرتا
فتیً لامتدحتُ علیہ بلالا | تو بلال کی تعریف کرتا
ولکنّنی لستُ ممن یریدُ | مگر میں ان لوگوں سے نہیں ہوں۔
بمدح الرجالِ الکرامِ السّؤالا | جو سخیوں کی تعریف سے کچھ چاہے
سیکفی الکریمَ اِخاءُ الکریمِ | کریم کو کریم کا بھائی چارہ کافی ہوتا ہے
ویقنعُ بالودِّ منہ نوالا | اور وہ بجائے عطیہ کے محبّت پر قناعت کرتا ہے۔

ایک دفعہ ابن شبرمہ قاضی کے پاس گیا وہ بیمار تھا گھوڑے سے گر پڑا تھا، اور اس کا گوشت پھٹ گیا تھا۔ تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

اقولُ غداۃَ اَتانا الخبیرُ | صبح جب اطلاع دینے والا آیا تو میں نے کہا
یدسُّ احادیثَہ ھینمہ | جب وہ چپکے چپکے کہنے لگا
لک الویل مِن مخبرٍ ماتقولُ | اے مخبر تجھ پر افسوس ہے
اَبِن لی وعدِّ عن الجمجمہ | صاف صاف کہہ
فقال خرجتُ وقاضی القضا | کہنے لگا قاضی القضاۃ کا
ۃِ منفکّۃٌ رجلہٗ مولمہ | پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔
فقلتُ وضاقتْ علیّ البلادُ | تو دنیا میری نظروں میں تنگ ہو گئی۔
وخفتُ المُجلّلۃَ المعظمہ | مجھے ایک بڑی مصیبت کا خوف لگ گیا میں نے کہا

فغزوانُ حُرٌّ وامُّ الولیدِ — غزوان اور ام الولید آزاد ہیں۔

اِنِ اللّٰہُ عافی اباشبرمۃ — اگر اللہ ابو شبرمہ کو اچھا کر دے۔

جزاءً لمعروفہ عندنا — یہ اس کے احسان کا بدلہ ہے۔

وما عتقُ عبدٍ لہٗ اوْ آمۃ — ورنہ غلام یا باندی کی آزادی کیا چیز ہے۔

ابنِ شبرمہ نے کہا اے ابو معمر خدا تجھے جزائے خیر دے۔ اس مجلس میں اس کا ایک پڑوسی بھی تھا جب وہ باہر آئے تو اس نے کہا اے ابو معمر میں تیس سال سے تیرا پڑوسی ہوں نہ میں غزوان کو جانتا ہوں نہ ام الولید کو تو اس نے کہا خدا تجھ پہ رحم کرے، یہ میری دو بلیاں ہیں۔ بلال ابن ابی بردہ کے بارے میں کہتا ہے: ؎

ابلالُ انّی رابنی من شانِکم — اے بلال مجھے تیری حالت سے شک ہوتا ہے۔

قولٌ تزیّنہٗ و فعلٌ منکرٌ — بات اچھی کرتا ہے اور کام برے کرتا ہے۔

مالی اراکَ اذا اردتَّ خیانۃً — جب تو خیانت کرنا چاہتا ہے تو

جعل السجودُ بحرِّ وجھکَ یظھرُ — اپنے چہرے پر سجدے کے نشان واضح کر دیتا ہے۔

متخشّعًا طبنًا لکلِّ عظیمۃٍ — ہر بڑی بات کے سامنے جھک جاتا ہے۔

تتلو القرآن وانت ذئبٌ اغبرُ — قرآن کی تلاوت کرتا ہے حالانکہ تو خونخوار بھیڑیا ہے

اس کے اس شعر کے بارے میں پوچھا کرتے ہیں یہ شعر سالم بن سیب کے بارے میں ہے: ؎

فتیً قد کانَ یخفرُ اصبعیْہِ — وہ ایک ایسا نوجوان ہے کہ اسکی دونوں انگلیاں ایک

بنافذۃٍ من البیضِ القصارِ — سپید چھوٹی پار ہو جانے والی چیز کو چلاتی ہیں۔

مراد اس سے سوئی ہے مطلب یہ کہ وہ درزی ہے۔ یزید بن خالد بن عبداللہ القسری سے کہتا ہے: ؎

فما تسعونَ تخفرھا ثلاثٌ — بضمٌّ حسابھا رجلٌ ......

بکفٍّ حزقّۃٍ جمعتْ لوجیٍ — باکثر من عطائکَ یا یزیدُ

اسی طرح خلیل کہتا ہے: ؎

فکفٌّ عن الخیر مقبوضۃٌ — کما نقصت مائۃٌ سبعۃ

ایک روایت میں ہے: — کما حُطَّ عن مائۃٍ سبعۃ

واُخریٰ ثلاثۃٌ الالفِھا — وتسعٌ مئیھا لھا شرعۃ

سعید بن راشد کہتا ہے :-

بکی الخزّ من ابطَی سعیدِ بن راشدٍ	سعید کی بغل سے ریشم روتا ہے
ومن استہ تبکی بغالُ المواکبِ	اور اس کے سرین سے خچر روتے ہیں
فوا عجبًا حتّٰی سعیدُ بن راشدٍ	تعجب ہے سعید کے دروازے پر
لہ حاجبٌ بالباب من دون حاجبِ	کہ وہاں دربان ہی دربان ہیں ۔

بلال بن ابی بردہ سے کہتا ہے وہ جذامی تھا :-

فامّا بلالٌ فانّ الجذامَ	جلّل ما جانہ منہ الوریدا
فانقعَ فی السمن اوصالہٗ	کما انقع الآدمون الثریدا
فاکسدَ سمنَ تجارِ العراقِ	فینا واصبحَ فینا کسیدا

کہتا ہے :-

ان یکُ عمرٌو فصیحَ اللّسانِ	اگر عمرو فصیح ہے خطیب ہے
خطیبًا فانّ استہ تلحنُ	تو اس کے سرین لحن کرتے ہیں ۔
علیک بسلقٍ و رمّانۃٍ	سلق، انار اور کٹا ہوا نمک
وملحٍ یدقُّ ولا یطحنُ	جو پیسا ہوا نہ ہو ۔
وحلتیتِ کرمانَ والنانخاۃُ	اور کرمان کا ہینگ، نانخواہ اور
وموم یسخّن فی مدھنِ	موم جو تیل میں پکایا گیا ہو سے کرگئے ۔

دُرید بن الصمۃ :-

وہ دُرید بن الصمہ ہے جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان سے ایک مرد [illegible] قبیلے ہوازن [illegible] بن منصور کے بھائی ہیں دُرید جشم سے تھا جنہیں بنو غزیہ کہتے تھے اسکی ماں ریحانہ بنت معدی کرب عمرو بن معدی کرب کی بہن تھی [illegible] وہ مشہور بہادر [illegible] اہلیت [illegible] لوگوں سے تھا جنگ حنین میں ہوازن کے ساتھ تھا اس وقت وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا [illegible]

[illegible]

نہ سخت۔ پھر کہنے لگا یہ کیا بات ہے کہ بچوں اونٹوں گدھوں اور بکریوں کی آوازیں سنتا ہوں۔ مالک نے کہا میں لوگوں کو آل، اولاد سمیت لایا ہوں، تاکہ لوگ جی توڑ کر لڑیں۔ کہنے لگا بھگوڑے کو کوئی چیز روک سکتی ہے؟ پھر بولا یہ وہ دن ہے کہ جس میں میں نہ شریک ہوا اور نہ غائب ہوا اور یہ شعر کہے: ؎

یا لیتنی فیہا جذع	اخب فیہا و اضع
اقود وطفاء الزمع	کأنہا شاۃ صدع

درید اسی دن قتل ہوا اور بھی بہت سے مشرکین مارے گئے۔ اس کے عمدہ اشعار سے یہ ہیں: ؎

امرتہم امری بمنعرج اللوی	میں نے ریت کے موڑ پر انہیں روکا۔ مگر وہ نہ مانے
فلم یستبینوا الرشد الا ضحی الغد	اگلی صبح انہوں نے دیکھ لیا کہ میں سچ کہتا تھا
فلما عصونی کنت منہم وقد اری	جب انہوں نے میری نافرمانی کی اور میں یہ دیکھ رہا تھا کہ وہ
غوایتہم وانّنی غیر مہتدی	گمراہی پر ہیں اور میں ہدایت پر نہیں ہوں تو میں ان کے ساتھ ہو گیا
وہل انا الا من غزیۃ ان غوت	کیونکہ میں غزیہ سے ہوں اگر وہ ہدایت پا جائے تو میں بھی
غویت وان ترشد غزیۃ ارشد	ہدایت پا جاؤں گا اور اگر وہ گمراہ ہو تو میں بھی گمراہ ہوں گا۔
تنادوا فقالوا اردت الخیل فارسا	وہ پکارنے لگے ایک شہسوار کو مار گرایا
فقلت اعبد اللہ ذلکم الردی	تو میں نے کہا مرنے والا عبداللہ تو نہیں ہے؟
فجئت الیہ والرماح تنوشہ	تو میں اس کے پاس گیا نیزے اس کو چھید رہے تھے
کوقع الصیاصی فی النسیج الممدد	جیسے تھان میں کھونٹیاں پڑتی ہیں۔
فطاعنت عنہ الخیل حتی تبددت	میں نے شاہسواروں کو اس سے منتشر کیا۔
وحتی علانی حالک اللون اسود	حتیٰ کہ میں خون سے نہا گیا۔
قتال امرئ آسی اخاہ بنفسہ	میں اس طرح لڑا جیسے کوئی بھائی اپنی جان جوکھوں میں
ویعلم ان المرء غیر مخلد	ڈالدیتا ہے اور جانتا ہو کہ ہمیشہ زندہ رہنا نہیں ہے
فان یک عبد اللہ خلی مکانہ	اگر عبداللہ مر گیا ہے تو کوئی بات نہیں وہ لڑائی
فما کان وقافا ولا طائش الید	سے باز رہنے والا نہ تھا۔ نہ بزدل تھا۔
کمیش الازار خارج نصف ساقہ	ہمیشہ مستعد رہتا تھا۔

صبورٌ علی الجُلّاء طلّاع انجدٍ	مصیبت پر صبر کرتا اور ٹیلوں پر چڑھ جاتا (بڑے بڑے کام کرتا)
قلیلٌ تشکّیہ المصائبَ حافظٌ	حرفِ شکایت لب پر نہ لاتا۔
من الیوم أعقابَ الاحادیث فی غدٍ	اور کل کی باتوں کا انجام آج ہی دیکھ لیتا
صبا ما صبا حتی علا الشیبُ رأسہٗ	اس نے بچپن کی باتیں کیں جب تک کیں حتی کہ جب وہ بوڑھا
فلما علاہ قال للباطلِ ابعدٍ	ہوگیا تو اس نے لڑکپن کی باتوں کو بالکل چھوڑ دیا۔
وطیّبَ نفسیْ انّنی لم اقلْ لہٗ	مجھے اس بات سے اقرار ہے کہ میں نے کبھی اس کو یہ نہیں کہا
کذبتَ ولم ابخلْ بما ملکتْ یدیْ	کہ تو جھوٹا ہے اور نہ کبھی اس سے بخل کیا۔

اور اس کا قول : ؎

أبی القتل الّا آل صمّۃ انّھمْ	قتل آلِ صمہ کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ قتل ہونے ہی کو
أبوا غیرہ والقدرُ یجریْ الی القدرٖ	پسند کرتے ہیں اور تقدیر تقدیر کی طرف کھینچتی ہے
فامّا ترینا لا تزال دماؤُنا	اگر تو دیکھتی ہے کہ ہمارے خون کے لوگ ہمیشہ
لدیْ واترٍ یسعیْ بھا آخرَ الدھرٖ	طلب گار رہے ہیں
فانّا للحم السیف غیرَ نکیرۃٍ	تو بات یہ ہے کہ ہم تلوار کی غذا ہیں
ونُلحمہٗ حیناً ولیس بذی نُکرٍ	اور تلوار کو کھلانے والے بھی ہیں
قسمنا بذاک الدھرَ شطرین بیننا	ہم نے زمانے کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا ہے۔
فما ینقضیْ الّا ونحن علی شطرٍ	تو ایک حالت ختم نہیں ہوتی کہ دوسری آجاتی ہے۔

عبداللہ بن صمہ جو کہ درید کا بھائی تھا اس نے عبس و فزارہ کے اونٹوں پر لوٹ ڈالی، درید ساتھ تھا، اس نے اسے ایسا کرنے سے روکا مگر وہ نہ مانا شہسوار آئے اور خوب لڑے عبداللہ مارا گیا اور درید زخمی ہو کر گرا، تو ابنِ حرشا ضبی نے کہا بخدا درید نہیں مرا۔ ربیع بن لسیار نے کہا کیوں؟ وہ کہنے لگا اسکی رگ پھڑک رہی ہے لہٰذا میں نیزے سے اسے چیرے دیتا ہوں، ربیع نے کہا ایسا نہ کرو وہ بولا بخدا یہ اگلے سال ایک بڑی مصیبت لائیگا۔ ربیع نے اسے گھر پہنچوا دیا کیونکہ دُرید نے اس پر احسان کیا تھا۔ پھر بنو ہوازن نے عبداللہ کی جگہ اسے رئیس بنایا تو وہ قوم کو لیکر عبس و ذبیان کے مقابلہ کیلئے نکلا۔ اور ان کے سو کے قریب آدمی مار ڈالے۔ ذواب بن اسماء بن زید بن قارب کو گرفتار کر کے لایا جس نے عبداللہ کو قتل کیا تھا اور اسے عبداللہ کی ماں ریحانہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے مگر وہاں

تک نہ پہنچ سکا اور مارا گیا، اسی کے بارے میں درید کہتا ہے۔

قتلنا بعبد اللہ خیر لداتہٖ　　ہم نے عبداللہ کے بدلے ذواب
ذؤاب بن اسماء بن زید بن قارب　　جیسے بڑے آدمی کو قتل کیا

دُرید کی ماں نے اسے بدلہ لینے پر بھڑکایا، تو اس نے یہ شعر کہے: ؎

ثکلت دریداً ان اتت لک شنوۃٌ　　تو درید کو روئے اگر اب آئے۔
سوی ھذہٖ حتّی تدوّر الدوائرُ　　جاڑے کا موسم اور مصیبتیں نہ اٹھیں
وشیّب رأسی قبل حین مشیبہٖ　　مجھے بوڑھا کر دیا تیرے رونے نے
بکاؤک عبد اللہ والقلبُ طائرٌ　　اور دل ہوا ہو رہا ہے۔
اذا انا حاذرتُ المنیّۃَ بعدہٗ　　اگر میں اس کے بعد موت سے ڈروں تو
فلا وألتْ نفسٌ علیھا اُحاذرُ　　خدا کرے وہ جان نہ بچے جس کے بارے میں میں ڈرتا ہوں۔

ابن ھرمہ: —

وہ خلج قیس عیلان سے ہے، کہتے ہیں کہ یہ قریش ہیں، ان کا لقب خلج اسلئے پڑا کہ وہ ان سے خارج ہو گئے تھے

ابن ھرمہ ساقۃ الشعراء سے تھا، عبدالرحمان نے اصمعی سے روایت کی ہے کہ ساقۃ الشعراء ابن ھرمہ، ابن میادہ، رؤبہ

حکم خضری (یہ محارب سے ہے) اور مکین العذری ہیں میں نے ان سب کو دیکھا ہے۔ ابن ہرمہ بڑا شرابی تھا۔ مدینہ کے پولیس

مین نے جو زیاد کی طرف سے تعینات تھا اسے پکڑ کر شراب پینے کے جرم میں کوڑے لگائے تھے اس کا نام عبداللہ الحاثی

تھا وہ ابو العباس کے زمانہ ولایت میں تھا، تو ابن ھرمہ نے کہا: ؎

عققتَ اباك ذا نشبٍ ویُسرٍ　　فلما افنتِ الدنیا اباکا
علقتَ عداوتی ھذی لعمری　　ثیاب السرّ تلبسھا عراکا

جب منصور والی بنا تو اس کے پاس گیا اور اسکی مدح کی۔ اسے اس کے شعر بھلے لگے اور کہا مانگ کیا مانگتا ہے

کہا عامل مدینہ کو لکھ دیجئے کہ وہ مجھے شراب خوری کے جرم میں حد نہ لگائے۔ وہ کہنے لگا یہ تو حد و داللہ سے ہے

میں اسے کس طرح معطل کر سکتا ہوں، تو اس نے کہا کہ آپ میرے لئے کوئی حیلہ کیجئے، تو اس نے اپنے عامل کو چٹھی لکھی کہ جو

کوئی تیرے پاس ابن ہرمہ کو نشہ کی حالت میں لائے اسکے سو کوڑے لگا اور ابن ھرمہ کو اسی کوڑے لگا۔ جب لوگ اس کو

عن وقوفٍ برسم دارٍ محیلٍ   پرانے کھنڈرات پر کھڑے ہو کر رویا جائے۔

بشار ان شعراء سے ہے جو شعر بتکلف نہیں کہتے تھے اور نہ اس کیلئے چنداں کاوش کرتے تھے۔ نئے شعراء میں سب سے بہتر شاعر ہے۔ ایک دن وہ عقبہ اسلم کے پاس آیا عقبہ بن رؤبہ رجز سنا رہا تھا، بشار کو بھلی لگی تو عقبہ بن رؤبہ نے کہا اے ابو معاذ! یہ وہ طرز ہے جسے آپ اچھائی کیساتھ نہیں نباہ سکتے تو بشار ناراض ہو گیا اور کہنے لگا کیا مجھ جیسے کے بارے میں ایسا کہا جا سکتا ہے، بخدا میں تجھ سے بڑا رجز گو ہوں، تیرے باپ اور دادے سے بھی بڑا۔ پھر وہ عقبہ بن اسلم کو اپنا قصیدہ سنانے لگا جس کا پہلا شعر یہ ہے: ؎

یا طللَ الحیّ بذات الصَّمَدِ   اے ذات الصمد کے آثارِ دیار

باللہ خبّر کیف کنتَ بعدی   تمہیں قسم مجھے بتاؤ میرے بعد تم پر کیا گزری؟

اسی قصیدے میں یہ شعر ہیں: ؎

ضنّت بخدٍّ وجلّت عن خدٍّ   ایک رخسار چھپا لیا اور دوسرا کھول دیا۔

ثم انثنت کالنّفس المرتدّ   پھر وہ گئی ہوئی جان کی طرح لوٹی

ما ضرّ اهلَ النوكِ ضعفُ الكدّ   بیوقوفوں کی کوشش کی کمزوری سے نقصان نہیں پہنچتا

ادرك حظًّا من سعیٰ بجدّ   جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے۔

الحرّ یلحیٰ والعصا للعبدِ   شریف کو ملامت کافی ہوتی ہے لکڑی غلاموں کیلئے ہے

ولیس للملحف مثل الرّدِّ   اصرار کرنے والے کو تو رد ہی کرنا پڑتا ہے۔

وصاحبٍ کالدّمّل الممتدّ   بہت سے دوست جو دنبل کی مانند تھے

حملتہ فی رقعۃٍ من جلدی   میں انہیں اپنی کھال سے لگائے پھرا۔

یہ مضمون اس نے اس شاعر سے لیا ہے جس کا یہ شعر ہے: ؎

لقد کنت فی قوم علیک اشحۃٍ   تو ایسے لوگوں میں تھا جو تیری جان کے بارے میں

بنفسک الا ان ما طاح طائحُ   بخیل تھے مگر یہ کہ تقدیر آڑے آ جائے۔

یودّون لو خاطوا علیک جلودهم   وہ اپنی کھالیں تجھ پر سینا چاہتے ہیں۔

ولا تدفع الموت النفوس الشحائحُ   مگر موت کو کوئی دفع نہیں کر سکتا خواہ کوئی جان چمٹ کر دے

حماد عجرد بشار کی ہجو کیا کرتا تھا بشار کو اسکی ہجو سب سے زیادہ ناگوار اس شعر سے ہوتی تھی: ؎

ویا اقبحَ من قِردٍ	اے بندر سے بھی بدصورت
اذا ما عمِیَ القردُ	جبکہ بندر اندھا ہو۔

اسی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

لو طُلیتْ جلدتهُ عنبرا	اگر اس کی کھال پر عنبر کا طلاء کر دیا جائے۔
لتنتنْ جلدتهُ العنبرا	تو عنبر بھی بدبو دار ہو جائے۔
او طُلیتْ مسکاً سحیقاً اذاً	اور اگر پسا ہوا مشک لگا دیا جائے۔
تحولُ المسکُ علیہ خرا	تو وہ بھی بدبو دار ہو جائے۔

بشار کے بہترین اشعار سے اس کا یہ قول ہے جو عمر بن العلاء کے بارے میں ہے: ؎

اذا ایقظتْك حروبُ العِدا	جب تمہیں دشمنوں کی لڑائیاں بیدار کر دیں۔
فنبِّہْ لها عمراً ثمّ نمْ	تو عمر کو جگا دے اور سو جا
دعانی الیٰ عمرٍ جودُہٗ	مجھے عمر کی طرف اس کی سخاوت نے دعوت دی
و قولُ العشیرۃِ بحرٌ خضمْ	اور لوگوں کے کہنے نے کہ وہ بھرپور سمندر ہے
ولولا الذی زعموا لم اکنْ	جو بات لوگوں نے کہی اگر وہ نہ ہوتی
لامدحَ ریحانۃً قبلَ شمْ	تو میں ریحان کی تعریف سونگھنے سے پہلے نہ کرتا۔

اس کی بدترین ہجو سے یہ ہے: ؎

اذا جئتہٗ للعرفِ اغلقَ بابہٗ	جب بھی تو اسکے پاس سخاوت کیلئے آئے تو دروازہ بند
فلم تلقہٗ الّا وانتَ کمینٌ	کر لیتا ہے، اس سے تو چھپ کر ہی ملاقات ہو سکتی ہے
فقلْ لابی یحییٰ متیٰ تدرك العلا	ابو یحییٰ سے کہو تو کیسے بلند مراتب پا سکتا ہے۔
وفی کُلِّ معروفٍ علیك یمینٌ	جبکہ ہر بھلائی کی تو نے قسم کھا رکھی ہے۔

اس کا یہ شعر پسند کیا گیا ہے: ؎

کأنّ فؤادہٗ کرۃٌ تنزّی	اس کا دل گیند کی طرح اچھلتا ہے
حذار البین لو نفع الحذار	جدائی کے خوف سے کاش ڈرنا فائدہ مند ہوتا۔
کأنّ جفونہٗ سُملتْ بشوكٍ	گویا اس کی پلکوں میں کانٹے لگا دیئے گئے ہیں۔

فلیس لنومه فیها قرار　لہٰذا نیند قرار ہی نہیں پکڑتی۔
اقول ولیلتی تزداد طولاً　میں کہتا ہوں اور ان کے بعد رات لمبی ہی ہوتی جاتی ہے
اما للیل بعدھم نھار　اے رات کیا تیرے لئے دن نہیں؟
جفت عینی عن التغمیض حتّٰی　میری پلک بھی نہیں جھپکتی
کأنّ جفونھا عنھا قصار　گویا پلکیں چھوٹی ہیں۔

اس شعر میں وہ حد سے تجاوز کر گیا ہے : ؎

اذا ما غضبنا غضبةً مضریّةً　جب ہم مضریوں کا سا غصہ کرتے ہیں۔
ھتکنا حجاب الشمس او قطرت دما　تو سورج کو پھاڑ دیتے ہیں حتی کہ خون ٹپکنے لگتا ہے

اس کا یہ شعر بہترین تشبیہ کا حامل ہے : ؎

کأنّ مثار النقع منا و منھم　گویا کہ مقام جنگ اور تلواریں رات کی
واسیافنا لیلٌ تھادی کواکبا　مانند ہیں جس میں ستارے ٹوٹ رہے ہیں

بشار نے مہدی کی ہجو کی تھی اور اسکے شغل لہو و لعب کا ذکر کیا تھا، لہٰذا اس نے حکم دیا کہ اس کو ڈبو دیا جائے۔

سدیف بن میمون :-

وہ بنو عباس کا مولی اور ان کا شاعر ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ خزاعہ کی ایک عورت کا مولی تھا اور اس کا شوہر لہبیون سے تھا لہٰذا وہ لہبیین کا مولی کہلانے لگا، بنو امیہ کے زمانے میں کہا کرتا تھا اے اللہ پہلے مالِ غنیمت تقسیم ہوتا تھا۔ اب بادشاہت بن گئی، پہلے مشورے سے حکومت ہوتی تھی اب غلبہ پر بنیاد ہے پہلے امت کو اختیار تھا، اب میراث ہو گئی ہے کھیل کود کا سامان اور باجے گاجے یتیموں اور بیواؤں کے حقوق سے خریدے جاتے ہیں مسلمانوں پر اہلِ ذمہ حکومت کرنے لگے ہیں اور ہر محلہ کا فاسق انکے معاملات کا والی ہے، اے اللہ! باطل کی کھیتی کاٹنے کے قابل ہو چکی ہے اور بات حد کو پہنچ چکی ہے اور دورازکار باتیں بھی جمع ہو گئی ہیں، اے اللہ! کوئی سچائی کا ہاتھ اس کھیتی کو کاٹنے کیلئے بھیج جو انکے مجمع کو منتشر کر دے اور انکے معاملات کو پراگندہ کر دے تاکہ حق بہترین صورت میں ظاہر و جلوہ گر ہو۔

ابو العباس سے سلیمان بن ہشام کے بارے میں کہتا ہے : ؎

لا یغرّنک ما تری من رجالٍ　لوگوں کی چاپلوسی سے نہ بھول جائیو۔

انَّ تحتَ الضُّلوعِ داءً دوِیًّا	پسلیوں میں پوشیدہ بیماری ہے۔
جرِّدِ السیفَ وارفعِ السَّوطَ حتّٰی	تلوار سونت، کوڑا اُٹھا حتیٰ کہ
لا تریٰ فوقَ ظهرِها اُمَوِیًّا	سطح زمین پر کوئی اموی نظر نہ آئے۔

کہتا ہے: ؎

وامیر من بنی جمعٍ	بنو جمع کا ایک سردار ہے
طیّبِ الاعراقِ ممتدحٍ	اچھی نسل سے قابلِ مدح
انْ ابحناه مدائحنا	اگر ہم اس کی تعریف کریں
عاضنا منهنَّ بالوضحِ	تو وہ بدلہ میں خندہ پیشانی کرتا ہے۔

جب ابراہیم بن عبداللہ کا غلبہ ہوگیا تو سدیف اس کے پاس گیا، تو ابوجعفر کے بعض جاسوسوں نے اسے لکھا کہ جب ابراہیم منبر پر چڑھا تو اس نے برابر کھڑے ہو کر یہ کہا: ؎

اِیهٍ ابا اسحاقَ ملّیتَها	اے ابو اسحاق تجھے یہ مبارک ہو،
فی صحّةٍ منكَ وعمرٍ طویلْ	صحت، درازی عمر کے ساتھ
اذکرْ هداكَ اللهُ ذحلَ الاُولیٰ	یاد کر ان لوگوں کا بدلہ
سِیرَ بهم فی مُصمَتاتِ الكبولْ	جو بھاری زنجیروں میں لائے گئے تھے۔

اشارہ اس کے باپ اور ان لوگوں کی طرف ہے جو اسکے ساتھ لے جائے گئے تھے، جب ابراہیم قتل ہوا تو سدیف فرار ہوگیا اور منصور کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے: ؎

ایّها المنصورُ یا خیرَ العربْ	اے منصور عرب کے بہترین انسان
خیرَ من ینمیه عبدُ المطّلبْ	اور عبدالمطلب کی اولاد کے بہترین انسان
انا مولاكَ وراجٍ عفوَكمْ	میں تیرا غلام ہوں اور میں عفو کا اُمیدوار ہوں۔
فاعفُ عنّی الیومَ من قبلِ العطبْ	مجھے ہلاکت سے پہلے معافی دے دے۔

تو منصور نے لکھا: ؎

ما نمانیْ محمدُ بن علیٍّ	بلں محمد بن علی سے نہیں
ان تشبّهتَ بعدها بولیٍّ	اگر اب کسی کو دوست بناؤں

منصور نے عبدالصمد بن علی کو چٹھی لکھی کہ اسے قتل کر دے۔ کہتے ہیں کہ وہ زندہ دفن کر دیا گیا۔

مروان بن ابی حفصہ :-

اس کی کنیت ابو السمط ہے مروان بن الحکم کا مولیٰ ہے اس نے ابو حفصہ کو یوم الدار میں آزاد کیا تھا۔ مروان کہتا ہے:

بنو مروانَ قومیْ اعتقونی — بنو مروان نے مجھے آزاد کیا

وکلُّ الناس بعدُ لھم عبیدٌ — اور سب لوگ ان کے غلام ہیں۔

کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی حفصہ یہودی تھا حضرت عثمان بن عفّان کے ہاتھ پر ایمان لایا، بڑا مالدار ہو گیا تھا سخی تھا اس نے خولہ بنت مقاتل بن طلبہ بن قیس بن عاصم سے شادی کر لی تھی جو اہلِ وبر کا سردار تھا تو قلاخ نے یہ شعر کہے

نُبّئتُ خولةَ قالتْ حین انکحھا — لطالما کنتُ منك العارَ انتظرُ

انکحتَ عبدین ترجو فضلَ مالھما — فی فیك مما رجوت الترب والحجرُ

للہ درُّ جیادٍ انت سائسُھا — برذنتھا وبھا التحجیل والغررُ

نیز اس نے بنتِ ابراہیم بن نعمان بن بشیر سے بیس ہزار درہم پر شادی کی تھی تو لوگوں نے اسے عار دلائی تو اس نے یہ شعر کہے :

فما ترکتْ عشرون الفًا لقائلٍ — بیس ہزار نے کسی کے کہنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

مقالاً فلا تحفل مقالة لائم — لہٰذا کسی کی بات کی پرواہ نہ کر۔

وان اكُ قد زوّجتُ مولًی فقد مضت — اگر میں نے مولیٰ سے شادی کر دی ہے تو کیا بات ہے

بہ سنّة قبلی وحبّ الدراھم — ہمیشہ سے لوگ مال سے محبّت کرتے چلے آئے ہیں

یحییٰ بن ابی حفصہ شاعر تھا، کہتا ہے :

اصم ما شم من خضراء ایبسھا — اومس من حجرٍ اوھاہ فانصدعا

یلوح مثل مخطّ النار مسلکہ — فی المستویٰ واذا ما انحظ اوطلعا

لو ان ریقہ صبّت علی حجرٍ — اصمّ من جندل الصمّان لانقلعا

عبد اللہ بن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ بن ابیطالب کا کاتب تھا وہ حسنؓ بن علی کے پاس آکر کہنے لگا میں آپ کا مولیٰ ہوں تو تمام بن عباس بن عبد المطلب کے مولیٰ نے کہا :

جحدتَ بنی العبّاس حقّ ابیھم — تو نے بنو عباس کے حق کا انکار کر دیا۔

فما کنت فی الدعوی کریم العواقب — تو اپنے دعوے میں ٹھیک نہیں

متی کان اَبناء البناتِ کوارثٍ — نواسے کب اس وارث کی طرح ہو سکتے ہیں

یحوز ویدعیٰ والدًا فی المناسب — جو مانند باپ کے شمار ہوتا ہے۔ (یعنی چچا)

تو مروان نے کہا: ؎

انّٰی یکون ولیس ذاک بکائنٍ — یہ کیسے ہو سکتا ہے اور کب ہوا ہے

لبنی البناتِ وراثۃُ الاعمامِ — کہ نواسوں کو چچا کی وراثت پہنچے

بنو مطر کے بارے میں اس کا یہ قول پسند کیا گیا ہے: ؎

ھم القومُ اِن قالوا اصابوا وان دُعوا — وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر کہتے ہیں تو راست کہتے ہیں۔

اجابُوا وان اعطَوا اطالُوا واجزلوا — اور اگر مدد کیلئے بلائے جاتے ہیں تو جواب دیتے ہیں

ھمُ یمنعون الجارَ حتّٰی کأنّما — وہ پڑوسی کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں

لجارِھم بین السّماکینِ منزلُ — گویا وہ سماکین پہ رہتا ہے۔

ابو عطاء السندی :-

اس کا نام مرزوق ہے، اسد بن خزیمہ کا مولیٰ ہے اچھے شعر کہتا ہے تو تلا تھا حماد نے کہا ہے ایک دن میں، حماد عجرد، حماد بن الزبرقان النحوی، بکر بن المصعب المزنی جمع تھے، ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا تو ہم نے کہا ہماری مجلس میں کسی چیز کی کمی نہیں رہی ہے کاش ابو عطار سندی بھی ہوتا، تو ہم نے اسے بلا بھیجا۔ ہم نے آپس میں کہا کون ایسا حیلہ کرے کہ وہ جرادۃ (ٹڈی) شیطان اور زج (نیزہ کا آخری حصہ) کا نام لے۔ میں نے کہا میں کر سکتا ہوں۔ ابو عطار آیا، کہنے لگا مرحیا مرحیا حیاکم اللہ (مرحبا مرحبا حیاکم اللہ) ہم نے کہا آیئے، وہ آیا ہم نے کہا کیا عشائیہ کھا گئے، وہ بولا تأسیت (تعشیت) میں نے کہا شراب پیو گے بولا ہاں! اس نے اتنی پی کہ اسکی گردن اور کان ڈھیلے ہو گئے تو حماد راویہ نے کہا اے ابو عطار چیستان کے بارے میں کیا رائے ہے۔ بولا اھسن (احسن)۔ اور یہ شعر کہا: ؎

فما صفراء تکنیٰ امّ عوفٍ — وہ زرد چیز کیا ہے جس کی کنیت ام عوف ہے۔

کانّ رُجیلتیھا منجلانِ — گویا اس کے پاؤں درانتی ہیں۔

سندھی بولا یہ زرادہ (جرادہ) ہے۔ حماد نے کہا ٹھیک ہے، پھر یہ شعر پڑھا: ؎

فما اسم حدیدۃٍ فی الرمح ترسی　　نیزے کے اس لوہے کا کیا نام ہے، جو سینے سے
دُوین الصدر لیست بالسّنانِ　　ورے گاڑ دیا جاتا ہے اور انی نہیں ہے۔

سندھی بولا زز (زج)۔ حماد نے کہا درست۔ پھر یہ شعر پڑھا: ؎

اتعرف منزلاً لبنی تمیمٍ　　کیا تو بنی تمیم کے ایسے گھر کو پہچانتا ہے۔
فُویق المیل دون بنی ابانٍ　　جو میل سے اوپر بنو ابان سے ورے ہو۔

اس نے کہا یہ بنی سیتان (شیطان) ہیں۔ ہم نے کہا اے ابو عطا ٹھیک کہا اور ہم ہنسنے لگے۔ سندھی عمر بن ہبیرہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

ثلاثٌ حکتھنّ لقرمِ قیسٍ　　طلبت بھا الاخوۃَ والثناءَ
رجعنَ علی جآجئِھنّ صوفٌ　　فعند اللہ احتسبُ الجزاءَ

اس کے مرثیہ میں کہتا ہے: ؎

الا انّ عیناً لم تجُدْ یومَ واسطٍ　　سنو وہ آنکھ جو واسط کے دن تجھ پر نہیں
علیک بجاریْ دمعھا لجمودُ　　روئی بلاشبہ بخیل ہے۔
عشیّۃَ قام النائحاتُ وشقّقتْ　　جس شام رونے والیاں کھڑی ہوئیں اور
جیوبٌ بایدیْ ماتمٍ وخدوْدُ　　گریبان پھاڑے گئے اور رخسارے نوچے گئے۔
فانْ تمسِ مھجورَ الفناء فربّما　　اگر اب تیرا گھر ویران ہو گیا ہے تو کوئی ہرج نہیں
اقامَ بہ بعد الوفودِ وفودُ　　کبھی یہاں وفد پر وفد سائلوں کے آتے تھے۔
فانّک لم تبعدْ علی متعھّدٍ　　تو ملاقاتیوں سے دُور نہیں ہوا
بلیٰ کلُّ من تحت التراب بعیدُ　　ہائے جو مٹی کے نیچے ہے وہ تو بہت دُور ہے۔

جب ابو العباس والی ہوا تو ابو عطا نے بنو عباس کی تعریف کرتے ہوئے کہا: ؎

انّ الخیارَ من البریّۃِ ھاشمٌ　　مخلوق میں بہترین لوگ بنو ہاشم ہیں۔
وبنو امیّۃَ اراذلُ الاشرارِ　　اور بنو امیہ رذیل ترین شریر ہیں۔
وبنو امیّۃَ عودھم من خروعٍ　　بنو امیہ کی لکڑی ارنڈ کی ہے۔
ولھاشمٍ فی المجدِ عودُ نُضارِ　　اور ہاشم کے مجد کی لکڑی جھاؤ کی ہے

امّا الدّعاۃ الی الجنانِ فہاشمٌ	ہاشمی جنت کی طرف بلاتے ہیں
وبنو امیّۃ من دُعاۃ النار	اور بنو امیّہ دوزخ کی طرف

اُس نے کچھ نہ دیا تو اِس نے یہ شعر کہا :

یالیتَ جور بنی مروان عادلنا	کاش بنو مروان کا جور لوٹ آئے۔
وانّ عدل بنی العباس فی النار	اور بنو عباس کا عدل جہنّم رسیدہ ہو جائے۔

بنو ہاشم کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے :

بنی ہاشمٍ عُودوا الی نخلاتکم	بنو ہاشم! اپنی کھجوروں کو سنبھالو!
فقد قام سعر التمر صاعًا بدرھم	کیونکہ چھوہارے گراں ہو گئے ہیں۔
فانْ قلتم رھط النبی وقومہٗ	اگر تم یہ کہتے ہو کہ ہم تو رسُول کے اقرباء ہیں
فانّ النصاریٰ رھطُ عیسیٰ بن مریم	تو نصاریٰ بھی عیسیٰ کی قوم سے ہیں۔

ابن میّادہ :-

وہ رماح بن یزید ہے میادہ اس کی ماں تھی، وہ ام ولد تھی اس کی کنیت ابو شراحیل ہے بنو مرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان قبیلہ حارث بن ظالم سے ہے اپنی ماں کے گھر میں پلتا رہا اور یہ کہا جاتا تھا اعرابی میاد للقوافی۔ مراد یہ کہ وہ لوگوں کی مذمت کرتا ہے تو لوگ اس کی مذمت کرتے ہیں اور اسکی ماں کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتا ہے :

سقتنی سُقاۃُ المجد من آل ظالمٍ	آلِ ظالم کے بزرگوں نے مجھے بزرگی پلائی ہے۔
بأرشیۃٍ اطرافھا فی الکواکب	ایسی رسیوں سے جن کے سرے ستاروں سے معلّق ہیں۔

ولید بن یزید سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے :

الا لیتَ شعری ھل ابیتنّ لیلۃً	کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں حرۂ لیلیٰ میں
بحرّۃ لیلی حیث ربّتنی اھلی	ایک رات گزاروں گا، جہاں میں پلا بڑھا تھا۔
بلادٌ بھا نیطت علیّ تمائمی	یہ وہ جگہ ہے جہاں میرے تعویذ تانے گئے تھے
وقطّعن عنّی حین ادرکنی عقلی	جب کہ میں شعوری عمر کو پہنچ گیا تھا
فان کنتَ عن تلک المواطن حابسی	اگر تو مجھے ان مقامات سے روکتا ہے تو مجھے

فافشِ علیّ الرّزقَ واجمعْ اذا شملی — رزق دے اور میرے خاندان کو جمع کر دے۔

یہ خیال اس نے مجنون سے لیا ہے، ولید نے مصدق کلب کو لکھا کہ اسے سو ناقہ سیاہ رنگ والی دیدے تو رماح نے ولید کو یہ دو شعر لکھ کر بھیجے:

الم یبلغك انّ الحیّ کلبٌ	کیا آپ کو معلوم ہے کہ قبیلہ کلب
ارادوا فی عطیّتك ارتدادا	آپ کے عطیہ میں تصرف کرنا چاہتا ہے۔
ارادوا الیٰ بها لونینِ شتّیٰ	وہ دو رنگ کی اونٹنیاں دینا چاہتے ہیں۔
وقد اعطیتها دهمًا جیادا	اور آپ نے عمدہ سیاہ اونٹنیاں دینے کو کہا تھا۔

تو ولید نے مصدق کو لکھا کہ اسے سو اونٹنیاں کالی اور سو سرخ رنگ مع انکے چرواہوں کے دیدے۔

ابو حیّۃ النمیری:-

اس کا نام ھیثم بن ربیع ہے، فرزدق کا راوی تھا، بڑا جھوٹا تھا، ایک دن کہنے لگا، ایک ہرن کھائی دیا، میں نے تیر مارا وہ تیر سے بچکر نکل گیا مگر تیر اس کا پیچھا کرتا رہا حتیٰ کہ اسے نرم زمین میں پچھاڑ دیا۔ ایک دن کہنے لگا، بخدا میں نے ایک ہرنی کے تیر مارا، جب تیر کمان سے باہر ہوا تو مجھے ہرنی سے میری معشوقہ کی یاد تازہ ہوگئی میں تیر کے پیچھے دوڑا، حتیٰ کہ میں نے اس کا پچھلا حصہ جا پکڑا۔ اسکے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ اس کے پاس ایک تلوار تھی بالکل لکڑی ایسی تھی، اس نے اس کا نام لعاب المنیہ (موت کا لعاب) رکھا تھا۔ وہ پڑوسی کہتا ہے، ایک دن میں نے اسے تلوار سونتتے گھر کے دروازے پر کھڑا دیکھا وہ کہہ رہا تھا، اے مغرور جرأت کرنے والے تو نے بخدا اپنے حق میں برا کیا مال تھوڑا اور نیز تلوار لعاب المینہ جس کی مار کا شہرہ تو نے سنا ہوگا جو کبھی نہیں اچٹتی، نکل جا، معاف کیا، میں تجھے کوئی سزا نہیں دونگا، میں بخدا اگر قیس کو پکارونگا تو وہ سواروں اور پیادوں سے زمین کو بھر دینگے، سبحان اللہ! وہ کس قدر ہیں اور کتنے اچھے ہیں، پھر اس نے دروازہ کھولا تو ایک کتّا نکلا، کہنے لگا شکر ہے اس خدا کا جس نے تجھے کتّا بنا دیا اور مجھے لڑائی کی ضرورت نہ پڑی۔ کہتا ہے:

الا حیّ من بعد الحبیب المغانیا	محبوبہ کے بعد اس کے گھروں کو سلام کر
لبسن البلیٰ لما لبسن اللیالیا	جو زمانے گزرنے سے پرانے ہوگئے ہیں۔
اذا ما تقاضیٰ المرءَ یومٌ ولیلۃٌ	اگر رات دن انسان پر تقاضے کریں تو یہ ایک ایسی چیز
تقاضاہ شیءٌ لا یملّ التقاضیا	کا تقاضا ہے جو تقاضے سے کبھی ملول نہیں ہوگا۔

ابُو دُلامہ :-

وُہ زید بن الجون ہے۔ بنو اسد کا مولی ہے سفاح سے وابستہ تھا، ایک دن سفاح نے اس سے کہا مانگ کیا مانگتا ہے تو اس نے کہا ایک شکاری کُتا چاہیئے، سفاح نے کہا، ہم نے دیدیا۔ بولا: اور ایک گھوڑا جس پر شکار کروں سفاح نے کہا منظور ہے، بولا اور ایک غلام جو گھوڑے پر چڑھ کر شکار مار کر لائے سفاح نے کہا اچھا، بولا اور ایک باندی جو شکار بنا کر ہمیں کھلائے سفاح نے کہا یہ بھی منظور ہے بولا امیر المؤمنین یہ تو پورا ایک کنبہ ہے ان کیلئے گھر کی ضرورت ہے سفاح نے کہا گھر بھی مل جائیگا۔ بولا پھر جاگیر بھی تو ہونی چاہیئے جہاں سے وہ کھا سکیں سفاح نے کہا جاگیر بھی دی سو جریب آباد اور سو جریب بنجر۔ وہ بولا بنجر کا کیا مطلب ہے۔ سفاح نے کہا اُس زمین کو کہتے ہیں جس میں کچھ نہ اُگے بولا تو میں نے آپ کو بنو اسد کے جنگلات سے ایک ہزار پانچسو جریب دیئے سفاح نے کہا اچھا تو سب آباد زمین دینگے۔ بولا اب مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کے ہاتھ کو بوسہ دوں، سفاح نے کہا "یہ چھوڑ بھی" بولا میں نے بھی سوائے اس کے اپنے عیال سے کسی ایسی چیز کو نہیں روکا جس کے گم ہونے کا انھیں صدمہ ہو سفاح اس کے اشعار کو پسند کرتا تھا۔ ایک دن اسے شعر سنا رہا تھا لوگ پسند کر رہے تھے تو اس نے کہا امیر المؤمنین! وہ شعر کو سمجھتے نہیں البتہ آپ کے استحسان کی وجہ سے میرے اشعار کو اچھا سمجھنے لگے ہیں پھر یہ شعر پڑھا: ؎

انعتُ مُهرًا كاملًا في قدرهٖ	میں توصیف کرتا ہوں ایک اپنے بچھیرے کی
مركّبًا عجانهُ في ظهرهٖ	جو تام الخلق ہے اور اس کی دُبر اس کی پیٹھ میں ہے

لوگوں نے اس پر بھی احسنت کہا، تو اس نے کہا، امیر المؤمنین! میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ یہ لوگ شعر فہمی کا مادہ نہیں رکھتے، عجان پیٹھ میں کیسے ہو سکتا ہے، ابو دلامہ کہتا ہے جس دن شیبان خارجی پر چڑھائی کی گئی تو میں مروان کے لشکر میں تھا، جب دونوں لشکر ملے تو خوارج میں سے ایک شخص آگے بڑھا، تو جو بھی اس کے مقابلہ کیلئے بڑھتا وہ اسے فوراً مار گراتا تھا، لہذا کسی نے اسکے مقابلہ کی جرأت نہ کی۔ لہذا مروان نے پانسو درہم انعام دینا کیا، مگر کوئی نہ نکلا جب میں نے پانسو درہم کا نام سنا تو دل نے کہا چلو۔ میں ایک ایسے گھوڑے پر سوار تھا جس پر مجھے پورا بھروسہ تھا۔ تو میں اس کی ناک لگائی اور صف چیرتا ہوا بڑھا جب خارجی نے مجھے دیکھا تو پہچان گیا کہ میں لالچ میں نکلا ہوں وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ وہ ایک پوستین پہنے ہوئے تھا جو بارش میں لٹنے کی وجہ سے بھیگ گئی تھی اور دھوپ لگنے کی وجہ سے سکڑ گئی تھی اسکی دونوں آنکھیں چمک رہی تھیں گویا وہ دو سوراخوں میں ہیں۔ جب وہ میرے قریب آیا تو اس نے یہ شعر پڑھا: ؎

وخارجٍ أخرجه حبُّ الطمعْ — بعض لوگ نکلے لالچ میں
فرَّ من الموتِ وفی الموت وقعْ — موت سے بھاگے اور موت میں گر پڑے
مَن کان ینوی اھلہ فلا رجعْ — جو اپنے گھر کی نیت رکھتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ لوٹ کر نہیں جا سکتا۔

پھر اس نے مجھ پر دھاوا بول دیا میں پیٹھ پھیر کر بھاگا، مروان کہنے لگا یہ ہمیں بدنام کرنے والا کون ہے؟ اسے ہمارے سامنے لاؤ میں لوگوں کو چیرتا ہوا غائب ہو گیا۔ ابودلامہ، مہدی اور علی بن سلیمان کے ساتھ شکار کیلئے نکلا ہرن سامنے آئے مہدی نے تیر مارا وہ ہرن کے لگا۔ اور علی بن سلیمان نے ہرن کے تیر مارا وہ کتے کو لگا تو مہدی ہنس پڑا اور ابودلامہ سے کہا اس کے بارے میں شعر کہہ تو اس نے یہ شعر کہے:

قد رمی المھدیُّ ظبیاً — مہدی نے ہرن کے تیر مارا
شکَّ بالسھمِ فؤادہٗ — اور اس کے دل کو چھید دیا
وعلیُّ بن سلیما — علی بن سلیمان نے کتے
نَ رمی کلباً فصادہٗ — کو مار گرایا۔
فھنیئاً لھما کلُّ — دونوں کو مبارک ہو
امرئٍ یأکل زادہٗ — ہر آدمی اپنا توشہ کھاتا ہے۔

ابومسلم خراسانی سے کہتا ہے:

ابا مجرمٍ ما غیّر اللہ نعمۃً — اے ابومجرم اللہ کسی نعمت کو نہیں بدلتا
علی عبدہٖ حتّٰی یغیّرھا العبدُ — جب تک کہ انسان خود نہ بدلے
ابا مجرمٍ خوّفتنی القتلَ فانتحیٰ — اے ابومجرم تو نے مجھے قتل سے ڈرایا
علیکَ بما خوّفتنی الاسد الوردُ — تو تجھ پر حملہ کر دیا سرخ شیر نے
أفی دولۃ المھدیِّ حاولتَ غدرۃً — کیا مہدی کی حکومت میں تو غداری کرنا چاہتا ہے
الا انّ اھل الغدرِ آباؤک الکردُ — غدار تیرے باپ دادا ہیں۔

حمّاد عجرد:-

وہ حماد بن عجرد اصل کوفہ سے ہے مولیٰ ہے، سواۃ بن عامر بن صعصعہ کا معلم تھا اور اچھا شاعر تھا۔

کوفہ میں تین شخص تھے جنھیں حمادوں کہتے تھے، حماد عجرد، حماد راویہ اور حماد بن زبرقان النحوی یہ ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے اور ندیم تھے، سب زندیق مشہور تھے، ایک دفعہ حماد بن الزبرقان حماد راویہ سے کسی بات پر ناراض ہوگیا تو اس نے کہا: ؎

نعمَ الفتیٰ لو کانَ یعرف قدرَہٗ	حماد اگر اپنی قدر پہچانتا اور نماز
ویقیمُ وقتَ صلوٰتہٖ حمّادُ	پڑھا کرتا تو اچھا آدمی تھا۔
ھدلتْ مشافرہٗ الدنانُ فانفہٗ	اس کے ہونٹوں کو شراب کے خموں نے لٹکا دیا ہے
مثل القدوم یسنّھا الحدّادُ	اور اس کی ناک بسولہ کی طرح ہوگئی ہے۔
وابیضّ من شربِ المدامۃ وجھہٗ	شراب پینے سے منہ سپید ہوگیا ہے۔
فبیاضہٗ یومَ الحساب سوادُ	یہ سپیدی قیامت کے دن سیاہی سے بدل جائیگی

حمّاد عجرد کہتا ہے: ؎

انّ الکریمَ لیخفیٰ عنك عسرتہٗ	شریف آدمی اپنی تنگ دستی کو چھپاتا ہے۔
حتّٰی تراہ غنیًّا وھو مجھودُ	بظاہر غنی معلوم ہوتا ہے مگر ہوتا ہے مصیبت زدہ
وللبخیل علی اموالہٖ عِللٌ	بخیل مال کے بارے میں حیلے بہانے کرتا رہتا ہے
زُرقُ العیون علیھا اوجُہٌ سودُ	نیلی آنکھیں سیاہ چہرے پر
اذ تکرّمت ان تعطی القلیلَ ولمْ	جب تم تھوڑا دینے سے بچو اور زیادہ نہ دے سکو۔
تقدرْ علی سعۃٍ لم یظھر الجودُ	تو سخاوت ظاہر نہیں ہوتی۔
ابرقْ بخیرٍ ترجّیٰ للنوال فما	مال کو خرچ کرو بھلائی کے حصول کے لئے۔
ترجی الثمار اذا المیورق العودُ	پھل کی امید بغیر شاخ کے پتہ دار ہونے کے نہیں ہو سکتی
بثّ النوالَ ولا تمنعك قلّتہٗ	دو، کمی کی پرواہ نہ کرو۔
فکلّ ما سدّ فقراً فھو محمودُ	جو چیز بھی فقر کو دور کرے بہتر ہے۔

کہتا ہے: ؎

حریثُ ابوالصلتِ ذو خُبرۃٍ	حریث جانتا ہے کہ فاسد
بما یُصلحُ المعدۃَ الفاسدہْ	معدہ کو کس طرح درست رکھا جا سکتا ہے۔

تخوّفَ تخمةَ اضيافهٖ	وہ مہمانوں کے تخمے سے ڈرتا ہے
فعوّدهم اُكلةً واحدهْ	لہٰذا انہیں ایک ہی کھانا کھلاتا ہے۔

اس کے یہ اشعار پسند کئے جاتے ہیں :

كم من اخٍ لك لستَ تنكرهٗ	کتنے بھائی ایسے ہیں کہ تو انہیں اوپرا نہیں سمجھتا
ما دُمتَ فی دنياك من يسرٍ	جب تک کہ تو تونگر ہے۔
مُتصنّع لكَ فی خليقتهٖ	وہ بناوٹ کرتا ہے
يلقاك بالترحيب والبشرِ	مرحبا اور خوشروئی سے ملتا ہے۔
يُطری الوفاء وذا الوفاء ويلحی	وفا اور وفا والوں کی تعریف کرتا ہے اور
الغدرَ مجتهداً وذا الغدرِ	غدّار اور غدّاروں کو خوب ملامت کرتا ہے۔
فاذا عدا والدهرُ ذو غيرٍ	مگر جب زمانہ بدل جاتا ہے۔
دهرٌ عليك عدا مع الدهرِ	تو وہ زمانہ کے ساتھ بدل جاتا ہے۔
فارفضْ باجمالٍ مودّةَ مَن	خوبصورتی سے اس کی محبّت کو ٹھکرا دو
يلحی المقلّ ويعشق المثری	جو غریب سے بچے اور امیر سے محبت کرے
وعليك من حالاه واحدةٌ	ایسے آدمی کو جو یکساں رہتا ہے۔
فی اليسر امّا كنتَ والعسرِ	تونگری میں اور مفلسی میں
لا تخلطنّهمُ بغيرهمِ	انھیں دوسروں کے ساتھ نہ ملاؤ
من يَخلط العقيان بالصفرِ	سونے کو پیتل کے ساتھ کون ملاتا ہے

محمد بن طلحہ کے بارے میں کہتا ہے :

زرتُ امرءً فی بيته مرّةً	میں ایک بار ایک شخص سے ملا
لهٗ حياءٌ ولهٗ خيرٌ	جو بڑا شرمیلا اور خیر والا تھا۔
يكرهُ ان يتخمَ اضيافهٗ	وہ مہمانوں کے تخمے کو ناپسند کرتا ہے
انَّ اذی التخمةِ محذورٌ	تخمہ کی بیماری سے ڈرنا ہی چاہیئے۔
ويشتهی ان يوجروا عندهٗ	چاہتا ہے کہ انھیں روزے سے رکھے

بالصوم والصائمُ ماجورٌ	روزہ دار کے لئے تو بڑا اجر ہے۔
یا ابنَ ابی شھدۃ انت امرؤٌ	اے ابو شھدہ کے بیٹے تو
بِصحۃ الا بدانِ مسرورٌ	جسمانی صحت سے خوب خوش رہتا ہے

محمد بن ابی العباس السفاح کے بارے میں کہتا ہے: ؎

ارجوک بعد ابی العباس اذ بانا	ابو العباس کے بعد میں تجھ سے امید کرتا ہوں۔
یا اکرم الناس اعراقاً واغصاناً	اے شریف اصل ونسل والے
لو مجّ عُودٌ علی قومٍ عصارتہٗ	اگر کوئی لکڑی کسی قوم پر اپنا عصارہ ڈالتی
لمجّ عُودک فینا المسکَ والبانا	تو تیری لکڑی مشک اور بید برسانی۔

مالک بن اسماء :-

وہ مالک بن اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری ہے۔ اس کے آباؤ اجداد غطفان کے سردار تھے، مالک غزل گو ظریف شاعر تھا، اپنی ایک لونڈی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

اَمُغطِیٌ منّی علی بصری با	کیا تیری محبت نے میری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے
لحبّ ام انت اکمل النّاسِ حسنا	یا تو حسن کے اعتبار سے سب سے بڑھ چڑھ کر ہے
وحدیثٌ الذّہ ھو ممّا	تیری باتیں بڑی مزہ دار ہوتی ہیں کہ
یشتھی السامعون یوزن وزنا	سننے والے کو بھاتی ہیں اور اچھی لگتی ہیں
منطقٌ صائبٌ و تلحنُ احیا	کبھی درست بات کہتی ہے کبھی کلام میں لحن کرتی ہے اور شیریں
ناً واحلی الحدیث ما کان لحنا	کلام وہ ہے جس میں لحن ہو۔ (تونے آدھی بات کی ہم نیم بسمل ہو گیا)۔

اسی کے بارے میں کہتا ہے: ؎

حبّذا یومنا بتلِ بوَنّا	تلِ بوَنّا میں کتنا اچھا دن گزرا
اذ نُسقّیٰ شرابنا و نغنّیٰ	جب ہم شراب پی رہے اور گانا سن رہے تھے
مِن شرابٍ کانہ دم جوفٍ	جو خون کی طرح سرخ تھی
یتفرک الکھلَ والفتیٰ فرجحنا	جو جوان اور بوڑھے کو لڑکھڑا دیتی تھی۔

اَینما دارتِ الزجاجۃُ دُرنا	جدھر جام چلتا اُدھر ہی ہم گھوم جاتے۔
یحسبُ الجاھلون اَنّا جُنِنّا	ناواقف سمجھتے کہ ہم مجنون ہو گئے ہیں
ومررنا بنسوۃٍ عطِراتٍ	ہم گزرے معطر عورتوں کے پاس سے
وسماعٍ وقرقفٍ فنزلنا	اور مجلس غناؤ شراب سے تو ہم اتر پڑے

اِس کا بھائی عیینہ بن اسماء اپنی بہن ہند بن اسماء کی ایک لونڈی پر عاشق ہو گیا تو اپنے بھائی مالک کے ذریعہ سے بہن سے اس بارے میں سفارش چاہی، تو مالک نے کہا: ؎

أعیینَ ھلاّ اذا کلِفتَ بھا	اے عیینہ جب تو اس پر عاشق ہوا تو
کُنتَ استفتَ بِفارغ العقلِ	تو نے اپنی خالی عقل سے کیوں نہ سوچا
اأتیتَ ترجو الغوثَ من قبلی	تو میرے پاس مدد کے لئے آیا ہے۔
والمستغاثُ الیہ فی شُغُلٍ	اور میں تو خود مشغول ہوں۔

مالک بنو اسد کی ایک لونڈی پر عاشق تھا، وہ ایک جھونپڑے میں رہتی تھی، اور مالک کا گھر بنو اسد میں اینٹوں کا بنا ہوا تھا، تو اس نے یہ شعر کہا: ؎

یالیتَ خصّاً مجاورُھا	کاش اس کے جھونپڑے کے قریب میرا جھونپڑا ہوتا
بدلاً بداریْ فی بنی اسدٍ	میرے بنو اسد والے گھر کے بدلے
الخصُّ فیہ تقرّ اعیننا	وہ جھونپڑی جس میں میری آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہوں
خیرٌ من الآجر والکمدِ	بنسبت پختہ گھر کے بہتر ہے۔

عبید بن ایوب:۔

وہ بنو عنبر سے ہے اس نے ایک جرم کیا تھا لہٰذا وہ نامعلوم سرزمین کی طرف نکل کھڑا ہوا اور دور چلا گیا، کہ کہیں ہاتھ نہ لگ جائے، بادشاہ نے اس کا خون حلال قرار دیدیا تھا اپنے اشعار میں وہ کہا کرتا تھا کہ وہ بھوت پریت کے ساتھ رہتا ہے بھیڑیوں اور سانپوں کے ساتھ رات گزارتا ہے۔ ہرن اور وحشی جانوروں کے ساتھ کھایا ہے۔ کہتا ہے: ؎

فللّٰہ درّ الغول ایّ رفیقۃٍ	بھوت کتنے اچھے رفیق ہیں
لصاحبِ قفرٍ خائفٍ یتستّر	ایک خرابۂ دیار، ڈرے ہوئے چھپنے والے کے لئے

أرنّت بلحنٍ بعد لحنٍ واوقدتْ
حوالیَّ نیرانًا تبوخُ و تزهرُ

وہ پیا پے چیخے اور میرے ارد گرد
آگ جلائی جو روشن ہوتی تھی ۔

کہتا ہے : ـــــه

اذقتنی طعم الامن او سل حقیقةً
علیّ وان قامتْ ففصّل بنانیا

مجھے امن کا مزہ چکھاؤ یا اگر میرے ذمّہ
کوئی حق ثابت ہوتا ہے تو میری انگلیاں کاٹ دو ۔

خلعتَ فؤادی فاستطیر فاصبحتْ
ترامی بیَ البیدُ القِفارُ ترامیا

تونے میرا دل نکال لیا ہے لہذا وہ اڑ گیا
اب میں جنگل جنگل پھرتا ہوں ۔

کأنّی وآجالُ الظباءِ بقفرةٍ
لنا نسبٌ نرعاه اصبحَ دانیا

گویا میں اور ہرنیاں ہم نسب ہیں
کہ آپس داری کرتے ہیں ۔

رأین ضریر الشخص یظهر تارةً
ویخفی مرارًا ناحل الجسم عاریا

اُنہوں نے ایک دُبلا پتلا انسان دیکھا
کہ کبھی نکلتا ہے کبھی چھپتا ہے اور ننگا ہے ۔

فاجفلنَ نفرًا ثم قلنَ ابن بلدةٍ
قلیل الاذی امسی لکنّ مصافیا

تو وہ بھاگ گئیں پھر کہنے لگیں یہ بھی یہیں کا
باشندہ ہے کسی کو ستاتا نہیں یہ ہمارا دوست ہو گیا ہے

آکلتُ عروقَ الشریِ معکنّ فالتوی
بحلقیَ نورُ الفقد حتّی ورانیا

میں نے تمہارے ساتھ حنظل کی شاخیں کھائیں
اور فقد کی کلیاں میرے گلے میں پھنس گئیں ۔

وقد لقیتُ منّی السباع بلیّةً
وقد لاقتِ الغیلانُ منّی الدّواهیا

درندوں کو میں نے ستایا اور
بھوتوں کو تکلیف پہنچائی

ومنّهن قد لاقیت ذات فلم الن
جبانًا اذا هوّلُ الجبان اعترانیا

اور میں نے ان سے تکلیفیں اُٹھائیں ۔
مگر میں نے بزدلی نہیں دکھائی ۔

اذقتُ المنایا بعضهنّ باسهمی
وقد دّن لحمی وامتشقن ردائیا

میں نے بعض کو اپنے تیروں سے مار گرایا
انھوں نے میری بوٹیاں نوچیں اور میری چادر پھاڑ دی

کہتا ہے : ـــــه

تقول وقد المعتُ بالانس ملّةً
مخضبةالاطراف خرس الخلاخل

ایک رنگے پوروں والی بجتے پازیبوں والی
میرے اظہار محبت والنس پر کہنے لگی ۔

اھٰذی خلیلُ الغولِ والذّئبِ والّذی — کیا یہ ہے وہ جو بھوتوں اور بھیڑیوں کے ساتھ رہا ہے
یھیمُ بربّاتِ الحجالِ الھراکلِ — کہ پردہ دار نازک اندا موں سے محبّت کرتا ہے۔
رأتْ خلقَ الادراسِ اشعثَ شاحبًا — اس نے ایک پھٹے پرانے کپڑوں والا متغیر اللون
علی الجدبِ بسّامًا کریمَ الشمائلِ — مسکرانے والا نرم اخلاق والا دیکھا
تعوّدَ من آبائھمْ فتکاتھم — جو آباؤ اجداد سے حملوں کا عادی ہے
واطعامھم فی کلّ غبراءَ شاملٍ — اور قحط میں کھلانے والا ہے
اذا صادَ صیدًا لفّہ بضرامۃٍ — جو شکار کرتا ہے تو قریب کی آگ پر رکھ دیتا ہے
وَشیکًا ولم ینظر لنصبِ المراجلِ — اور ہانڈیوں کے چڑھنے کا انتظار نہیں کرتا
ونھسًا کنھسِ الصقرِ ثمّ مراسۃً — اور باز کی طرح نوچ نوچ کر کھاتا ہے
بکفّیہ رأسَ الشیخۃِ المتمائلِ — پھر سبزی توڑ توڑ کر کھا لیتا ہے
ولم یسحبِ المندیلَ بینَ جماعۃٍ — اس نے کبھی جماعت میں تنہا اپنے رومال کو نہیں بچھایا
ولا فارِدًا مذ صاحَ بینَ القوابلِ — جب سے کہ پیدا ہوا ہے (یعنی وحشیانہ بسر کی ہے)

اپنے جسم کے دُبلے پن کے بارے میں کہتا ہے : ؎

حملتُ علیھا ما لوانّ حمامۃً — تحمّلہٗ طارتْ بہٖ فی الجفاجفِ
رَحیلًا واقطاعًا واعظمَ وامقٍ — اضرّ بہٖ طولُ السّریٰ فی المخاوفِ

الاُحیمر السعدی :-

چور تھا، بڑا مجرم تھا۔ لہٰذا قوم نے اسے نکال دیا تو وہ بھاگ گیا، ویرانوں اور جنگلوں کی طرف نکل گیا۔ کہنے لگا کہ مجھے خیال ہوا کہ میں وبار کے جنگلات میں پہنچ گیا ہوں، کیونکہ میں ہرنیوں کی مینگنیوں میں گٹھلیاں دیکھتا تھا اور میں ایسے واقع پر پہنچا جہاں کبھی کوئی نہیں پہنچا، میں ہرنوں وغیرہ کے ساتھ رہتا تھا تو وہ بھاگتے نہ تھے کیونکہ انہوں نے میرے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ میں اپنے کھانے کے بقدر ان سے لے لیتا تھا۔ البتّہ شتر مرغ کو جب بھی میں نے دیکھا تو بھاگتے ہی دیکھا۔ کہتا ہے : ؎

عوی الذئبُ فاستأنستُ بالذئبِ اذ عویٰ — بھیڑیا بولا تو میں مانوس ہوا۔

وصوّت انسانٌ فکدتُّ اطیرُ	اور انسان کی آواز سے میں گھبرایا
رأی اللہ اَنّی للانیسِ لشانئٌ	خدا جانتا ہے مجھے انسان سے نفرت ہے۔
وتبغضھم لی مقلۃٌ وضمیرٌ	اور میری آنکھیں اور دل اس سے نفرت کرتے ہیں
فللّیلِ اذ وارانی اللّیل حکمہٗ	جب رات چھا جاتی ہے تو رات کا حکم ہوتا ہے
وللشّمسِ ان غابت علیّ نذورٌ	اور سورج کے ڈوبنے کی میں منت مانگتا ہوں
وانّی لاستحی لنفسیَ ان اریٰ	مجھے شرم آتی ہے کہ میرے پاس رسی ہو
امر بحبلٍ لیس فیہ بعیرٌ	اور اونٹ کوئی نہ ہو
وان اسئلَ العبدَ اللئیمَ بعیرہٗ	اور کسی کمینے بندے سے میں اونٹ کا طالب ہوں۔
ولُعرانُ ربّی فی البلاد کثیرٌ	جبکہ میرے خدا کے اونٹ بہت سے ہیں ۔

وہ متاخرین سے ہے ہمارے شیوخ نے اسے دیکھا تھا، وہ جعفر بن سلیمان سے بھاگا تھا۔ کہتا ہے: ؎

انّی وذئبُ القفرِ الفَینِ بعدما	میں اور بھیڑیا دونوں دوست ہیں مگر
بدأنا کلانا یشمئزُّ ویذعرُ	شروع شروع میں ہم ایک دوسرے سے ڈرتے تھے۔
تاَلّفنی لمّا دنا والِفتہٗ	وہ مجھ سے مانوس ہو گیا اور میں اس سے
وامکننی للرمی لوکنتُ اغدرُ	اگر میں غداری کرتا تو اسے مار سکتا تھا۔
ولکنّنی لم یأ تمنّیَ صاحبٌ	مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی دوست مجھ پر
فیرتابَ بی مادامَ لایتغیّرُ	بھروسہ کرے اور پھر شک کرے جب تک وہ خود نہ بدلے

کہتا ہے: ؎

نھقَ الحمارُ فقلتُ ایمنُ طائرٍ	گدھا ہینچا تو میں نے کہا طائر میمون ہے
انّ الحمارَ من التجارِ قریبٌ	کیونکہ گدھا تاجروں سے قریب ہوتا ہے۔

خلف الاحمر :-

وہ خلف بن حیان ہے۔ ابو محرز کنیت ہے۔ لغات غریبہ، نحو، نسب، اخبار کا عالم تھا، شاعر تھا، بہت پُر گو تھا اور اچھے شعر کہتا تھا اسکے ہمعصر اہل علم میں اس سے زیادہ کثیر گو کوئی نہ تھا۔

اصمعی کہتا ہے خلف، ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری کا آزاد کردہ غلام تھا انھوں نے اسے اور اس کے ماں باپ کو آزاد کر دیا تھا، وہ دونوں فرغانی تھے، ابو نواس اسکے مرثیے میں کہتا ہے: ؎

اودی جمیع العلم مذ اودی خلف	خلف کے مرجانے سے علم مر گیا
من لا یعد العلم الا ما عرف	جو ہر بات جانتا تھا
قلیذم من العیالم الخسف	وہ بحر بے کراں ہے۔
کنا متی نشاء منہ نغترف	جب ہم چاہتے اس سے چلو بھر لیتے
روایۃ لا تجتنی من الصحف	ایسی باتیں جو کتابوں میں نہیں ملتیں اس سے سنتے ہیں۔

کہتا ہے: ؎

سقی حجاجنا نوء الثریا	علی ما کان من بخل ومطل
ھم جمعوا النعال وحرزوھا	وشدوا دونھا بابا بقفل
فان اھدیت فاکھۃ وجدیا	وعشر دجائج بعثوا بنعل
ومسواکین قدرھما ذراع	وعشر من ردی المقل خشل
اناس تاتھون لھم رواء	تغیم سماؤھم من غیر وبل
اذا انتسبوا ففرع من قریش	ولکن الفعال فعال عکل

کہتا ہے: ؎

ان بالشعب الذی دون سلع	وہ درہ جو سلع کے ورے ہے
لقتیلا دمہ ما یطل[1]	وہاں ایک مقتول پڑا ہے جس کا خون رائگاں نہیں جائیگا

ان اشعار کو تابط شرا کے بھائی نے اپنی طرف منسوب کر لیا تھا، وہ شعر کہتا تھا اور متقدمین کے شعر اپنی طرف منسوب کر لیتا تھا۔ سانپوں کے بارے میں بہت شعر کہتا تھا اسکی رجزیں بہت سی ہیں۔

ابو العتاہیہ :-

وہ اسماعیل بن قاسم ہے عنزہ کا آزاد کردہ تھا، کنیت ابو اسحاق ہے۔ ابو العتاہیہ لقب ہے، قصاب تھا، زندقہ کے ساتھ متہم تھا۔ مجھ سے ایک زمانے دبیر نے ذکر کیا کہ اس کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام

---

[1] یہ چھبیس شعر ابو تمام نے شروع باب المراثی میں تابط شرا کی طرف منسوب کئے ہیں اور استاذ محترم مولانا اعزاز علی صاحب نے بین السطور میں اس کے بھانجے کی طرف منسوب کئے ہیں، اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔

لِلّٰہ اور دُوسری کا باللہ تھا میں نے دیکھا کہ وہ اس نام کی عزت کرتا تھا اور اس کا ایک بیٹا عابد زاہد شاعر تھا وہ مطبوع شاعر تھا، قریب تھا کہ اس کا سارا کلام شعر بن جائے، غزل کمزور ہے عورتوں کی طبیعت کے مشابہ ہے۔ یہی حال عمر بن ربیعہ کا غزل کے بارے میں تھا۔ اسی سے ابو العتاھیہ کا یہ کلام ہے: ؎

بسطتُ کفّی نحوکم سائلاً	میں نے سوال کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہے۔
ماذا تردُّون علی السّائلِ	تم سائل کو کیا دوگے
اِن لم تنیلوہ فقولوا لہٗ	اگر دے نہیں سکتے تو بجائے عطیہ کے
قولاً جمیلاً بدلَ النائلِ	خوبی کے ساتھ جواب دو۔
اوکنتمُ العامَ علی عسرۃٍ	اگر اس سال تنگی میں ہو تو میری قسمت
ویلیٰ فمنّوہُ الیٰ قابلِ	اگلے سال کا وعدہ کر لو۔

بنا بر تیز گوئی اور سہولتِ شعر سازی کے بسا اوقات وہ غیر موزوں شعر کہتا تھا، جو شعری عروض و اوزانِ عرب سے خارج ہو جاتے۔ ایک دن ایک صوفی کے پاس بیٹھا تھا، اس نے تھپکی کی آواز سنی تو اس نے اس آواز کی حکایت اپنے شعر میں کردی، یہ چند شعر ہیں جن میں یہ بھی ہیں: ؎

للمنونِ دائراتٌ یدُرنَ صرفَھا	موتوں کا چکر چلتا ہی رہتا ہے۔
ھنّ ینتقیننا۔ واحداً فواحداً	وہ ہمیں یکے بعد دیگرے چنتی جاتی ہیں۔

نیز کہتا ہے: ؎

عتبَ ما للخیالِ	اے عتبہ! تیرے خیال کو کیا ہو گیا ہے
خبّرینیْ و ما لیْ	اور مجھے کیا ہو گیا ہے؟ مجھے بتا
لا أراہ اتانیْ	کیا بات ہیں اسے کئی راتوں سے
زائراً منذ لیالیْ	اپنے پاس آتے نہیں دیکھتا
لو رآنیْ صدیقیْ	اگر کوئی دوست مجھے دیکھے
رقّ لیْ او رثیٰ لیْ	تو رحم کھائے
او یرانیْ عدوّیْ	اور اگر دشمن دیکھے تو
لانَ من سوء حالیْ	میری بدحالی کی وجہ سے نرم پڑ جائے۔

یہ عتبہ ایک باندی تھی جس کے ساتھ تشبیب کرتا تھا۔ یہ ریطہ بنت ابی العباس السفاح کی باندی تھی وہ مہدی کے گھر میں تھی جب مہدی کو معلوم ہوا کہ وہ بہت زیادہ اسکی تعریف کرتا ہے تو اسے بڑا غصہ آیا اور قید کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر مہدی کے ماموں یزید بن منصور حمیری نے اسکی سفارش کی تو اس نے رہا کر دیا۔ پھر ہارون الرشید نے قید کر لیا تو اس نے قید خانے سے شعر لکھ کر بھیجے جن میں یہ شعر بھی تھے:۔

تَفدیكَ نفسی من کلّ ما کرهتَ — میری جان تجھ پر قربان تجھے کیا بات ناپسند آئی

نفسُكَ ان کنتُ مذنباً فاغفِر — اگر میں گنہگار رہوں تو بخش دے

یا لیتَ قلبی مصوّرٌ لكَ ما — کاش میرا دل تصویر کھینچ سکتا جو اس میں ہے

فیه لتستیقنَ الّذی اضمرُ — حتیٰ کہ تجھے یقین آجاتا جو کچھ میرے دل میں پوشیدہ ہے

ہارون رشید نے اس پر لکھ دیا کوئی حرج نہیں تو اس نے ایک قصہ پر یہ چند اشعار لکھ کر بھیجے:۔

کأنَّ الخلقَ رُکّبَ فِیه روحٌ — گویا مخلوق ایک جسم ہے روح دار

لهُ جسدٌ وانت علیه رأسٌ — اور تو سر ہے

امینَ اللهِ ان الحبس باسٌ — اے اللہ کے امین قید تو حرج ہے۔

وقد وقّعتَ لیس علیكَ بأس — اور آپ نے لکھا ہے کوئی حرج نہیں۔

تو اس نے چھوڑ دینے کا حکم دے دیا، یہ شعر بھی اس نے قید خانہ سے لکھ کر بھیجے:۔

انّما انتَ رحمةٌ وسلامهْ — تو رحمت اور سلامتی ہے

زادكَ اللهُ غبطةً وکرامهْ — اللہ تجھے خوشی اور کرامت دے

قیل لی قد رضیتَ عنّی فمن لی — مجھے کہا گیا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں

ان اریٰ لی علی رضاكَ علامهْ — کیا مجھے کوئی اس کی علامت لا سکتا ہے۔

وحقیقٌ ان لا یراعَ بسوءٍ — میں اس لائق ہوں کہ برائی نہ پہنچایا جاؤں

من رآكَ ابتسمتَ منهُ ابتسامهْ — کیونکہ میں نے آپ کو مسکراتے دیکھا ہے

لو توجّعتَ لی فروّحتَ عنّی — اگر آپ کو میرا درد ہو اور مجھے آرام پہنچائیں

روّحَ اللهُ عنكَ یوم القیامهْ — تو خدا قیامت کے دن آپ کو راحت پہنچائے۔

اس نے معاملات کو اپنے خادم ثابت کے سپرد کر دیا تھا، تو ابو العتاہیہ نے یہ شعر لکھ کر بھیجے:۔

كفتني العنايةُ من ثابتٍ — مجھے ثابت کی عنایت کافی ہے۔
بتثميرِ ما كانَ من غرسه — وہ پھل دیگا جیسی اس کی بنیاد ہے۔
وكان الشفيع الى غيره — وہ غیر کی طرف شفیع تھا
فصار الشفيع الى نفسه — اب اپنے ہی نفس کے لئے شفیع ہو گیا ہے

ابو العتاهيه، احمد بن یوسف کاتب کے پاس آیا تھا، تو اس نے روک دیا، ابو العتاہیہ نے یہ شعر کہے: ؎

متى يظفر الغادي اليك بحاجة — کب تیرے پاس حاجت لانے والا فلاح پا سکتا ہے
ونصفك محجوبٌ ونصفك نائمٌ — جبکہ تو آدھا چھپا ہوا اور آدھا سویا ہوا ہے

ایک بادشاہ کو تحفۃً ایک جوتا بھیجا اور یہ شعر لکھ کر بھیجے: ؎

نعلٌ بعثتُ بها لِتلبسها — یہ جوتے آپ کے پہننے کے لئے بھیج رہا ہوں۔
تسعىٰ بها قدمٌ الى المجد — جو قدم بزرگی کی طرف دوڑتے ہیں۔
لو كان يحسن ان اشركها — اگر میں ان میں اپنے رخسار کا تسمہ لگا سکتا
خدّي جعلتُ شراكها خدّي — تو ضرور لگا دیتا۔

اس نے جمیل کا یہ شعر سنا: ؎

خليليّ فيما عشتُما هل رأيتما — اے میرے دوستو! کیا زندگی بھر کبھی تم نے کسی ایسے مقتول کو
قتيلاً بكى من حبّ قاتله قبلي — دیکھا ہے جو قاتل کی محبت میں رویا ہو۔

تو اس نے پورے کا پورا شعر اڑا لیا: ؎

يا من رأى قبلي قتيلاً بكى — کیا کسی نے مجھ سے پہلے کسی ایسے مقتول کو دیکھا ہے
مِن شدّة الوجدِ على القاتلِ — جو شدّتِ عشق سے قاتل کیلئے رویا ہو

ایک شخص نے اسے یہ شعر پڑھتے سنا: ؎

فانظرْ بطرفك حيثُ شئتَ — جدھر دیکھو بخیل ہی
فلَنْ ترىٰ الّا بخيلا — بخیل نظر آتے ہیں۔

تو وہ بولا! تو نے تمام لوگوں کو بخیل گردان لیا تو ابو العتاہیہ نے کہا مجھے ایک سخی کے ذریعہ سے جھوٹا ثابت کرد

اس کے یہ شعر پسند کئے گئے ہیں: ؎

مَا اَنَا اِلّا لِمَنْ بَغَانِیْ
میں اس کا ہوں جو میرا طالب ہو۔

اَرٰی خَلِیْلِیْ کَمَا یَرَانِیْ
میں دوست کو اس نظر سے دیکھتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

لَسْتُ اَرٰی مَا مَلَکْتُ طَرْفِیْ
میں نہیں دیکھوں گا کبھی بھی اس شخص کو

مَکَانَ مَنْ لَا یَرٰی مَکَانِیْ
جو میرے مرتبے کو نہ دیکھے۔

مَن ذَا الَّذِیْ یَرْتَجِی الْاَقَاصِیْ
دُور والے اس سے کیا امید کر سکتے ہیں۔

اِنْ لَمْ یَنَلْ خَیْرَہٗ الْاَدَانِیْ
جس سے قریب والے بھلائی نہ پا سکیں۔

فَلِیْ اِلٰی اَنْ اَمُوْتَ رِزْقٌ
مرتے دم تک میرے لئے رزق ہے، چاہے مخلوق کتنی

لَوْ جَھَدَ الْخَلْقُ مَا عَدَانِیْ
ہی کوشش کیوں نہ کرے وہ چُوک نہیں سکتا۔

لَا تَرْتَجِ الْخَیْرَ عِنْدَ مَنْ لَا
اس سے بھلائی کی امید نہ رکھ جو

یَصْلُحُ اِلَّا عَلَی الْھَوَانِ
بغیر ذلیل کئے درست نہ ہو سکے۔

فَاسْتَغْنِ بِاللہِ مِنْ فُلَانٍ
فلاں فلاں سے بے پرواہ ہو جا

وَعَنْ فُلَانٍ وَ عَنْ فُلَانِ
اور اللہ کو پکڑ لے

وَلَا تَدَعْ مَکْسَبًا حَلَالًا
حلال مال کو نہ چھوڑ

تَکُوْنُ مِنْہُ عَلٰی بَیَانِ
جو واضح حلال ہو

فَالْمَالُ مِنْ اَجْلِہٖ قِوَامٌ
مال سے آبرو، عزت

لِلْعِرْضِ وَالْوَجْہِ وَاللِّسَانِ
اور زبان کا قیام ہے۔

وَالْفَقْرُ ذُلٌّ عَلَیْہِ بَابٌ
فقر ذلت ہے اس کے دروازے

مِفْتَاحُہٗ الْعَجْزُ وَالتَّوَانِیْ
کی کنجی عاجزی اور سستی ہے

وَرِزْقُ رَبِّیْ لَہٗ وُجُوْہٌ
پروردگار رزق مختلف اسباب سے

ھُنَّ مِنَ اللہِ فِیْ ضَمَانِ
دیتا ہے۔ جن پر اللہ کی ضمانت ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ لَمْ یَزَلْ عَلِیًّا
پاک ہے وہ ذات جو بلند ہے۔

لَیْسَ لَہٗ فِی الْعُلُوِّ ثَانِیْ
بلندی میں اس کے برابر کون؟

قَضٰی عَلٰی خَلْقِہِ الْمَنَایَا
اللہ نے سب کے لئے موت لکھ دی ہے

فَکُلُّ شَیْءٍ سِوَاہُ فَانِیْ
اس کے سوا ہر چیز فانی ہے

یا ربّ لم نبکِ من زمانٍ — ہم اگر ایک زمانے پر روتے ہیں

الّا بکینا علے الزمانِ — تو پھر دوسرے پر بھی روتے ہیں۔

یہ شعر پسند کئے گئے ہیں : ؎

وعظتك اجداثٌ صمتٌ — تجھے خاموش قبروں نے نصیحت کی

ونعتك ازمنةٌ خفتٌ — اور خاموش زمانوں نے خبرِ مرگ دی۔

وتکلّمتْ عن اوجهٍ — وہ بولے ایسے چہروں اور صورتوں سے

تبلیٰ وعن صورٍ سبتٌ — جو کہنہ اور پرانی ہوگئیں۔

وآرتك قبرك فی القبو — اور تجھے قبروں کے درمیان تیری قبر دکھائی۔

ر وانت حیٌّ لم تمت — حالانکہ ابھی تو مرا نہیں تھا۔

زہد کے بارے میں اس کے بہت سے اشعار ہیں جو عمدہ، رقیق اور سہل ہیں۔ ۲۵ھ میں مرا۔ اس کا وہ قصیدہ جس کے ابتدائی شعر یہ ہیں پسند کیا گیا ہے : ؎

اتتْه الخلافةُ منقادةً — خلافت اس کے پاس مطیع ہو کر

الیهِ تجرّرُ اذیالها — دامن کشاں آئی۔

فلمْ تكُ تصلح الّا لهٗ — وہ اسی کے شایان تھی

ولم يكُ يصلح الّا لها — اور وہ اس ہی کے شایان تھا

ولو رامها احدٌ غیرہٗ — اگر خلافت کسی اور کے پاس جاتی

لزلزلتِ الارض زلزالها — تو زمین کانپ اٹھتی

جن اشعار سے زندیقیت ٹپکتی ہے یہ ہیں، آسمان کی طرف اشارہ کرتا ہے : ؎

اذا ما استجزتَ الشكَّ فی بعض ما تری — جب دیکھی بھالی چیزوں میں تم شک کر سکتے ہو

فما لا تراہ الدھر امضیٰ واجوز — تو بن دیکھی چیزوں میں تو بدرجہ اولیٰ کر سکتے ہو۔

اور یہ قول کہ : ؎

یا ربِّ لو انسیتنیها و ھی — پروردگار تو مجھے اس کو بھلانا چاہے گا،

فی جنّة الفردوس لم انسها — خواہ وہ جنت ہی کیوں نہ ہو تو میں اس کو ہرگز نہ بھولوں گا

اور اس کا یہ قول : ؎

انّ الملیك رآكَ اَحْـ	خدا نے تجھے اپنی مخلوق میں حسین ترین پایا
سَنَ خلقہٖ ورأی مثالكْ	اور تیرے اندام کو دیکھا
فحذا بقدرۃِ نفسہٖ	تو اپنی قدرت سے اس کے مطابق
حورَ الجنانِ علی مثالكَ	جنّت کی حوریں بنا دیں ۔

ابو نواس :-

وہ ابوالحسن بن ھانی ہے الحکم بن سعد العشیرہ کا آزاد کردہ غلام ہے جو یمنی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حاءِ حکم ہیں اسی کے بارے میں والبہ بن حباب کہتا ہے : ؎

یا شقیقَ النفسِ من حکمٍ	اے حکمی دوست !
نمتَ عن لیلی ولم انمٖ	تو سو گیا اور میں نہیں سویا
فاسقنی البکر الّتی اعتجرت	مجھے وہ نوجوان پلا جو
بخمار الشّیب فی الرحمٖ	رحم میں بوڑھی ہو گئی تھی
ثمّتَ انصاتَ الشبابُ لھا	پھر شباب نے اسے لبیک کہا
بعد ان جازتْ مدی الھرمٖ	جبکہ بوڑھی ہو چکی تھی ۔
فھی الیوم الذی بزلتْ	آج وہ جوان ہے
وھی تلو الدھر فی القدمٖ	مگر زمانے کی طرح پرانی بھی ہے ۔
عتقتْ حتّٰی لو اتّصلتْ	پرانی ہے حتی کہ اگر اسے
بلسانٍ ناطقٍ و فمٖ	زبان اور منہ مل جاتا
لاحتبتْ فی القوم ماثلۃً	تو قوم میں بیٹھ کر
ثمّ قصّتْ قصّۃَ الامَمٖ	پرانے زمانے کے قصے سنا ڈالتی
قرعتْھا للمزاج یدٌ	اس میں پانی ملایا ہے ایسے ہاتھ نے

خلقت للكأس والقلم	جو جام وقلم کے لئے پیدا ہوا ہے
فی ندامی سادةٍ نُجُبٍ	میرے ندیم شریف سردار ہیں
اخذوا اللذاتِ من اُممٍ	انھوں نے لذتوں کو حاصل کیا ہے
فتمشّت فی مفاصلهم	وہ ان کے جوڑوں میں اس طرح
کتمشّی البرءِ فی السّقمِ	سرایت کر گئی ہے جیسے تندرستی بیماری میں
صنعتْ فی البیت اذ مزجت	جب اس میں پانی ملایا گیا تو گھر روشن
کصنیع الصبح فی الظلمِ	ہو گیا جیسے صبح تاریکی میں چمکتی ہے
فاهتدیٰ ساری الظّلام بها	اندھیروں میں چلنے والے اس سے راہ یاب ہو گئے
کاهتداء السّفر بالعلمِ	جیسے مسافر پہاڑوں سے راہ پاتے ہیں۔

دعلجی نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا ہے یہ شخص ابونواس کے ساتھ عرصہ تک رہا ہے، اور اس سے اس نے روایت بھی کی ہے لیکن اکثر لوگ ان اشعار کو ابونواس کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر یہ والبہ کے ہیں جو اس نے اس کے بارے میں کہے تھے۔ ابونواس بصری تھا : سہ

الا کلّ بصریٍّ یریٰ انّما العُلا	ہر بصری سمجھتا ہے کہ بزرگی
مکممةٌ سحقٌ لهنّ جرینٌ	کھجوروں کے جمع کرنے میں ہے
وان اكُ بصریًّا فان مهاجری	اگرچہ میں بصری ہوں مگر میری ہجرت گاہ
دِمشقَ ولکنّ الحدیثَ شجونٌ	دمشق ہے اور بات بڑی لمبی ہے

کہتا ہے : سہ

ایا من کنتُ بالبصرَ	اے بصریو !
ةِ اصفیٰ لهمُ الودّا	جن سے میں محبت کرتا ہوں
شربنا ماءَ بغدادَ	ہم نے بغداد کا پانی پیا ہے
فانسانا کمُ جدّا	اب تمھیں ہم بھول گئے۔
فلا ترعَوا لنا عهدا	اب ہمارے عہد کی پرواہ نہ کرو
فما نرعیٰ لکمْ عهدا	نہ ہم تمھاری پرواہ کریں۔

جدوا منّا کما انّا　　اب تم کسی اور کو تلاش کرلو.

وجدنا منکم بُدّا　　جیسے ہم نے تمہارے بدلے اوروں کو تلاش کرلیا ہے

وہ طبّاع شاعروں سے ہے، ایک بڈھے نے ہم سے کہا کہ ایک دن میں اس سے ملا، میرے پاس ایک عمدہ سیب تھا وہ میں نے اسے دکھایا اور درخواست کی کہ اس کی توصیف کرے۔ میرا مقصد اس سے صرف اسکی طبیعت کا امتحان لینا تھا اور دیکھنا تھا کہ وہ کس قدر آسانی سے شعر کہہ سکتا ہے۔ تو وہ کہنے لگا ہم راہ میں ہیں۔ ذرا مسجد کی طرف چلو۔ ہم چلے، اس نے سیب لیا اور ذرا اپنے ہاتھ میں اُلٹا پلٹا اور یہ شعر کہے: ؎

یا رُبَّ تفّاحۃٍ خلوتُ بہا　　ایک سیب کے ساتھ میں خلوت میں گیا

تشعل نار الھوی علی کبدی　　جو نارِ عشق میرے جگر میں سلگا رہا تھا۔

قد بتُّ فی لیلتی اقلّبہا　　میں رات بھر اسے لوٹ پوٹ کرتا رہا۔

اشکو الیہا تطاولَ الکمدِ　　اس سے شکایت کرتا تھا طولِ غم کی

لو أنَّ تفّاحۃً بکت لبکتْ　　اگر کوئی سیب روتا تو بنا بر رحم کے

مِن رحمتی ھذہ التی بیدی　　رونے لگتا یہ سیب جو میرے ہاتھ میں ہے۔

ہاتھ کھولے اور مجھے دیدیا۔ ابونواس قسم قسم کے علوم جانتا تھا، ہر فن سے کچھ نہ کچھ واقف تھا۔ نجوم سے بھی آشنا تھا، اس شعر سے اس کا ثبوت ملتا ہے: ؎

الم تر الشمس حلّت الحملا　　کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سورج برجِ حمل میں اُتر آیا ہے

وقام وزن الزمان فاعتدلا　　اور زمانہ معتدل ہوگیا ہے

وغنّتِ الطیر بعد عجمتہا　　باوجود نہ بولنے کے پرندے گاتے ہیں

واستوفتِ الخمر حولہا کملا　　اور شراب پر پورا سال گزر چکا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسکی مراد شراب پر سال گزرنے سے ٹہنیوں سے پانی جاری ہونا ہے، اس پانی کو اس نے شراب قرار دیا ہے، کیونکہ یہی اگے بنا اور نچوڑا گیا، یہ قول تب درست ہوسکتا ہے کہ شاخوں میں پانی سورج کے برجِ حمل میں آنے سے بہت پہلے جاری ہوچکا ہو، میرے خیال میں تو حولھا کی ضمیر سورج کی طرف لوٹتی ہے شراب کی طرف نہیں لوٹتی گویا یہ کہنا چاہتا ہے کہ شراب نے شمسی سال پورا کرلیا ہے، پہلے شعر میں سورج کا ذکر آچکا ہے لہٰذا اسکی طرف اشارہ ہونا بہتر ہے۔ شمسی سال کے پورا کرلینے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے فلک و نجوم پیدا کئے

درانحالیکہ سورج راس الحمل میں تھا تو جب کبھی سورج راس الحمل میں آتا ہے تو سال گزر چکتا ہے تو شراب نے شمسی سال پورا کر لیا اگرچہ خود ابھی سال بھر کی نہیں ہوئی مطلب یہ ہے کہ شراب اس گھڑی بھلی لگتی ہے کیونکہ زمانہ معتدل ہوتا ہے، کلیاں کھل جاتی ہیں، پانی بہنے لگتا ہے اور پرندے شاخوں پر گانے لگتے ہیں اس کے عالم نجوم ہونے پر اس کا یہ شعر دلالت کرتا ہے جو اس قصیدہ میں ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے: ؎

اعطتك ريحانها عقار — شراب خوشبو دینے لگی ہے
وحان من ليلك السفار — اور تیری شب تاریک کھلنے لگی ہے۔

پھر شراب کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

تخيرت والنجوم وقف — وہ پسند کر لی گئی تھی
لم يتمكن بها المدار — جبکہ ستارے ابھی حرکت میں نہ آئے تھے۔

مراد یہ کہ شراب برگزیدہ ہوئی جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے فلک کو پیدا کیا۔ نجومی ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب ستاروں کو پیدا کیا تو ان سب کو ایک برج میں جمع کر دیا پھر یہاں سے روانہ کیا۔ اب تک وہ جاری ہیں حتی کہ سب اسی برج میں جمع ہو جائینگے جس سے کہ چلے ہیں جب وہاں لوٹ آئینگے تو قیامت قائم ہو جائیگی، اور انتظام عالم برباد ہو جائیگا۔ ہندی کہتے ہیں کہ ستارے نوح کے زمانے میں برج حوت میں تھوڑے سے جمع ہوئے تھے، لہٰذا مخلوق طوفان سے برباد ہوگئی تھی، اور اتنی مخلوق باقی رہ گئی تھی جتنے کہ برج حوت سے خارج رہ گئے تھے میں نے یہ بات اس لئے ذکر نہیں کی ہے کہ یہ میرے نزدیک صحیح ہے، بلکہ بیت کے معنے بیان کرنے کی وجہ سے یہ بات بیان کی ہے اور یہ بتانا ہے کہ یہ شاعر اس فن میں دسترس رکھتا تھا۔

لوگوں نے جو اس کے اشعار میں غلطی کی ہے ان میں سے یہ بھی ہیں البتہ ان لوگوں نے غلطی نہیں کی جنہوں نے ان لوگوں سے سنا ہے کہ جنہوں نے خود ابونواس سے یہ شعر سنے ہیں: ؎

وخيمة ناطور برأس منيفة — ایک لبنانی کا خیمہ جو بلند مقام پہ تھا
تهم يدا من رامها بزليل — اور جو وہاں آتے انہیں پناہ دیتا۔
وضعنا بها الأثقال فل هجيرة — ہم نے وہاں اپنا سامان رکھ دیا ایک تیز گرم
عبورية تذكى بغير فتيل — دوپہر کے بعد جو بغیر فتیلے روشن ہو رہا تھا
كأنا لديها بين عطفي نعامة — گویا ہم وہاں شتر مرغ کے دو بازوؤں کے درمیان

جفا زَوْرِها عن مبركٍ ومقيلِ — تھے جس نے اپنے مقام سے منہ موڑ لیا ہو

تأیّت قلیلاً ثم فاءت بمذقتۃٍ — سُورج تھوڑی دیر ٹھہرا پھر ایسے سایہ کے ساتھ لوٹا

عن الظلّ فی دثّ الاباء ضئیلِ — جو پرانے پتلے بانسوں سے چھن چھن کر پڑ رہا تھا۔

لوگ آخری مصرع میں دث الاناء پڑھتے ہیں حالانکہ اناء کا یہاں کیا مطلب' یہ تو دث الاباء ہے' اباء قصب (بانس) کو کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ خیمہ جو ناطو کیلئے ہے جس کو اس نے نعامہ متجافیہ سے تشبیہ دی ہے پرانے بانس سے بنا ہوا تھا، اور سُورج زوال کے وقت تھوڑا ٹھہرا۔ زوال کے وقت ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا وہ تھوڑا ٹھیرتا ہے' پھر مائل بزوال ہو جاتا ہے۔ دیکھو ذو الرمہ کہتا ہے : ؎

والشمس حیری لھا بالجوّ تدویم — سُورج حیران جو میں ٹھہرا ہوُا ہے۔

حیری سے مراد یہی وقفہ ہے' پھر جب مائل ہو جاتا ہے' تو زوال شروع ہو جاتا ہے اور تھوڑا سا سایہ چھوڑتا ہے پرانے بانس میں مذقہ سے مراد یہ ہے کہ اس کا سایہ خالص نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا سایہ ہے جو پرانے بانس کے درمیان سے آیا ہے لہٰذا وہ سُورج کے ساتھ ملا ہوُا ہے' ابو کبیر کا یہ شعر بھی اسی طرح کا ہے : ؎

وضع النّعامات الرحال بریدھا — یرفعن بین مُشعشعٍ ومُظلّلِ

شیر کے بارے میں جو اس نے شعر کہا ہے اس پر گرفت کی گئی ہے : ؎

کأنّما عینہٗ اذا نظرت — گویا اسکی ابھری ہوئی آنکھ جب دیکھتا ہے

بارزۃ الجفن عینُ مخنوقٍ — تو گلا گھٹے ہوئے کی سی آنکھ معلوم ہوتی ہے

کیونکہ اس نے آنکھ ابھرے ہوئے ہونے کو کہا ہے حالانکہ شیر کی آنکھ تو گڑھے میں ہوتی ہے' چنانچہ ابو زبید کہتا ہے : ؎

کأنّما عینیہ وقبانِ فی حجرٍ — گویا اس کی دو آنکھیں پتھر کے دو سوراخ ہیں

قِیضا اقتیاضاً باطراف المناقیرِ — جن میں برمے سے سوراخ کیا گیا ہے

بنا بر شدّتِ افراط کے اسکے اِس شعر پر بھی گرفت کی گئی ہے : ؎

حتی الذی فی الرحم لم یکُ صورۃ — حتیٰ کہ وہ جس کی رحم میں کوئی شکل و صورت نہیں بنی

بفؤادہٖ من خوفہ خفقانٗ — اس کا دل بھی اس کے خوف سے کانپتا ہے

کیونکہ اس نے ایک ایسی ہستی کو جو ابھی تک کسی شکل و صورت میں نہیں آئی خوف سے کپکپایا ہے۔
[illegible] یہ شعر :

واخفت اهل الشرك حتی انہ — تو نے اہلِ شرک کو اس طرح ڈرا دیا ہے۔

لتخافک النطف التی لم تخلق — کہ ان کے نطفے بھی تجھ سے ڈرتے ہیں۔

ناقہ کے بارے میں اس کے اس شعر پر گرفت کی گئی ہے :-

کانما رجلها فقا یدها — گویا کہ اس کے پاؤں اس کے ہاتھوں کے پیچھے

رجل ولید یلھو بدبوق — بچے کے سے پاؤں ہیں جو کھلونے سے کھیل رہا ہے

اگر ایسی صورت ہو گی تو عقال ڈالی ہو گی اور یہ بدترین عیب ہے گھر کی توصیف میں اسکے اس شعر پر بھی گرفت کی گئی ہے :-

کانما اذ خسرت جارم — گویا وہ گھر اسی طرح خاموش ہے جیسے مجرم

بین ذوی تفنیدہ مطرق — ملامت گروں کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

سکوت میں ایسی چیز کو جو کبھی نہیں بولتی ایک ایسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کبھی بولتی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ مجرم کو جو ملامت کو سنکر خاموش ہو جاتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے اور چپ سادھ لیتا ہے اسے گھر کیساتھ تشبیہ دی جاتی۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے لوگ مر گئے گویا کہ وہ سو رہے ہیں درست یوں ہے کہ کہا جائے لوگ سو گئے گویا کہ وہ مر گئے ہیں اسی طرح احمر کا شعر ہے :-

کان نیرانهم من فوق حصنهم — گویا انکی آگ ان کے قلعوں کے اوپر ایسی معلوم ہوتی ہے

معصفرات علی ارسان قصار — جیسے زرد کپڑے دھوبی کی رسّی پر

چاہیئے تو یہ تھا کہ کان المعصفرات نیران کہتا۔ اس کے اس شعر کے ساتھ استخفاف کیا گیا ہے :-

قل لزھیر اذا حدا او شدا — زہیر سے کہہ دو کہ جب وہ گاتا ہے

اقلل واکثر فانت مھذار — خواہ کم گائے یا زیادہ بکواس کرتا ہے۔

سخنت من شدۃ البرودۃ حتی — تو شدتِ برودت سے گرم ہو گیا ہے

صرت عندی کانک النار — میرے نزدیک تو آگ جیسا ہو گیا ہے۔

لا یعجب السامعون من صفتی — سننے والے میرے بیان پر تعجب نہ کریں

کذالک الثلج بارد حار — برف ٹھنڈا ہوتے ہوئے گرم ہے

اس کا یہ شعر دلالت کرتا ہے کہ وہ علمِ طبائع میں نظر رکھتا تھا کیونکہ ہندی لوگ کہتے ہیں کہ جب انتہائی ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو گرم اور تکلیف دہ ہو جاتی ہے میں نے اہلِ ہند کی ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے۔

عقلمند کو چاہیئے کہ بادشاہ کی برداشت سے دھوکا نہ کھائے کیونکہ اگر وہ تیز طبیعت کا ہو گا تو سانپ ایا بندہ

اگر تم نے اسے روند دیا ہے اور اس نے نہیں کاٹا تو دھوکہ نہ کھانا چاہیئے کہ پھر روندنے لگو، اور اگر وہ نرم طبیعت ہے۔ تو سپید ٹھنڈے صندل کی مانند ہے اگر زیادہ گھسو گے تو گرم اور تکلیف دہ ہو جائیگا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض خلفائ نے ابن ماسویہ سے سوال کیا کہ شراب کے بعد سب سے بہتر میوہ کون سا ہے؟ جو کھایا جائے تو اس نے کہا ابونواس نے جو بتایا ہے اور اس کے یہ شعر سنائے : ؎

مالی فی الناس کلهم مثل	مجھ جیسا لوگوں میں کوئی نہیں۔ شراب میرا پانی ہے۔
مائی خمر و نقلی القبل	اور بوسے میری میوہ ہیں
یومی حتی اذا العیون هدت	دن کا یہ حال ہے اور جب رات آجاتی ہے
وحان نومی فمفرشی کفل	تو میرا بچھونا میرے سرین ہوتے ہیں

محمد الامین نے اسے قید کر دیا تھا تو اس نے قید خانے سے اسے یہ شعر لکھ کر بھیجے : ؎

قل للخلیفة اننی	خلیفہ سے کہو کہ آپ
حتی اراك بکل بأس	کب تک ناراض رہیں گے
من ذا یکون ابانوا	مجھے قید کر دیا تو اب آپ کی محفل
سك اذ حبست ابانواس	میں ابونواس کہاں سے آئے گا

ایک بات پر اسے قید کر دیا تھا تو اس نے یہ دو بیت لکھ کر بھیجے جبکہ وہ شراب پی رہا تھا جب وہ شعر پڑھے تو مسکرایا اور کہا لا ابانواس بعدہٗ یہ شعر فضل بن ربیع کو دیئے اس نے سفارش کی لہذا رہائی دی اور خصوصی التفات کا حکم دے دیا، جب وہ آیا تو دس ہزار درہم، سواری کا جانور اور خلعت دیئے۔ زمانۂ قید میں فضل بن ربیع کو خطاب کرتے ہوئے یہ شعر کہے، شعر بہت ہلکے ہیں : ؎

انت یا ابن الربیع علمتنی الخیر	اے ابن ربیع تو نے مجھے بھلائی سکھائی
وعودتنیه والخیر عادة	اور اس کا عادی کر دیا
فارعوی باطلی وراجعنی الحلم	میں نے اب بیہودگی کو چھوڑ دیا اور بردباری آگئی
واحدثت عفة و زهادة	اور عفت و زہد پیدا ہو گیا،
لو ترانی ذکرت بی الحسن البصر	اگر آپ مجھے دیکھیں تو حسن بصری اور
ی فی حال نسکه و قتادة	قتادہ کی یاد تازہ ہو جا۔

من خشوع ازینہ بنحول	خشوع اور ضعف ہے
واصفرار مثل صفرار الجرادۃ	اور ٹڈی کی سی زردی ہے
التسابیح فی ذراعی والمصحف	تسبیح ہاتھوں میں مصحف گلے میں
فی لبتی مکان القلادۃ	سینہ پر
فاذا شئت ان تری طرفۃ تعجب	اگر آپ عجیب چیز دیکھنا چاہیں
منہا ملیحۃ مستفادۃ	تو مجھے دیکھ لیں
فادع بی لاعدمت تقویم مثلی	مجھے بلائیے آپ ہمیشہ مجھ جیسوں کی اصلاح کرتے رہیں۔
فتأمل بعینك السجادۃ	غور سے مجھ نمازی کو تو دیکھئے
ترسیما من الصلوٰۃ بوجھی	میرے چہرے پر نماز کی نشانی ہے
توقن النفس انہا من عبادۃ	جسے دیکھ کر لوگ عبادت کا یقین کر لیتے ہیں
لو رآھا بعض المرائین یوماً	اگر کوئی ریاکار دیکھ لیتا
لاشتراھا بعدھا للشھادۃ	تو اسے گواہی اور دکھاوے کے لئے خرید لیتا
ولقد طال ماشقیت ولکن	میں بہت دنوں بدبخت رہا
ادرکتنی علی یدیك السعادۃ	آپ کے ہاتھوں سعادت کو پہنچا

لھذا فضل بن ربیع نرم پڑ گیا اور اس کی رہائی کی کوشش کی تو اس نے یہ شعر کہے:

ما من ید فی الناس واحدۃ	اس ہاتھ کی مانند کون سا ہاتھ
کید ابو العباس مولاھا	جس کا والی ابوالعباس ہو
نام الثقاۃ علی مضاجعھم	لوگ تو اپنے بستروں پر سو گئے
وسری الی نفسی فاحیاھا	وہ رات کو میرے پاس آیا اور زندگی بخش گیا
قد کنت خفتك ثم امننی	میں تجھ سے ڈرتا تھا پھر تو نے مجھے بیخوف کر دیا
من ان اخافك خوفك اللہ	کہ میں تجھ سے ڈروں کیوں کہ تجھے خوفِ خدا ہے
فعفوت عنی عفو مقتدر	آپ نے مجھے قادر ہوتے ہوئے معاف کر دیا
وجبت لہ نقم فالغاھا	میں مستحق سزا تھا مگر آپ نے درگزر

اس نے محمد کو قید خانے سے یہ شعر لکھ کر بھیجے تھے : ؎

تذکّرُ امینَ اللہ والعھدُ یُذکرُ — اے امین اللہ یاد کر عہد یاد کیا جاتا ہے یاد کر

مقامی و انشادیك والناس حضّرٌ — میرے مقام کو اور میرے شعر پڑھنے کو لوگوں کے سامنے

ونثری علیك الدرَّ یادُرّ ھاشمٍ — اور میرے موتی نچھاور کرنے کو اے بنو ہاشم کے موتی

فیا من رأنی درّاً علی الدرّ ینثرُ — اے وہ شخص جس نے موتی موتی پر نچھاور ہوتے دیکھا

مضتْ لی شھورٌ مذ حِبستُ ثلاثہ — تین ماہ قید ہوئے ہو گئے ہیں

کأنّی قد اذنبتُ مالیس یُغفرُ — گویا میں نے ناقابلِ معافی گناہ کیا ہے۔

فان کنتُ لم اذنب ففیم تعنّتی — اگر میں نے کوئی گناہ نہیں کیا تو مجھے کیوں مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے

وان کنتُ ذا ذنبٍ فعفوك اکبرُ — اور اگر گناہ کیا ہے تو آپ کی معافی اس سے بڑی ہے

اس کے اس شعر کے معنی معلوم نہیں ؎

وجنّۃٍ لُقّبتِ المنتھیٰ — ایک جنت جس کا لقب منتھیٰ ہے۔

ثمّ اسمھا فی العجمِ خلّارٌ — فارس میں اس کا نام خلّار ہے۔

ابو محمد کہتا ہے میں نہیں جانتا کیا کہتا ہے نہ کوئی اور اس کی مراد کو پہچانتا ہے۔ اس بیت میں اس نے ایک نام کا تعمیہ کیا ہے۔ کہتا ہے : ؎

قولك علٌ من لعلٍ ومن — جیسے لعل سے عل اور

قولك یا حارثُ یا حارُ — حارث سے حار

فھو بحذفی ذا وترخیم ذا — اس طرح اس کو اور اس کو اڑا دو

اخُ الذی تلذعہ النارُ — تو اخ باقی بچے گا جس کو آگ نے جلا دیا ہے

مراد (راختہ) ہے۔ دیکھو جب اس کا اوّل حذف کر دیا جائے جیسے لعل سے عل اور جب آخر حذف کیا جائے تو اخ باقی رہا۔ پھر اس نے کہا : ؎

وجنّۃٍ لقّبت المنتھیٰ — اور ایک جنّت جس کا لقب منتھیٰ ہے

شراب کے بارے میں اس کا یہ شعر : ؎

لا کرمھا حمّا بیذالُ ولا — اس کا انگور کوئی بے وقعت نہیں

فتلتْ مرائرُھا علی عجمٍ — اور نہ وہ کمزور بٹی گئی ہے۔

اس کے معنی بھی مشکل ہیں میرے خیال میں نواس نے شراب کی سختی کو بیان کیا ہے۔ لہٰذا اسے ایک رسی سے تشبیہ دی جو خوب بٹی ہوئی ہو اور ریشوں وغیرہ سے پاک ہو تو ٹوٹنے کا خدشہ نہیں رہتا، اور اگر ریشے ہوں تو بٹائی ٹھیک طرح سے نہیں ہوتی اور جلدی ٹوٹ جاتی ہے۔ عجم گٹھلی کو کہتے ہیں، کتان کی جو لکڑیاں تاروں میں رہ جاتی ہیں ان سے تشبیہ دی ہے ہر سخت اور قوی چیز کیلئے اس کو بطور مثل لاتے ہیں انه لذو مرة الحاد وفتل نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے: لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي یعنی لذي قوة گویا قوی آدمی بٹا ہوا ہوتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے ولا فتلت مرائره على عجم یعنی ٹوٹی ہوئی لکڑیوں اور ریشوں سے پاک کرنے کے بعد بٹی گئی۔ ابونواس اور مسلم میں ایک دفعہ سخت گفتگو ہوئی تو مسلم بن ولید نے کہا تیرا کوئی شعر بھی گراوٹ سے خالی نہیں ہے۔ ابونواس نے کہا اچھا کوئی ایک شعر سنا، مسلم نے کہا تو ہی کوئی اپنا شعر پڑھ تو ابونواس نے یہ شعر پڑھا: ؎

ذَكَرَ الصبوحَ بسحرةٍ فارتاحا — وأملّهُ ديكُ الصباحِ صياحا

سحر نے صبوحی یاد دلائی تو وہ خوش ہو گیا — اور مرغ صبح نے اپنی آواز سے اُسے ملول کر دیا۔

مسلم نے کہا بس ٹھہر جا، بتا مرغ نے کیوں اُسے ملول کر دیا جبکہ وہ صبح کی بشارت دیتا ہے جس سے کہ وہ خوش ہوتا ہے ابونواس نے کہا اب تو سنا مسلم نے یہ شعر سنایا: ؎

عاصى الشبابَ فراحَ غيرَ مُفنّدٍ — وأقامَ بينَ عزيمةٍ وتجلّدِ

اس نے شباب کی نافرمانی کی تو وہ چلا گیا درانحالیکہ وہ صاحبِ عقل تھا اور عزم و صبر کے درمیان اقامت کی

ابونواس نے کہا تیرے کلام میں تناقض ہے تو کہتا ہے وہ چلا گیا، جانا تو ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف ہوتا ہے اور دوسرے مصرعہ میں کہتا ہے کہ اس نے اقامت کی تو تو نے اسے کوچ کرنے والا اور مقیم دونوں ٹھہرا دیا۔ آپس میں خوب بحث مباحثہ کرنے لگے۔ پھر چلے گئے۔ ابومحمد کہتا ہے دونوں شعر صحیح ہیں کوئی عیب نہیں ہے۔ بس بات یہ ہے کہ جو عیب کا متلاشی ہوتا ہے اسے عیب مل ہی جاتا ہے یا جو آدمی کسی کو زچ کرنا چاہتا ہے تو کر ہی لیتا ہے جبکہ اس کا ارادہ حق و انصاف کا نہ ہو۔ اس شعر میں کفر یا قریب کفر کے پہنچ گیا ہے: ؎

تُعلَّلُ بالمنى إذ أنتَ حيٌّ — وبعد الموت من لبنٍ وخمرِ

جب تک زندہ رہتا ہے آرزوؤں سے بہلایا جاتا ہے — اور موت کے بعد دودھ اور شراب سے

حياةٌ ثمّ موتٌ ثمّ بعثٌ — حديثُ خرافةٍ يا أمَّ عمرو

زندگی پھر موت پھر جی اٹھنا — اے ام عمرو! خرافات ہے

اور اس کا محمد امین کے بارے میں یہ شعر: ؎

تنازع الاحمدانِ الشّبہ فاشتبہا　　خُلقاً و خُلقاً کما قدّ الشراکانِ

دونوں احمد ایک دوسرے کے مشابہ ہیں　　سیرت و صورت میں جیسے دو تسمے

مثلان لافرق فی المعقولِ بینھما　　معنا ھما واحدٌ والعِدّۃ اثنانِ

دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے　　معنی ایک ہیں گو شمار کے اعتبار سے دو ہیں

اور ایک لڑکے کے بارے میں یہ شعر: ؎

نیتجُ انوارٍ سمائیّۃٍ　　حلیفُ تقدیسٍ و تطھیرِ

انوار سمائیہ کی پیداوار　　تقدیس و تطہیر کا حلیف

یکلّ عن ادراک تحدیدہٖ　　عیونُ اوھامِ الضمائیرِ

اس کو وہم بھی نہیں پا سکتا　　وہ عاجز ہے

فتّ مدی وصفی ولکنّ ذا　　تفدیک نفسی جھدَ مقدوری

میرا وصف عاجز ہے میری جان قربان　　یہ تو بقدر طاقت ہے

وکیف اخفی وصف من جلّ ان　　یحکیہٗ عندالوصف تدبیری

میں اس کی حکایت کیسے کرسکتا ہوں　　جو حکایت سے برتر ہے

الّا بما تُخبرُ آمشاجُہٗ　　مِن کامنٍ فیھنّ مستورِ

ہاں جو کچھ اس کے ظاہر سے　　باطن کا اندازہ ہوتا ہے

اور یہ شعر ایک لڑکے کے بارے میں: ؎

یا احمد المرتجٰی فی کلِ نائبۃٍ　　قم سیّدی نعص جبّار السمٰوٰت

اے احمد ہر مصیبت میں امید گاہ　　اٹھ جبّار سمٰوٰت کی نافرمانی کریں

ہارون الرشید نے اس سے کہا اے گندی عورت کے بیٹے تو موسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کے عصا کی مذاق اڑاتا ہے۔ کہ کہتا ہے: ؎

فان یاک باقی سحر فرعون فیکمٗ　　فان عصا موسیٰ بکفّ خصیب

اگر تم میں فرعون کا جادو باقی ہے　　تو موسیٰ کا عصا خصیب کے ہاتھوں میں ہے

ابراہیم بن عثمان بن نہیک نے کہا آج رات سے وہ میرے لشکر میں آنے پائے تو اس نے کہا آقا شود کو بھی مہلت دی گئی تھی تو وہ ہنس پڑا اور کہا اچھا تین رات کی مہلت دی تو محمد نے ابراہیم سے کہا قسم بخدا اگر تو نے اس کا بال بھی بیکا کیا تو میں تجھے مار ڈالونگا۔ اس نے ابراہیم کے پاس ہی قیام کیا۔ جب امین مر گیا تو محمد نے اسے نکالا ۱۹۹ھ میں ۵۲ سال کی عمر میں مرا۔ شراب کے بارے میں اس نے اتنے اچھے شعر لکھے ہیں کہ کوئی دوسرا نہیں لکھ سکا:

وخدينٍ لذّاتٍ معلّلٍ صاحبٍ ‌‌ ‌ ‌ ‌ يقتات منه فكاهةً ومزاحا

لذتوں کا یار دوستوں کا بہلاوا ‌ ‌ ‌ جس سے فکاہت کی خوشہ چینی کی جاتی ہے

قال ابغني المصباحَ قلتُ له اتّئِدْ ‌ ‌ ‌ حسبي وحسبكَ ضوؤها مصباحا

کہنے لگا چراغ دے میں نے کہا ٹھیر کر ‌ ‌ ‌ میرے تیرے لئے اس کی روشنی کافی ہے

فسكبتُ منها في الزجاجةِ شربةً ‌ ‌ ‌ كانت له حتّى الصباحِ صباحا

میں نے جام میں انڈیلی ‌ ‌ ‌ تو صبح تک اس نے صبح کا کام دیا

اور یہ قول اس کے بارے میں ہے:

لا ينزلُ الليلُ حيث حلّتْ ‌ ‌ ‌ فدهرُ شرّابها نهارُ

جہاں وہ ہوتی ہے رات نہیں آ پاتی ‌ ‌ ‌ پینے والوں کے لئے دن ہی رہتا ہے

حتّى لو استُودعتْ سرارًا ‌ ‌ ‌ لم يخفَ في ضوئها السرارُ

اگر چاند رہی اس میں ڈال دی جائے ‌ ‌ ‌ تو اس کی روشنی میں وہ بھی پوشیدہ نہ رہے

سرار چاند کے تیسویں رات میں غائب ہونے کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شراب میں کوئی باریک سے باریک چیز بھی ڈال دی جائے تو اس کی چمک کی وجہ سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اس شعر میں مبالغہ بہت زیادہ ہے بعض متقدمین کہا ہے:

طلوت لنا مثل السرار فبشّرت ‌ ‌ ‌ بأسحم ريّان العشيّة مسبل

اس نے ہم کو پھانس کی طرح چھپا لیا تو خوشخبری دی ایک کالے اور والا شام میں روشنی والے کی

یعنی سرار کی طرح پوشیدہ۔ اسی طرح اس کا یہ شعر:

وخمّارٍ حططتُ إليه ليلًا ‌ ‌ ‌ قلائصَ قد ونين عن السفارِ

رات کے وقت میں میکدہ کے گھر کے پاس میں نے سفر سے تھکی ہوئی اونٹنیوں کو ٹھیرایا

فجمجمَ والكرى في مقلتيه ‌ ‌ ‌ كمخمورٍ شكا ألمَ الخمارِ

وہ بڑبڑانے لگا نیند آنکھوں میں بھری تھی جیسے شرابی شراب کے نشے میں ہو

ابنْ لی کیف صرتَ الی حریمی ونجمُ اللیل مکتحلٌ بقارِ
بولا تو میرے گھر کی طرف کیسے راہ یاب ہوگیا جبکہ ستارے بھی اندھیارے رہے ہیں

فقلتُ له ترفّق بی فانّی رأیتُ الصبحَ من خللِ الدیارِ
میں نے کہا مہربانی کیجیے میں نے صبح کو گھروں کے درمیان سے دیکھ لیا تھا

فکان جوابُهٗ انْ قال صبحٌ ولا صبحٌ سوی ضوءِ العقارِ
وہ بولا صبح ! صبح تو سوائے شراب کی روشنی کے اور کیا ہوسکتی ہے

وقامَ الی العقارِ فسدّ فاہا فعادَ اللیلُ مصبوغَ الازارِ
وہ اُٹھا اور اُس نے شراب کو بند کردیا تو رات تاریک ہو گئی

شراب ہی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

کأنّ بواقیتًا رواکدُ حولہا وزرقُ سنانیرٍ تدیرُ عیونہا
گویا اُسکے ارد گرد یاقوت دھرے ہیں اور نیلی آنکھوں والی بلیاں آنکھیں چمکا رہی ہیں

اسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

شککتُ بُزالہا واللیلُ داجٍ فسال الیّ عمودُ الظلامِ
میں نے انڈیلی اور رات تھی تاریک تو وہ اندھیرے کے تالے کی طرح بہنے لگی

نیز کہتا ہے : ؎

فتعرّتْ بصرفِ عقارٍ نشأتْ فی حجرِ امِّ الزمانِ
فتأتّی لها المدیرُ بلینٍ هی انصافُ شطورِ الدنانِ
فافترتْ حمرةُ الطعمِ فیها نزوةَ البکرِ ولینَ العوانِ
او یحفّها صبوةُ القومِ منّی بمشی مثلَ نجومِ السنانِ
اوکعرقِ السّنامِ تنشقّ منه تتعدّی مثلَ انفراجِ البنانِ

سام سونے کی رگوں کو کہتے ہیں جب شراب چھنتی ہے اور چھلنے سے دھارے نکلتے ہیں ان دھاروں کو سونے کی رگوں سے تشبیہ دی ہے جبکہ وہ انگلیوں کی طرح پھوٹتی ہیں : ؎

اسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

وکأنّھا انعامُ خُلّۃِ عاشقٍ بالبذل بعد تعسّرٍ ومکاسِ

پھر کہتا ہے :

والرّاحُ طیّبۃٌ ولیس تمامھا الّا بطیب خلائقِ الجُلّاس

شراب پاک ہے مگر لطف ندیموں کے حسن اخلاق سے آتا ہے

فاذا نزعتَ عن الغوایۃ فلیکنْ للّٰہ ذاکَ النزعُ لا للناسِ

پھر جب تم گمراہی سے نکل جاؤ تو یہ نکلنا اللہ واسطے ہونا چاہیئے مخلوق کیلئے نہیں

اس میں ایک نحوی گرفت کی گئی ہے یعنی ذاک النزع پر اُسے النزوع کہنا چاہئے تھا۔ کہتے ہیں نزَعَ عن الامر نُزوعاً نزَعَ الشیئ عن مکانہٖ نزعاً ونازَ الی اصلہٖ نزاعاً شراب کے بارے میں یہ شعر پسند کئے گئے ہیں :

لا تشْنُھا بالّتی کرھتْ ھی تابیٰ دِعوۃَ النسبِ

اسے عیب لگا ایسی بات سے جسے وہ ناپسند کرتی ہے، کیونکہ وہ جھوٹے نسب کو پسند نہیں کرتی

مراد یہ ہے کہ شراب کا دو ہی کہ شراب کا نام اس پر اطلاق پا سکے اور مطبوخ یا نبیذ کہلائے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اس نے لا تسمھا کہا ہوگا کیونکہ یہ جمع و محل کے اعتبار سے زیادہ بھلا لگتا ہے اور اگر لا تشنھا ہے تو یہ مراد ہوگی کہ پانی کے ساتھ نہ ملاؤ کیونکہ اگر اس میں پانی ملا ہوا ہو تو اس پر شراب کا اطلاق درست نہیں بیٹھتا تو گویا کہ اُس نے جھوٹے نسب کا دعویٰ کیا۔ یہ اچھے معنی ہیں۔ حجاب کے بارے میں اور فضل کے عتاب کے بارے میں کہتا ہے :

ایّھا السائر المغذّ الی الفضلِ ترفّقْ فدون فضلٍ حجابُ

اے فضل کی طرف تیزی سے جانے والے ٹھہر فضل کے ورے تو پردے ہیں

ونعم ھبکَ قد وصلتَ الی الفضلِ فھل فی یدیک الّا السّرابُ

اور اگر تو فضل تک پہنچ بھی گیا تو سراب کے سوا کیا ملے گا

اُس کی خبیث ترین ہجو ہے فضل رقاشی کے بارے میں یہ شعر ہیں :

وجدنا الفضلَ اکرمَ من رقاشٍ لانّ الفضلَ مولاہ الرّسولُ

ہم نے فضل کو رقاش سے زیادہ شریف پایا کیونکہ فضل کا مولا رسولؐ ہے

فلو نضح القفا منہ بماءٍ بدا الیبنوتُ منہ والفسیلُ

اگر اس کی گدّی کو پانی سے خوب بھگو دیا جائے تو درخت خشخاش اور ٹہنیاں ظاہر ہونگی

اشارہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی طرف انا مولا لمن لا مولیٰ لہ یعنی میں اس کا دوست ہوں جس کا کوئی دوست نہیں۔ بوئیوء کے بارے میں کہتا ہے : ؎

کیفَ خطا النتنُ الی منخری — و دونہ راحٌ و ریحانٌ
بدبو میرے نتھنوں تک کیسے چلی آئی — حالانکہ یہاں تو شراب اور ریحان ہے

اظنّ کریاساً طما فوقنا — او ذکر الیوء بیوء انسانٌ
کیا کوئی بدرَو ہمارے اوپر بہ پڑی ہے — یا یوء یوء کا کسی نے نام لے دیا ہے

اسماعیل بن صبیح کے بارے میں کہتا ہے : ؎

الا قلْ لاسماعیلَ انّك شاربٌ — بکاسِ بنی ماھانَ ضربۃَ لازم
اتسمنُ اولادُ الطریدِ ورھطہٗ — باھزال آل اللہ من نسل ھاشم
و تخبر من لاقیتَ انّك صائمٌ — و تغدو بفرجٍ مفطرٍ غیر صائم
فان یسرِ اسماعیل فی فجراتہٖ — فلیس امیر المؤمنین بنائم

اُسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

بنیتَ بما خُنتَ الامامَ سقایۃً — فلا شربوا الاّ امرّ من الصّبر
تونے امام کی خیانت کرکے سقایہ بنوایا ہے — تو لوگ ایلوے سے بھی زیادہ تلخ پانی پیتے ہیں
فما کنتَ اِلّا مثلَ بائعۃِ استِہا — تعودُ علی المرضیٰ بہٖ طلبَ الاجرِ
تیری کہاوت ایسے ہے جیسے کوئی مرا کر — طلب اجر کے لئے مریضوں پر صرف کرے

اُسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

الستَ امینَ اللہ سیفُك نقمۃٌ — اذا ماق یوماً فی خلافۃ مائق
لے امین اللہ! کیا آپ کی تلوار — باغیوں کے لئے عذاب نہیں ہے
فکیف باسماعیلَ یسلمُ مثلہٗ — علیك ولم یسلم علیك منافق
تو اسماعیل کیسے سالم رہ گیا — آج تک تو کوئی منافق آپ سے بچا نہیں

جعفر بن یحییٰ کے بارے میں کہتا ہے : ؎

عجبتُ لھارونَ الامامِ و ما الّذی — یرجّی و یبغی منك یا خالقۃ السلق

تقاخلت وجوه قد اطيل كدّها　　　　قفا ملك يقضي الهموم على بثق

واعظم زهوًا من ذباب على خرا　　　　وابخل من كلب عقور على عرق

ترى جعفرًا يزداد لؤمًا ودقة　　　　اذا زاده الرحمان في سعة الرزق

کہتا ہے :-

يحب الشمال اذا اقبلت　　　　لان قيل مرّت ببلد الحبيب

وہ بادِ شمال سے محبت کرتا ہے　　　　اگر وہ دیارِ حبیب سے آتی ہے

واحسب ايضاً كذا خبرا　　　　اذا ما تلقته ريح الجنوب

ایسا ہی [illegible] وہ [illegible]　　　　جبکہ جنوبی ہوائیں چلتی ہیں

عناء قليل وحزن طويل　　　　تلقى الرياح بما في القلوب

فائدہ کم اور غم زیادہ ہے　　　　جبکہ ہوائیں دلی آرزوؤں سے ملتی ہیں

ابلیس کے بارے میں یہ مضمون کیسا اس نے باندھا ہے :-

دبّ له ابليس فاقتاده　　　　والشيخ تبّاع على لعنته

شیطان نے اسے بہکایا وہ اس کا اتباع کرتا ہے　　　　اور بڈھا اس کی لعنت پر چلتا رہتا ہے

عجبت من ابليس في تيهه　　　　وخبث ما اظهر من نخوته

مجھے ابلیس کے تکبر پر تعجب ہے　　　　اور اس کی نخوت پر حیرت ہے

تاه على آدم في سجدة　　　　وصار قوّادًا لذرّيّته

آدم کو سجدہ نہ کیا　　　　اور اپنی ذریّت کا لیڈر بن گیا

ان اشعار میں اپنی ظرافت سے بعض عجیب و غریب اور بعض نہایت چٹکلی باتیں لایا ہے ہارون الرشید نے کہا ہے اگر دنیا سے کہا جاتا کہ اپنی توصیف کر اور وہ اپنی توصیف کر سکتی تو ابونواس کے اس قول سے زیادہ اچھی تعبیر نہ کر سکتی :-

اذا امتحن الدنيا لبيب تكشفت　　　　له عن عدوٍّ في ثياب صديق[۱]

اگر کوئی دانا دنیا کو جانچے تو دیکھے گا　　　　کہ وہ دوست کے بھیس میں دشمن ہے

ابونواس کے بہترین اشعار سے محمد امین کے مرثیہ میں اس کے یہ شعر ہیں :-

---

۱ یہ مضمون ابن [illegible] عقیلی کے اس شعر سے لیا ہے: [illegible] تنبهوا الهوى ثم ارتدينا قلوبنا • باسهم اعداءٍ وهن صديق

طوی الموتُ ما بینی وبین محمدٍ — ولیس لما تطوی المنیۃُ ناشرُ
موت نے میرے اور محمد کے تعلقات کو لپیٹ لیا — اب انھیں کون کھول سکتا ہے

وکنتُ علیہ احذر الموت وحدہٗ — فلم یبقَ لی شیئٌ علیہ اُحاذرُ
مجھے اس کے بارے میں موت کا خطرہ تھا — اب کسی بات کا خطرہ نہیں رہا

لئن عمّرت دورٌ ممن لا تحبہٗ — لقد عمرتْ ممن تحبُّ المقابرُ
اگر تیرے دشمنوں سے گھر آباد ہیں — تو دوستوں سے مقبرے آباد ہیں

اُسی کا مرثیہ کہتے ہوئے لکھتا ہے : ؎

یا امین اللہ مَن للندیٰ — وعصمۃ الضعفیٰ وفک الاسیر
اے امین اللہ! تیرے بعد سخاوت، کمزوروں کی مدد، اور قیدیوں کی رہائی کون کریگا؟

خلفتنا بعدک نبکیُ علیٰ — دنیاک والدّینِ بدمعٍ غزیرِ
ہم تیرے دین و دنیا پر تیرے بعد — خوب خوب آنسو بہاتے ہیں

یا وحشتنا بعدک ماذا بنا — احلّ من بعدک صرف الدھورِ
تیرے بعد کس قدر وحشت — اور مصائب زمانہ ہم پر چھا گئے ہیں

لاخیرَ للاحیاءِ فی عیشھمُ — بعدک والزلفیٰ لاھل القبورِ
اب زندوں کے لئے زندگی میں برکت نہیں رہی جبکہ اہلِ قبور کو تیرا قرب حاصل ہو گیا ہے

اُسی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

اُسلّی یا محمدُ عنک نفسی — معاذَ اللہ والمِنَنِ الجسامِ
اے محمد دل کو تسلّی دیتا ہوں۔ پناہ بخدا یہ کیسے ہو سکتا ہے تیرے تو بڑے احسانات ہیں

فھلّا ماتَ قومٌ لم یموتوا — ودُوفعَ عنک لی کاسُ الحِمامِ
جو لوگ نہیں مرے وہ کیوں نہ مر گئے — اور موت کا جام اُدھر کیوں نہ پھر گیا

کأنَّ الدھر صادفَ منک ثأراً — اوِ استشفیٰ بموتک من سقامِ
گویا زمانے نے تجھ سے قصاص لیا ہے — یا تیری موت سے تشفی حاصل کی ہے

ایک عورت کے بارے میں اس کے یہ اشعار پسند کئے گئے ہیں : ؎

ومظهرۃٍ لخلق اللہ وُدّا — وتلقیٰ بالتحیّۃ والسّلامِ

ایک عورت جو مخلوق سے اظہار محبت کرتی ہے — اور حسنِ سلام کے ساتھ ملتی تھی

اتیتُ فؤادھا اشکوْ الیہ — فلمْ اخلص الیہ من الزحامِ

میں اُس کے دل سے شکایت کرنے لگا — تو اژدھام کی بنا پر رسائی نہ پا سکا

فیا مَن لیس یکفیھا خلیلٌ — ولا الفا خلیلٍ کلَّ عامٍ

افسوس تجھے ایک دوست کافی نہیں — نہ ہر سال ہزاروں دوست کافی ہیں

اراكِ بقیّۃً من قومِ موسیٰ — فھمْ لا یصبرون علیٰ طعامِ

میں تجھے قوم موسیٰ سے پاتا ہوں — جو ایک کھانے پر صبر نہیں کر سکتی تھی

عباس بن احنف نے اس سے یہ مضمون لیا ہے۔ کہتا ہے: ؎

یا فوزُ لم احذرکمْ لملالۃٍ — منّی ولا لمقالِ واشٍ حاسدٍ

اے فوز میں تم سے ملول ہونے کی بنا پر نہیں بھاگا — نہ کسی چغل خور حاسد کے کہنے سے

لکنّنی جرّبتُکمْ فوجدتُکمْ — لا تصبرون علی طعامٍ واحدٍ

بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ تم ایک — کھانے پر صبر نہیں کرتی ہو

اسی جیسے شعر ایک بدّو نے کہے ہیں: ؎

اِلمّا علیٰ دارٍ لواسعۃِ الحبلِ — سواءٌ علیھا صالحُ القومِ والرذلِ

ٹھہر جاؤ دوستو! ایک وسیع تعلقات والی کے گھر پر — جہاں شریف و رذیل برابر ہیں

ولو شھدتْ حجّاجُ مکۃَ کلُّھمْ — لراحوا و کلُّ القومِ منھا علیٰ وصلِ

اگر سارے حاجی بھی وہاں پہنچ جائیں — تو سب اس کے وصل سے بہرہ یاب ہوں

اُس کا یہ شعر پسند کیا گیا ہے: ؎

اِسمی لوجھكِ یا مُنیٰ صفۃٌ — فکفیٰ لوجھكِ مُخبرًا باسمی

میرا نام تیرے چہرے کے لئے وصف ہے — تو یہی بات میرا نام بتانے کیلئے کافی ہے

پھر کہتا ہے: ؎

لا تفجعیْ اُمّیْ بوا حدۃٍ — لن تخلفیْ مثلیْ علیٰ اُمّیْ

میری ماں کو اکلوتے سے دردمند کر — مجھ جیسا سپوت اُسے کہاں ملے گا

ابو محمدؒ کہتا ہے مجھے تو یہ اشعار اچھے نہیں لگتے اسی طرح اس کا یہ قول : ؎

انّ اسمَ حسنٍ لوجهها صفةٌ ولا اریٰ ذا لغیرها اجتمعا

حسن کا نام اس کے چہرے کا وصف ہے میں نہیں دیکھتا کہ یہ بات کسی اور کو حاصل ہے

فهيَ اذا سمّيتْ فقد وصفتْ فیجمع اللفظ معنیَین معا

جب اس کا نام لیا جاتا ہے تو گویا اسکی توصیف بھی کر دی گئی، لہٰذا یہ ایک ذو معنی لفظ ہے

ایک نام کے تعمیہ میں کہتا ہے : ؎

اذا ابتهلتُ سألتُ الله رحمتَهُ كنيتُ عنكِ وما يعدوكِ اضماري

جب اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر رحمت کا سوال کرتا ہوں، تو در اصل صرف تو ہی مراد ہوتی ہے

مراد یہ ہے کہ جب وہ اللہ سے رحمت کی درخواست کرتا ہے تو طالبِ رحمتِ خداوندی ہے۔ مگر در اصل وہ ایک انسان کے بارے میں سوال کرتا ہے، جس کا نام رحمت ہے۔ یہ شعر یا تو اُسی کا ہے یا کسی اور کا : ؎

يمنعني ان اكلّمَ الرّيما ميمين الغيثُ منهما ميما

میں مریم کہتے ہوئے ڈرتا ہوں لھٰذا ریم کہہ دیتا ہوں

اس شعر میں بہترین معنی باندھے ہیں : ؎

يا قمرًا للنّصف من شهرهِ ابدیٰ ضياءً لثمانٍ بقين

اے چودھویں کے چاند! آٹھویں کے چاند کی جھلک دکھائی

مراد یہ ہے کہ اس نے منہ پھیر لیا، لھٰذا اس نے آدھا چہرہ دیکھا۔ میں نے یہ شعر نمر بن تولب کے ذکر میں بیان کیا ہے کیونکہ اس کا شعر اسکے مشابہ ہے۔ وہ بہت سے اشعار میں لحن کرتا ہے، مگر اس قسم کا لحن متقدمین کے ہاں بھی پایا جاتا ہے یا کسی نحوی مذہب پر مبنی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ شعر : ؎

فليتَ ما انتَ واطٍ من الثّرىٰ لي رَمَسا

کاش! جو مٹی تو روند رہا ہے وہ میری ہی قبر ہوتی

اُس نے واطئ کے ہمزہ کو چھوڑ دیا ہے تو آپ جانتے ہیں کہ اکثر اہلِ عرب ایسا کرتے ہیں اور اہلِ قریش بھی چھوڑ دیتے ہیں یا اُس کو بدل دیتے ہیں، رہا رَمَسا کا نصب تو یہ بنا بر تمیز کے ہے۔ اہلِ بغداد اُسے تفسیر کہتے ہیں دیکھئے وہ اگر یوں کہتا: فليتَ ما انتَ واطٍ من الثّرىٰ لي۔ تو بات پوری ہو جاتی اور ليت کا جواب لي

بن جاتا، مگر پھر اُس نے بیان کیا کہ وہ کیا چیز ہے، تو کہا دمستا یعنی قبوا جیسے آپ کہیں لیث بك هذا لی پھر کہیں ازار، کیونکہ لیت کا جواب لی ہو گیا ہے اور ازار اُس کی تمیز بن گئی۔ اسی طرح اُس کا یہ شعر: ؎

وصیفُ کاسٍ مُحدثٌ ملكٌ　　تیهُ مُغَنٍّ و ظرفُ زندیقٍ

اُس نے محدث کو جزم دے دیا کیونکہ کئی حرکات پے درپے آگئی تھیں چنانچہ ایک اور شاعر کہتا ہے: ؎

"اذا اعوججنَ قلتَ صاحب قوم"

امرئ القیس کہتا ہے: ؎

فالیومَ اشربْ غیرَ مستحقبٍ　　اِثمًا من اللّٰه ولا واغلِ

آج میں نڈر ہو کر پیوں گا　　نہ خدا کا خوف ہے نہ طفیلی پن کا

اسی طرح اس کا یہ شعر شراب کے بارے میں ہے: ؎

شمولٌ تخطّتہ المنون فقد اتتْ　　سنُون لها فی دنّها و سنونَ

اُس پر کئی زمانے گذر گئے　　برسہا برس سے وہ مٹکے میں ہے

تراثُ اناسٍ عن اناسٍ تخرموا　　توارثها بعد البنین بنونَ

لوگ اُس کے وارث ہوتے چلے آئے　　اور بیٹوں کے بیٹے وارث ہوئے

نون جمع کو اُس نے مرفوع کر دیا ہے معتل میں ایسا کرنا جائز ہے۔ اس سے پہلے اس جیسا لفظ بھی آچکا ہے۔ گویا جب اُس سے ایک حرف حذف کر دیا گیا تو وہ ایک کلمہ ہو گیا۔ سنُون بروزن منُون زمانے کو کہتے ہیں، اسی طرح یہ شعر بطور استشہاد پڑھتے ہیں: ؎

تری المعافیَ یعذل المبتلیٰ　　ولا یلوم المبتلی المبتلیٰ

اچھا بُرے کو ملامت کرتا ہے　　بُرا بُرے کو ملامت نہیں کرتا

بط کے بارے میں یہ تشبیہ پسند کی گئی ہے: ؎

کأنّما یصعَرنَ من ملاعقٍ　　صرصرةَ الاقلام فی المهارقِ

چوزے کے بارے میں کہتا ہے: ؎

ومنسرًا اکلف فیہ شغًا　　کأنّہٗ عقد ثمانینا

اور سرخ چونچ جس کا اوپر کا حصہ بڑا ہے جیسے اسّی کی علامت ہوتی ہے

اور یہ شعر بھی اسی سے ہیں : ؎

البسةَ التكريز من حوكه   وشيئاً على الجوء جوءٍ موضونا

له حرابٌ فوق قفّازه   يجمعنَ تأنيفاً و تسنينا

كلُّ سنانٍ يمجّ عن متنه   تخالُ محنى عطفه نونا

اور یہ قول : ؎

في هامةٍ علياءَ تهدي منسرا   كعطفك الجيم بكفٍّ اعسرا

ایک بلند کھوپری سے چونچ لٹک رہی ہے   جیسے کھبڑا آدمی جیم لکھتا ہے

يقول مَن فيها بعقلٍ فكّرا   لو زادها عيناً الى فاءٍ ورا

جو اس میں غور کرتا ہے کہتا ہے   اگر عین کے بعد فاء اور راء زیادہ کردیں

فاتّصلت بالجيم كانَ جعفرا   اور جیم سے ملادیں تو جعفر بن جائے

اور نرگس کے بارے میں یہ شعر : ؎

لدى نرجسٍ غضّ القطافِ كانّه   اذا ما منحناه العيونَ عيونُ

ایک نرگس کے پاس جو آسانی سے توڑی جاسکتی ہے جب ہم اس کی طرف آنکھیں پھیرتے ہیں تو وہ آنکھیں بن جاتی ہیں

شباب کے بارے میں کہتا ہے : ؎

كان الشبابُ مظنّةَ الجهلِ   ومحسّنُ الضحكاتِ والهزلِ

شباب سبک سری کا مقام ہے   اور ہنسی مذاق کا مؤید ہے

لوگ اسے مطیۃ پڑھتے ہیں مگر میرے خیال میں تو یہ مظنہ ہے کیونکہ یہ شعر دراصل نابغہ کا ہے اس نے اسی سے لیا ہے، نابغہ کہتا ہے: "فانّ مظنةَ الجهلِ الشبابُ" شباب سبک سری کی دعوت دیتا ہے۔

كان الجميلَ اذا ارتديتُ به   ومشيتُ أخطرُ صيّتَ النعلِ

كان الفصيحَ اذا نطقتُ به   واصاختِ الآذانُ للمُملي

كان المشفّعَ في مآربه   عند الفتاةِ ومُدركَ النيلِ

والباعثيّ والناس قد هجعوا   حتّى اكونَ خليفةَ البعلِ

والآمريّ حتّى اذا عزمت   نفسي اعانَ يديّ بالفعلِ

فالآن صرتُ الی مقاربةٍ وحططتُ عن ظهر الصبا رحلی
والکأسُ اهواھا وان رزأتْ بلغَ المعاش وقللت فضلی
صفراءُ مجدھا مرازبُھا جلّتْ عن النظراءِ والمثلِ
ذخرتْ لآدمَ قبلَ خلقتہٖ فتقدمتہُ بحظوةِ القبلِ
فاذا علاھا الماءُ البسھا نمشاً کشبہ جلاجلِ الحجلِ
فأتاک شیءٌ لا تلامسہٗ الّا بحسن عزیزۃ العقلِ
فتروض منھا العین فی بشرٍ حرّ الصحیفۃ ناصحٍ سھلِ
حتّی اذا سکنت جوامحھا کتبت بمثل اکارعِ النملِ
خطّین من شتّی و مجتمعٍ غُفُلٍ من الاعجام والشکلِ
فاعذر اخاک فانہٗ رجلٌ مرنتْ مسامعہ علی العذلِ

اور یہ اشعار :

یا منّۃً یمتنّھا السکرُ ما ینقضی منّی لھا الشکرُ
اے منّت، سُکر جس کا ممنون ہے میں شکریہ ادا نہیں کر سکتا
أعطتک قیدَ مُناک من قبلُ من قبلُ کان مراھا وعرُ
اُس نے تیری آرزو کے مطابق بوسے دیئے اس سے پیشتر اُس کا ملنا مشکل تھا
فی مجلسٍ ضحک السرورُ بہٖ عن ناجذیہ وحلّتِ الخمرُ
ایسی مجلس میں جہاں سُرور رہتا ہے . اور شراب حلال ہو گئی ہے

لوگ اس بیت کے معنے پوچھا کرتے ہیں یہ مضمون اُس نے امرءُ القیس سے لیا ہے جبکہ بنو اسد نے اس کے باپ کو قتل کر دیا تھا، تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک باپ کا بدلہ نہ لے لونگا شراب نہ پیونگا چنانچہ جب وہ بدلہ لینے میں کامیاب ہوگیا، تو اس نے یہ شعر کہا :

حلّت لی الخمرُ وکنتُ امرأً عن شربھا فی شغلٍ شاغلِ
میرے لئے شراب حلال ہوگئی، ورنہ میں ایک بڑے کام کی وجہ سے اسے مُنہ نہ لگاتا تھا
ابونواس نے قسم کھائی تھی کہ شراب نہیں پیونگا جب تک کہ اپنے محبوب کو نہ پالونگا چنانچہ جب وہ کامیاب ہوگیا

شراب اُس کے لئے حلال ہوگئی تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

يُثْنِي اليك بها سوالفهُ — رشاءٌ صناعتهُ طرفه السحر

ظلّتْ حُميّا الكاسِ تبسطنا — حتّٰى تهتّكَ بيننا الستر

ولقد تجوبُ بِيَ الفلاةُ إذا — صامَ النهار وقالتِ العُفر

شَدَنيّةٌ رَعَتِ الحِمى فأتتْ — مِلْأَ الحبالِ كأنّها قصر

تثني على الحاذينِ ذا خصلٍ — تعامله الخطران والشذر

أمّا اذا رفعته شامذةً — فتقول رنّقَ فوقها نسر

امّا اذا ارخته مُسْدِلةً — فتقول أسْدَلَ خلفها ستر

وتسفّ أحيانًا فتحسبها — مترسّمًا يقتاده اثر

فاذا قصرتَ لها الزّمامَ سما — فوق المقادمِ ملطمٌ حُرّ

فكأنّها مُصْغٍ لتسمعهُ — بعض الحديث باذنه وقر

تثْني لانقاضٍ الحرّبها — جذب البرى فخدودها صعر

أسرى اليك بها بنوا ملٍ — عَتَبوا فاعتبهم بك الدهر

انت الخصيبُ وهذه مصر — فتدفقا فكلا كما بحر

لا تقعد ابي عن مدى أملي — شيئًا فما لكما به عذر

ويحفّ لي اذ صرتُ بينكما — ألّا يحلّ بسا حتي فقر

رشید کے بارے میں کہتا ہے : ؎

ملكٌ تصوَّرَ فی القلوب مثالهُ — فكأنّهُ لم يخلُ منه مكان

وہ ایسا بادشاہ ہے کہ دلوں میں اسکی تصویر ہے — تو گویا کوئی مکان اُس سے خالی نہیں

ما تنطوی عند القلوبُ بفجرةٍ — الّا يكلّمه بها اللحظان

اگر دل اس سے اپنے کھوٹ چھپاتے ہیں — تو نگاہیں اسے بتا دیتی ہیں

اُسی کے بارے میں یہ شعر بھی ہیں : ؎

يَحميك مما يستتر بنفسه — ضحكات وجه لا يريبك مشرق

حتّٰی اذا أمضٰی عزیمۃ رأیہ اَخذت بسمع عدوّہ والمنطق

اور یہ قول محمد بن فضل بن ربیع کے بارے میں : ؎

اَخذت بحبلٍ من حبال محمدٍ امنتُ بہ من نائب الحدثانِ
مَیں نے محمد کی رسّی پکڑ لی لہٰذا مصائباتِ دہر سے بے خوف ہو گیا

تغطّیتُ من دہری بظلّ جناحہ فعینی تریٰ دہری ولیس یرانی
میں نے زمانے سے اُسکے بازوؤں میں پناہ لی ہے تو میری آنکھ زمانے کو دیکھتی ہے اور وہ مجھے نہیں دیکھ سکتا

اور اس کا یہ قول : ؎

اَوحدہُ اللہ فما مثلہٗ لطالبٍ ذاک ولا ناشب
اللہ نے اسے یکتا ہی رکھا کیونکہ ڈھونڈھنے والوں کیلئے اس جیسا کوئی نہیں

ولیس للہ بمستنکرٍ اَن یجمع العالَم فی واحدٍ[1]
اللہ کے لئے یہ کچھ دشوار نہیں کہ عالم کو ایک ہستی میں جمع کر دے

انت امرؤٌ اولیتنی نعماً اوھتْ قویٰ شکری فقد ضعفا
تو نے مجھ پر بڑے احسانات کئے کہ مَیں شکریہ ادا نہیں کر سکتا

فالیک بعد الیوم تقدمۃ لاقتْک بالتصریحِ منکشفا
آج کے بعد آپ سے عرض ہے بالکل صاف صاف

لا تحدثنّ الیّ عارفۃً حتّٰی اقوم بشکرِ ما سلفا
کہ اب کوئی نیا احسان نہ کرنا، جبتک کہ میں پچھلے احسانات کا شکریہ ادا نہ کر چکوں

غالب کے بارے میں یہ قول : ؎

ما کان لو لم أھجہ غالبٌ قام لہٗ شعری مقام الشرفْ
غالب کی کیا حقیقت تھی اگر میں اسکی ہجو نہ کرتا، میری ہجو اس کے لئے باعثِ شرف بن گئی

یقول قد اَسرفتَ فی شتمنا وانّما طار بذلک السرفْ
کہتا ہے آپنے ہمیں بہت زیادہ گالیاں دی ہیں، مگر اس زیادتی سے تو مشہور ہو گیا

---

[1] یہ شعر بہت مشہور ہے۔

غالبُ لا تسع لبنی العلیٰ بلغت مجداً بهجائی فقفْ

غالب تو بلند مراتب کیلئے کوشش کر، میری ہجو کی وجہ سے تو بزرگی کو پہنچ گیا اب بس کر

وکانَ مجهولاً ولکنّنی نوّهتُ بالمجهول حتّیٰ عُرفْ

وہ مجہول تھا مگر میں نے اسے معروف کر دیا

رقاشیوں کی ہجو میں تو وہ حد سے گذر گیا ہے :

رأیتُ قدورَ الناسِ سُوداً من الصّلیٰ وقِدرُ الرّقاشیین بیضاءُ کالبدرِ

یبینّها للمعتفی بفنائهم ثلاثٌ کخطّ الثاء من نقطِ الحبرِ

ولو جئتَها ملأیٰ عبیطاً مجزّلاً لاخرجت ما فیها علی طرفِ الظفرِ

اذا ما تنادوا للرّحیل سعیٰ بها اما مهم الحولیّ من ولد الذرّ

عبّاس بن احنف :

وہ بنو حنیفہ سے ہے ابو الفضل کنیت ہے۔ بغداد میں تربیت پائی ایک عورت سے خطاب کرتے ہوئے یہ شعر کہتا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بنو حنیفہ سے ہے :

فان تقتلونی لا تفوتوا بمهجتی مصالیتُ قومی من حنیفةَ او عجلُ

اگر مجھے قتل کر دو گے تو میرا بدلہ بنو حنیفہ یا بنو عجل کے بہادر تم سے لینگے

اس نے غلطی کی ہے کہ ایک عورت کو اپنے قصاص کے بارے میں ڈرایا ہے جبکہ وہ راہِ عشق میں قتل ہوا ہے شعراء کی عادت یہ ہے کہ مقتول کے خون کو رائیگاں قرار دیتے ہیں، اس بارے میں مسلم کہتا ہے :

بنو حنیفةَ لا یرضی الدعیّ بهم فاترکْ حنیفةَ واطلبْ غیرهم نسبا

بنو حنیفہ سے ایک غلط نسب والا خوش نہیں ہو سکتا بنو حنیفہ کو چھوڑ دے کسی اور کو اپنا رشتہ دار بنا

اِذهبْ الی عربٍ ترضی بنسبتهم انی اریٰ لک وجهاً یشبه العربا

کسی اور عربی کو اپنا قرابت دار ٹھیرا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تیرا چہرہ عربیوں جیسا ہے

عبّاس غزل اچھی کہتا ہے وہ متقدمین میں عمر بن ابی ربیعہ کے مشابہ ہے، وہ نہ کسی کی مدح کرتا تھا، نہ ہجو۔

اس کے عمدہ اشعار سے یہ ہیں : ؎

أشكو الذين أذاقوني مودّتهم　　حتّٰى إذا أيقظوني بالهوىٰ رقدوا

مجھے اُن لوگوں سے شکوہ ہے جنھوں نے مجھے محبت کا مزا چکھایا اور خود سو گئے

اور یہ قول : ؎

لو كنتِ عاتبةً لسكّن روعتي　　أملي رضاكِ فزرتُ غير مراقبِ

اگر تو ناراض ہوتی تو میرا دل مطمئن رہتا　　تیری رضا کی امید پر اور بن بلائے آ جاتا

لكن مللتِ فلم تكن لي حيلةٌ　　صدُّ الملولِ خلافُ صدِّ العاتبِ

مگر تو ملول ہو گئی ہے اب میرے لئے کیا حیلہ ہے ملول کا اعراض اور ہوتا ہے ناراض کا اور

ما ضرّ من قطع الرجاءِ ببخلِهِ　　لو كان علّلني بوعدٍ كاذبِ

جو بخل کے سبب امید کا پانی پھیر دے وہ اتنا نقصان نہ پہنچاتا، کاش مجھے جھوٹے وعدے سے ہی بہلایا جاتا

ایک دوسرے شاعر کا قول اس کے مشابہ ہے : ؎

[illegible] تودّي　　حياتي من مقالك بالغرور

مجھے مار ڈال ، کیا تو میری　　زندگانی کو اپنے کلام سے لوٹا سکتی ہے

أرى حبّيك ينمي كلّ يومٍ　　وجورك في الهوىٰ عدلاً فجوري

تیری محبت ہر دن بڑھتی جاتی ہے　　اور تیرا ظلم عدل معلوم ہوتا ہے تو ظلم کئے جا

عبّاس کے بہترین اشعار یہ ہیں : ؎

أُحرم منكم بما أقولُ وقد　　نال به العاشقون من عشقوا

میں جو کچھ کہتا ہوں اسکی بنا پر آپ سے محروم ہوں　　اور اُن باتوں سے عاشقوں نے معشوقوں کو پالیا

صرتُ كأنّي ذبالةٌ نُصبت　　تضيء للناس وهي تحترق

میں اس بتی کی مانند ہوں جو دوسروں کو روشنی دکھاتی ہو، مگر خود جلتی رہتی ہو

اور یہ قول : ؎

يبكي غير آنسةٍ بالبكاء　　ترى الدمع في مقلتيها غريبا

وہ رونے کی عادی نہ تھی　　اس کی آنکھوں میں آنسو عجیب معلوم ہوتے تھے

واسعدها نسوۃٌ بالبکاء   جعلن مفیض الدموع الجیوبا
اُس کی سہیلیاں بھی رونے میں شریک ہوگئیں   اور اُنھوں نے گریبان تر کر لئے

اسی قصیدے میں کہتا ہے : ؎

ایا من تعلّقتہٗ ناشئاً   فشبّت ولم یأنِ لی ان اشیبا
اے وہ ذات جس پر بچپن سے عاشق ہوا   وہ جوان ہوگئی اور میں بھی ابھی بوڑھا نہیں ہوا
ویا من دعانی الی حبّہ   فلبّیتُ لمّا دعانی مجیبا
اور اے وہ ہستی جس نے مجھے اپنی محبت کی دعوت دی تو میں نے اس کی پکار پر لبیک کہا
وکم باسطینَ الی وصلنا   اکفّھُمُ لم ینالوا نصیبا
کتنے ہمارا وصل چاہتے تھے   مگر اُنھیں کچھ نہ ملا
لعمری لقد کذب الزاعمو   ن انّ القلوبَ تعادی القلوبا
بخدا کہنے والے غلط کہتے ہیں   کہ دل دل کا ساتھ دیتے ہیں
ولو کان ذاك کما یذکرو   ن ما کان یشکو محبٌّ حبیبا
اگر ایسا ہوتا جیسا کہ کہتے ہیں   تو کوئی عاشق محبوب کی شکایت کرتا

اسی میں ہے : ؎

وانیت اذا ما وطئتِ التّرا   ب صار ترابك للناس طیبا
اور جس مٹی پر تیرے قدم پڑ جاتے ہیں   وہ لوگوں کے لئے خوشبو بن جاتی ہے

اور یہ اشعار : ؎

ایا من سروری بہ شقوۃٌ   ومن صفو عیشی بہ [illegible]
اے شخص جس کیلئے میری شادمانی باعث شقاوت ہے اور میری خوشگواری باعث کدورت ہے
تجنّیتَ تطلبُ لمّا مللتَ   علیَّ الذنوبَ ولا تقدرُ
تو ناراض ہوکر میری خطاؤں کا متلاشی بن گیا، مگر تو اس پر قادر نہ ہوگا
فلو لم یکن بی بقیا علیك   نظرتُ لنفسی کما تنظرُ
اگر میں تجھ پر مہربان نہ ہوتا   تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا تو نے کیا

وماذا یضرك من شهرتی اذا كان امرك لا یظهر
میری شہرت سے تجھے کیا نقصان پہنچتا ہے۔ جبکہ تیرے بھید محفوظ رہیں
أمنّی تخاف انتشار الحدیث وحظّی فی صونه او فر
کیا مجھ سے افشائے راز کا خطرہ ہے حالانکہ میں بڑا راز دار ہوں

اسی قصیدے میں کہتا ہے: ؎

هبونی أغضّ اذا ما بدت وأملك طرفی فلا أنظر
مان لو کہ میں چشم پوشی کر جاؤں اور نظریں پھیر بھی لوں
فكیف استتاری اذا ما الدموع نطقن فبحن بما أضمر
مگر اس کا کیا علاج کہ میرے آنسو بہہ کر میرے ضمیر کا پتہ دے دیں

عورت کی رفتار کے بارے میں اس کی یہ تشبیہ بہترین ہے: ؎

كأنّها حین تمشی فی وصائفها تخطو علی البیض او خضر القواریر
جب وہ سہیلیوں کے ساتھ چلتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انڈوں یا شیشوں پر چل رہی ہے

اور یہ شعر: ؎

قلبی الی ما ضرّنی داعی یكثر اسقامی واوجاعی
دل ضرر کی طرف دعوت دیتا ہے جس کی وجہ سے میری بیماریاں اور بڑھ جاتی ہیں
كیف احتراسی من عدوّی اذا كان عدوّی بین أضلاعی
میں اپنے دشمن سے کس طرح بچ سکتا ہوں جبکہ وہ پسلیوں کے درمیان ہو

مراد دل ہے۔ اس قول میں تو وہ حد سے گزر گیا ہے: ؎

ومحجوبة بالستر عن كلّ ناظر ولو برزت باللیل ما ضلّ من یسری
وہ ہر نگاہ سے حجاب میں ہے اگر رات کو نکلے تو کوئی بھی گمراہ نہ ہو

یہ مضمون اس سے لیا گیا ہے: ؎

وجوه لو ان المعتفین اعتشوا بها صدعن الدجی حتّی تری اللیل ینجلی
ایسے چہرے ہیں اگر رات میں چلنے والے ان کے ساتھ چلیں تو تاریکیاں چھوٹ جائیں اور رات روشن ہو جائے

لہ کتاب الکامل لمبرد میں یہ اشعار تھوڑے سے تغیر کے ساتھ آئے ہیں۔

اور ایک شاعر کہتا ہے : ؎

أضاءت لهم أحسابهم و وجوههم　　دجى الليل حتى نظّم الجزع ثاقبه
اُن کے حسب و نسب اور چہروں نے　　رات کی تاریکیوں کو روشن کر دیا ہے حتیٰ کہ موتی پرو لو

پھر عباس کہتا ہے : ؎

لخالٌ بذاك الوجه أحسن عندنا　　من النكتة السوداء في وضح البدر
اس کے چہرے کا تل　　چاند کے سیاہ دھبّے سے بھلا لگتا ہے

کہتا ہے : ؎

ردّ الجبال الرواسي من مواضعها　　أخفّ من ردّ نفسٍ حين تنصرف
پہاڑوں کا ہلا دینا آسان ہے　　نفس کے واپس کرنے سے جبکہ وہ لوٹتا ہے

همّوا بهجري و كانت في نفوسهم　　بقيّة من هوى باقٍ فقد وقفوا
انھوں نے میرے فراق کا ارادہ کیا مگر ان کے دلوں میں میری محبت باقی رہ گئی تھی اس نے روک دیا

رشید نے ایک لونڈی کو چھوڑ دیا تھا جس پر وہ عاشق تھا اُسے یہ توقع تھی کہ وہ خود راضی کرنے کی ابتداء کرے گی مگر اس نے ایسا نہیں کیا حتیٰ کہ رشید کو اس بات کا قلق ہوا ! ور وہ اس بارے میں رقیق القلب ہو گیا۔ عباس کو اس معاملہ کی اطلاع ملی تو اس نے یہ شعر کہے : ؎

صدّت مغاضبة وصدّ مغاضبا　　وكلاهما ممّا يعالج متعب
دونوں نے غصّہ سے ایک دوسرے سے منہ موڑا　　اور دونوں اس وجہ سے تکلیف میں ہیں

انّ التجنّب إن تطاول منكما　　دبّ السلوّ له فعزّ المطلب
اگر بچنا طول کھینچ گیا، تو صبر آ جائے گا اور پھر بات دشوار ہو جائیگی

اور یہ دونوں شعر بھیجے اور یہ دو شعر بھی اُسے بھیجے : ؎

لا بدّ للعاشق من وقفة　　تكون بين الوصل والصرم
عاشق کے لئے ایک وقفہ　　ہجر و وصل کے درمیان ضروری ہے

حتّى إذا الهجر تمادى به　　راجع من يهوى على رغم
جب فراق حد سے گذر جاتا ہے　　تو وہ پھر علی الرغم حبیب کی طرف رجوع کرتا ہے

رشید نے اس کی رسائی کی داد دی اور کہا بخدا میں علی الرغم اس کی طرف رجوع کرونگا۔ ور ایسا ہی کیا اور عباس کے بیٹے گراں بہا انعام کا حکم دیا اور اس باندی نے بھی اسی قدر انعام دیا۔

صریع الغوانی :-

وہ مسلم بن ولید انصاری[1] ہے تعریف خوب کرتا تھا، اس کے اکثر مدحیہ قصائد یزید بن مزید، داؤد بن یزید المھلبی، برامکہ اور ان کے کاتب محمد بن منصور بن زیاد کے بارے میں ہیں۔

مامون کی خلافت میں وہ جرجان کی ڈاک پر تھا مرتے دم تک وہیں رہا پیچھے اولاد چھوڑی اس کا لقب صریع الغوانی اس کے اس شعر کی بنا پر پڑا جو ایک قصیدہ میں ہے : ؎

هل العيش الّا ان تروح مع الصبا وتغدو صريع الكأس والاعين النجل

زندگی اسی کا نام ہے کہ الڑھپن کی باتیں کرو اور جام اور بڑی بڑی آنکھوں کے قتیل بن جاؤ

وہ پہلا شخص ہے جس نے معانی کو لطیف اور کلام کو رقیق بنایا، طائی اور ابو نواس اسی کی روشنی پر ہیں۔

مسلم نے اپنے ایک شعر میں بتایا ہے کہ اس کا گھر انصار میں ہے۔ کہتا ہے : ؎

تقسمني في مالك آلُ مالكٍ وفي اسلم الاشرين آلُ رزين

الوداع کے بارے میں اس کے یہ شعر پسند کئے گئے ہیں : ؎

انّي واسماعيل يوم وداعه	میں اور اسماعیل الوداع کے دن اس نیام کی
لكالغمد يوم الروع فارقه النّصل	مانند تھے جس کی تلوار جنگ کے دن باہر نکل آتی ہے
فان اغش قوماً بعدهٗ او ازورهم	اگر میں اسکے بعد کسی کے پاس آ جاؤں تو یہ ایسا ہی
فكالوحش يدنيها من الانس المحل	جیسے قحط کے زمانے میں وحشی جانور انسانوں کے پاس آتے جاتے

موسی بن خازم کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے : ؎

يا ضيف موسى اخي خزيمة صم	او فنزود ان كنت لم تصم
اے موسیٰ کے مہمان روزہ رکھ لے	ورنہ کم از کم کھانا کھانے سے بچ

---

[1] دراصل وہ انصار کا آزاد کردہ غلام تھا

اطرق لما أتیتُ ممتدحًا　　فلم یقل لا فضلًا علی نعم

جب میں نے اُس کی مدح کی　　تو ہاں تو کیا نہیں بھی نہیں کہہ سکا

فخفتُ انْ مات ان افادَ بہٖ　　فقمت اُبغی النجاءَ من امم

میں ڈرا کہیں مرگیا تو میں نہ پکڑا جاؤں　　تو وہاں سے تیزی سے بھاگا

لو انّ کنز البلاد فی یدہٖ　　لم یدع الاعتذار بالعدم

اگر دُنیا کے خزانے اس کے پاس ہوں　　تب بھی وہ نہوت کا عذر کرے گا

اور یہ قول : ؎

لن یبطئ الامرُ ما امّلت اوْ بتہٗ　　اذا اعانك فیہ رفقُ متّئدٍ

اگر تحمّل سے کام لو تو معاملات میں　　کچھ دیر نہیں ہوتی

والدّھر آخذُ ما أعطی، مکدّرُ　　ما صفّی، ومفسد ما اھوی لہ بیدٍ

زمانہ جو کچھ دیتا ہے لے لیتا ہے اور خوش عیشی کو مکدر کر دیتا ہے اور فاسد کر دیتا ہے

فلا تغرّنك من دھرٍ عطیّتہٗ　　فلیس یترك ما اعطیٰ علی احدٍ

زمانے کے عطیّات پر دھوکا نہ کھاؤ　　وہ کسی کے پاس کچھ نہیں چھوڑتا

اُس کا نادر شعر جسے حاتم طائی وغیرہ نے اپنے حسب حال پڑھا یہ ہے : ؎

اذا ما نکحنا الحرب بالبیض القنا　　جب ہم جنگ کی شادی تلواروں اور نیزوں سے کرتے ہیں

جعلنا المنایا عند ذاك طلاقھا　　تو موتوں کو اس کی طلاق ٹھیراتے ہیں -

شراب کے بارے میں اس کا یہ شعر پسند کیا گیا ہے : ؎

شججتُھا بلعاب المزن فاعتزلت　　نسجین من بین محلولٍ ومعقودٍ

اھلاً بوافدۃٍ للشیب واحدۃٍ　　وان ترات بشخصٍ غیر مودودٍ

لا جمع الحلم والصھباء قد سکنت　　نفسی الی الماء عن ماء العناقید

یزید بن مزید کی مدح میں اس کے یہ اشعار بہترین ہیں : ؎

موفٍ علی مُھجٍ فی یوم ذی رھجٍ　　کأنّہٗ اجلٌ یسعیٰ الی املٍ

وہ لڑائی کے دن قوت تک اس طرح پہنچ جاتا ہے، جیسے موت اپنی امید گاہ کی طرف دوڑتی ہے

ینالُ بالرفق ما یعیا الرجال به　　کالموت مستعجلاً یأتی علی مَهَل
جس چیز سے لوگ عاجز آجاتے ہیں وہ اُسے آسانی سے حاصل کر لیتا ہے جیسے موت جلدی آہستہ آہستہ آجاتی ہے

لا یرحل الناس الّا نحو حجرته　　کالبیت یضحی الیه ملتقی السبل
لوگ اس کے گھر کی طرف جاتے ہیں　　جیسے خانۂ کعبہ کی طرف راستے جاتے ہیں

یقری المنیّةَ ارواحَ الکماةِ کما　　یقری الضیوفَ شحومَ الکوم والبزل
موت کو بہادروں کی روحیں کھلاتا ہے　　جیسے مہمانوں کو کوہانوں کی چربی کھلاتا ہے

یکسو السّیوف رؤس النا کثینَ به　　ویجعل الهام تیجان القنا الذبل
تلواروں کو غدّاروں کے سر پہنا دیتا ہے　　اور کھوپڑیوں کو نیزوں کیلئے تاج بنا دیتا ہے

قد عوّدَ الطیرَ عاداتٍ وثقن به　　فهنّ یتبعنهٗ فی کلّ مرتحل
مردار خور پرندے اس کے ساتھ رہتے ہیں　　وہ جہاں بھی جاتا ہے

تراه فی الامنِ فی درعٍ مضاعفةٍ　　لا یأمن الدهر ان یوتی علی عجل
امن کے زمانہ میں بھی لمبی زرہ پہنے رہتا ہے　　کہ زمانہ کا کیا بھروسہ کہیں کسی وقت پکڑا نہ جائے

للّٰه من هاشمٍ فی ارضه جبلٌ　　وانت وابنك رکنا ذالك الجبل
ہاشم کی سرزمین میں ایک پہاڑ ہے (مراد خلیفہ)　　اور تو اور تیرا بیٹا اُس کے ستون ہیں

صدّقت ظنّی وصدّقت الظنون به　　وحطّ جودك عقدَ الرحل من جملی
میرے اور دُوسروں کے خیالات تیرے بارے میں سچے نکلے　　اور تیری بخشش نے میرے اونٹ کا کجاوہ کھلوا دیا

عورتوں کی توصیف میں کہتا ہے : ؎

خفینَ علی عقد الظنونِ وغضّت لبــرین فلم ینطق باسرارها جل
ولها تلا قینا فضی اللیل نحبهٗ　　بوجهٍ لوجه الشمس من مائه مثل
وخالٍ کخال البدر فی وجه مثله　　لقینا المنی فیه فحاجزنا البذل
وماءٍ کعین الشمس لا یقبل القذی　　اذا درجت فیه الصبا خلته یعلو
من الضحك العرّ اللواتی اذا التقت　　یحدّث عن اسرارها السبل الهطل
ضمنا عنا به حدّ الشمول وقد طغت　　فالبسها حلماً وفی حلمها جهل

اسی قصیدے میں فضل بن یحییٰ کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

تساقط یمناہ ندیً وشمالہٗ ردیً وعیونُ القول منطقہ الفصل

اس کا داہنا ہاتھ برساتا ہے سخاوت اور بایاں ہلاکت اور اس کی گفتار قول فصل ہے

عجولٌ الی ان یُودع الحمدَ مالہٗ بعدّ الندیٰ غنماً اذا اغتنم البخل

وہ جلدی سے مال کے ذریعہ مدح خریدتا ہے سخاوت کو غنیمت جانتا ہے جبکہ لوگ بخل کو غنیمت جانیں

لہ ھضبۃٌ تأویْ الیٰ ظلِّ برمکٍ منوطٌ بھا الآمالُ اطنابھا السُّبلُ

اس کا ٹیلہ برمکی سائے میں ہے جو امیدگاہ انام ہے لوگ مختلف راہوں سے ادھر آتے ہیں

حبی لا یطیر الجھل فی عذباتھا اذا ھی حلّت لم یفت حلّھا ذحل

وہ متحمل مزاج ہیں سبک سری نہیں کرتے اگرچہ کہیں قصاص طلب کرنے ہی کیوں نہ جائیں

بکفّ ابی العباس یُستمطر الغنیٰ ویستنزل النعمیٰ ویسترعف النصل

ابو العباس سے تونگری کی بارش طلب کی جاتی ہے اور نعمتیں مانگی جاتی ہیں اور تلواروں کو نکسیر چلتی ہے

متیٰ شئتَ رقّیتَ السُّتور عن الغنیٰ اذا انت زرتَ الفضل واذِنَ الفضل

جب تم چاہو تونگری سے پردے اٹھا دو۔ جبکہ تم فضل سے ملو یا وہ اجازت باریابی دے دے

شراب کے بارے میں کہتا ہے: ؎

وما نحۃٍ شرّابھا الملکَ قھوۃٍ یھودیّۃِ الاَصھارِ مسلمۃِ البعلِ

اور بخشنے والی پینے والوں کو بادشاہت میکے والے یہودی اور شوہر مسلمان

اصہار سے مراد اسکے بیچنے والے اور لینے دینے والے ہیں اور وہ یہودی ہوتے ہیں۔ بعل سے مراد پینے والا ہے

کیونکہ اس نے اسے خریدا ہے اور پیام دیا ہے، مراد اپنی ذات ہے۔ کہتا ہے: ؎

وبنتُ مجوسیٍّ ابوھا حلیلھا اذا نسبتْ لم تعد نسبتھا النھرا

کہتا ہے: ؎

واحببتُ مِن حبّھا الباخلـــــین حتّیٰ ومقتُ ابن سلم سعیدا

میں اس کی محبت کی وجہ سے بخل کرنیوالوں سے محبت کرتا ہوں حتی کہ میں نے سعید کو دیکھا

اذا سیلَ عرفًا کسا وجھہٗ ثیاباً من اللّوم صفراً وسوداً

جب دیتا ہے تو اس کا چہرہ زرد اور سیاہ پڑ جاتا ہے

کشتی کے بارے میں کہتا ہے : ؎

کشفت اھاویل الدجیٰ عن مھولۃٍ — میں نے تاریکی کی ہولناکیاں ایک ایسی چلنے والی کے ذریعہ
بجاریۃٍ محمولۃٍ حامل بکرٍ — دُور کر دیں جو حاملہ تھی اور کنواری تھی۔
اذا اقبلت راعت بقلۃ قرھبٍ — سامنے سے نرگاؤ کے ٹھاٹ کی مانند لگتی ہے
وان ادبرت راقت بقادمتی نسر — اور پیچھے سے گدھ کے سے پروں کی مانند
اطلت بمجدافین یعتورانھا — دو پتواریں اس میں لگی ہیں۔
وقوّمھا کبح اللجام من الدبر — اور پیچھے سے لگام کی گرفت سے سیدھی چلتی ہے
کأنّ الصبا تحکی بھا حین واجہت — جب بادِ صبا اسکے سامنے آجاتی ہے تو ایسے لگتی ہے
نسیم الصبا مشی العروس الی الخدر — جیسے دلہن پردہ کی طرف جاتی ہے
رکبنا الیک البحر فی اخریاتھا — ہم اس کے ذریعہ سمندر پر سوار ہوئے
فاوفت بنا من بعد بحر الی بحر — تو اس نے ہمیں ایک سمندر سے دُوسرے سمندر کی طرف پہنچا دیا

شراب کے بارے میں کہتا ہے : ؎

سُلّت فسلّت ثم سلّ سلیلُھا — فاتیٰ سلیلُ سلیلِھا مسلولا
وہ پرانے پن سے پتلی کی گئی پھر پتلی کی گئی — حتیٰ کہ خوب پتلی ہو گئی
لطف المزاجُ لھا فزیّن کأسَھا — بقلادۃٍ جعلت لھا اکلیلا
پانی کے ملنے سے جام پر موتیوں کا سا ہار بن گیا — جیسے سر پہ تاج ہوتا ہے
قتلت وعاجلھا المدیرُ ولم تفظ — فاذا بہٖ قد صیّرتہ قتیلا
وہ قتل کر دی گئی ساقی نے جلدی سے پینی چاہی تو وہ نہیں مری مگر اس کو مار ڈالا

کہتا ہے : ؎

ابریقُنا سلب الغزالۃ جیدھا — ہماری صراحی کی گردن ہرنی کی گردن جیسی ہے
وحکی المدیرُ بمقلتیہ غزالا — اور ساقی کی آنکھیں ہرنی کی سی ہیں۔
یسقیک بالالحظات کأس صبابۃٍ — آنکھوں سے وہ عشق کی شراب پلاتا ہے۔
ویعیدھا من کفّہٖ جریالا — اور ہاتھوں سے شراب۔

کہتا ہے : ۔

اذا شئتما ان تسقیانی مدامةً	اے دوستو اگر تم دونوں مجھے شراب پلانا چاہتے ہو
فلا تقتلاها، کلُّ قتلٍ محرَّمٌ	تو اسے بالکل قتل نہ کر دینا کیونکہ ہر قتل حرام ہے
خلطنا دمًا من کرمةٍ بدمائنا	ہم نے انگور کے خون کو اپنے خون کے ساتھ ملا دیا
فاظهر فی الالوان منّا الدم الدمُ	تو سرخ سرخ میں سرخ سُرخ خون مل گیا

کہتا ہے : ۔

ان کنتِ تسقین غیر الراح فاسقینی	اگر شراب کے علاوہ کچھ پلانا چاہتی ہے تو پلا
کأسًا الذّ بها من فیكِ تشفینی	ایک جام اپنے مُنہ سے جو شراب سے زیادہ لذیذ اور شافی ہے
عیناك راحی، وریحانی حدیثك لی	تیری آنکھیں شراب ہیں تیری باتیں ریحان ہیں
ولونُ خدّیكِ لونُ الورد یکفینی	تیرے رخساروں کا رنگ گلاب کے مانند ہے جو مجھے کافی ہے

کہتا ہے : ۔

اذا التقینا منعنا النوم اعیننا	جب ہم ملتے ہیں تو سوتے نہیں ۔
ولا نلائم نومًا حین نفترقُ	اور فراق میں بھی نیند نہیں آتی
أقرُّ بالذنب منّی لست اعرفهٔ	میں اقرار کرتا ہوں اس گناہ کا جسے نہیں پہچانتا
کیما اقول کما قالت فنتّفقُ	تاکہ جو وہ کہتی ہے وہی میں کہوں
حبست دمعی علی ذنبٍ تجدّدهٔ	میں آنسوؤں کو اپنے گناہ کے لئے روک کیا ہے
فکل یومٍ دموع العین تستبقُ	جو وہ نیا کرتی رہتی ہے لہذا تمام آنسو بہتے رہتے ہیں

کہتا ہے : ۔

أعاود ما قدمتهٔ من رجائها اذا عاودت بالیأس منها المطامع

میں اس کے بارے میں پچھلی امیدوں کو لوٹاتا ہوں جب اس کی طرف سے ناامیدی مجھے گھیرتی ہے

رأتنی عمیّ الطرف عنها فاعرضت وهل خفت الا ما تنت الاصابعُ

میری بے پرواہ نگاہی کو دیکھ کر وہ اعراض کرنے لگی مگر مجھے تو انگلیوں کی طرف سے خدشہ تھا

وما زیّنتها النفس لی عن لجاجةٍ ولکن جرت فیها الهوی وهو طائعُ

کوئی زبردستی دل نے اُسے پسند نہیں لیا مگر محبت بخوشی سرایت کر گئی

ملّتُ من العذّال فیها فاطرقتْ
لھم اذُنٌ قد صمّ منھا المسامعُ

میں ملامت گروں سے ملول ہوگیا ہوں
اور میرے کان بہرے ہو گئے ہیں

فاقسمتُ أنسی الداعیاتِ الی الصبا
وقد فاجأتہا العینُ والستر واقعُ

میں نے قسم کھائی کہ نوجوانی کی باتیں نہیں کرونگا
مگر اچانک نظر پڑ گئی جبکہ پردہ گر رہا تھا

فغطّتْ بایدیھا ثمار نحورھا
کایدی الاساری اثقلتھا الجوامعُ

اس نے اپنے ہاتھوں سے پستانوں کو چھپالیا
جیسے قیدیوں کے ہاتھ ہتھکڑیوں سے بوجھل ہوجائیں

ایک مرثیہ میں کہتا ہے: ؎

ابکیك للایّام حین تجہّمتْ
طلبی ولم یك لی وراءك منجعُ

میں تجھے روتا ہوں جب زمانہ میری طلب کو ٹھکراتا ہے
تیرے سوا میرا کون سہارا تھا۔

قد کنتَ لی سببًا وغیثًا صائبًا
ویدًا اضُرّبھا العدوّ وانفعُ

تو میرا وسیلہ اور فریاد رس تھا۔ اور ایسا ہاتھ تھا
جس سے میں دشمن کو نفع و نقصان پہنچاتا تھا۔

فاصعدُ الی الغرفاتِ یومُك واقعٌ
بالقامتینَ، لکلّ جنبٍ مصرعُ

تو جنّت میں داخل ہو جا دشمن کو بھی یہ دن
دیکھنے ہونگے ہر ایک کو مرنا ہے۔

ھل أنسینّك وکیف ینساك امرؤٌ
بنوالِ جودك فی الحیاۃ یمتّعُ

کیا میں تجھے بھلا سکتا ہوں وہ شخص کیسے بھول سکتا
ہے جو تیری سخاوت سے بہرہ ور ہوا ہو

فلئنْ سلوتُكَ ما جزیتُكَ نعمۃً
ولئن جزعتُ لواجدٌ من یجزعُ

اگر میں تجھے بھول جاؤں تو تیرے احسان کا کیا بدلہ دیا
اور اگر گھبراؤں تو غمگین گھبراتا ہی ہے

نیز ایک دوسرے مرثیہ میں کہتا ہے: ؎

نفضتْ بك الآمالُ احلاسَ الغنیٰ
واسترجعتْ نزّاعھا الامصارُ

اب لوگوں کو تونگری کی امید نہیں رہی
اور بے وطن، وطن کو لوٹ آئے۔

رحلٌ تنافسہ الحمامُ وحفرۃٌ
نفستْ علیھا وجھك الاحفارُ

اس اجل میں موتوں کو رغبت ہوئی۔
اور اس گڑھے پر گڑھوں کو حسد ہوا

فاذھبْ کما ذھبتْ غوادی مزنۃٍ
اثنی علیھا السّھل والاوعارُ

جا جس طرح صبح کے بادل جاتے ہیں۔
کہ نرم اور سنگلاخ زمینیں اسکی تعریف کرتی ہیں

ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے : ؎

وکم من مُعِدٍّ فی الضمیر لی الأذیٰ
رآنی فالقیَ الرعبُ ما کان أضمرا
ہداہ لقصد الحلم جہلٌ جہلتُہٗ
علیہ، ولو حالمتہٗ لتجبّرا

کتنے لوگ جو دل میں دشمنی چھپائے ہوئے تھے
مجھے دیکھا تو رعب نے ان کی دشمنی کو نکال ڈالا
میری سُبک سری کی بنا پر وہ بردباری پر مجبور ہو گئے
اور اگر میں بردباری کرتا تو وہ جابر بن جاتے

ایک غزل میں کہتا ہے : ؎

یا نظرًا نلتُہ علی حذرٍ
اوّلہٗ کان آخرَ النظرِ
انْ حجبوھا عن العیونِ فقد
حجبتُ طرفی بہا عن البشرِ

آہ! وہ نظر جسے میں نے چھپتے چوری سے پالیا تھا
وہ پہلی نظر آخری نظر تھی
اگر انھوں نے اسے نظروں سے حجاب میں کر دیا ہے تو جانے
نہیں کیونکہ میں نے بھی اپنی نظروں کو اسی کیلئے وقف کر دیا ہے

کہتا ہے : ؎

ویخطئُ عذری وجہہٗ عندھا
فاجنی الیہا الذنبَ من حیث لا ادری
اذا اذنبتْ اعددتُ عذرًا لذنبہا
فانْ سخطتْ کان اعتذاری من العذرِ

میرا عذر مجھے اور خطا کار بنا دیتا ہے
لہٰذا میں نہ جانے کیوں ایک اور گناہ کر بیٹھتا ہوں
جب وہ جرم کرتی ہے تو میں اس کیلئے عذر تراش دیتا ہوں
اگر وہ اس پر بھی ناراض ہو جاتی ہے تو عذر سے معذرت کرتا ہوں

اسی جیسے شعر ایک بدّو نے کہے ہیں : ؎

شکوتُ فقالتْ کلُّ ھذا تبرّمًا
بحبّی، اراحَ اللہُ قلبکَ من حبّی
فلما کتمتُ الحبَّ قالتْ لشدّ ما
صبرتَ وما ھذا بفعلِ شجیِّ القلبِ
فادنو فتقصینی فابعدُ طالبًا
رضاھا فتعتدّ التباعدَ من ذنبی
فشکوایَ تؤذیہا وصبری یسوءُھا
وتجزعُ من بُعدی وتنفرُ من قربی

میں نے شکایت کی تو بولی محبت سے تنگ آ گئے ہو
خدا تیرے دل سے میری محبت نکال دے
جب میں محبت کو چھپانے لگا تو بولی کتنا صابر ہے
زخمی دل کب صبر کر سکتا ہے
میں قریب آتا ہوں تو دور کرتی ہے لہٰذا دور ہو جاتا ہوں
تاکہ وہ راضی رہے تو وہ دوری کو جرم قرار دیتی ہے
میری شکایت سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اور میرے صبر سے بھی
میری دوری سے بھی گھبراتی ہے اور قرب سے بھی

فیا قوم هل من حیلة تعرفونها؟ — اے لوگو! مجھے کوئی تدبیر بتاؤ
أشیروا بها، واستوجبوا الشکر من ربی — خدا تمہیں جزائے خیر دے

زہد کے بارے میں کہتا ہے :–

کم رأینا من أناسٍ هلکوا — ہم نے کتنوں کو مرتے دیکھا
فبکی أحبابهم ثم بکوا — دوست انہیں روئے پھر وہ بھی روئے گئے۔
ترکوا الدنیا لمن بعدهم — اپنے بعد والوں کے لئے دنیا چھوڑ گئے
ودُّهم لو قدموا ما ترکوا — جو اگر پہلے مرجاتے تو وہ ان کیلئے ہرگز کچھ بھی نہ چھوڑ جاتے
کم رأینا من ملوکٍ سوقةً — کتنے بادشاہ بھکاری ہو گئے۔
ورأینا سوقةً قد ملکوا — اور کتنے بھکاری بادشاہ بن گئے
قلّب الدهر علیهم فلکاً — زمانے نے پلٹا کھایا۔
فاستداروا حیث دار الفلک — تو وہ زمانے کے ساتھ ساتھ بدل گئے۔

ھدیہ کے بارے میں کہتا ہے :–

جزی الله من أهدی الترنج تحیّةً — خدا جزائے خیر دے جس نے ترنج بطور ھدیہ بھیجا
ومنّ بها نهوی علینا وعجّلا — اور جو ہم چاہتے تھے جلد وہ چیز بھیج دی۔
اتتنا هدایا منه أشبهن ریحه — ھدیہ سے اس کی ایسی بو آتی ہے۔
وأشبه فی الحسن الغزال المکحلا — وہ حسن میں سرمہ چشم ہرنی کے مشابہ ہے۔
ولو أنه أهدی إلیّ وصاله — اگر وہ وصل کا ھدیہ دے دیتا تو
لکان إلی قلبی ألذّ وأفضلا — یہ زیادہ پُرلطف اور افضل رہتا۔

ابو الشیص :–

اس کا نام محمد بن عبداللہ بن رزین ہے۔ دعبل بن علی بن رزین کا چچا زاد ہے۔ ہارون الرشید کے زمانہ میں تھا۔ جب رشید کا انتقال ہو گیا تو اس نے مرثیہ کہا اور محمد کی تعریف کی۔ کہتا ہے :–

جرتْ جوادٍ بالسَّعد والنّحس
حالات سعد و نحس دونوں کو لے کر آئے

فنحنُ فی وحشةٍ و فی اُنُس
لہٰذا ہم وحشت و اُنس میں مبتلا ہیں

العینُ تبکیْ والسنُّ ضاحکۃٌ
آنکھیں روتی ہیں اور دانت ہنستے ہیں

فنحنُ فی ماتمٍ و فی عرس
تو ہم ماتم میں بھی ہیں اور شادی میں بھی

یُضحکنا القائمُ الامینُ وتُبْکِ
امین ہمیں ہنساتا ہے ۔

ینا، وفاۃُ الامام بالأمس
اور امام کی وفات ہمیں رُلاتی ہے

بدرانِ بدرٌ اضحٰی ببغداد فی الخلد
ایک چودھویں کا چاند بغداد کے قصرِ خلد میں ہے

وبدرٌ بطوس فی الرمس
اور دُوسرا طوس کے قبرستان میں ۔

اس کے بہترین شعر یہ ہیں : ؎

وقفا الهوىٰ بی حیث انتِ فلیس لی
مجھے محبت نے وہاں لا کھڑا کیا جہاں تو ہے

متأخّرٌ عنه ولا متقدّمٌ
تو نہ آگے بڑھ سکتا ہوں نہ پیچھے ہٹ سکتا ہوں

واهنتِنی فأهنتُ نفسی جاهدًا
تُو نے میری توہین کی تو مَیں خود اپنی توہین کرنے لگا

ما من یهون علیك ممن اُکرِمُ
تاکہ میں اسکی تعظیم نہ کروں جسے تو ذلیل سمجھتا ہے

اشبهتِ اعدائی فصرتُ احبّهم
تو دشمنوں کے مشابہ ہے لہٰذا مجھے ان سے محبت ہو گئی ہے

اذ کان حظی منكِ حظی منهمُ
کیونکہ تیرا سلوک میرے ساتھ دشمنوں جیسا ہے ۔

اجدُ الملامةَ فی هواكِ لذیذةً
تیری محبت میں ملامت لذیذ معلوم ہوتی ہے کیونکہ تیرا ذکر ہوتا

حبًّا لذكركِ فلیلُمْنی اللُّوَّمُ
ہے لہٰذا مجھے ملامت کرنیوالے خوب خوب ملامت کریں

اور اس کا یہ قول : ؎

قلْ للطویلةِ موضعَ العقدِ
دراز گردن والی

ولطیفةِ الاحشاء والكبدِ
اچھے باطن اور لطیف جگر والی سے کہہ دو ۔

الّا وقفتِ علی مدامعهِ
تو نے کیوں نہ اس کے آنسوؤں کو دیکھا کہ

فنظرتِ ما یصنعن فی الخدِّ
وہ اس کے رخساروں پر کیا ستم ڈھاتے ہیں

لولا المنطق والسوار معًا
اگر پٹکا ، کنگن ، جھانور : ۔

والحجل والدُّملوج فی العضدِ	اور بازو بند نہ ہوتے
لتزایلتْ من کلّ ناحیةٍ	تو وہ ہر طرف سے چھٹ چھٹ کر گر پڑتی
لکنْ جعلن لہا علی عمدٍ	مگر انھوں نے اسے روک لیا ہے
جاءتْ الیٰ عینیك وجنتہا	اس کے رخسار گلاب اور
فی خلعةِ الخیریّ والوردِ	گل خیرو سے معلوم ہوتے ہیں ۔

اور یہ قول : ؎

ھذا کتابُ فتیً لہُ ھِمَمٌ	یہ چٹھی ایک باہمّت نوجوان کی ہے
عطفتْ علیك رجاؤہ رحمُہ	جو بنا بر قربت کے تیری رحمت کا اُمیدوار ہے
غلّ الزمانُ یدَیْ عزیمتہٖ	زمانے نے اس کی ہمت کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں
وھوتْ بہ من حالقٍ قدمُہ	اور وُہ بلند مقام سے گر پڑا ہے ۔
ونَبوا کلثہ ذوو قرابتہٖ	اس کے عزیزوں نے اسے چھوڑ دیا
وطواہ عن اکفائہٖ عدمُہٗ	اور مفلسی کی بنا پر دوستوں نے بھی
اَفضیٰ الیك بسرّہٖ قلمٌ	قلم نے اس کا راز آپ سے کہہ دیا ہے
لوکان یعقلہٗ بکیٰ قلمُہٗ	اگر قلم میں عقل ہوتی تو رو پڑتا ۔

کہتا ہے : ؎

ما فرّقَ الاحبابَ بعد	اللہ کے بعد اونٹ ہی
اللہِ اِلّا الاِ بــلُ .	دوستوں کو جدا کرتے ہیں
والنّاس یلحونَ غُرا	لوگ جدائی کے کوّے کو
بَ ، البینِ لِما جھلُوا	لعنت کرتے ہیں چونکہ جانتے نہیں
وما علیٰ ظَھرِ غرا	کسی کوّے کی پشت پر
بِ ، والبینِ تُطوی الرحلُ	کجاوے نہیں لادے جاتے
ولا انْ اصاح غرا	نہ کوّے کے بولنے سے
بُ ، فی الدیار احتملوا	کوئی کوچ کرتا ہے ۔

وما غراب البین الّا — جدائی کا کوّا
ناقةٌ او جملُ — تو اونٹ یا اونٹنی ہی ہے

اس کے بہترین اشعار سے وہ قصیدہ ہے جس میں کہتا ہے: ؎

ابدی الزمانُ بہ ندبٌ و عضاضٍ — زمانے نے اسے کاٹ کھایا
ودھی سوادَ قرونہٖ ببیاضٍ — اور اس کے سیاہ گیسوؤں کو سپید کر دیا
لاتُنکِرِیْ صدّیْ ولا اِعراضیْ — میرے اعراض کو اُوپرا نہ سمجھو
لیس المقلُّ عن الزمانِ براضٍ — غریب زمانے سے راضی نہیں ہو سکتا۔

اور یہ شعر: ؎

خلع الصبا عن منکبیہ مشیبٌ — بوڑھاپے نے اس کی جوانی کو ختم کر دیا
وطوی الذوائبَ رأسہ المخضوبُ — اور خضاب اس کے سر پر سوار ہو گیا
نشر البلیٰ فی عارضیہ عقاربًا — پرانے پن نے بچھو اس کے عارض پر بکھیر دیئے۔
بیضًا لھنّ علی القرون دبیبٌ — جو سپید رنگ کے ہیں اور گیسوؤں میں چلتے ہیں۔

اس کے عمدہ اشعار سے وہ قصیدہ ہے جس میں کہتا ہے: ؎

نھیٰ عن خلّة الخمرِ — ببیاضٌ لاح فی الشّعرِ
لقد اغدُوْ و عینُ الشمـ — ـس فی اثوابھا الصُّفرِ
علی جرداءَ قُبّاءَ الـ — ـحشاء ملھبة الحضرِ
بسیفٍ صارم الحدِّ — و زقٍّ أحلابِ الظھرِ
وظبیٍ تعطف الاردا — فُ، متنیہِ علی الخصرِ
علی الطفِ ما شدّت — علیہ عقدُ الازرِ
مھاةٌ ترتمی الالبا — بَ، عن قوسٍ من السحرِ
لھا طرفٌ یشوب الخمـ — ـرَ للنّدمانِ بالخمرِ
عفیف اللحظِ والاعضا — ءِ فی الصحو و فی السّکرِ
علی عذراءَ لم تفتقْ — بنارٍ لا ولا قدرِ

عجوزٍ نسج الماءُ ... لها طوقاً من الشذرِ

كأنّ الذهب الأحمـــر ... في حافاتها يجري

وليلٍ يركب الركبا ... نُ في أثوابه الخُضرِ

بأرضٍ تقطع الحير ... ةَ فيها بالقطا الكدرِ

توكلتُ على أهوا ... لها بالله والصبرِ

وإعمال بنات الريـ ... ـح في المهمهة القفرِ

شماليلٍ يصما فحْنَ ... متونَ الصخر بالصخرِ

بإيجافٍ يقدّ الليـ ... ـل عن ناصية الفجرِ

اوراس کا وہ قصیدہ جس میں کہتا ہے: ؎

أشاقَكَ والليلُ مُلقى الجِرانِ ... غرابٌ ينوح على غصنِ بانِ

أحصَّ الجناح، شديدَ الصّياح ... يبكّي بعينينِ ما تدمعانِ

وفي نعباتِ الغرابِ اغترابٌ ... وفي البانِ بينٌ بعيدُ التداني

أهل لك يا عيشُ من رجعةٍ ... بأيّامك المشرقاتِ الحسانِ؟

لعلّ الشبابَ وريعانَهُ ... يسوّدُ ما بيّضَ العارضانِ

وهيهاتَ بالعيشِ من عهدنا ... وأغصانك المائلاتِ الدواني

لقد صدَعَ الشّعبُ ما بيننا ... وبينك صدعَ الرداءِ اليماني

اسی میں شراب کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

وعذراءَ لم تفترعها السقاة ... ولا استامها الشّربُ في بيتِ حانِ

ولا استلبتْ درَّها أرجلٌ ... ولا وسمتْها بنارٍ يدانِ

ولكن غذتْها بألبانها ... ضروعٌ تخفّى بها جدولانِ

فلم تزلِ الشمسُ مشغولةً ... بصنعتِها في بطونِ الدنانِ

تربّيها لا أنام الرجال ... الى ان تصدّى لها الساقيانِ

ففضّا الخواتمَ عن جونةٍ ... صدودٍ عن الفحلِ بكرٍ هجانِ

عجوزٍ غذا المسكُ أصداغها ... مضمّخةِ الجلدِ بالزعفرانِ

يطوفُ علينا بها أحورُ ۔ يداهُ من الكأسِ مخضوبتانِ
ليالى يحسبُ لى من سنى ۔ ثمانٍ وواحدةٌ واثنتانِ
غلامٌ صغيرٌ أخو شرّةٍ ۔ يطير مع اللهوِ لى طائرانِ
جرورُ الازارِ خليعُ العذارِ ۔ علىّ لعهدِ الصبا بردتانِ
اصيبُ الذنوبَ ولا أتّقى ۔ عقوبةَ ما يكتب الكاتبانِ
تنافسُ فىّ عيونُ الرجالِ ۔ ويعثرنى فى الحجالِ الغوانى
فراجعتُ لمّا اطارَ الشبابُ ۔ غرابانِ عن مفرقى طائرانِ
واقصرتُ لمّا نهانى المشيبُ ۔ واقصرَ عن عذلى العاذلانِ
وعافتْ لعوبٌ واترابُها ۔ دنوّى اليها وملّتْ مكانى
رأتْ رجلاً وسمتْه السنونُ ۔ بريبِ المشيبِ ريبِ الزمانِ
فصدّتْ وقالتْ اخو شيبةٍ ۔ عديمٌ ألا بئستِ الخلّتانِ
فقلتُ كذالك من عضّهُ ۔ من الدهرنا باهُ والناجذانِ

مرثیے میں کہتا ہے: ؎

خَتلتْه المنونُ بعد اختيالٍ ۔ موتوں نے اس کو دھوکے سے دھوکے دیئے
بين صفّينِ من قنا ونصالٍ ۔ نیزوں اور تلواروں کی صفوں کے درمیان
فى رداءٍ من الصفيحِ صقيلٍ ۔ جبکہ تھا وہ ایک چمکیلی چادر میں
وقميصٍ من الحديدِ مُذالٍ ۔ اور لوہے کی وسیع قمیص میں

رشید کے مرثیہ میں کہتا ہے: ؎

غربتْ بالمشرقِ الشمسُ فقُلْ للعينِ تدمعْ
سُورج مشرق میں غروب ہوگیا ۔ آنکھوں سے کہو آنسو بہائیں
ما رأينا قطُّ شمساً ۔ غربتْ من حيثُ تطلعْ
ہم نے آج تک کسی سُورج کو وہاں غروب ہوتے نہ دیکھا، جہاں سے وہ طلوع ہوا ہو۔

ابن شیص کے ایک لڑکا عبداللہ تھا وہ بھی شاعر تھا۔

دِعبل :-

وہ دِعبل بن علی بن رزین ہے۔ خزاعہ سے ہے، کنیت ابوعلی تھی، مامون کے بارے میں اس نے یہ شعر کہے تھے :۔

ویسومنی المأمون خطّۃ عارفٍ	اوما رأی بالامس رأس محمّدٍ
توفی علی روسِ الخلائقِ مثلھا	توفی الجبالُ علی روؤس القردد
ونحلُّ فی اکنافِ کلِّ ممنّعٍ	حتّٰی یذلّل شاھقاً لم یصعدِ
انّی من القوم الذین سیوفھم	قتلت اخاك وشرّفوك بمقعدِ
انّ التراتِ۔ مسھّدٌ طلابھا	فاکفف مذاقك عن لعاب الأسودِ

محمد کے سر پر اس لئے فخر کرتا ہے کہ طاہر بن حسین نے اسے قتل کیا تھا اور طاہر خزاعہ کا آزاد کردہ غلام تھا اور اس کا دادا رزیق، عبداللہ بن خلف الخزاعی کا آزاد کردہ غلام تھا۔ عبداللہ بن خلف ابوطلحۃ الطلحات ہے عبداللہ بن خلف حضرت عمر بن الخطاب کا کوفہ وبصرہ میں کاتب تھا اور سیستان کا گورنر رہا، وہیں مرگیا۔

ابو اسحاق المعتصم کی ہجو میں کہتا ہے :۔

ملوكُ بنی العباسِ فی الکتب سبعۃٌ	کتابوں میں بنو عباس کے سات خلیفہ لکھے ہیں۔
ولم تأتِنا عن ثامنٍ لھم کتبُ	آٹھویں کا نام ہم نے کہیں نہیں دیکھا
کذلك اھلُ الکھف فی الکھف سبعۃٌ	اہل کہف بھی سات ہیں، جو شریف تھے
کرامٌ اذا عُدّوا وثامنھم کلبُ	اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔

یہ شعر معتصم تک پہنچا تو اُس نے گرفتاری کا حکم دیدیا تو وہ چھپ گیا اور فرار ہوگیا، میں نے اسے قسم کھاتے سنا ہے، کہ وہ کہتا تھا کہ یہ شعر میں نے نہیں کہے ہاں میری طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں کسی نے دھوکا کیا ہے۔ میرے سامنے اُس سے اُس کے عمدہ اشعار کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا قدیمہ میرا بہترین قصیدہ ہے اُس نے مجھ سے ابونواس، مسلم، اور ابوالشیص کی ملاقات کا ذکر کیا، میں کتاب الاشربہ میں اس کا تذکرہ کر چکا ہوں، اسی میں وہ کہتا ہے :۔

لاتعجبی یا مسلمُ من رجلٍ	ضحك المشیبُ برأسہ فبکی
قصر الغوایۃُ عن ھوی قمرٍ	وجد السبیلَ الیہ مشترکا

مامون، ابراہیم بن مہدی سے کہا کرتا تھا، دعبل نے تیرے بارے میں یہ شعر کہہ کر تجھے بڑی تکلیف پہنچائی ہے: ؎

ان کان ابراهیمُ مضطلعاً بها — فلتصلحنْ من بعدهٖ لمخارقِ
ولتصلحن من بعد ذاك لزلزلٍ — ولتصلحنْ من بعدهٖ للمارقِ
انّٰی یکون ولا یکون ولم یکنْ — لینال ذلك فاسقٌ عن فاسقِ

طائی[1] کے بارے میں کہتا ہے: ؎

انظرْ الیه و الیٰ ظرفهٖ — اس کو اور اس کے ظرف کو دیکھو
کیف تطایا وهو منشورٌ — کس طرح طائی بن گیا ہے حالانکہ طائی نہیں ہے
ویلكَ مَن دلّاك فی نسبةٍ — افسوس تجھے کس نے راہ دکھادی اس نسبت کی طرف
قلبك منها الدهرَ مذعورٌ — جس سے تیرا دل ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے
لو ذکرتْ طیئٌ علی فرسخٍ — اگر بنو طی کا ایک فرسخ بھی ورد ذکر کیا جاتا ہے تو
اظلمَ فی ناظرك النورُ — تیری آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے

اسی مضمون کے شعر کچھ لوگوں کے بارے میں کہے ہیں: ؎

همْ قعدوا فانتقوا لهمْ حسباً — انہوں نے ایک نسب گھڑ لیا ہے
یجوزُ بعد العشاء فی العربِ — جو تاریکی میں تو چل جاتا ہے
حتّٰی اذا ما الصباح لاح لهٗ — مگر جب صبح ہو جاتی ہے
بیّن ستوقهٖ من الذهبِ — تو اس کا کھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے۔
والناس قد اصبحوا صیارفةً — لوگ صراف ہو گئے ہیں
ابصرُ شیءٍ بزیبق النسبِ — کھوٹے نسب کو جانتے ہیں۔

کہتا ہے: ؎

یموت ردیُّ الشعر من قبلِ اهلهٖ — ردّی شعر شاعر سے پہلے مرجاتا ہے۔
وجیّده یحیا وان مات قائلُهُ — اور عمدہ شعر اس کے بعد بھی زندہ رہتا ہے

کہتا ہے: ؎

انّ من ضنّ بالکنیف عن الضیف — جو مہمان سے بیت الخلاء کے بارے میں بخل کرے گا،

---

[1] یعنی ابو تمام طائی کے بارے میں کہتا ہے اس کا خاندان جھاکر وہ ۲۱۵ھ کے معانی و مضامین چرا تا ہے۔

بغیر الکنیف کیف یجودُ — وہ اور چیزوں کے بارے میں کیسے سخاوت کر سکتا ہے

ما رأینا ولا سمعنا بحشٍ — ہم نے آج تک بیت الخلاء میں تالا پڑا نہیں دیکھا

قبل ھذا ا لبابہٖ اِ قلیدٌ — نہ آج تک ایسا سنا کہ اس کے دروازے کی چابی ہو

انْ یکنْ فی الکنیف شیٔ تخبّا — اگر پاخانے میں کچھ چھپایا ہے

۵، فعندی ان شئت فیہ مزیدٌ — تو میں اس میں اضافہ ہی کر سکتا ہوں۔

ایک شخص کا مہمان تھا، رفعِ حاجت کی ضرورت ہوئی تو اس کا دروازہ بن پا یا۔ کھول نہ سکا اور ضبط بھی نہ کر سکا، تو یہ شعر کہے۔ کہتا ہے: ؎

وانّ اولی الموالی انْ تواسیَہ — دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ خوشی میں

عند السرور لمن واساكَ فی الحزنِ — غم کے ساتھ دینے والوں کو یاد رکھو

انّ الکرام اذا ما اسھلوا ذکروا — شریف لوگ جب کشادہ دست ہوتے ہیں

مَن کان یالفھم فی المنزلِ الخشنِ — تو ان لوگوں کو یاد کرتے ہیں جو تکلیف میں ساتھ رہے ہوں۔

الخریمی :-

وہ اسحاق بن حسّان ہے۔ کنیت ابو یعقوب ہے، عجمی ہے۔ کہتا ہے: ؎

انّی امرؤٌ من سراۃ السُّغد البسنی — میں سغدی سرداروں سے ہوں مجھے پہنائی ہے

عرقُ الاعاجم جلداً طیّبَ الخبَرِ — عجمی خون نے اچھی کھال

ابن خریم کا آزاد کردہ تھا جس کے باپ کو خریم الناعم کہتے تھے وہ خریم بن عمر ہے، بنو مرہ بن عوف بن مسعد بن ذبیان سے ہے۔ خریم کے ایک لڑکا تھا جس کا نام عمارہ تھا، عمارہ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام عثمان تھا اور ایک کا ابو الھیذم۔ عثمان کے بارے میں ابو یعقوب کہتا ہے: ؎

جزی اللہُ عثمانَ الخریمیّ خیرما — اللہ عثمان کو ایسی بہتر جزا دے

جزی صاحباً جزلَ المواھبِ مفضلا — جیسی سخی لوگوں کو دیتا ہے۔

کفی جفوۃَ الاخوانِ طولَ حیاتہٖ — وہ تمام عمر بھائیوں کی بدسلوکی سے کافی ہوگیا۔

وأورث حمّا کان أعطی وخوّلا　　اور اپنے عطیات کا وارث بنایا گیا

عثمان بڑے مرتبے والا تھا اور سپہ سالار تھا۔ ابو یعقوب بڑی عمر کا ہو کر اندھا ہو گیا تھا، چنانچہ اس کے بارے میں کہتا ہے۔ اسی سے یہ قول ہے: ؎

فان تك عینی خبا نورها　　اگر میری آنکھوں کا نور گم ہو گیا ہے۔
فکم قبلها نورُ عینٍ خبا　　تو ایسا ہونا ہی ہے کتنے اندھے ہو گئے۔
فلم یعمِ قلبی و لکنّما　　میرا دل مگر اندھا نہیں ہوا
اری نور عینی الیه سری　　بلکہ آنکھوں کا نور ادھر منتقل ہو گیا ہے
فاسرجَ فیه الی نوره　　اب ایک ایسا علمی چراغ روشن ہو گیا ہے
سراجًا من العلم یشفی العمی　　جو اندھے پن سے شفا بخشتا ہے

یہ مضمون اس نے عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب سے لیا ہے، وہ اندھا ہو گیا تھا۔ چنانچہ کہتا ہے: ؎

اِن یاخذِ اللّٰہ من عینیّ نورَهما　　اگر اللہ نے میری آنکھوں کا نور چھین لیا ہے
ففی لسانی و قلبی منهما نورٌ　　تو میری زبان اور میرے دل میں نور ہے۔
قلبی ذکیٌّ وعقلی غیرذی دخلٍ　　میرا دل روشن ہے عقل درست ہے
و فی فمی صارمٌ کالسیف ماثورٌ　　اور منہ میں ایک تیز تلوار ہے۔

یعقوب، محمد بن منصور بن زیاد کاتب برامکہ سے تعلق رکھتا تھا، اس کی اس نے بڑی تعریف کی ہے۔ پھر اس کے مرنے کے بعد مرثیہ بھی کہا ہے۔ اس سے دریافت کیا گیا اے ابو یعقوب تیری تعریفیں آل منصور بن زیاد کے بارے میں جو ہیں وہ تیرے مرثیوں سے کیوں اچھی ہیں؟ تو اس نے جواب دیا جب ہم امید پر شعر کہتے تھے اور اب بنا بر وفا کے کہتے ہیں اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے[1] اپنی آنکھ کے بارے میں کہتا ہے: ؎

أصغی الی قائلٍ لیخبرنی　　میں بات کرنے والے کی طرف کان لگاتا ہوں تاکہ وہ مجھے بتائے
اذا التقینا عمّن یحیّینی　　کہ کس کی جانب سے سلام کہتا ہے
ارید اَن اعدلَ السّلام و اَن　　میں سلام کو جانچنا چاہتا ہوں تاکہ
افضلَ بین الشریف والدّون　　شریف اور کمینہ میں امتیاز کر سکوں
اسمعُ مالا اری فاکرهُ ان　　میں سنتا ہوں جو نہیں دیکھتا تو ڈرتا ہوں کہیں

[1] یہ واقعہ مقدمہ میں سے باب شعر کی بحث کے ذیل میں [illegible]

اخطئَ والسمع غیر مامونٖ — غلطی نہ کھا جاؤں کیونکہ کانوں کا کیا اعتبار

للّٰہ عینیّ التی فجعتُ بہا — مجھے آنکھوں کے جانے کا بڑا صدمہ ہے

لوانّ دھراً بہا یواتینیٖ — کاش ابھی وہ اور ساتھ دیتیں۔

لوکنتُ خیّرتُ ما آخذتُ بہا — اگر مجھے اختیار دیا جاتا، تو

تعمیرنوح فی ملك قارونٖ — تعمیر نوح کو ملک قارون میں بھی اس پر ترجیح نہ دیتا

حقّ اخلائیَ ان یعودونیٖ — اب میرے دوستوں کو میری عیادت کرنی چاہئے

وان یعزّوا عنیّ ویبکونیٖ — اور تعزیت اور آہ وبکا کرنی چاہئے۔

کہتا ہے: ـــ

اذا مامات بعضك فابكِ بعضاً — جب تیرا بعض حصّہ مرجائے تو بعض کو رو

فانّ البعض من بعضٍ قریبٌ — کیونکہ بعض بعض سے قریب ہے

یمنّینیٖ الطبیبُ شفاءَ عینیٖ — طبیب کہتا ہے آنکھیں اچھی ہو جائینگی

وھلْ غیرُ الالٰہ لھا طبیبٌ — خدا کے سوا کون انھیں درست کر سکتا ہے۔

فتنۂ بغداد کے بارے میں کہتا ہے: ـــ

یابوسَ بغدادَ دارَ مملکۃٍ — افسوس! دار السلطنت بغداد پر

دارتْ علی اھلھا دوائرُھا — کہ مصیبتیں پڑیں، اس کے باشندوں پر

امھلھا اللّٰہ ثم عاقبھا — اللہ نے اسے مہلت دی پھر عذاب دیا

لمّا احاطتْ بھا کبائرُھا — کیونکہ گناہ بہت رائج ہو گئے تھے

رقَّ بھا الدینُ واستخفّ بذیٗ — دین ہلکا ہو گیا تھا اور بزرگوں کے ساتھ استخفاف

الفضل وعزّ الرجالَ فاجرُھا — کرنے لگے تھے اور فاجر لوگ عزت دار ہو گئے تھے

وصار ربُّ الجیرانِ فاسقَھم — پڑوسیوں کے مالک فاسق بن گئے تھے۔

وابتزّ امرَ الدّارِ شُطّارُھا — اور چالاک لوگ حاکم ہو گئے تھے۔

یُحرقُ ھٰذا وذاك یھدِمُھا — ویشتفی بالنّھابِ داعرُھا

والکرخُ اسوافُھا معطّلۃٌ — یستنّ شُذّابُھا وعامرُھا

اخرجت الارض من اساقطهم آسادَ غیلٍ غلبًا فساورُها
من البوادی ترأسها ومن الخوص اذا استلأمت مغافرُها
لا الرزق تبغی ولا العطا ولا یحشرها بالعناءِ حاشرُها

اس کے عمدہ اشعار یہ ہیں :-

الناسُ اخلاقهم شتّٰی وان جُبلوا	لوگ مختلف اخلاق کے مالک ہیں
علی تشابہ ارواحٍ واجسادٍ	اگرچہ انکی روحیں اور اجسام ایک جیسے ہیں
للخیرِ والشرِّ اهلٌ وکلٌّ ابهما	کچھ لوگ بھلائی کیلئے ہیں کچھ برائی کے لئے
کلٌّ لهُ من دواعی نفسهِ هادٍ	ہر ایک اپنے نفس کے تقاضوں پر چلتا ہے۔
منهم خلیلُ صفاءٍ ذو محافظةٍ	بعض خلوص والے ہیں اور
ارسی الوفاءُ اواخیه باوتادٍ	وفا کے ساتھ اپنے تعلقات کو استوار رکھتے ہیں۔
ومشعر الغدر محنیٌّ اضالعهُ	اور بعض غدار ہیں۔
علی سریرةِ غمرٍ غلّها بادٍ	کہ ان کی طبیعت کا کھوٹ ظاہر ہے۔
مشاکسٌ خدعٌ جمٌّ غوائلهُ	دھوکہ باز فریبی ہے
یُبدی الصفاءَ ویُخفی ضربةً لهادی	خلوص کا اظہار کرتا ہے مگر کینہ پرور ہے۔
یاتیك بالبغی فی اهل الصفاءِ ولا	وہ مخلصوں میں کھنڈت ڈالتا ہے۔
ینفكّ یسعیٰ باصلاحٍ لافسادٍ	اور ہمیشہ فساد برپا کرتا رہتا ہے۔

خریمی کے عمدہ اشعار سے یہ ہیں :-

اضاحك ضیفی قبل انزالِ رحله	میں مہمان کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آتا ہوں،
ویخصب عندی والمحلُّ جدیبٌ	اور وہ باوجود قحط کے میرے پاس موسم بہار میں رہتا ہے
وما الخصب للاضیاف ان یکثر القری	کھانوں کی زیادتی کوئی شادابی نہیں ہے
ولکنّما وجه الکریم خصیبٌ	سخی کا چہرہ شاداب چاہیئے۔

اُس کے عمدہ اشعار سے یہ ہیں :-

زاد معروفك عندی عظمًا	تیرا احسان میری نظروں میں اور بڑا ہو گیا
انّهٗ عندك محقورٌ صغیرٌ	کہ وہ تیری نگاہوں میں چھوٹا ہے۔

اخطیٔ والسمع غیر مامون	غلطی نہ کھا جاؤں کیونکہ کانوں کا کیا اعتبار
للہ عینیّ التی فجعت بھا	مجھے آنکھوں کے جانے کا بڑا صدمہ ہے
لوانّ دھرًا بھا یوا تیننی	کاش ابھی وہ اور ساتھ دیتیں۔
لوکنتُ خیّرتُ ما اَخذتُ بھا	اگر مجھے اختیار دیا جاتا، تو
تعمیر نوح فی ملک قارون	تعمیر نوح کو ملک قارون میں بھی اس پر ترجیح نہ دیتا
حقّ اخلائیُ ان یعودونی	اب میرے دوستوں کو میری عیادت کرنی چاہئے
وان یعزّوا عنّیُ ویبکونیُ	اور تعزیت اور آہ وبکا کرنی چاہئے۔

کہتا ہے :؎

اذا مامات بعضُك فابكِ بعضًا	جب تیرا بعض حصّہ مرجائے تو بعض کو رو
فانّ البعض من بعضٍ قریبُ	کیونکہ بعض بعض سے قریب ہے
یمنّینیُ الطبیبُ شفاءَ عینیُ	طبیب کہتا ہے آنکھیں اچھی ہو جائینگی
وھلْ غیرُ الالٰہ لھا طبیبُ	خدا کے سوا کون انھیں درست کرسکتا ہے۔

فتنۂ بغداد کے بارے میں کہتا ہے :؎

یا بوسَ بغدادَ دارَ مملکةٍ	افسوس! دار السلطنت بغداد پر
دارتْ علی اھلھا دوائرُھا	کہ مصیبتیں پڑیں، اس کے باشندوں پر
امھلھا اللہ ثم عاقبھا	اللہ نے اسے مہلت دی پھر عذاب دیا
لمّا احاطتْ بھا کبائرُھا	کیونکہ گناہ بہت رائج ہو گئے تھے
رقّ بھا الدینُ واستخفّ بذیُ	دین ہلکا ہو گیا تھا اور بزرگوں کے ساتھ استخفاف
الفضل وعزّ الرجالُ فاجرُھا	کرنے لگے تھے اور فاجر لوگ عزّت دار ہو گئے تھے
وصار ربُّ الجیرانِ فاسقھم	پڑوسیوں کے مالک فاسق بن گئے تھے۔
وابتزّ امرَ الدّ روبِ شاطرُھا	اور چالاک لوگ حاکم ہو گئے تھے۔

یُحرقُ ھذا وذاك یھدمُھا	ویشتفیُ بالنّھابِ داعرُھا
والكرخُ اسوافھا معطّلةٌ	یستنُّ شذّابھا وعامرُھا

اخرجتِ الارض من اساقطهم　　آسادَ غیلٍ غلبًا فسا ورُھا
من البواریٔ تراَسھا ومن الخو　　ص اذا استلأمتْ مغافرُھا
لا الرزق تبغی ولا العطا ولا　　یحشرھا بالعناءِ حاشرُھا

اس کے عمدہ اشعار یہ ہیں :-

الناسُ اخلاقھم شتیّ وان جُبلوا　　لوگ مختلف اخلاق کے مالک ہیں
علی تشابہ ارواح واجسادٍ　　اگرچہ اُنکی رُوحیں اور اجسام ایک جیسے ہیں
للخیرِ والشرِّ اھلٌ وُکلُّوا بھما　　کچھ لوگ بھلائی کیلئے ہیں کچھ بُرائی کے لئے
کلٌّ لہٗ من دواعی نفسہٖ ھادٍ　　ہر ایک اپنے نفس کے تقاضوں پر چلتا ہے۔
منھم خلیلُ صفاءٍ ذو محافظۃٍ　　بعض خلوص والے ہیں اور
ارسی الوفاءُ اواخیہ باوتادٍ　　وفا کے ساتھ اپنے تعلقات کو استوار رکھتے ہیں۔
ومشعر الغدر محنیٌّ اضالعہٗ　　اور بعض غدار ہیں۔
علی سریرۃِ غمرٍ غلّھا بادٍ　　کہ ان کی طبیعت کا کھوٹ ظاہر ہے۔
مشاکسٌ خدعٌ جمٌّ غوائلہٗ　　دھوکہ باز فریبی ہے
یُبدی الصفاءَ ویُخفی ضربۃ الھادی　　خلوص کا اظہار کرتا ہے مگر کینہ پرور ہے۔
یاتیک بالبغی فی اھل الصفاءِ ولا　　وہ مخلصوں میں کھنڈت ڈالتا ہے۔
ینفکُّ یسعی باصلاحٍ لافسادٍ　　اور ہمیشہ فساد برپا کرتا رہتا ہے۔

خریمی کے عمدہ اشعار سے یہ ہیں :-

اضاحکُ ضیفی قبل انزالِ رحلہٖ　　مَیں مہمان کے ساتھ خندہ رُوئی سے پیش آتا ہوں،
ویخصب عندی والمحلُّ جدیبٌ　　اور وہ باوجود قحط کے میرا ہاں موسم بہار میں رہتا ہے
وما الخصبُ للاضیافِ ان یکثر القری　　کھانوں کی زیادتی کوئی شادابی نہیں ہے
ولکنّما وجہ الکریم خصیبٌ　　سخی کا چہرہ شاداب چاہیئے۔

اُس کے عمدہ اشعار سے یہ ہیں :-

زادَ معروفکَ عندی عظمًا　　تیرا احسان میری نظروں میں اور بڑا ہوگیا
انّہٗ عندکَ محقورٌ صغیرٌ　　کہ وہ تیری نگاہوں میں چھوٹا ہے۔

تتاناساہ کأن لم تأتہ — تو اس کو بھلاتا ہے گویا تونے کیا ہی نہیں
وھو عند الناس مشھورٌ کبیرٌ — حالانکہ لوگوں میں اس کا شہرہ ہے

کہتا ہے :

ان اشدّ الناس فی الحشر حسرۃً — حشر میں سب سے زیادہ حسرت اس کو ہو گی
لمورثِ مالٍ غیرہٗ وھو کاسبُہٗ — جس نے کما کر دوسرے کو دے دیا۔
کفیٰ سفھًا بالکھل ان یتبعَ الصبا — بوڑھے کیلئے جوانی کی باتیں کرنا بڑی حماقت ہے
وان یاتیَ الامرَ الّذی ھو عائبُہٗ — اور ایسا کام کرنا جس کو خود بُرا سمجھتا ہو۔

یہ شعر پسند کئے گئے ہیں :

وددت الندیٰ فی کلّ قلبٍ ثنیّۃً — لھا مصعدٌ وعرٌ ومنحدرٌ سھلٌ
وودّ الفتیٰ فی کل نیل ینیلہٗ — اذا ما انقضیٰ لوانّ نائلہٗ جزلٌ
واعلم علمًا لیس بالظّن انہٗ — لکلّ اناسٍ من ضرائبھم شکلٌ
وان اخلاء الزمان غناؤُھم — قلیلٌ اذا الانسان زلّت بہ النعلُ
تزوّد من الدّنیا متاعًا لغیرھا — فقد شمّرت حذّاء وانصرم الحبلُ
وھل انت الا ھامۃُ الیومِ اوغدٍ — لکلّ اناسٍ من طوارقھا الشکلُ

اسی قصیدے میں کہتا ہے :

ابالصغد بأسٌ اذ تعیّرنی جملٌ — کیا صغدی ہونا باعثِ عار ہے کہ جمل مجھے عار دلاتی ہے
سفاھًا ومن اخلاقِ جارتی الجھلُ — مگر وہ ایسا بے وقوفی سے کرتی ہے
فان تفخری یا جملُ اوتتجمّلی — اے جمل اگر تو فخر کرتی ہے تو جان لے کہ
فلا فخرَ الا فوقہ الدینُ والعقلُ — دین اور عقل سے بہتر فخر کوئی نہیں۔
اری الناس شرعًا فی الحیاۃ ولا اریٰ — لوگ زندگی میں برابر ہیں اور کوئی قبر کسی قبر سے
لقبرٍ علی قبرٍ علاءً ولا فضلٌ — بلند نہیں نہ صاحب فضیلت ہے۔
وما ضرّنی ان لم تلدنی یحابرٌ — اگر میں یحابر، جرم، یا عکل سے نہیں
ولم تشتمل جرمٌ علیّ ولا عکلٌ — تو یہ میرے لئے باعثِ منقصت نہیں ہے۔

کہتا ہے : ؎

ما احسن الغیرۃ فی حینھا و اقبح الغیرۃ فی کل حین

من لم یزل متھما عرسہ مناصبا فیھا لریب الظنون

او شك ان یغریھا بالذی یخاف ان یبرزھا للعیون

حسبك من تحصینھا وضعھا منك الی عرض صحیح و دین

لا تطلع منك علی ریبۃ فیتبع المقرون حبل القرین

النمری :-

وہ منصور بن سلمہ بن الزبرقان ہے، نمر بن قاسط سے ہے، ہارون الرشید کا مقرب تھا امام عباس بن عبد المطلب کے ذریعہ اُس سے تعلقات قائم کئے تھے۔ وہ بھی نمر یتھی اس کا نام شیلہ تھا، رشید اس کو خوب لیتا دیتا تھا، وہ یہ ظاہر کرتا تھا کہ میں مسلک کے اعتبار سے عباسی ہوں اور آل علی وغیرہ سے نفرت کرتا ہوں۔ رشید سے جو اس سلسلہ میں اُس نے کہا اُس میں سے یہ شعر بھی ہیں : ؎

یا بن الائمۃ من بعد النبی ویا بن الاوصیاء اقر الناس اودفعوا

اے اماموں کے بیٹے نبی کے بعد اور وصیوں کے بیٹے لوگ اس بات کا اقرار کریں یا انکار

ان الخلافۃ کانت ارث والدکم من دون تیم وعفو اللہ متسع

خلافت تمہارے باپ کی وراثت ہے نہ تیم کی اور اللہ کی دین وسیع ہے

لولا عدی و تیم لم تکن وصلت الی امیۃ تمریھا و ترتضع

اگر عدی اور تیم نہ ہوتے تو بنو امیہ تک خلافت نہ پہنچتی کہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتے

وما لآل علی فی امارتکم وما لھم ابدا فی ارثکم طمع

آل علی کو تمہاری حکومت میں اور وراثت میں طمع نہ کرنی چاہیئے

یا ایھا الناس لا تعزب حلومکم ولا تضفکم الی اکنافہا البدع

اے لوگو! تمہاری عقلیں درست ہیں اور بدعتوں کا تم اتباع نہ کرو

اَلعمُّ اولیٰ من ابن العمِّ فاستمعوا قولَ النصیحۃ ان الحقَّ مستمعٌ

چچا، چچا کے بیٹے سے بہتر ہے سُن لو میری نصیحت، حق بات قابلِ سماعت ہوتی ہے

اور کہتا ہے :

اَلا للّٰہِ درُّ بنی علیّ و درءٌ من مقالتھم کثیرٌ

تعجب ہے بنو علی پر حالانکہ اُن کی بات کی تردید بہت ہے

یسمّون النبی ابًا و یابی من الاحزاب سطرٌ بل سطورٌ

نبی کو باپ کہتے ہیں حالانکہ سورۂ احزاب کی سطر بلکہ کئی سطریں اس کا انکار کرتی ہیں

مراد اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے (ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم) ۔

باوجودیکہ شیعہ تھا، کہتا ہے :

شاءُ من الناس راتعٌ ھاملُ یعلّلون النفوس بالباطلُ

تقتل ذرّیۃ النبیّ و یر جون جنان الخلود للقاتلُ

ویلك یا قاتل الحسین لقد نؤتَ بحملٍ ینؤ بالحاملُ

ایّ حباءٍ حبوتَ احمدَ فی حفرتہٖ من حرارۃِ الثاکلُ

بایّ وجہٍ تلقی النبیَ و قد دخلتَ فی قتلہٖ مع الداخلُ

ھلمّ فاطلبْ غدًا شفاعتہٗ اولا فردْ حوضہٗ مع الناھلُ

ما الشكُ عندی فی حال قاتلہٖ لکنّنی قد اشكُ فی الخاذلُ

نفسی فداء الحسین حین غدا الی المنایا غدوًّا ولا قافلُ

ذالك یوم انخیٰ بشفرتہٖ علیٰ سنام الاسلام والکاھلُ

حتّٰی متیٰ انتِ تعجبین ولا تنزل بالقوم نقمۃُ العاجلُ

لا یعجل اللّٰہُ ان عجلتَ وما ربّك عمّا یرید بالغافلُ

وعاذلی انّنی احبُّ بنی احمدَ، فالترب فی فم العاذلُ

قد ذقتُ ما دینکم علیہ فما وصلتُ من دینکم الی طائلُ

دینکم جفوۃُ النبیِ وما المستجافی لآل النبیِّ کالواصلُ

مظلومةٌ والنبیُّ والدھا نذیر ارجاء مقلتٍ حافلْ
الّا مصالیتُ یغضبونَ لھا بسلّة البیض والقنا الذابلْ

اور کہتا ہے :

آلُ النبی ومن یحبّھمُ — آلِ نبی اور جو اُن سے محبّت کرتے ہیں
یتطامنون مخافةَ القتلِ — قتل کے خوف سے سر جھکائے ہوئے ہیں۔
آمنوا النصارٰی والیھودُ وھمْ — نصاریٰ و یہود کو تو امن دی حالانکہ
من امّة التوحید فی ازلِ — توحید والے تنگی میں ہیں۔

رشید کو یہ شعر اس کے مرے پیچھے سنائے گئے تو کہنے لگا جی چاہتا ہے کہ اس کی قبر کھود کر اس کو جلا دوں۔
اس کے بہترین اشعار رشید کے بارے میں یہ ہیں :

یا زائرینا من الخیام حیّا کما اللہ بالسلام
یحزننی ان اطفتمابیْ ولم تنالا سوی الکلام
لم تطرقانی وبی حراکٌ الی حلالٍ ولا حرام
ھیھاتَ للّھو والتصابیْ وللغوانیْ وللمدام
اقصرَ جھلی وثابَ حلمی ونھنهَ الشّیبُ من غرامی
عمرا بیھا لقد تولّت سالمةَ الخدِّ من عذامی
للہ حبّیْ وترب حبّیْ لیلةَ اعیاھما مرامی
آذنتانیْ بطولِ ھجرٍ وغرّبانیْ مع السّوام
وانطوَ ثانیْ علی ملامٍ والشیب شرٌّ من الملام
بورك ھارونُ من امامٍ لطاعة اللہ ذی اعتصام
لہٗ الی ذی الجلالِ قُربیٰ لیست لعدلٍ ولا امام
یسعیٰ علی امّة تمنّیٰ ان لو تقیہ من الحمام
لو استطاعت لقاسمتہٗ اعمارَھا قسمةَ السّھام
یا خیرَ ماضٍ وخیرَ باقٍ بعد النبیّین فی الانام

ما استودع الدین من امامٍ — حامیٰ علیہ کما تحامیٰ
یا انس من رأیہٖ برأیٍ — اصدقُ من سلّۃ الحسام

اور کہتا ہے : ؎

اعمیرُ کیف لحاجۃٍ — طلبتُ الی صمّ الصخور
للہ درُّ عداتکم — کیف انتسبن الی الغرور
ان اللّیالی ضمّنّنی — ووسمننی سمۃ الکبیر
اَطفأنَ نورَ شبیبتی — وفرشنني کنف القبور
ولقد تبیت انامِلی — یجنِین رمّان النحور

العتّابی :-

وہ کلثوم بن عمرو، بنو تغلب بنو عتاب سے ہے اور عمرو بن کلثوم تغلبی کی اولاد سے ہے اسکی کنیت ابو عمرو ہے اچھا شاعر اور اچھا خطوط نویس تھا ۔ یہ بات سوائے اسکے کسی میں نہیں پائی جاتی جب مامون نے اسے بلایا اور وہ گیا تو مامون نے اس سے کہا مجھے آپکے مرنے کی خبر ملی تو بڑا افسوس ہوا، پھر معلوم ہوا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو خوشی ہوئی ۔ عتابی نے کہا اے امیر المومنین ! اگر آپ ان کلمات کو اہل ارض پر تقسیم کر دیتے تو وہ فراخی محسوس کرتے اس لیے کہ دین بھی آپ ہی سے قائم ہے اور دنیا بھی ۔ ہارون نے کہا مجھ سے مانگ، بولا آپ کا ہاتھ عطیات کی طرف میری زبان سے زیادہ تیز ہے ۔

اس کے یہ شعر عذر کے بارے میں پسند کئے گئے ہیں : ؎

ردّتْ الیك ندامتي املي — میری ندامت نے میری امید کو ہرا کر دیا
وثنی الیك عنانہٗ شکری — اور میرے شکر نے آپ کو متوجہ کر دیا
وجعلت عتبك عتبۃ موعظتي — میں نے آپ کی ناراضی سے نصیحت پکڑی ہے
ورجاءُ عفوكِ منتھی عذری — آپ کی معافی کی امید میرے عذر کا منتہی ہے

شکر کے بارے میں اس کا یہ قول پسند کیا گیا ہے : ؎

ما ذا عسیٰ قائلٌ یثنی علیک وقد	کہنے والے آپ کی تعریف کریں تو کیا ہوا،
ناداک فی الوحی تقدیسٌ وتطہیرٗ	کیونکہ وحی نے آپ کی تقدیس وتطہیر کی ہے
فُتَّ المدائحَ الّا انَّ السنتنا	تو مدائح سے بالاتر ہے مگر یہ تو در اصل ہماری زبانیں
مستنطقاتٌ بما تخفی الضمائرُ	ضمیر کی طرف سے بول رہی ہیں۔

علی بن جبلہ :-

علی بن جبلہ اندھا تھا، ابو دلف قاسم بن عیسیٰ کا مداح تھا، کہتا ہے :

انّما الدنیا ابو دلفٍ	دُنیا ابو دلف ہے
بین مَغزاہ و مُحتضرہٖ	اس کے جہاد و حضور کے درمیان
فاذا ولّٰی ابو دلفٍ	جب ابو دلف چلا جاتا ہے
ولّتِ الدنیا علی اثرہٖ	تو دنیا بھی چلی جاتی ہے

حمید بن عبد الحمید کی تعریف کیا کرتا تھا، حمید نے ابو دلف کے بارے میں یہ شعر سنے تو بولا آپ نے ہماری مدح کے لئے کیا چھوڑا۔ تو اس نے یہ شعر کہے :

انّما الدنیا حمیدٌ	دنیا حمید ہے
وایادیہ الجسامُ	اور اس کے عطیات
فاذا ولّٰی حمیدٌ	اگر حمید چلا جائے
فعلی الدنیا سلامُ	تو دُنیا کو سلام

حمید کے بارے میں کہتا ہے :

دجلۃ تسقی وابو غانم	دجلہ سیراب کرتا ہے اور ابو غانم
یطعم من تسقی من الناس	کھلاتا ہے جنہیں دجلہ پلاتا ہے
والناسُ جسمٌ وامامُ الہدیٰ	لوگ جسم ہیں، امام ہدایت سر ہے
رأسٌ وانت العین فی الرأس	اور تو سر میں آنکھ کی جگہ ہے۔

حسن بن سہل کے بارے میں کہتا ہے : ؎

اعطیتنی یا ولی الحق مبتدئاً	تو نے مجھے بے دیکھے ایسا عطیہ دیا
عطیۃً کافأت مدحی ولم ترنی	جو میری مدح سے بڑھ گیا ۔
ما شمت برقك حتی نلت ریّقہ	میں نے ابھی آپ کی بجلی بھی نہیں دیکھی تھی کہ اس کا اول حصہ مجھے
کأنّما کنت بالجدوی تبادرنی	پہنچ گیا گویا آپ سخاوت کے ذریعہ مجھ سے سبقت کرنا چاہتے تھے

حمید کے بارے میں کہتا ہے : ؎

الیٰ اکرم قحطانٍ	وصلنا السهب بالسهب
الیٰ مجتمع النیل	وملقیٰ ارحلِ الرکب
حمیدٌ مفزع الامّـ	ـةِ فی الشرق وفی الغرب
کأنّ النّاس جسمٌ وهـ	ـو منه موضع القلب
اذا سالمَ ارضاً غـ	ـنیتْ آمنةَ السرب
وان حاربها حلّتْ	بها راغیةُ السقْب
اذا لاقیٰ رعیل المو	تِ بالشطبةِ والشطب
وبالملذ یةِ الخضر	وبالهند یةِ القضب
غدا مجتمع القلب	لهٗ جندٌ من الرعب
فیا فوز الّذی والیٰ	ویا بوس أخی المذنب
ایا ذا الجود فاسلم ما	جرتْ حقبٌ الی حقب
فانت الغیث فی السلم	وانت الموت فی الحرب
وانت الجامع الفار	ق بین البعدِ والقرب
بك الله تلافی النّا	سَ بعد العثرِ والنکب
وردّ البیض والبیض	الی الاغمادِ والحجب
باقدامك فی الحرب	واطعامك فی اللزب
فکم آمنتَ من خوفٍ	وکم اشبعتَ من شغب

وکم اصلحت من خطب   وکم ایممت من خطب
وما تمہرھا الّا   دراکُ الطعنِ والضرب
تناھت بك قحطانُ   الی الغایۃ والحسب
ففاتت شرف الاحیا   ءِ، فوتَ الرأسِ للعجب

وہ شعر جس میں وہ کفر یا کفر کے قریب پہنچ گیا ہے یہ ہیں، جو ابودلف کی تعریف میں ہیں: ؎

انتَ الذی تنزل الایام منزلھا   تو دنوں کو ان کے مقام پر اتارتا ہے
وتنقل الدھر من حالٍ الی حالِ   اور زمانے کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھیرتا ہے
ومامددت مدی طرفٍ الی احدٍ   تو جب کسی کی طرف نظر کرتا ہے
الّا قضیت بارزاقٍ وآجالِ   تو رزق یا موت تقسیم کرتا ہے
تزود سخطاً فتمسی البیضُ راضیۃً   ناراض ہوتا ہے تو تلواریں راضی ہو جاتی ہیں
وتستھلّ فتبکی اوجہُ المالِ   اور ہنستا ہے تو مال رونے لگتا ہے۔

اسی قصیدے میں کہتا ہے: ؎

کأنّ خیلك فی اثناء غمرتھا   حملہ کے وقت تیرے گھوڑے
ارسالُ قطرٍ نھا می فوق ارسالِ   بارش کی طرح برستے ہیں۔
یخرجن من غمرات الموت سامیۃً   وہ موت کے شدائد سے نکلتے ہیں عزت کے ساتھ
نشرَ الانامل من ذی القرۃ الصالی   جیسے ٹھنڈ محسوس کرنے والے تاپنے والی کی انگلیاں ہوں۔

یہ مضمون اس نے جعفی سے لیا ہے اس نے گھوڑوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے: ؎

یخرجن من خلل الغبار عوابسًا   وہ غبار حرب سے ترش رو نکلتے ہیں۔
کاصابع المقرورِ اقعی فاصطلی   جیسے سردی لگے ہوئے تاپنے والے کی انگلیاں

مراد یہ ہے کہ جیسے تاپنے والے کی انگلیاں برابر ہوتی ہیں اسی طرح وہ گھوڑے برابر نکلتے ہیں کیونکہ جب تاپتے ہیں تو انگلیوں کو ملا لیتے ہیں۔ حمید کہتا ہے: ؎

والجود فی کفّ غیرہٖ خشنٌ   سخاوت دوسروں کے ہاتھوں میں سخت ہے۔
وھو بکفیہٖ لیّنٌ مرِبٌ   مگر اس کے ہاتھوں میں نرم ہے

یہ مضمون اس نے مسلم سے لیا ہے: ؎

الجود اخشن مسّا یا بنی مطرٍ	اے بنو مطر! سخاوت سے تم کو
من ان تبزکموہ کفّ مستلبٍ	کوئی بھی نہیں چھین سکتا

نیز کہتا ہے: ؎

جلاء مشیبٍ نزلْ	وانس شبابٍ رحلْ
طوی صاحبٌ صاحبًا	کذاك اختلافُ الدُّوَلْ
شبابٌ کأنْ لم یکنْ	وشیبٌ کأنْ لم یزلْ
کأنَّ حسور الصِبا	عن الشیب حین اشتعلْ
تَرها املٌ موفقٌ	اطلّ علیه اجلْ

یہ مضمون اس سے محمود وراق نے لیا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے: ؎

بکیت لقرب الاجلْ	تو قربِ اجل کی بنا پر روتا ہے۔
وبعد فوات الاملْ	جبکہ امیدیں ختم ہوگئیں
ووافد شیبٍ طرا	بوڑھاپا آگیا
بعقب شبابٍ رحلْ	اور جوانی کوچ کرگئی
شبابٌ کأنْ لم یکنْ	جوانی گویا تھی ہی نہیں
وشیبٌ کأنْ لم یزلْ	اور بوڑھاپا زائل نہیں ہوگا
طواك بشیرُ البقا	زندگی کا بشیر گیا
وحلّ نذیرُ الاجلْ	اور موت کا نذیر آگیا

اسی مضمون میں عبد الحمید الکاتب کہتا ہے: ؎

ترحّلَ مالیس بالقافلِ	کوچ کرگیا جو وہ لوٹنے والا نہیں
واعقب مالیس بالآفلِ	اور پیچھے چھوڑ گیا اس کو جو جانے والا نہیں
فلهفی من الخلفِ النازلِ	مجھے آنے والے پر افسوس ہے۔
ولهفی من السلفِ المراحلِ	اور جانے والے پر بھی افسوس ہے

ابکی علی ذا وابکی لذا — اس کو بھی روتا ہوں اور اس کو بھی
بکاءَ المولّهة الثاکلِ — جیسے ماں بچّوں کو روتی ہے
تبکی علی ابنٍ لها قاطعٍ — روتی ہے ایک قاطع رحم بچے پر
وتبکی علی ابنٍ لها واصلٍ — اور روتی ہے ایک سلوک کرنے والے بیٹے پر
تقضّتْ غوایاتُ سکرِ الصّبا — بچپن کی باتیں ختم ہوگئیں
وردّ التقیٰ عنق الباطلِ — اور پرہیزگاری باطل پر غالب آگئی۔

میں سمجھتا ہوں علی بن جبلہ نے یہ مضمون حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اُس چٹھی سے لیا ہے جو انھوں نے کسی گورنر کو لکھی تھی: ؎

امّا بعدُ، فکأنّكَ بالدنیا لم تکنْ — گویا تو دُنیا میں نہیں تھا
وبالآخرة لم تزلْ — اور آخرت میں ہمیشہ رہیگا

ابنِ مناذر:-

وہ محمد بن مناذر، بنو یربوع کا آزاد کردہ غلام ہے کنیت ابو ذریح ہے۔ بعض نے ابو جعفر کنیت بتائی ہے، جب عبدالحمید بن عبدالوہاب ثقفی مرگیا تو بصرہ سے مکہ چلا گیا وہیں رہا حتیٰ کہ مرگیا۔ وہ سفیان بن عیینہ کے پاس آیا جایا کرتا تھا، سفیان اس سے غریب حدیث اور انکے معانی دریافت کیا کرتے تھے، باوجود بوڑھاپے کے نوجوانی کی باتوں کے بارے میں کہتا ہے: ؎

هل عندکم رخصة عن الحسن البصری فی اللهو وابن سیرینا
کیا حسن بصریؒ اور ابن سیرین کھیل کود کے بارے میں فتویٰ دیتے ہیں؟
انّ سفاهًا بذی الجلالةِ والشیبة الّا یزالَ مفتونا
لڑکپن کی باتوں سے اب تک ایک، بڈھے کو دل چسپی ہے۔
لبستُ طوق الصبا وبارقةُ — وقد مضتْ من سنّی ستّونا
میں نے لڑکپن کا طوق پہن لیا ہے — حالانکہ ساٹھ سال کا ہوچکا ہوں

اسی قصیدے میں ہارون الرشید سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے : ؎

لما رأینا ھارون صار لنا اللیل نھارًا بضوءھا رونا

جب ہم نے ہارون کو دیکھا تو رات دن کی طرح روشن ہو گئی

فلو سألنا لحسن وجھك یا ھارون صوب الغمام أسقینا

اگر ہم تیرے حسن کی بنا پر اے ہارون بادلوں سے پانی طلب کریں تو وہ پانی برسا دیں

خالد بن طلیق کے بارے میں کہتا ہے، یہ بصرے کا قاضی مقرر ہوا تھا : ؎

قل لامیر المؤمنین الذی من ھاشم فی سرھا واللباب

وہ امیر المؤمنین جو بنو ہاشم سے ہے اس سے کہہ دو

ان کنت للسخط عاقبتنا بخالدٍ فھو اشد العقاب

اگر بنا بر ناراضی کے ہمیں سزا دی ہے کہ خالد کو قاضی بنایا ہے تو یہ بڑا عذاب ہے

کان قضاۃ الناس فیما مضیٰ من رحمۃ اللہ وھذا عذاب

پچھلے قاضی تھے رحمتِ الٰہی، اور یہ عذاب ہے

یا عجبًا من خالدٍ کیف لا یخطئ فینا مرۃً بالصواب

خالد پر تعجب ہے کہ بھولے سے بھی تو ہمارے حق میں صحیح فیصلہ نہیں کرتا۔

کہتا ہے : ؎

جعل الحاکم یا للناس من آل طلیق آل طلیق سے حاکم بنا ہے جو قابلِ سخریہ ہے

ضحکۃ یحکم فی الناس برأی الجاثلیق پادریوں کی طرح فیصلہ کرتا ہے

انی قاضٍ انت للنقض وتعطیل الحقوق تو توڑ پھوڑ اور حقوق مارنے کیلئے قاضی بنا ہے۔

یا ابا الھیثم ما انت لھذا بخلیق اے ابو الہیثم! تو اس لائق نہیں ہے

لا، ولا انت لما حملت منہ بمطیق نہیں ہرگز نہیں نہ تو اس بار کو اٹھا سکتا ہے

کہتا ہے۔ (یہ شعر اور اوپر والے شعر مصرعے نہیں پورے پورے شعر ہیں) : ؎

الا یا قمر المسجد ھل عندك تنویل اے مسجد کے چاند کچھ دے

شفائی منك ان تولتنی شم وتقبیل میری شفا بوسہ اور سونگھنا ہے۔

سلا کلُّ ذی وُدٍّ وفؤادی بک مشغولُ — ہر ایک دل کو صبر آگیا مگر میرا دل تیرے ساتھ مشغول ہے۔
لقد حُمّلتُ من حُبّیک ما لا یحمل الفیلُ — تیری محبت کا بار گراں میں نے اٹھایا ہے کہ ہاتھی بھی نہیں اٹھاتا

آخر میں کہتا ہے: ؎

وھذا الشعر فی الوزنِ — اس شعر کا وزن
لمن کان له عُقُولٌ — عقل والوں کے لئے
مفاعیلُ مفاعیلُ — مفاعیل، مفاعیل
مفاعیلُ مفاعیلُ — مفاعیل، مفاعیل ہے۔

کہتا ہے: ؎

رضینا قسمة الرحمٰن فینا — ہم خدائی تقسیم پر راضی ہیں
لنا حسبٌ وللثقفیِّ مالٌ — ہمارے لئے حسب ہے اور ثقفی کے لئے مال ہے
وما الثقفیُّ إن جادت کساهُ — ثقفی کے کپڑے خواہ کتنے ہی اچھے ہوں
وراعک شخصُهُ إلّا خیالٌ — اور تمہیں کتنا ہی بھلا لگے مگر وہ ایک خیال ہے

عبداللہ بن محمد بن ابی عیینہ:-

اس کی کنیت ابوجعفر ہے اور ابو عیینہ بن مہلب بن ابی صفرہ ہے۔ طاہر سے اس کے اچھے تعلقات تھے، ایک دفعہ آیا تو امید پوری نہ ہوئی تو یہ شعر لکھ کر بھیجے: ؎

مَن آنسته البلاد لم یرمُ — جو شہر انسان کو سازگار ہوتے ہیں اس کو نہیں چھوڑتا
عنها، ومن أوحشته لم یقمُ — اور جو ناساز ہوں وہ وہاں نہیں ٹکتا۔
ومَن یبتْ والھموم قادحةٌ — جو غموں میں رات گزارے
فی صدرہ بالزناد لم ینمِ — وہ کیسے سو سکتا ہے
ومن یری النقص فی مواطنه — جو نقص کے مقامات دیکھیگا
یزلْ عن النقص موطئ القدمُ — تو ان کو چھوڑ دے گا۔

یا ذا الیمینین لم ازرك ولم	اے ذالیمینین میں تیرے پاس
آتك من خلة ولا عدم	ضرورتمند ہو کر نہیں آیا
انی من الله فی مراح غنیً	اللہ نے مجھے وسعت دی ہے
ومغتدٍ لی واسع وفی نعم	اور انعام و اکرام کیا ہے۔
زارتك بی همةٌ منازعةٌ	میری بلند ہمت ایک بلند چیز کی
الیٰ جسیمٍ من غایة الهمم	تلاش میں تجھ تک لے آئی تھی
فان أنل همتی فانت لها	اگر میں اپنا مقصد تجھ سے پالوں
فی الحق حق الاخاء والرحم	تو یہ میرا حقِ قرابت و دوستی ہے۔
وان یعق عائقٌ فلست علی	اور اگر نہ پاؤں تو میں آپ کو
جمیل رای عندی بمتّهم	متّہم نہیں کرتا
فی قدر الله ما احملهٔ	اللہ کے ہاتھ میں ہے میرے معاملہ میں دیر
تعویق امری واللوح والقلم	ہونا اور لوح و قلم کے قبضہ میں ہے
تضیق السبل والفجاج علی	کسی شریف انسان پہ راہ بند نہیں ہوتی
حرٍ کریمٍ بالصبر معتصم	جب صبر کا دامن تھامے ہوئے ہو۔
ماضٍ کحدّ السنان فی طرف ال	جو اپنے ارادوں میں نیزے کی انی
عامل اوحدّ مرهفٍ خذم	یا قاطع تلوار کی طرح گذر جانے والا ہے۔
اذا ابتلاه الزمان کشفهٔ	جب زمانہ اس کو مبتلا کرے۔
عن ثوب حریةٍ وعن کرم	تو وہ شریف ہی رہے۔

کہتا ہے: ؎

یا ذا الیمینین ما شیءٌ اقامته	اے ذوالیمینین! وہ کیا چیز ہے جس کا
علی الاطالة اقصاءٌ ونقصیر	قرب باعثِ دوری ہے۔
وما شهاب منیرٌ قد اضربه	اور وہ کونسا چمکدار ستارا ہے کہ
همّ ببابك حتّی ماله نور	تیرے دروازے پر آکر بے نور ہو گیا۔

کہتا ہے: ؎

یا ذا الیمینین انّ العتا — اے ذوالیمینین عتاب بعض دلوں کو
ب، یشفی صدوراً و یغری صدورا — ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بعض کو گرما دیتا ہے
وکنت اُری انّ ترکَ العتا — گو میں سمجھتا ہوں ترکِ عتاب
ب، خیرٌ واجدرُ اَلّا یضیرا — بہتر اور غیر ضرر رساں ہے۔
الیٰ ان ظننتُ بان قد ظننتَ — حتّٰی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ یہ خیال کرتے ہیں
انّی لنفسی ارضی الحقیرا — کہ میں حقیر چیز پر راضی ہو سکتا ہوں
فاضمرتِ النفس فی وھمھا — لھذا دل میں ایک غم بیٹھ گیا
من الھمّ ھمّاً یکدّ الضمیرا — جس سے دل ملول رہنے لگا۔
ولا بدّ للماء فی مرجلٍ — ہانڈی کا پانی جو آگ پر دھری ہو۔
علی النّار موقدۃ ان یفورا — ضروری ہے کہ جوش مارے۔
ومن اشرب الیاس کان الغنی — جو نا امید ہو گیا غنی ہو گیا
ومن اشربِ الحرص کان الفقیرا — حرص انسان کو حقیر بنا دیتی ہے
علام وفیم ادی طاعتی — میں آپ کو فرمانبرداری،
لدیك ونصری لك الدّھر بورا — اور آپ کی مدد کو کیوں سبب ہلاکت سمجھتا
الداكُ بالمصر أدعو البعید — کیا میں شہر میں لوگوں کو آپ کی طرف دعوت
الیك وادعو القریبَ العسیرا — نہیں دیتا تھا، جو آپ سے دور تھے
الداكُ اوّل آتٍ آتاك — کیا میں سب سے پہلا انسان نہیں جو
بطاعۃِ من کانَ خالفی بشیرا — لوگوں کی فرمانبرداری کی خوشخبری لائے
ففیمَ تقدّمُ جفا لۃِ — پھر یہ کیا بات ہے، کہ میں تو آپ کی طرف بڑھتا ہوں
الیك اماحی و ادعیٰ اخیرا — مگر پیچھے رکھا جاتا ہوں۔
کأنّك لم تدرِ انّ الفتی ال — گویا آپ جانتے ہی نہیں کہ ایک
حمیّ، اذا زار یوماً امیرا — غیور انسان جب کسی ایسے امیر سے ملتا ہے

يقدّم من دونه قبله ' جو کم درجہ والوں کو اس پر فضیلت دے
أليس يكون بسخطٍ جديرا تو کیا وہ ناگواری نہیں محسوس کرتا۔
ألست ترى انّ سفّ التراب کیا اس پر مٹی ڈال دینا
به كان أكرم من ان يزورا ایسی ملاقات سے اچھا نہیں ہوگا
فهل لك في الاذن لي راضيًا کیا آپ بخوشی مجھے اجازت دیتے ہیں۔
فانّي أرى الاذن غنمًا كبيرا کیونکہ میں اجازت کو غنیمتِ کبری سمجھتا ہوں۔

پھر اس کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے: ـــ

وما طاهر الّا شفاةٌ تحرّكتْ برائحةِ الفضل بن سهل فمرّتِ
فاغنتْ ريح الفضل كلّ غنائها وبالفضل ساءت حين ساءت وسرّتِ

اس سے جدا ہوتے ہوئے کہتا ہے: ـــ

هو الصبر والتسليم لله والرّضى رضا بقضا کے سوا کیا چارہ ہے
اذا نزلت بي خطّة لا أشاؤها جب مجھ پر ناگوار مصیبت پڑے۔
اذا نحن أبنا سالمين بأنفسٍ جب شریف نفوس کو سالم لے آئیں۔
كرامٍ رجت أمرًا فخاب رجاؤها اور امیدیں پوری نہ ہوں
فانفسنا خير الغنيمة انّها تو ہماری جانیں غنیمت کبری ہیں
تئوب وفيها ماؤها وحياؤها درآنحالیکہ عزت سے لوٹ آئیں۔
هي الانفسُ الكبرى التي ان تقدّمتْ وہ شریف نفوس ہیں خواہ تقدم کریں یا
او استأخرتْ فالقتل بالسيف داؤها تاخر قتل بالسیف ہی ان کی بیماری ہے
سيعلم ذو العينين أنّ عداوتي ذوالعینین جانتا ہے کہ میری عداوت
له ريق أفعى ما يصاب دواؤها سانپ کا زہر ہے جس کی کوئی دوا نہیں۔

کہتا ہے: ـــ

تستقدم النعجتانِ والبرق في زمنٍ سوقُ أهله الملق
عورٌ وحولٌ وبيناقٌ لهم كأنّه بين أسطرٍ لحق

هٰذا زمانٌ بالناس منقلبٌ ظهرًا لبطن جدید ذہ خلق

اُس کا بھائی عیینہ، خالد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب کی ہجو کیا کرتا تھا اور اسکے لشکر میں تھا اور دوست تھا کہتے ہیں کہ ابوعیینہ کا نام اسکی کنیت ہے، مگر اس کے باوجود اس کی کنیت ابو المنہال بھی تھی کہتا ہے: ؎

لقد خزیت قحطانُ طرًّا بخالدٍ — قحطانی خالد کی وجہ سے رسوا ہو گئے، تو کیا اے مضر

فهل لك فیه یخزك الله یا مضر — خدا تجھے ذلیل کرے تجھے بھی اس کی ضرورت ہے

رشید کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا، تو اس نے کہا قحطانی اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ کہتا ہے: ؎

لهٗ منظر یعمی العیونَ سماجةً — آنکھیں اسکی بدصورتی سے اندھی ہو ئی جاتی ہیں

وان یُختبرْ یومًا فیا سوءَ مختبرْ — اور باطن کو دیکھا جائے تو وہ اور بھی اندھا ہے

ابوك لنا غیثٌ نعیشُ بسَیْبهٖ — تیرا باپ بارش ہے جس کی وجہ سے ہم زندہ ہیں

وانت جرادٌ لست تُبقی ولا تذرُ — اور تو ٹڈی ہے جو کچھ بھی نہیں چھوڑتا۔

لهٗ اثرٌ فی المکرماتِ یسرُّنا — وہ خوش کُن کارنامے کرتا ہے۔

وانت تُعفّی دائمًا ذالك الاَثرُ — اور تو اس اثر کو ہمیشہ مٹاتا ہے۔

تُسیءُ وتمضی فی الاساءةِ دائبًا — تو ہمیشہ برا کرتا ہے

فلا انتَ تستحیی ولا انتَ تعتذرُ — نہ حیا کرتا ہے نہ عذر پیش کرتا ہے۔

اسی قصیدے میں کہتا ہے: ؎

اِنّ اضیافَ خالدٍ و بنیهِ — خالد کے مہمان اور فرزند

لیجوعون فوقَ ما یشبعونا — اتنے سیر نہیں ہوتے جتنے بھوکے رہتے ہیں۔

وتراهُمْ من غیر نسكٍ یصومو — بغیر زہد کے روزے رکھتے ہیں۔

نَ، ومن غیر علّةٍ یحتمونا، — اور بغیر مرض کے پرہیز کرتے ہیں۔

کہتا ہے: ؎

لقد جعلت تعرّضُ لی مصادُ — تعرضُ من یُریدُ ولا یرادُ

فقلتُ لها کسدت فلا تغنّی — کذاك لكلّ نافقةٍ کسادُ

فان ترضی فقد قبلتك عینی — ولکن لیس یقبلك الفؤادُ

فمالك إن أقمت على رزقٌ ولا لك إن ظعنت على زادُ

اور کہتا ہے: ؎

انا من وجد بدنیای منها ومن العذال فیها ملقی
زعموا انی صدیق لدنیا لیت ذا الباطلُ قد صار حقا

ایک دوسرے قصیدہ میں کہتا ہے: ؎

کم أكلةٍ لو قد دُعِيْـ	کتنے لقمے جو تجھے کفر ہی
تَ ، بها الی كفرٍ كفرتا ،	سے مل سکتے تھے تو تو نے کفر کیا
ودعاك عاملُ عسقلا	تجھے عسقلان کے عامل نے دعوت کیلئے بلایا
نَ ، الی ولیمته فطرتا ،	تو تو بھاگا ہوا گیا
فاقمت سبتًا عنده	تو ایک سنیچر تک وہاں ٹھہرا
واقمت بعد السبتِ سَبْتا	پھر ہفتہ کے بعد ایک ہفتہ اور
ثمّ انصرفتَ ببطنةٍ	پھر تو لوٹا اور بدہضمی کا شکار تھا
وسرقتَ إبریقًا وطستا	اور لوٹا اور طشت چرا لایا
انتَ امرؤٌ لو متَّ ثمّ	تو اگر مر جائے اور روٹی کی
وجدتَ ریح الخُبزِ عشْتا	خوشبو بھی آ جائے تو زندہ ہو جائے۔

اور اس کا یہ قول پسند کیا گیا ہے: ؎

خالدٌ لولا ابُوهُ	اگر خالد کا باپ نہ ہوتا
کانَ والکلبُ سواءً	تو وہ کتے کے برابر ہوتا
لو کما ینقص یزدا	جتنا گھٹتا ہے اگر اتنا بڑھتا
دُ ، اذا نال السماءً	تو آسمان تک پہنچ جاتا

اور اس کا قول: ؎

علی سِلمه أسدٌ باسلٌ	صلح کے زمانے میں شیر بر ہے
وعن حربه ثعلبٌ مقرفُ	اور لڑائی کے وقت ذلیل لومڑی ہے۔

ضَیَّعتِ عہدَ فتیً بعہدِكِ حافِظٌ — تونے ایسے نوجوان کے عہد کو ضائع کردیا جو تیرے عہد کا پاس کرتا
فی حفظہٖ عجبٌ و فی تضییعِكِ — تھا، اسکی حفاظت اور تیرا ضائع کردینا دونوں عجیب ہیں
وذہبتِ عنہ فمالہٗ من حیلۃٍ — تو چلی گئی اب اس کے پاس کیا حیلہ ہے۔
اِلّا الوقوفُ اِلٰی اَوانِ رجوعِكِ — مگر یہ کہ وہ تیرے لوٹنے تک انتظار کرتا ہے
متخشّعًا یُذْرِیْ علیكِ دموعَہٗ — وہ افسوس سے تجھ پر اپنے آنسو بہاتا ہے۔
اَسَفًا ویعجبُ من جمودِ دموعِكِ — اور تیرے آنسوؤں کے خشک ہونے پر تعجب کرتا ہے۔
ان تفتنیہ وتذہبی بفؤادہٖ — اگر تونے اس کا دل موہ لیا ہے اور لے لیا ہے
فبحسنِ وجھكِ لا بحسن صنیعكِ — تو یہ چہرے کی خوبصورتی سے ہے حسنِ سلوک سے نہیں

ایک شخص نے مال کی بنا پر ایک عورت سے شادی کی تھی اُس کے بارے میں کہتا ہے: ؎

رأیتَ اثاثَھا فطمعتَ فیہ — تونے اسکی دولت دیکھی تو لالچ دامن گیر ہوگیا۔
وکم نصبتْ لغیرِكَ بالاثاثِ — وہ کتنے لوگوں کے سامنے مال لے کر آئی۔
فصیِّرْ امرھا بیدَیْ اَبیھا — اس کا معاملہ اس کے باپ کے سپرد کردے
وسرِّحْ من حبالكَ بالثلاثِ — اور تین طلاقیں دے دے۔
واِلّا فالسلامُ علیكَ منّی — ورنہ تجھ پر سلام
سابدأُ من غدٍ لكَ بالمراثیْ — کل میں تیرا مرثیہ لکھونگا۔

کہتا ہے: ؎

فیا طیبَ ذاكَ لقصرِ قصرًا ومنزلًا — یہ قصر کتنا اچھا ہے
بافیحَ سھلٍ غیرِ وعرٍ ولا ضنكٍ — کتنا وسیع اور کتنا عمدہ ہے
بغرسٍ کابکارِ الجواریْ وتربۃٍ — درخت، جیسے کنواری لڑکیاں اور مٹی
کأنّ ثراھا ماءُ وردٍ علی مسكٍ — جیسے مشک میں گلاب ملا ہوا ہو
کأنَّ قصورَ القومِ ینظرنَ نحوہٗ — قوم کے محلات اس کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں۔
الی ملكٍ موفٍ علی منبرِ الملكِ — جیسے کوئی بادشاہ منبر پر کھڑا ہوا۔
یدلُّ علیھا مستطیلًا بفضلہٖ — کہ اس کی اچھائی پہ ناز کرتے ہوئے ہنستا ہو

فیضحك منها وهی مطرقۃٌ تبکی — اور وہ گویا سر جھکائے روتی ہو۔

بصرہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

یا جنّۃً فاتتِ الجنانَ فما — تبلغها قیمۃٌ ولا ثمنٌ
ألفتُها فاتخذتُها وطنًا — انّ فؤادی لحسنها وطنٌ
زوجُ حیتانِها الضبابُ بها — فهذہ کنّۃٌ وذا ختنٌ
فانظرْ وفکّرْ فیما تطیف بہ — إنّ الاریبَ المفکّرَ الفطنُ
من سفنٍ کالنعام مقبلۃٍ — ومن نعامٍ کأنّها سفنٌ

یہ شعر بطور کہاوت استعمال کئے جاتے ہیں: ؎

داودُ محمودٌ وانتَ مذمّمٌ — داؤد اچھا ہے اور تو برا ہے
عجبًا لذاك وانتما من عودٍ — تعجب ہے حالانکہ تم دونوں کی اصل ایک ہے
ولربّ عودٍ قد یشقّ لمسجدٍ — بہت سی لکڑیاں مسجد کے لئے چیری جاتی ہیں۔
نصفٌ وسائرہ لحشّ یهودِ — اور اُن کا بقیہ یہودیوں کے پاخانے کے لئے
فالحشُّ انت لہٗ وذاك لمسجدٍ — تو پاخانے کے لئے ہے اور وہ مسجد کے لئے
کم بین موضعِ مسلحٍ وسجودِ — کھال کھینچنے اور مسجدے کی جگہ میں کتنا فرق ہے۔

محمّد بن یسیر :-

وہ اسد سے ہے، ان کا آزاد کردہ ہے۔ ابونواس اسکے دور میں تھا، اسکے بعد عرصہ تک زندہ رہا۔ اس کے بہت سے اشعار بطور ضرب المثل بیان کئے جاتے ہیں۔ اُن میں سے یہ بھی ہیں: ؎

ماذا یکلّفك الروحاتُ والدلجُ — کیوں صبح و مسا مارا مارا پھرتا ہے۔
البرَّ طورًا وطورًا ترکبُ اللججا — کبھی خشکی میں کبھی دریاؤں میں۔
کم من فتًی قصرت فی الرزق خطوتُہٗ — کتنے نوجوان رزق کی طلب میں کوتاہ ہیں۔
ألفیتُہٗ بسهام الرزق قد فلجا — مگر انہیں رزق خوب ملتا ہے۔

انّ الامور اذا انسدّت مسالکها	جب معاملات کی راہیں بند ہو جائیں
فالصبر یفتح منها کلّ ما ارتتجا	تو صبر ہر راہ کو کھول دیتا ہے
لاتیأسنّ وان طالت مطالبةٌ	ناامید نہ ہو اگرچہ طلب کتنی ہی طویل ہو جائے
اذا استعنت بصبرٍ أن تری فرجا	اگر صبر کرو گے تو کشادگی پا لو گے
أخلق بذا الصبر أن یحظی بحاجته	صبر والا اپنی ضرورت کو پا لیتا ہے
ومومنِ القرع للابواب أن یلجا	اور دروازہ کھٹکانے والا ایک دن داخل ہو جاتا ہے

اور کہتا ہے : ؎

زارنا زورٌ فلا سلموا	واصیبوا أیةً سلکوا
أکلوا حتّیٰ اذا شبعوا	حملوا الفضل الّذی ترکوا
لم یکن رائیْ إضافتهم	غیر انّ الرأیَ مشترکٌ

اور کہتا ہے : ؎

ماذا علیّ اذا ضیفٌ تأوّبنی	جب رات کو مہمان آتے ہیں
ما کان عندی اذا أُعطیتُ مجهودی	تو جو کچھ میسّر ہوتا ہے پیش کر دیتا ہوں
جهد المقلِّ اذا اعطاه مصطبرًا	غریب کی کوشش جبکہ وہ صبر سے پیش کرے
ومکثرٍ من غنیً سیّانِ فی الجودِ	اور تونگر کی داد و دہش سخاوت کے اعتبار سے دونوں برابر
لا یعدم السائلون الخیرَ افعلهُ	سائل میری بھلائی سے محروم نہیں رہتے
إمّا نوالاً وامّا حسن مردودِ	یا کچھ دیدیتا ہوں یا خوبصورتی سے معذرت کر دیتا ہوں

اور کہتا ہے : ؎

اِصبر علی مضض الادلاج فی السحرِ	منہ اندھیرے چلنے کی تکلیف پر صبر کرو
وفی الرواح الی الحاجات والبکرِ	اور شام و صبح کے چلنے پر ضرورتوں کیلئے
لا تعجزنّ ولا یضجرکَ محبسها	نہ عاجز ہو نہ تنگ دل ہو خواہ دیر ہو جائے ۔
فالنجح یتلف بین العجز والضجرِ	کیونکہ کامیابی عجز و تنگی کے درمیان تلف ہو جاتی ہے
انّی رأیتُ وفی الایام تجربةٌ	میں نے دیکھا زمانے انسان کو تجربہ سکھا دیا

للصبر عاقبةٌ محمودةُ الاثر	کہ صبر کا پھل اچھا ہے
وقلّ من جدّ فی امرٍ یحاولہٗ	ایسے کم لوگ ہیں جنہوں نے کسی کام کیلئے کوشش کی ہو
واستعمل الصّبر اِلّا فاز بالظفر	اور صبر کیا ہو اور کامیاب نہ ہوئے ہوں ۔

اور کہتا ہے : ؎

شمّر نهاراً فی طلاب العلا	دن بھر بلند مراتب کیلئے کوشش کرتا رہ
واصبر علی هجر الحبیب القریب	اور دوست کی جدائی پر صبر کر
حتّٰی اذا اللیل اتی مقبلاً	جب رات آجاتی ہے ۔
واستترت فیہ عیونُ الرقیب	اور رقیبوں کی آنکھیں چھپ جاتی ہیں ۔
کم من فتیً تحسبہ ناسکاً	تو دیکھے گا کہ کتنے زاہد
یستقبل اللیل بامرٍ عجیب	رات میں عجیب عجیب حرکات کرتے ہیں
غطّٰی علیہ اللیل أستارہ	رات نے اس پر پردے ڈال دئے ہیں ۔
فبات فی خفضٍ وعیشٍ خصیب	لهٰذا وہ مزے اُڑا رہا ہے
ولذّةُ المافُون مکشوفةٌ	اور بے وقوف کی عیاشی کھل جاتی ہے ۔
یسعیٰ لها کلّ عدوٍّ رقیب	کہ ہر دشمن اُسے لئے پھرتا ہے ۔

اشجع السلمی

وہ اشجع بن عمرو ہے۔ بنو سلیم سے ہے۔ یہ امکہ سے اس کا تعلق تھا ان کے بارے میں اچھے اشعار لکھے ہیں ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں جو یحیٰی بن خالد کے بارے میں ہیں جبکہ وہ غائب ہوگیا تھا : ؎

قد غاب یحیٰی فما اریٰ احداً	یحیٰی چلا گیا تو سب وحشت محسوس کرتے ہیں ۔
یأنس اِلّا بذکرہِ الحسن	ہاں اس کے ذکر سے تسلّی ہو جاتی ہے ۔
اوحشتِ الارضُ حین فارقها	جب سے وہ جدا ہوا ہے زمین بڑی بڑی نعمتوں
من الایادی العظام والمنن	اور احسانات سے محروم ہوگئی

؎ واعظاں کو جلوہ بر محراب و منبر می کنند　　چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

لولا رجاءُ الایاب لانصدعت — اگر اس کے لوٹنے کی امید نہ ہوتی تو
قلوبنا بعدہٗ من الحزن — ہمارے دل اس کے پیچھے غم سے پھٹ جاتے

اسی کے بارے میں کہتا ہے:

رأیتُ بُغاۃَ الخیرِ فی کل وجھۃٍ — میں دیکھتا ہوں کہ مال کے طالب ہر طرف
لغیبۃِ یحیٰ مستکینینَ خُضّعا — یحییٰ کے چلے جانے کی وجہ سے بڑے ملول ہیں
فان یمسِ من فی الرقتین مؤمّلاً — اگر رقتین والے یحییٰ کے لوٹنے کی
لأوبۃِ یحیٰ نحوھا متطلّعا — آس لگائے ہوئے ہیں
فما وجہُ یحیٰ وحدہٗ غابَ عنھمُ — تو یہ اس لئے ہے کہ صرف یحییٰ کی ذات ہی ان سے غائب نہیں
ولکنّ یحیٰ غابَ بالخیرِ اجمعا — ہوئی بلکہ یحییٰ تمام بھلائیاں ساتھ لے گیا ہے۔

اور کہتا ہے:

اذا غابَ یحیٰ عن بلادٍ تغیّرت — جب یحییٰ کہیں سے غائب ہو جاتا ہے تو شہروں کے حالات بدل جاتے ہیں
وتشرقُ ان یحتلّھا فتطیبُ — اور جب آ جاتا ہے تو درست ہو جاتے ہیں۔
وانّ فعالَ الخیرِ فی کلِّ بلدۃٍ — ہر شہر میں بھلائی کے کام
اذا لم یکن یحیٰ بھا لغریبُ — جبکہ یحییٰ وہاں نہ ہو ختم ہو جاتے ہیں۔

یہ شعر یحییٰ کے بارے میں کہے جبکہ وہ بیمار ہو گیا تھا:

لقد قرعتْ شکاۃُ أبی علیٍّ — ابو علی کی بیماری نے تندرست
قلوبَ معاشرٍ کانت صِحاحا — دلوں کو بھی بیمار کر دیا ہے
فان یدفع لنا الرحمٰنُ عنہ — اگر خدا ہماری خاطر اس سے مصائبات کو اور
صروفَ الدھرِ والاجلَ المتاحا — موت مقدر کو دفع کر دے تو کیا ہی اچھا ہو
فقد أمسیٰ صلاحُ ابی علیٍّ — کیونکہ ابو علی کی درستی تمام
لأھل الارض کلِّھم صلاحا — اہل زمین کی درستی ہے
اذا ما الموتُ أخطأہٗ فلسنا — جب موت اس کو چھوڑ دے تو پھر ہمیں
نُبالی الموت حیث غدا وراحا — پرواہ نہیں کہ وہ کہاں آ گئی۔

اور کہتا ہے : ؎

لیس للحاجات الّا	ضرورتیں اس کی پوری ہوتی ہیں
من لہٗ وجہٌ وقاح	جو بے شرم ہو
و لسانٌ طرمذانٌ	اور تیز زبان رکھتا ہو
وغدوٌ و رواح	اور صبح وشام پھرتا ہو
ان تکن ابطأتِ الحا	اگر میری ضرورت پوری نہیں ہوئی
جۃ، عنّی فالنجاح	تو کوشش کرنا میرا کام ہے۔
فعلیّ الجھدُ فیھا	مجھ پر کوشش فرض ہے۔
وعلے اللہ النجاح	اور کامیابی خدا کے ہاتھوں ہے۔

رشید کی مدح میں یہ شعر پسند کیے گئے ہیں : ؎

وصلت یداک السّیفَ حین تقطعت	تو نے شمشیر اٹھائی جبکہ لوگوں کے ہاتھ
ایدی الرجالِ وزلّت الاقدامُ	کٹ گئے تھے اور قدم پھسل گئے تھے۔
وعلی عدوّك یا بن عمّ محمّدٍ	تیرے دشمن پر اے محمد کے چچا زاد، دو چیزیں
رَصَدانِ ضوءُ الصبحِ والاظلامُ	گھات لگائے رہتی ہیں ایک صبح کی روشنی دوسرے تاریکی
فاذا تنبّہ رُعتَہٗ، واذا ھدا	جب وہ بیدار ہوتا ہے تو تیرا خوف اس پر طاری ہو جاتا ہے
سلّت علیہ سیوفُك الاحلامُ	اور جب رات ہو جاتی ہے تو خوابیں تیری تلوار اس پر سونتتی ہیں

یہ شعر پسند کیے گئے ہیں : ؎

غدًا یتفرّق أھل الھویٰ	کل محبت والے جدا ہو جائینگے، اور رونے والے،
ویکثر باكٍ و مسترجعٌ	اور لوٹنے کی تمنا کرنے والے کثیر ہو جائینگے
وتختلف الارضُ بالظاعنین	زمین سفر کرنے والوں سے بھر جائیگی
وجوّھا تشذّ و لا تجمعُ	جو جدا ہو جائینگے اور پھر جمع نہیں ہونگے۔
وتفنی الطلولُ وتبقی الھویٰ	آثار دیار فنا ہو جائینگے مگر محبت باقی رہیگی
ویصنع ذو الشوق ما یصنعُ	اور عشق والے کرینگے جو کچھ کہ کرینگے۔

وانّك تبكى وهم جيرةٌ	تو روتا ہے درانحالیکہ وہ ابھی پڑوس میں ہیں
فكيف يكون اذا وُدّعوا	تو کیا حال ہوگا جب رخصت کر دیئے جائینگے
انطمع فى العيش بعد الفراق	کیا تجھے فراق کے بعد زندگی کی اُمید ہے۔
فبئسَ لعمرك ماتطمعُ	تیری عمر کی قسم یہ توقع تو بہت ہی بُری ہے۔

اسی میں جعفر بن یحییٰ کے بارے میں کہتا ہے:

بدايهتهٗ مثل تدبيره	اسکی بے سوچی سمجھی بات مثل سوچی سمجھی بات کے ہے
متىٰ هجتهٗ فهو مستجمعٌ	جب بھی اسکو اچانک چھیڑو گے تو مستعد پاؤ گے۔
اذا همّ بالامر لم يثنهٖ	جب کسی کام کا ارادہ کرلیتا ہے
هجوعٌ ولا شادنٌ أفرعُ	تو نہ اُسے نیند روکتی ہے نہ کوئی حسین
ففى كفّهٖ للغنىٰ مطلبٌ	اس کی ہتھیلی میں تونگری ہے
وللسرّ فى صدره موضعٌ	اور اس کے سینہ میں رازگاہ ہے۔
وكم قائلٍ اذ رأى بهجتى	لوگوں نے کہا جب مجھے خوش دیکھا
وما بفضولِ الغنىٰ أصنعُ	اور خوب خوش حال پایا
وما خلفهٗ لامرئٍ مطمعٌ	اس کے سوا کوئی اُمید گاہ نہیں
ولا دونهٗ لامرئٍ مقنعُ	اور نہ اس کے سوا کوئی جائے قناعت ہے

محمد بن منصور بن زیاد کے مرثیے میں کہتا ہے:

انعى فتى الجود الى الجودِ	میں سخاوت کے جوانمرد کی سخاوت کو تعزیت کرتا ہوں
ما مثلُ من انعى بموجودِ	کہ اس جیسا کوئی نہیں
انعى فتىً اصبحَ معروفهٗ	میں یہ خبر مرگ دے رہا ہوں اُس شخص کی
منتشراً فى البيضِ والسودِ	جس کے احسانات سب پر ہیں۔
انعى فتىً مصّ الثرىٰ بعدهٗ	وہ نوجوان جس کے بعد زمین نے
بقية الماءِ من العودِ	شاخوں تک کا پانی چوس لیا۔
قد ثلمِ الدهرُ به ثلمةً	اس کے مرنے کی وجہ سے زمانہ ٹوٹ گیا۔

جانبھا لیس بممدود — اور اب وہ کشادگی نہیں رہی
انعی فتیً کان ومعروفہٗ — اور ایسا شخص جس کا احسان
یملأُ ما بین ذرا البید — جنگلات کو بھی بھرے ہوئے تھا،
فاصبحا بعد تسامیھما — اب وہ دونوں بعد اپنے بلند ہونے کے
قد جمعا فی بطن ملحود — قبر میں چلے گئے
الآن نخشی عثرات الندی — اب ہم سخاوت کے ٹھوکر کھانے
وعدوۃ البخل علی الجود — اور بخالت کے سخاوت پر ظلم سے ڈرتے ہیں۔

عثمان بن نُہیک کے بارے میں یہ شعر پسند کئے گئے ہیں وہ رشید کا پولیس افسر تھا اور بڑا جبّار و تُرش رو تھا: ۔

فی سیف ابراھیم خوفٌ واقعٌ — ابراہیم کی تلوار میں نفاق والوں کے لئے
بذوی النفاق، وفیہ أمن المسلم — ڈر ہے اور مسلم کے لئے امن ہے۔
ویبیت یکلأُ والعیونُ ھواجعٌ — وہ رات بھر حفاظت کرتا رہتا ہے درانحالیکہ لوگ سوئے ہوتے ہیں
مالُ المضیع ومھجۃ المستسلم — بے آسرا جانوں اور مالوں کی
جعل الخطام بأنف کلّ مخالف — اُس نے ہر مخالف کے نکیل لگادی ہے۔
حتّٰی استقام لہٗ الّذی لم یخطم — حتی کہ جس کے مہار نہیں لگائی وہ بھی ٹھیک چل رہا ہے
لا یصلح السُلطان الاشدّۃً — بادشاہت تو سختی ہی سے ہوتی ہے
تغشی البریّ بفضل ذنب المجرم — جو مجرم کے گناہ کے سبب بری کو بھی پکڑلے۔
ومن الولاۃ مقحّم لا یتّقی — بعض حاکم سخت ہوتے ہیں۔
والسّیف تقطر شفرتاہ من الدم — اور ان کی تلوار سے خون ٹپکتا ہے۔
منعت مھابتُکَ النفوسَ حدیثھا — تیری ہیبت کی وجہ سے لوگ بات کہتے بھی ڈرتے ہیں۔
بالامر تکرھہٗ وان لم تعلم — جو تجھے ناپسند ہو اگرچہ تجھے اس کا علم نہ ہو

اپنے بھائی کے لئے کہتا ہے: ۔

أبت غفلاتُ قلبکِ ان تروحا — تیری دل کی غفلت جانے والی نہیں۔
وکأسٌ لا تزایلھا صبوحا — اور جام شراب چھوٹنے والا نہیں۔

كأنّك لا ترى حسنًا جميلًا — ہر اچھائی جسے تو دیکھتا ہے۔
بعينك يا أخي إلّا قبيحا — اے بھائی! تجھے بُری معلوم ہوتی ہے۔

رشید کے بارے میں اس کا یہ قول پسند کیا گیا ہے: ؎

لا زلت تنشر أعيادًا وتطويها — ہمیشہ عیدیں آتی جاتی رہیں
تمضي بها لك أيّامٌ وتثنيها — اور دن انھیں لوٹاتے رہیں
مستقبلًا جدّة الدنيا وبهجتها — دنیا کی دولت اور خوشیاں لائیں
أيّامها لك نظمٌ في لياليها — تیرے دن اُن راتوں کے لئے سلک ہوں
العيد والعيد والأيّام بينهما — عید اور عید کے بعد عید اور ان دونوں کے درمیان زمانے
موصولةٌ لك لا تفنى وتفنيها — تیرے لئے اس میں تو فنا نہ ہو اور وہ فنا ہو جائیں
وليهنك النصرُ والأيّامُ مقبلةٌ — نصر الٰہی تجھے مبارک رہے اور دن تیرے لئے
إليك بالفتح معقودًا نواصيها — فتح لاتے رہیں اور تیرے تابع فرمان رہیں

اسماعیل بن صبیح کی مدح میں یہ قول پسند کیا گیا ہے: ؎

له نظرٌ لا يغمض الأمر دونهٗ — اسکی نگاہ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔
تكاد ستورُ الغيب عنه تمزّق — قریب ہے کہ غیبی پردے پھٹ جائیں

کہتا ہے: ؎

وما ترك المدّاحُ فيك مقالةً — تعریف کرنے والوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی
ولا قال إلّا دون ما فيك قائلٌ — مگر جو کچھ کسی نے کہا وہ بہت ہی کم ہے۔

یہ مضمون اس نے خنساء کے قول سے لیا ہے۔ اپنے بھائی کے مرثیے میں کہتا ہے: ؎

خليليّ لا تستبعدا ما انتظرتما — اے میرے دوستو! جس کا انتظار ہے اُسے دور نہ سمجھو
فإنّ قريبًا كلّ ما كان آتيا — کیونکہ جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے
ألا تريانِ الليل يطوي نهارهٗ — کیا تم نہیں دیکھتے کہ رات دن کو لپیٹتی ہے
وضوءُ النهار كيف يطوي اللياليا — اور دن کس طرح رات کو لپیٹتا ہے۔
هما الفتيانِ المترفانِ إذا انقضت — وہ دونوں نوجوان ہیں جب ایک دن شباب ختم ہو جاتا ہے

شبیبۃُ یومٍ عاد آخرنا شبا — تو دُوسرا نوجوان دن آجاتا ہے۔
کأنّ یمینی یوم فارقت احمدا — گویا میرا داہنا ہاتھ جس دن احمد جدا ہوا
اخیُ وشقیقیُ فارقتھا شمالیا — اُس سے میرا بایاں ہاتھ جدا ہوگیا
دیمنعنیُ من لذّۃ العیش أنّنی — مجھے لذّتِ عیش سے یہ بات روکتی ہے کہ جب کبھی میں
اراہ اذا قارفتُ لھواً یرانیا — کوئی خوش عیشی کرتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے

یہ مضمون اُس نے ابن الدمینہ کے اِس قول سے لیا ہے : ؎

وانّی لاستحییک حتّٰی کأنّما — میں آپ سے شرماتا ہوں گویا آپ کے
علیّ بظھر الغیب منک رقیبُ — پیٹھ پیچھے بھی مجھ پر کوئی نگران ہے۔

فہرست تصانیف

پروفیسر عبد الصمد صارم الازہری

عربی تصانیف

البشائر — یہ کتاب مصر میں چھپی - اس میں ہندو مذاہب اور دیگر آسمانی کتب میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارتیں ہیں وہ جمع کی گئی ہیں - قیمت پچاس پیسے -

اللآلی — اردو اشعار کا عربی اشعار میں صارم صاحب نے ترجمہ کیا ہے اس میں اردو کے مشہور اساتذہ کے اخلاقی شعر ہیں .... قیمت پچاس پیسے -

المقامات الخمس للحریری — مقامات حریری کے پانچ ابتدائی مقامات کا اردو میں ترجمہ اور عربی میں حاشیہ ہے بقدر نصاب فاضل عربی - قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے -

الکامل للمبرد — باب الخوارج داخل نصاب فاضل عربی کا اردو میں ترجمہ اور عربی میں حاشیہ ہے - طباعت کی صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے - قیمت چار روپیہ -

استاذ العربیہ — یہ کتاب چار حصوں میں ہے اور با تصویر ہے، چوتھا حصہ عربی گرامر پر مشتمل ہے - قیمت ہر چہار حصہ تین روپیہ -

اساس العربیہ — یہ کتاب تین حصوں میں ہے اور با تصویر ہے، نئی عربی بول چال سکھاتی ہے - قیمت ہر سہ حصہ دو روپیہ

عربی کی پہلی کتاب — صارم صاحب اور پانچ اور مصنفین نے مل کر لکھی ہے - قیمت [illegible] پیسے -

فارسی تصانیف

فارسی آموز — یہ کتاب با تصویر ہے اسکے تین حصے ہیں - قیمت ہر حصہ چھ روپیہ

محمود و فردوسی — اس کتاب کو ایران و افغانستان کے علماء نے بھی پسند کیا ہے - قیمت دو روپیہ

انتخاب فارسی — ہر قسم کی نظم و نثر کا بہترین انتخاب - قیمت [illegible]

اردو تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	ترجمۃ المنجد ...	اٹھائیس روپے
۲	تاریخ القرآن ...	پانچ ″
۳	تاریخ الحدیث ...	″ ″
۴	تاریخ التفسیر ...	″ ″
۵	تاریخ الفقہ ...	″ ″
۶	سفرنامہ صارم ...	دو ″
۷	انتخاب تاریخ ...	پانچ ″
۸	سفرنامۂ حج وزیارت —	تین روپیہ پچاس پیسے
۹	مقالاتِ صارم ...	دو روپیہ
۱۰	مضامین صارم ...	″ ″
۱۱	نامور بیٹیاں ...	ایک ″
۱۲	رسولِ کریم کی تعلیم ..	″ ″
۱۳	تاریخ کشمیر ...	پانچ روپیہ
۱۴	اردو کا سب سے بڑا شاعر اور محسن ...	دو روپیہ
۱۵	اخلاقی کہانیاں ...	۵۰ ″
۱۶	قرآنی اخلاق ...	ایک روپیہ پچیس پیسے
۱۷	خلقِ مسلم ...	پانچ روپیہ
۱۸	زرِ خالص ...	تین روپیہ پچاس پیسے
۱۹	تنقیداتِ طٰہٰ حسین ..	چار روپیہ پچاس پیسے
۲۰	رابعہ بصری ...	ایک روپیہ پچاس پیسے
۲۱	امیر معاویہؓ ...	ایک روپیہ پچیس پیسے
۲۲	عمر بن عبدالعزیزؓ ...	″ ″
۲۳	امام زین العابدینؓ (ترجمہ) ...	″ ″
۲۴	ابو ذر غفاریؓ ...	ایک روپیہ پچاس پیسے
۲۵	عثمان غنیؓ ...	تین روپیہ
۲۶	اردو قواعد وانشاء ..	پانچ ″
۲۷	ہماری زبان ...	۸۱ پیسے
۲۸	سودیشی اردو ...	۵۰ پیسے
۲۹	ضروری کہانیاں ...	″ ″
۳۰	خلقِ عظیم ...	″ ″
۳۱	زبان و قلم ...	دو روپیہ
۳۲	عقائد الاحناف ...	۲۵ پیسے
۳۳	اردو زبان اور ہندو ...	ایک روپیہ پچاس پیسے
۳۴	قاعدہ یسرنا القرآن ...	۶ ″
۳۵	سیرت حضرت علیؓ ...	زیرِ طبع
۳۶	مقام غالب ...	″
۳۷	روح کیا ہے ...	″
۳۸	فریاد رس ...	″
۳۹	سیرت عائشہ صدیقہؓ ...	″
۴۰	قصص القرآن ...	″
۴۱	اسلام کھنڈ ...	″

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۴۲	سیرت امام اعظمؒ	۱۲/
۴۳	سیرت امام شافعیؒ	۱۰/
۴۴	سیرت امام حنبلؒ	۱۲/
۴۵	سیرت امام مالکؒ ...	۱۰/
۴۶	سیرت امام بخاریؒ ...	۱۰/
۴۷	" ابن خلدون	۱۰/
۴۸	" ابراہیم ادھم	۱۰/
۴۹	" حسن بصری ...	۱۲/
۵۰	حاجی امداد اللہ	۱۲/
۵۱	قاسم نانوتوی	۹/
۵	اشرف علی تھانوی	۱۲/
۵	انور شاہ کشمیری	۱۲/
۵	شاہ عبدالعزیز ...	۹/
۵	رشید احمد گنگوہی ...	۱۲/
۵	شیخ الهند	۱۲/
۵	حسین احمد مدنی ...	۱۲/
۵	شبیر احمد عثمانی ..	ایک روپیہ ۲۵ پیسے
۵	اچھی کہانیاں ...	ایک روپیہ
۶	تاریخی کہانیاں ...	ایک روپیہ ۲۵ پیسے
۶	اسلامی تاریخی کہانیاں ..	ایک روپیہ ۱۲/
۶	عظیم شخصیتیں ...	دو روپیہ
۶	حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ..	۱۲/

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۶۴	فاطمۃ الزہراءؓ	۱۲/
۶۵	زینب بنت فاطمہؓ ...	۱۲/
۶۶	امام حسنؓ	۱۲/
۶۷	ابن قیم	۱۲/
۶۸	امام رازی	۱۲/
۶۹	ابن تیمیہ	۱۲/
۷۰	مولانا رومؒ	۱۲/
۷۱	مولانا محمد الیاسؒ ...	۱۲/
۷۲	فریدالدین عطار	۱۲/
۷۳	حافظ شیرازیؒ	۱۲/
۷۴	سعدیؒ	۱۲/
۷۵	شاہ ولی اللہؒ	۱۲/
۷۶	محمد عبدہؒ	۱۲/
۷۷	جمال الدین افغانی ...	۱۲/
۷۸	سید احمد شہید ...	۱۲/
۷۹	عبیداللہ سندھی ...	۱۲/
۸۰	جمال عبدالناصر	۱۲/
۸۱	حضرت آدم علیہ السلام ...	
۸۲	" ہود علیہ السلام ...	
۸۳	" ذوالقرنین علیہ السلام ...	
۸۴	" ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام	
۸۵	" نوح علیہ السلام ...	

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۸۶	حضرت صالح علیہ السّلام	۔ ۔ ۔
۸۷	حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام	
۸۸	حضرت یوسف علیہ السّلام	
۸۹	حضرت زلیخاؓ	
۹۰	حضرت عزیرؑ	
۹۱	حضرت موسیٰ و خضر علیہما السّلام	
۹۲	حضرت طالوتؑ	
۹۳	حضرت داؤدؑ	
۹۴	حضرت ایوبؑ	
۹۵	حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	
۹۶	حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ	
۹۷	رُوح کیا ہے ؟	
۹۸	فریاد رس	
۹۹	قصص القرآن	
۱۰۰	مقام غالب	
۱۰۱	معراج شریف	
۱۰۲	اسلام کھنڈ	
۱۰۳	شکریۂ نعمت	
۱۰۴	قابیل ہابیل	
۱۰۵	مومن آلِ فرعون	
۱۰۶	اصحاب کہف	
۱۰۷	بنی اسرائیل	
۱۰۸	سدرۃ المنتہیٰ	
۱۰۹	ملکۂ سبا	
۱۱۰	زمزم	
۱۱۱	عام الفیل	
۱۱۲	جُریج عابد	
۱۱۳	اصحاب الاخدود	
۱۱۴	قاضی عز الدین	-
۱۱۵	اصحاب القریہ	
۱۱۶	قارون -	
۱۱۷	اصحاب الفیل	
۱۱۸	بنی اسرائیل کی گائے	

علاوہ ازیں ہر قسم کی سستی کتابیں

ملنے کا پتہ

ادارۂ علمیہ دھنی رام روڈ ۵ نئی انارکلی - لاہور

اسماء النساء

اوپر صفحہ کا اور نیچے سطر کا نمبر ہے

نمبر شمار

۸۶ خولہ ۲۰۰/۱۸ ۲۰۰/۱۹ ۳۲۴/۶

۸۷ دارہ ۱۶۲/۱ ۱۶۲/۲ ۱۶۲/۴ ۱۶۲/۸ ۱۶۲/۱۰ ۱۶۲/۱۲ ۱۶۳/۲ ۱۶۳/۶ -

۸۸ دختنوس ۲۹۴/۱۶ ۲۹۴/۱۷ ۲۹۵/۱

۸۹ دعد ۱۱۶/۱۱ ۱۱۶/۱۲ -

۹۰ دمینہ ۳۰۶/۶

۹۱ راضر ۳۲۲/۱۹

۹۲ رباب ۱۷/۱۷

۹۳ رحمت ۳۶۳/۱۰

۹۴ رقیہ ۲۲۷/۱۸

۹۵ رملہ ۲۰۳/۱۸

۹۶ ریحانہ ۱۵۰/۲ ۳۱۴/۱۹ ۳۱۶/۲۳

۹۷ رلطہ ۳۴۰/۱

۹۸ زبیبہ ۸۳/۱

۹۹ سبطہ ۱۹۹/۱۰

۰۰ سعاد ۶۸/۱۵ ۶۸/۱۷ ۱۷۲/۱ ۱۷۲/۲

۰۱ سفانہ ۷۹/۹

۰۲ سکینہ ۲۳۲/۱۸ ۲۳۲/۱۹ ۲۳۳/۴

سلمیٰ ۴۸/۴ ۱۶۹/۷

سلیمیٰ ۱۷۷/۲۱ ۱۳۵/۱۱ ۱۸۹/۱۷

سمیہ ۱۴۴/۲ ۱۴۴/۳ ۱۴۴/۴

شمیلہ ۱۴۹/۱۸

شتیانہ ۳۹۵/۹

طشریہ ۱۷۷/۱۸ ۱۷۷/۱۹

ظالمہ ۲۵۰/۱۱

ظمیاء ۱۹۹/۲

عائشہ ۱۳۵/۲۱ ۱۳۵/۲۲ ۱۵۶/۵ ۱۵۶/۶ ۲۴۲/۵ ۲۴۲/۹

عائشہ بنت طلحہ ۲۱۶/۱۸ ۲۱۶/۱۹ ۲۱۷/۵ ۲۱۸/۲۰ ۲۱۸/۱۰ ۳۰۹/۶

عتبیہ بنت عفیف ۷۸/۲ ۷۸/۱۵

عتبہ ۳۳۹/۱۶ ۳۴۰/۱

عزہ ۲۱۶/۱۷ ۲۱۶/۱۹ ۲۱۷/۵ ۲۱۸/۷ ۲۱۸/۱۰

عفراء ۲۵۵/۸ ۲۵۹/۱

عمرہ ۵۵/۱۹

عمیرہ ۳۷/۲ ۳۷/۴ ۲۶۲/۱۹ ۳۹۸/۴

فاطمہ ۳۹/۶ ۳۹/۷ ۶۴/۴ ۶۴/۸ ۶۴/۱۲ ۶۴/۱۸ ۲۶۸/۱۱ ۲۶۸/۱۴

فرلیعہ ۱۱۴/۸

فوزہ ۳۶۲/۱۰

قفیزہ ۱۹۸/۱

کبیشہ ۱۵۱/۱۶ ۱۵۱/۱۷

کفہ ۱۹۹/۱۰

لبطہ ۱۹۹/۱۰

لبنیٰ ۲۵۷/۱۴ ۲۵۷/۱۹ ۲۵۸/۳ ۲۵۸/۶

لیلیٰ ۲۰۲/۲۰ ۲۱۸/۲۲ ۲۱۸/۲۳

لیلیٰ اخیلیہ ۱۸۲/۱۸ ۱۸۳/۱ ۱۸۳/۴ ۱۸۳/۴ ۱۸۳/۱۶ ۱۸۳/۱۹ ۱۸۴/۱ ۱۸۴/۲ ۱۸۴/۴ ۱۸۶/۷ -

لیلیٰ بنت جلہل ۷۴/۷ ۷۴/۷۲? ۷۴/۱۴ ۷۴/۱۵ ۷۴/۱۷

لیلیٰ عامریہ ۲۳۷/۵ ۲۳۷/۱۶ ۲۳۷/۲۲ ۲۳۸/۱ ۲۳۸/۵ ۲۳۸/۱۰ ۲۳۸/۱۲ ۲۳۸/۲۱ ۲۳۹/۶ ۲۳۹/۱۵
ماویہ ۷۹/۲۱ ۸۰/۳ ۸۰/۲۰ ۸۰/۱۶ ۸۰/۱۸ ۸۱/۱ ۸۱/۹ ۸۱/۱۱
متجردہ ۱۶۳/۱۲
مردہ ۲۰۹/۶
مریم ۳۶۳/۱۲
میادہ ۳۲۷/۱۲ ۳۲۷/۱۴
مطفئۃ السراج ۲۳۵/۱۲ ۲۳۵/۱۵
میہ ۲۲۲/۱۴ ۲۲۲/۱۷
ندبہ ۱۳۳/۶
نوار ۳۳/۲۱ ۳۴/۱ ۳۴/۲ ۷۹/۱۹ ۸۱/۱۸ ۱۹۹/۳ ۲۰۰/۱۲ ۲۰۰/۱۶ ۲۰۰/۱۸ ۲۰۰/۲۰
ہشیمہ ۳۱۱/۱۰ ۳۱۱/۱۲
ہند ۶۴/۵ ۷۴/۱۴ ۷۴/۱۵ ۱۶۳/۹ ۱۶۳/۱۰ ۲۹۸/۳ ۲۹۸/۵
ہند بنت اسماء ۳۳۴/۵
ہند بنت یثربی ۱۹۷/۱۲

اسماء الامکنۃ والجبال والمیاہ والقلاع

ابانین ۱۱۱/۱۰
ابلق ۸۹/۲۱
اجاء ۶۹/۳
اجنع ۱۹۹/۲۲
احساء ۱۷۳/۱۸
اسفیذھان ۱۵۰/۱۸
الالاہ ۱۷۲/۵ ۱۷۲/۶ ۱۷۲/۱۲
ایابہ ۱۵۹/۱۱
بشر ۲۰۴/۹ ۲۰۴/۱۶
بقہ ۴۳/۸
بلاکث ۲۳۷/۱۰
بلقاء ۲۵۵/۱۰
بلیخ ۱۱۳/۲
بیر میمون ۲۳۹/۱۷
تل یونا ۳۳۳/۱۹
توضح ۱۹۵/۱۵
تہمار ۵۷/۲
جارف ۳۰۵/۸
جاسم ۲۵۵/۴
جلسان ۹۷/۲۱
حجر ۵۱/۹ ۱۱۰/۱۲ ۲۵۶/۲ ۲۵۶/۹
حجرہ ۲۹۰/۱۹
حد بیبیہ ۹۷/۹
حرہ لیلیٰ ۳۲۷/۱۱
حنیر ۲۶۹/۹
حدث ۷۱/۱۷
حومل ۴۳/۱۲
خابور ۷۱/۱۰
خفان ۱۱۶/۱۳

اسماء البلاد

عراق ۲۹/۱، ۱۶۹/۳۱، ۲۹۶/۱۲، ۳۱۰/۱۷، ۳۱۱/۸، ۳۱۱/۲، ۳۱۴/۹
عراق ۳۱۰/۳
عرب ۴۸/۴، ۴۹/۱۴، ۶۱/۱۳، ۶۴/۴، ۷۴/۸، ۷۴/۹، ۷۸/۷، ۸۳/۳، ۸۷/۱۶، ۹۱/۱۸، ۱۳۰/۴، ۱۳۳/۶، ۱۳۵/۱۰، ۱۴۲/۱۹، ۱۴۲/۲۲، ۱۸۰/۳، ۲۸۲/۱۷، ۱۷۸/۷، ۱۹۱/۳، ۲۱۶/۱۷، ۲۳۲/۱۲، ۲۴۹/۱۶، ۲۶۶/۵، ۲۹۸/۲، ۲۸۸/۸، ۲۸۹/۲۱، ۳۲۳/۱۷، ۳۶۹/۱۹، ۲۵۵/۸، ۲۵۷/۱۴
عسقلان ۴۱۰
عکاظ ۱۳۴/۱۵، ۱۴۶/۲۰
عمان ۱۳۸/۸، ۲۶۴/۱۵، ۳۱۸/۲۰
فارس ۵۶/۱۰، ۸۷/۲۰، ۱۰۰/۱
قادسیہ ۱۲۵/۶، ۱۷۵/۹
کرخ ۲۹۲/۲۳
کسکر ۳۱۱/۱۹
کوفہ ۹۷/۱۹، ۱۱۲/۹، ۱۲۵/۱۴، ۱۲۶/۶، ۱۲۶/۸، ۲۰۴/۲۱، ۲۳۵/۱۶، ۲۴۳/۱۶، ۲۴۹/۵، ۳۸۸/۱۰، ۳۳۰/۲۲، ۳۳۱/۱
مدینہ ۲۵۵/۱۱، ۲۶۹/۱۷، ۲۹۲/۱۹، ۳۱۷/۱۴، ۳۱۷/۱۰، ۳۰/۱۳، ۱۰۷/۱۴، ۱۱۹/۶، ۱۲۲/۲۱، ۱۲۹/۱۵، ۱۲۹/۱۷، ۱۳۹/۱۲، ۱۸۰/۱۴، ۱۹۵/۲۱، ۱۹۸/۱۷، ۲۱۹/۳، ۲۰۹/۱۹، ۲۱۷/۱۳، ۲۵۰/۱۹، ۲۶۱/۱۸، ۲۶۹/۱۷، ۲۹۱/۱۹، ۳۱۷/۱۴، ۳۱۷/۲۰
مکہ ۶۲/۱، ۶۸/۷، ۶۹/۱۵، ۲۵۲/۲۰، ۱۵۸/۹، ۲۶۵/۱۵، ۲۶۵/۱۲، ۳۰۷/۱۵، ۳۶۲/۱۶، ۴۰۳/۱۳
مصر ۱۸۱/۷، ۱۸۱/۹، ۲۱۷/۱۳، ۲۱۷/۱۸، ۳۶۷/۱۴
مغرب ۲۷۲/۵
نجار ۳۸/۲، ۲۳۹/۲، ۲۳۹/۲۳، ۲۳۹/۲۲، ۲۳۹/۲۱، ۲۴۰/۳، ۲۶۴/۱۷
نجف ۸۸/۱۹
نہاوند ۱۵۰/۱۷
واسط ۳۲۶/۱۲
ہند ۳۴۹/۲۲
یثرب ۲۰۸/۱۴
یمامہ ۳۸/۱۵، ۸۷/۱۷، ۱۴۴/۲۳، ۱۵۵/۲۲، ۱۵۵/۱۶، ۱۹۵/۱۳، ۲۵۶/۵، ۲۵۸/۸
یمن ۸۱/۱۸، ۱۱۱/۶، ۱۴۶/۵، ۱۴۶/۸، ۱۴۷/۱۹، ۲۱۹/۱۴، ۲۵۲/۱۲، ۳۱۰/۱۷

اسماء القبائل

آلِ ابی طالب ۲۳/۱۲ — آل خطاب ۱۲۶/۲۱
آل ربیعہ ۱۵۵/۲۲ — آلِ رزین ۳۷۴/۱۲
آل صمہ ۳۱۶/۹ — آل طلیق ۴۰۴/۱۶
آل ظالم ۳۲۷/۱۶ — آل عمرو ۲۴۱/۶
آل لیلیٰ ۱۴/۱۰، ۸۸/۱۲ — آلِ محرق ۸۶/۸
آل مالک ۳۷۴/۱۲، ۲۴۷/۷
آل مروان ۱۴۰/۱۷، ۱۴۱/۲، ۲۳۰/۹، ۳۴۴/۳، ۳۲۷/۴
آل منصور ۳۹۱/۱۶ — آل میہ ۴۵/۱
آل نبی ۳۹۲/۲۳ — آل نصر ۳۹۷/۴، ۱۶۰/۲۲

اسماء البلاد

اسماء القبائل

بنوقحطان ١٤١/٤
بنوکاهل ٤٠/٩ ٤٠/١١
بنوکعب ١٤٦/٢٠ ١٦٧/٢ ١٢٧/٣
بنوکلاب ٩٧/١٨ ٢٠٢/١١ ٢٠٢/١٢ ٢٠٣/١٣ ١٠٥/١٩ ١٣٠/١٩
بنوکلب ٣٢٨/٢٠ ٣٢٨/٤ ١٤٩/١٩ ١٥٤/١٦
بنوکلیب ٧٥/١ ١٩٣/٣ ٢٠٢/٢ ٢٠٢/٤ ٢٠٩/١١ ٢١٠/٨ ٢١١/٢٢
بنوکنانه ٤٠/٩ ٤٣/٥ ٤٣/٨ ٧٦/٢ ١٤٨/١١ ٢٥٠/١٢ ٢٦٥/٢٠ ٢٨١/١٨
بنوکنده ٩٣/٥ ٣٧/٢٠
بنولام ١٥٨/١٥
تغلب ٦١/٣ ٧٤/١٧ ٧٥/٤ ١١٠/٩ ١١٥/١١ ١١٠/١٨
بنومازن ١١١/١٢ ١١١/١٤ ١١٢/١١ ١١٢/١٢ ١٤٢/٤ ٢٠٣/٢
تمیم ٩٦/٨ ١٤٠/١٢ ١٤٨/٢٠ ١٩٢/١٧ ١٩٢/٢١ ١٩٨/٩
١٩٩/٨ ٢٠٢/٢١ جرم ٣٩٤/٢٣ ٣٩٤/٢٢ حمیر ٣١١/١١
خزاعه ٣٢٦/١٤ ٣٨٨/٢ ٣٨٨/٨ خلج قیس ٣١٧/١٢
طے ٢٢٥/١٢ ٣٨٩/١٠ ٩٥/٢ ٩٦/٣ عاد ٤٢/١٢
عدنان ١٠١/١٨ ١٠١/٨ عامدان ١١٧/٨ عکل ١١٦/٢
قریش ٦٩/١٤ ٦٩/١٨ ٨٧/١٥ ١٤٣/٦ ٢٠٤/١٨
مجاشع ١٩٨/٢ ١٩٨/٦ محارب ٣١٧/١٤ ٣٠٢/٤
مذحج ١٥٠/٢ مراد ١٤٧/١٩
مزینه ٥٠/٢ ٥٠/٣
مضر ١٢٥/٦ ١٣٥/١٩ ٢٠٨/٢٢ ٤٠٩/٥
معد ١٠١/١٩ ١٣٠/٢٠ ١٦٢/١٦ ٢٦٣/٣

بنولیث ٢٤٢/١٥ ٢٥٧/١٤
بنومازن ١٤٠/١٢
بنومحرق ١٦١/١٤
بنومره ٢٦٥/٤ ٢٢٠/٢ ٣٦٦/٥ ٣٦٧/٦ ٣٧٩/١٣ ٣٢٥/١٢ ٣٩٠/١٢
بنوناشره ١٩٣/١٢ ١٩٣/١٤
بنونبهان ٩٦/٣
بنونجار ٢٠٣/١٢
بنونمیر ١٧/٢
بنوهجیم ٢٦٠/٨
بنویربوع ٢٠٣/١٤ بنویشکر ٥٩/١٢ ثبیت ٧٩/٢١
بهراء ١١٢/١٠ ١١٢/١٢ ١١٢/١٤
منقر ١٩٨/١٥ ٢١٠/٢ ٢٣٦/٤ ٢٣٦/٥
میدعان ٥٣/١٠ نکره ١٦٠/١ ١٦١/١١
نهاوند ٢٥٢/٧
نکره ١٦٠/١
نهد ١٥٩/٤
نهشل ١٢٧/٣ ٢٦٠/١١ ٢٦٠/١٨
وائل بکر ٥٨/١٤ ٧٥/٤ ٢٠٩/٤ ٣٦٧/١
هاجری ١٠٣/٧ ١٠٣/٩
هاشم ٣٤٦/٢٠ ٣٢٧/١ ٣٢٧/٦ ٣٥٢/٦ ٣٥٩/٩
هذیل ١٤٣/٤ ٢٧٦/١٦ ٢٧٧/٤ ٢٧٨/٢
همدان ٢٤٤/١٣ ١٨٥/٢٣
هوازن ٧٨/١٧ ٣١٤/١٨ ٣١٤/٢٠ ٣١٦/٢١
یحابر ٢٤٤/١٤ ٣٩٤/٢٢

حالاتِ شعراء

ابن الدمینہ

اسلامی ہے، ماں بنو سلول سے تھی۔ حمادہ اس کی بیوی تھی، اُمیمہ پر عاشق تھا۔ اس کے دیوان کا قلمی نسخہ کتب خانہ خدیویہ مصریہ میں ہے۔ قاہرہ میں دیوان چھپا دیکھو دائرۃ المعارف الاسلامیہ، الاغانی جلد ۱۵ ص ۱۵۱، امالی المرتضیٰ، اللآلی، معاہد التنصیص، البیان والتبیین۔

ابن قیس الرقیات

المتوفی ۸۵ھ، کثیرہ اور رقیہ پر عاشق تھا، دیکھو الاغانی، الخزانہ، [illegible] دیا۔ اس کے دیوان چھپا۔ قلمی نسخہ دار الکتب المصریہ میں ہے۔

ابن مفرغ

المتوفی ۶۹ھ، غزل اچھی کہتا ہے، قلبی لگاؤ حضرت علی سے تھا مگر امویوں کا ساتھ دیا، آلِ زیاد کا معقرب تھا، دیکھو الاغانی، ابن خلکان، سیرت ابن ہشام، تاریخ ابن الاثیر، الاشتقاق، الخزانہ اور البیان والتبیین۔

ابن مناذر

عباسی دور کا شاعر ہے، ۱۹۸ھ میں فوت ہوا۔ دیکھو الاغانی۔

ابن میادہ

لمبا چوڑا، حسین وجمیل، بڑی داڑھی والا تھا، ولید بن یزید، منصور اور جعفر کی تعریف کی، ام جحدر پر عاشق تھا۔ دیکھو الاغانی جلد دوم ص ۸۸، المؤتلف، الاشتقاق، اللآلی، الخزانہ۔

ابو الاسود

شیعانِ علی سے تھے المتوفی ۶۹ھ، شادی بنو قشیر میں ہوئی تھی اور وہ عثمانی تھے دیکھو تاریخ الادب العربی جرجی زیدان، المستطرف اور کتاب البخلاء۔

ابو حیہ

بنو عامر سے تھا، دولتین میں خلفاء کی مدح کی۔ بصرہ میں رہتا تھا۔ دیکھو الاغانی ج ۱۵ ص ۶۴۔

ابو دہبل

وہب بن زمعہ، عفیف تھا، اشرافِ جمح سے تھا۔ حضرت علی کے آخر دورِ خلافت میں شاعری شروع کی۔ امیر معاویہ اور عبداللہ بن زبیر کی تعریف کی۔ ابن زبیر نے اسے گورنر بنایا تھا، عاتکہ بنتِ امیر معاویہ سے تشبیب کی۔ دیکھو الاشتقاق، المؤتلف، الحماسہ اور الاغانی جلد ۶ ص ۱۵۴۔

ابو دؤاد الایادی

المتوفی ۵۲۰ء، جاہلی ہے۔ فخر و مدح اور گھوڑوں کی توصیف میں شعر کہے دیکھو الاغانی جلد دوم۔

ابو ذویب

المتوفی سنہ ۲۶ھ، عورت کا قصہ اسلام سے پہلے کا ہے دیکھو اغانی وغیرہ

ابو الطمحان

قضاعہ سے تھا۔ مخضرمین سے ہے۔

ابو الشیص

المتوفی سنہ ۱۶۹ھ، عباسی دور سے تعلق رکھتا ہے، کلام موثر اور لطیف ہے دیکھو الاغانی وغیرہ، فارسی شاعر منوچہری دامغانی اس کے کلام کا بڑا گرویدہ تھا اس نے اس کے قوافی پر شعر لکھے۔

ابو العتاہیہ

سنہ ۱۳۰ھ ولادت، سنہ ۲۱۱ھ وفات، حجاز کے ایک گاؤں عین التمر میں پیدا ہوا اور آبائی پیشہ سیکھا۔ مٹکے بنایا کرتا تھا، وہ چاہتا تو شعر میں بات کر سکتا تھا۔ گورا رنگ، سیاہ بال گھونگریالے، خوش وضع، شیریں مقال اور بے مذہب تھا، کلام آورد سے پاک ہے۔ صوفیانہ شاعری خوب کرتا ہے، اس کے اشعار قوافی کے طور پر گائے جاتے ہیں۔ بغداد آیا اور مہدی کی مدح کی۔ بغداد میں وفات پائی۔ ہارون، امون اور امین کے دور میں زندہ رہا۔

ابو محجن

شہسوار، بہادر، المتوفی سنہ ۳۰ھ مخضرمین سے ہے، ۱۸۸۶ء میں اس کا دیوان لیڈن سے چھپا۔ اس کا قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ میں ہے۔ دیکھو اغانی۔

الاغانی، طبقات الشعراء، عیون الاخبار، دائرۃ المعارف اور بروکلمن ص ۴۰

ابوالنجم

المتوفی سنہ ۱۳۰ھ، رجز گو شعراء کے طبقۂ اول سے ہے، عبدالملک اور ہشام کے پاس آتا تھا، اس کے دیوان کا قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ میں ہے، ویانا سے ۱۸۹۶ء میں چھپا دیکھو اراجیز العرب، دیوانِ عجاج، الاغانی جلد نہم، خزانۃ الادب جلد اول، الطرائف الادبیہ للراجکوتی وغیرہ۔

ابونخیلہ

اس کے باپ نے اُسے نکال دیا تھا تو وہ شام چلا گیا، پھر عباسیوں سے تعلق پیدا کیا دیکھو الاغانی ج ۱۸ ص ۱۳۹۔

ابونواس

ولادت ۱۴۵ھ وفات ۱۹۹ھ، پہلے ابوعلی کنیت کرتا تھا، اہواز کی ایک بستی میں پیدا ہوا، بصرہ میں پرورش پائی۔ پھر بغداد آیا وہیں وفات پائی، شرابی، فصیح، ظریف، حسین، سبک روح، شیریں مقال اور حاضر جواب تھا، سب سے پہلے اس نے معشوق کو مذکر باندھا، مضریوں سے تعصب رکھتا تھا، خمریات، مزاحیات اور طردیات (شکار سنگانا) پر خوب لکھتا ہے۔ ہارون، محمد الامین اور خصیب گورنر مصر کی تعریف کی۔

الاحوص

المتوفی ۱۰۵ھ، جرجی زیدان لکھتا ہے وہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ ہے۔ ابن سلام نے اُسے جمیل و نصیب کے طبقے سے قرار دیا ہے، بے مروت، فاسق اور ہجو گو تھا۔ صاف اور شیریں کلام کہتا ہے، ام جعفر کے ساتھ تشبیب کرتا تھا، دیکھو

الاغانی، حدیث الاربعاء اور العقد الفرید وغیرہ۔

الاخطل

بنو تغلب میں بمقام جزیرہ بنتی الفرات میں پیدا ہوا، عیسائی تھا، ۹۵ھ میں مرا، ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔ کبھی دمشق اور کبھی جزیرہ میں رہتا، بنو امیہ کا شاعر تھا، بیروت اور پیٹرس برگ میں دیوان چھپا۔ قلمی نسخہ بغداد میں ہے۔ آستانہ میں نقائض جریر و اخطل کا نسخہ ہے دیکھو الاغانی، الخزانہ، العقد الفرید اور مجلہ الاسیونیہ الفرنساویہ ۱۸۹۴ء۔

ارطاۃ بن سھیہ

المتوفی ۶۲۹ھ، بنو ذبیان سے تھا فصیح، شریف، سچا اور سخی تھا، دیکھو الاغانی جلد ۱۱ ص ۱۳۹۔

اسود بن یعفر

المتوفی ۶۰۰ء جاہلی دور سے تعلق رکھتا ہے، دیکھو الاغانی وغیرہ۔

اعشیٰ قیس

المتوفی ۷ھ ۶۲۹ء، شاعری کو ذریعہ آمدنی بنایا، اپنے ماموں مسیب بن علس کا راویہ تھا، بادشاہوں کی مدح کرتا۔ بعض لوگوں نے اسے طبقۂ اولیٰ کا شاعر مانا ہے اور چوتھے درجے پر شمار کیا ہے مگر طربیات میں سب سے فائق ہے، ہر طرز کی شاعری کی ہے، اس کے دیوان کا قلمی نسخہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں ہے۔ مستشرق گایرٹے جرمنی میں دو قصیدوں کا ترجمہ کیا ایک معلقہ کا اور دوسرے ودع هریرۃ والے کا۔

ایمن بن خریم

شیعان بنی ہاشم سے تھا اور ان کا مداح تھا، اموی بھی رہا، عبدالملک کی تعریف کی دیکھو الاغانی اور المسعودی ص ۲۵۳۔

بشر بن ابی خازم

المتوفی سنہ ۵۳۰ء، جاہلی ہے تفصیل کے لئے دیکھو الاغانی وغیرہ۔

بشار بن برد

اس کا باپ ایرانی طخارستانی تھا جو مہلب بن ابی صفرہ کے قیدیوں سے تھا، مہلب نے بنوعقیل کی ایک خاتون کو ہبہ کر دیا تھا اُس نے شادی کر لی لہٰذا عقیلی کہلایا، بشار بصرہ میں پیدا ہوا۔ اندھا تھا، سنہ ۱۶۷ھ میں مہدی نے بنا بر زندقہ کے یا ہجو کے قتل کرایا اس وقت نوے سال کا تھا، بہت سے شعراء کی ہجو لکھی مگر حماد عجرد اُس کے مقابلے پر ڈٹا رہا اس کی شاعری قدیم و جدید کے درمیان برزخ کی حیثیت رکھتی ہے۔

تابط شرا

المتوفی سنہ ۵۳۰ء، عرب کا اسمع، ابصر اور اکید تھا، ہرنوں کو دوڑ کر پکڑ لیتا تھا، دیکھو مجلۃ المشرقیۃ الالمانیہ ۱۸۵۶ء، الاغانی جلد ۱۸، خزانۃ الادب جلد اول

توبۃ

لوٹ ڈالا کرتا تھا لہٰذا مارا گیا، عفیف تھا، حجاج نے اس کے مرنے کے بعد لیلیٰ سے پوچھا کیا وہ عفیف تھا؟ کہا ہاں۔ دیکھو الاغانی، فوات الوفیات، المستطرف اور العینی وغیرہ۔

سے بھی شائع ہوا۔ دیکھو مروج الذہب، ذیل الامالی للقالی، تاریخ دمشق، المستطرف، خزانۃ الادب، دیوان حماسہ، البیان للجاحظ۔

حارث

ابوظلیم حارث بن حلزہ الیشکری، بکری، ۱۳۵ سال سے زیادہ عمر پائی۔ ۵۶۰ء میں وفات پائی، مبروص تھا، جرجی زیدان نے ۵۸۰ء تاریخ وفات لکھی ہے۔ معلقہ کے علاوہ چند قصائد یادگار ہیں۔ بنو بکر کا سردار تھا۔ عراق میں اس کی بڑی شہرت تھی۔ دیکھو الاغانی جلد نہم ص ۱۷۷۔ شرح القصائد العشر ۱۲۵، شعراء النصرانیہ۔

حسان بن ثابت

مدینہ میں پیدا ہوئے، خلافتِ معاویہ میں ۵۴ھ میں انتقال کیا۔ ۱۲۰ سال عمر پائی۔ عام الفیل سے آٹھ سال پیشتر اور ہجرت سے کچھ اوپر ساٹھ سال پیشتر پیدا ہوئے ساٹھ سال کے تھے کہ مدینہ میں اسلام داخل ہوا تو وہ اسلام لائے افکِ عائشہ میں شریک تھے۔ اصحاب المذھبات سے ہیں۔ ہند، تونس اور انگلینڈ سے دیوان چھپا، قلمی نسخے برلن، لندن، پیرس اور پیٹرس برگ میں ہیں۔ دیکھو الھلال چھٹی جلد، الاغانی،

حصین بن حمام

بنو سہم کا سردار المتوفی ۶۲۱ء، دیکھو المفضلیات، الاغانی جلد ۱۲، شعراء النصرانیہ، حماسہ،

حطیئہ

المتوفی ۵۹ھ، پست قد تھا لہٰذا حطیئہ لقب پڑا، بنو عبس میں حرامی پیدا

خنساء

ام عمرو کنیت، خنساء لقب، سنہ ۲۴ھ / ۶۴۶ء وفات، اس جیسی شاعرہ پیدا نہیں ہوئی، مرثیے خوب لکھتی ہے الادب العربی و تاریخہ میں محمود مصطفیٰ نے تاریخ وفات خلافت معاویہ سنہ ۵۰ھ لکھی ہے۔ رسول اللہؐ اس کے شعر سنا کرتے تھے دیوان بیروت سے چھپا اور اس کا ترجمہ فرانس سے شائع ہوا، دیکھو الاغانی اور خزانۃ الادب۔ کلام موثر نرم اور لطیف ہے۔

دریلہ

المتوفی سنہ ۸ھ / ۶۳۰ء، اصحاب المنتقیات سے ہے، دیکھو الاغانی جلد ۲ شعراء النصرانیہ ۷۵۲۔

دعبل

عباسی دور سے تعلق رکھتا ہے سنہ ۲۴۶ھ میں وفات پائی، دشمنوں کی وجہ سے پریشان رہا۔ دیکھو الاغانی۔

ذوالرمہ

المتوفی سنہ ۱۱۷ھ اصحاب ملحمات سے ہے۔ دوسروں سے مضامین اخذ کرتا ہے، حسین و جمیل اور فصیح و بلیغ تھا تشبیہیں اچھی لاتا ہے، فرزدق کا ساتھی تھا، اس کا دیوان، مصر، لندن اور برلن میں ہے۔ دیکھو اغانی، مصارع العشاق ابن خلکان، نالینو، الاشتقاق اور طبقات الشعراء۔ کیمبرج سے دیوان چھپا

نمبر شمار
١٦
١٧
١٨
١٩
٩٠
٩١
١٢
١٣
١٤
١٥
١٦
١٧
١٨
٩
٠٠
٠١
٠٢

الراعی

جرجی زیدان لکھتا ہے وہ عبید بن حصین المتوفی سنہ ۹۰ھ ہے۔ چونکہ اونٹوں کی خوب تعریف کرتا تھا لہذا راعی الابل لقب پڑا۔ فرزدق کو ترجیح دیتا تھا لہذا جریر نے ہجو لکھی۔ دیکھو الاغانی، الجمہرہ، الخزانہ۔ الاشتقاق۔

ربیعہ

المتوفی ۲۸ھ، مخضرمین سے ہے، غریب الفاظ لاتا ہے دیکھو الاغانی،

رؤبۃ العجاج

المتوفی سنہ ۷۶۲ء اس کا دیوان لیپزک سے سنہ ۱۹۰۳ء میں چھپا۔ دیکھو الاغانی جلد ۲۱ ص ۵۰۔

زہیر بن ابی سلمٰی

المتوفی سنہ ۶۳۱ء، بعض لوگوں نے اُسے امرء القیس اور نابغہ پر ترجیح دی ہے۔ اس کا معلقہ اُس کا سب سے پہلا قصیدہ ہے۔ قابل مدح بات کی مدح کرتا ہے ایک قصیدہ پر پورا سال صرف کرتا، طبقہ اولیٰ میں تیسرے نمبر کا شاعر ہے مزید تفصیلات کے لئے دیکھو وہ کتابیں جن کا ذکر امرء القیس کے بیان میں ہوا۔ جرمن مستشرق ڈاٹرون نے اس پر ایک کتاب لکھی۔ شنتمری کی مشہور شرح لیڈن سے چھپی۔ ثعلب نے بھی شرح لکھی، دیوان کا قلمی نسخہ مصر میں ہے اور ۱۳۲۳ھ میں وہاں سے طبع ہوا، اپنے سوتیلے باپ اوس بن حجر کا راویہ تھا۔

زہیر بن جناب

مشاہیر امرائے عرب سے ہے، المتوفی سنہ ۵ء، آخری صدی چہارم عیسوی میں پیدا ہوا۔ کہتے ہیں ایک سو پچاس سال عمر پائی، بکر و تغلب کا سردار تھا، ملوکِ یمن و آلِ غسان کا مشیر تھا۔ اُس کے بہت کم اشعار ہم تک پہنچے دیکھو الامثال للمیدانی، شعراء النصرانیہ، ابن الاثیر، تاریخ ابی الفداء، المعمرین۔ بعض نے تاریخ وفات سنہ ۵۶۰ء لکھی ہے۔

زیاد الاعجم

المتوفی سنہ ھ، کثیر گو تھا، مغیرہ بن المہلب کا مداح تھا، دیکھو فوات الوفیات المؤتلف، امام الیزیدی، المرزبانی، وفیات اور الاشتقاق وغیرہ۔

زید الخیل

حسین و جمیل، لمبا تڑنگا، بہادر اور مشہور شہسوار تھا، رسول اللہ نے زید الخیر نام رکھا، کم گو شاعر ہے، ان کے تینوں بیٹے شاعر تھے، کوئی دیوان نہیں، دیکھو الاغانی الدمیری اور خزانۃ الادب،

سلامہ

المتوفی سنہ ۶۰۰ء، سلیس کلام ہے، عمرو بن ہند اور نعمان ابی قابوس کی مدح کی، ابن سلام نے ساتویں طبقے میں شمار کیا ہے۔ بیروت میں دیوان چھپا، دیکھو المفضلیات، الاصمعیات، الکامل للمبرد، جمہرۃ، اشعار العرب۔ بعض نے سالِ وفات سنہ ۶۲۰ء دیا ہے۔

سلیک

المتوفی سنہ ۶۵۰ء، اہلِ یمن اور ربیعہ پر لوٹ ڈالا کرتا تھا۔ مضر پر نہیں الاغانی جلد ہشتم ص ۱۳۳۔ بعض نے سال وفات سنہ ۶۰۵ء دیا ہے۔

شماخ

المتوفی سنہ ۱۸ھ، اُن کے دیوان کا قلمی نسخہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں ہے دیکھو الاغانی جلد ہشتم، خزانۃ الادب جلد اول اور جمھرۃ اشعار العرب۔

شمردل

جرجی زیدان لکھتا ہے وہ شمردل بن شریک ہے، شراب اور لہو و لعب کا گرویدہ تھا، دیکھو الاغانی جلد ۱۲ ص ۱۱۷۔

طرفہ

ابوعمرو بن عبد البکری، بنو بکر میں یتیم پیدا ہُوا۔ ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی، المتوفی سنہ ۵۵۰ء، شرابی، عیاش، گستاخ، اور ہجوگو تھا، اس کا اکثر کلام ضائع ہُوا کیونکہ راویوں نے روایت نہیں کیا، کلام استشہاداً بہت پیش کیا جاتا ہے۔ جرجی زیدان نے سنہ ۵۰۰ء سال وفات دیا ہے۔ پہلے طبقہ کا شاعر ہے، کم گو تھا۔ اس کا دیوان بشالون (فرانس) میں چھپا، دیکھو مجلۃ الاسبوعیۃ الفرانسیہ سنہ ۱۸۴۱ء۔ حیواۃ الحیوان للدمیری، اغانی، جمھرہ اور حماسہ وغیرہ۔

طرماح

پہلی صدی کے آخری نصف حصے میں دمشق میں پیدا ہُوا، سنہ ۱۰۰ھ میں وفات

پائی، خارجی تھا مگر کمیت کا گہرا دوست تھا۔ اصحاب ملحمات سے ہے۔ جو دیتا اُس کی مدح کرتا جو نہ دیتا اُس کی ہجو کرتا، اررقی تھا، دیوان انگلینڈ میں چھپا۔ دیکھو العینی، الاشتقاق اور المؤتلف وغیرہ۔ بلوغت تک شام میں رہا پھر کوفہ چلا گیا۔

عامر بن الطفیل

لبید کا چچا زاد، المتوفی ۶۳۳ء، لائل نے اُس کا دیوان چھاپا، دیکھو الاغانی، خزانۃ الادب، الاصابہ، ابن الاثیر، المفضلیات اور البیان والتبیین وغیرہ۔ بعض نے سال وفات ۶۳۵ء دیا ہے۔

عبد بنی حسحاس

اس کے آقا کا نام مالک تھا، دیکھو الاغانی جلد بستم صفحہ ۲

عبید بن الابرص

طبقۂ اولیٰ سے ہے، ۵۵۵ء میں وفات پائی، بچپن میں شعر نہ کہتا تھا اس کا بائیہ قصیدہ معلقات سے شمار ہوتا ہے، لائل نے دیوان چھاپا، دیکھو المعجم، الامثال للمیدانی، معجم البلدان، معجم البکری اور الاغانی وغیرہ امرء القیس کے باپ کا ندیم تھا۔

عدی بن الرقاع

عدی بن زید، ولید کا مداح، دمشق میں رہتا تھا، اس کی بیٹی سلمیٰ شاعرہ تھی، الاغانی جلد ۸ ص ۱۷۹۔

المخزومی

عبداللہ بن ابی ربیعہ کے قدم بہ قدم چلتا ہے۔ دیکھو حدیث الاربعاء، اللآلی،
دیوان الحماسہ، الاغانی، نالینو۔

عروہ بن اذینہ

المتوفی ۹۶ھ تبوک/نہ سے تھا دیکھو الاغانی ج ۲۱، ص ۱۰۵، ابن خلکان
جلد اول ص ۲۱۲،

عروہ بن الورد

المتوفی ۵۹۶ء اصحاب المنتقیات سے ہے ۱۸۶۳ء اس کا دیوان گوٹنگن میں
جرمنی ترجمہ کے ساتھ چھپا اور نولڈکی نے [illegible] بیروت سے بھی اس
کا دیوان چھپا۔ دیکھو الاغانی ج ۲، ۱۰۲، الجمہرہ، شعراء النصرانیہ مجلہ الآسیویۃ الفرنسیہ
۱۸۶۳ء

عروہ بن الحزام

عشق میں مرا، المتوفی ۳۰ھ حضرت عفراء سے تشبیب کرتا، ابن الکلبی
عراق یمامہ کے زیر علاج رہا دیکھو الاغانی ج ۲۰، فوات الوفیات ج ۲ اور خزانۃ
الادب جلد اول۔

علقمۃ الفحل

المتوفی ۵۶۱ء، علقمہ بن عبدہ تمیمی، امرء القیس کا معاصر، لپزگ سے
دیوان شائع ہوا، بیروت سے بھی شائع ہوا اور الجزائر سے بھی، دیکھو الاغانی،

خزانۃ الادب، اور العمدہ لابن رشیق -

عمر بن ابی ربیعہ

۲۳ھ میں پیدا ہوا، ۹۳ھ میں وفات پائی جس رات حضرت عمر شہید ہوئے وہ پیدا ہوا، اس کا باپ عبداللہ، رسول اللہ اور تینوں خلفاء کا گورنر رہا لہذا ناز و نعم میں پلا، عجیب طرز اختیار کیا، عورتوں کا ذکر کرتا ہے ستر ستر شعر کہتا ہے، آمد بہت ہے، آخر عمر میں توبہ کی اور جہاد کے لئے نکلا کشتی میں آگ لگی اور جل گیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ اسی سال عمر پائی تو ۱۰۳ھ میں مرا ہوگا۔ لیپزگ اور مصر سے دیوان چھپا دو خطی نسخے دار الکتب المصریہ میں ہیں۔ دیکھو ابن خلکان، الدمیری، العقد الفرید اور الاغانی -

عمرو بن کلثوم

ابو الاسود کنیت، جزیرۂ فرات میں بنو تغلب کے معززین میں پرورش پائی، المتوفی ۶۰۰ء، صرف معلقہ کی وجہ سے مشہور ہے، سرداری نے شاعری کی جہات بند کی، بڑی عمر پائی۔ اس کا کوئی دیوان نہیں، البتہ اغانی، دیوان حماسہ اور معجم البلدان وغیرہ میں اس کے اشعار ملتے ہیں۔ جرجی زیدان نے ۶۰۰ء تاریخ وفات لکھی ہے۔ خطیب تھا -

عمرو بن معدی کرب

یمن کا شہسوار اور خطیب، مخضرمین سے ہے اور طبقۂ ثانیہ کا شاعر ہے، ۲۱ھ یا ۲۲ھ میں بمقام نہاوند میں شہید ہوئے۔ جنگ یرموک و قادسیہ میں بھی شریک ہوئے بہادری میں زید الخیل پر فوقیت رکھتے ہیں۔ فخر میں جھوٹ نہیں بولتے۔ دیکھو الاغانی جلد ۱۴، خزانۃ الادب ۴۲۵، جلد اول اور المستطرف جلد اول۔

لبید بن ربیعہ

ابو عقیل کنیت، المتوفی سنہ ۴۱ھ (۶۶۲ء)، کہتے ہیں ۱۴۵ سال عمر پائی نوے سال جاہلیت میں گزارے۔ فخریہ شاعری خوب کرتا ہے، بڑا فیاض، دانا، بہادر اور پیکر مروت تھا، الفاظ کی ترتیب خوب ہوتی ہے اور الفاظ خوشنما ہوتے ہیں، حضرت عمر کی خلافت میں کوفہ میں رہنے لگا تھا۔ ویانا میں دیوان چھپا۔ پھر اس کا جرمنی ترجمہ ہو کر کے اہتمام سے چھپا دیکھو المستطرف جلد دوم ص ۳۴ اور وہ کتابیں جن کا امرء القیس کے بیان میں ذکر ہوا۔

لقیط

المتوفی سنہ ۵۸۲ء اس کا دیوان جامع ایاصوفیا میں ہے دیکھو الاغانی جلد بستم صفحہ ۲۳۔

مالک بن اسماء

حجاج بن یوسف کے زمانے میں اصفہان کا گورنر رہا۔ دیکھو الاغانی جلد شانزدہم صفحہ ۴۱۔

مالک بن ریب

بنو مازن سے تھا، بصرہ کے دیہات میں تربیت پائی، مرثیہ اچھے لکھتا ہے۔ دیکھو الاغانی جلد ۱۹ ص ۱۶۲۔

المتلمس

المتوفی سنہ ۵۸۰ء ۔ اصحاب المتفرقات سے ہے۔ اس کے دیوان کے دو نسخے کتب خانہ

خدیویہ میں ہیں، دیکھو الاغانی، الدمیری، ابن خلکان، الجمہرۃ، معجم البلدان، لسان العرب اور دائرۃ المعارف الاسلامیہ، بعض نے سال وفات ۵۵۰ھ دیا ہے۔

المثقب

المتوفی ۵۸۷ء، جرجی زیدان لکھتا ہے وہ عائذ بن محصن ہے، اس کے دیوان کا قلمی نسخہ کتب خانہ خدیویہ میں ہے دیکھو خزانۃ الادب جلد چہارم، شعراء النصرانیہ ۴۰۰، طبقات الشعراء اور المفضلیات۔

مجنونِ لیلیٰ

اس کا دیوان شائع ذائع ہے مگر دوسروں کا کلام اس کے کلام میں مل گیا ہے، بعض لوگوں نے اس کی شخصیت سے انکار کیا ہے، دیکھو الاغانی جلد اول، خزانۃ الادب جلد دوم، اس کا قلمی دیوان مصر، تونس، برلن، پیرس اور ایا صوفیا وغیرہ میں ہے بیروت اور قاہرہ سے دیوان چھپا۔

المخبل

تمیمی ہے، حضرت عمر کے زمانے میں وفات پائی، دیکھو الاغانی جلد دوازدہم صفحہ ۴ اور خزانۃ الادب جلد دوم ص ۵۳۵۔

المرقش الاصغر

المتوفی سنہ ۵۰ھ، اس کے کلام میں سوزِ عشق ہے۔ اس کی شخصیت بڑی غیر واضح ہے دیکھو الاغانی۔

المرقش الاکبر

جرجی زیدان لکھتا ہے، وہ عوف بن سعد بن مالک ہے، المتوفی ۵۵۲ء، وہ

لکھنا جانتا تھا، اصحاب المنتقیات سے ہے، عشق میں مرا، حماسہ میں اس کے بہت سے اشعار ہیں ۵۲۴ء میں وہ حارث غسانی کا ندیم رہا۔ دیکھو الاغانی، الجمہرہ، خزانۃ الادب اور شعراء النصرانیہ

مرہ بن محکان

فرزدق و جریر کا معاصر تھا، لہذا شہرت نہ پا سکا، شریف اور سخی تھا۔ دیکھو الاغانی جلد بستم صفحہ۔

مروان بن ابی حفصہ

المتوفی ۱۸۱ھ، اسلامی شاعر ہے۔ دیکھو الاغانی۔

مسکین دارمی

المتوفی ۹۰ھ، جب حضرت معاویہ نے بیعت یزید لینے کا ارادہ کیا اور انہیں معلوم ہوا کہ سعید بن العاص، مروان بن الحکم اور عبداللہ بن عامر اسے ناپسند کرتے ہیں تو مسکین سے کہا جب یہ لوگ آئیں تو بیعت یزید کے بارے میں شعر سنانا چنانچہ مسکین نے شعر سنائے جن میں سے تین شعر صاحب کتاب نے دیئے ہیں۔ جب وہ سنا چکا تو معاویہ بولے اے مسکین تو نے جو کچھ کہا ہم اس کے بارے میں غور کریں گے اور استخارہ کریں گے تو کسی نے بھی مخالفت نہ کی بلکہ موافقت کی، دیکھو الاغانی، خزانۃ الادب، معجم الادباء، اللآلی اور امالی المرتضی۔ بعض نے تاریخ وفات ۹۹ھ لکھی ہے۔

الممزق

قدیم شاعر ہے ۵۷۰ء میں وفات پائی۔

المنخل

المتوفی ۵۹۷ء، کم گو تھا، نعمان نابغہ کے شعر کو ترجیح دیتا تھا۔ لہذا منخل نے دراندازی کی تو بادشاہ نابغہ سے ناراض ہوگیا۔ نابغہ یہاں سے چلا گیا اب منخل کے لئے میدان صاف تھا مگر کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ نعمان نے اپنی بیوی متجردہ کے بارے میں اُسے متہم کیا اور قتل کرا دیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ زندہ دفن کرا دیا دیکھو الاغانی جلد ۱۸ اور شعراء النصرانیہ ۴۲۱۔

المہلہل

نجدی ہے، طبقۂ اولیٰ سے ہے، ۵۳۱ء میں وفات پائی۔ نوجوانی میں بڑا شرابی اور عیاش تھا لیکن جب اُس کا بھائی کلیب مارا گیا تو وہ سنبھل گیا۔ قدیم شعراء میں سب سے پہلا صاحب دیوان شاعر ہے مگر اس کا دیوان ضائع ہوگیا۔ دیکھو الموشح للمرزبانی، الادب الجاہلی مصنفہ طہٰ حسین، دیوان الحماسہ، تاریخ ابن الاثیر معجم یاقوت اور معجم الکبری وغیرہ، بعض نے تاریخ وفات ۵۰۰ء لکھی ہے۔

نابغہ جعدی

ابولیلیٰ کنیت، وہ مخضرمین سے تھے، بنو جعدہ بن کعب بن ربیعہ سے تھے گھوڑوں کی خوب تعریف کرتے ہیں۔ جس کی ہجو کی غالب رہے۔ جنگِ صفین میں حضرت علی کا ساتھ دیا۔ کہتے ہیں ایک سو اسی سال عمر پائی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعریف کی اور اُن کا ساتھ دیا۔ ابنِ سلام نے انہیں طبقۂ دوم کا شاعر قرار دیا ہے۔

الادب العربی و تاریخہ میں محمود مصطفیٰ نے لکھا ہے کہ وہ حسان بن قیس بن عبداللہ الجعدی العامری ہے۔ نابغہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جاہلی دور میں شاعری کیا کرتے تھے پھر کوئی تیس سال تک شعر نہ کہہ سکے پھر اسلام میں اُن کی شاعری نے نبوغ کیا۔

نابغہ ذبیانی سے قدیم ہیں کیونکہ انہوں نے منذر بن محرق کو پایا۔ وہ جاہلیت میں شراب اور اصنام پرستی سے پرہیز کرتے تھے، دینِ ابراہیمی پر قائم تھے، رسول اللہ کے پاس آئے اور اسلام لائے۔ رسول اللہ نے شعر سنے تو تعریف کی۔
ان کا انتقال عبدالملک کی خلافت میں ہوا تو کوئی ایک سو بیس سال جئے، جنگ صفین میں حضرت علی کا ساتھ دیا۔ اصفہان میں انتقال کیا، نہایت بے پروائی سے کہتے تھے لہذا کچھ کلام ردی ہے کچھ درمیانی اور کچھ اعلیٰ۔"
دیکھو الاغانی، جمہرۃ اشعار العرب اور خزانۃ الادب،

نابغہ ذبیانی

المتوفی ۱۸ ق ھ ۶۰۴ء، چونکہ کامل مہارت کے بعد شعر کہنا شروع کیا لہذا نابغہ کہلایا، بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ چونکہ اس کی شاعری بے پایاں تھی لہذا اسے نابغ بہتے چشمے سے تشبیہ دی گئی۔
وہ نعمان بن منذر کا درباری شاعر تھا، وہاں سے اسے بہت کچھ ملتا۔ وہ سونے کے برتنوں میں کھانا کھاتا تھا۔ اس نے شاعری کو آمدنی کا ذریعہ بنایا۔ ورنہ اس سے پہلے ایسا نہ تھا۔ حاسدوں اور منخل کی دراندازی سے نعمان اس سے ناراض ہوگیا تو وہ ملوکِ غسان کے ہاں چلا گیا مگر پھر نعمان کے دربار میں آ گیا۔ اور معافی چاہی۔
وہ بنو ذبیان کے اشراف سے تھا سوق عکاظ میں موسم حج میں شعراء کے درمیان وہی حکم بنتا تھا۔ طبقۂ اولیٰ میں دوسرے درجے کا شاعر ہے اس کا کلام بے تکلفی میں امرء القیس اور زہیر سے بڑھ گیا ہے، صاحب جمہرۃ اشعار العرب نے اس کے معلقہ کے ساٹھ شعر دئیے ہیں۔
تفصیل کے لئے دیکھو وہ کتابیں جن کا ہم نے امرء القیس کے بیان میں ذکر کیا ہے، اس کا دیوان کئی بار چھپ چکا ہے، کتب خانہ ندیہ میں اس کے دیوان

کی قلمی شرح ہے۔ موسیو ڈیرنبرگ نے مجلہ الاسیویۃ الفرنساویہ میں اس کے دیوان کو معہ ترجمہ ۱۸۶۸ء میں شائع کیا۔ ایک کتاب مصر سے التوضیح والبیان لاشعار نابغۃ ذبیان شائع ہوئی۔

ہدبہ

دیکھو المجلۃ الاسیویۃ الفرنساویہ ۱۸۵۵ء۔ حطیئہ کا راویہ تھا۔ حجاز کے دیہات کا باشندہ تھا۔ دیکھو الاغانی وغیرہ۔

یزید بن طثریہ

المتوفی ۱۲۶ھ، یزید بن الصمۃ القشیری، ابو مکشوح کنیت، حسین و جمیل اور شیریں کلام تھا، ایک جرمی عورت کے عشق میں قریب ہلاکت پہنچا۔ دیکھو الاغانی جلد ہفتم، ابن خلکان جلد دوم معجم الادباء لیاقوت الحموی۔ جلوۃ الحیوان للجاحظ اور طبقات الشعراء لابن سلام۔

شعراء الجاہلیہ

ابن الدمینہ، اوس بن حجر، المتلمس، المثقب، المنخل، کعب بن زہیر، معن بن اوس، عبید بن الابرص واصحاب المعلقات۔

الشعراء الفرسان

ابو محجن ثقفی۔ الاغلب، حاتم الطائی، زید الخیل، سلامہ بن جندل، علقمۃ الفحل عمرو بن معدی کرب، قیس بن الخطیم، احیحہ، جحدر، افنون، بسطام، جابر، حارث بن الطفیل، خفاف بن ندبہ، ذوالاصبع، الربیع بن زیاد۔ زہیر التمیمی، الحارث بن عباد۔ صخر بن عبداللہ، العباس بن مرداس، عبدۃ بن الطبیب، سوید، عمرو بن

العجلان، الصند الزمانی، متمم بن نویرہ، نبیہ بن الحجاج، کعب بن سعد الغنوی۔

الشعراء العشاق

المرقش الاکبر، عبداللہ بن العجلان، عروہ بن حزام، مالک بن الصمصامہ، مسافر، جمیل، مجنونِ عامری۔

الشعراء الصعالیک

الشنفری، تابط شرا، سلیک بن سلیکہ، عروۃ بن الورد۔

الشعراء الھجاؤن

الحطیئہ، حسان بن ثابت، عبدالرحمان بن الحکم، جریر، اخطل، فرزدق۔

الشعراء الوصافون للخیل

ابو دُواد الایادی، طفیل الغنوی، نابغہ جعدی، شماخ، عبد بنی حسحاس۔

شعراء العصر الاموی

نعمان، ابن مفرغ، ابو الاسود، مسکین وغیرہ۔

فحول الشعراء الامویین

اخطل، جریر، فرزدق، راعی، ابو النجم، الاحوص۔

الشعراء المغنون

حنین۔ سعید۔ عبادل۔ محمد بن الاشعث۔ انعیب۔ ابن عائشہ۔

شعراء السیاسہ

ابو العباس الاعمیٰ، اعشیٰ ربیعہ، نابغۃ بنی شیبان، عدی بن الرقاع، ابو صخرا الھذلی، عبداللہ بن زبیر الاسدی، ابو قطیفہ، زیاد الاعجم، ثابت قطنہ، حمزۃ بن بیض الحنفی، بیھس الجرمی، کمیت، ایمن خریم، طرماح، عمران بن حطان عبداللہ بن الحجاج، اسماعیل بن بیسار۔

مقدمہ
مستشرق ڈی گویا

میرے پاس اتنا مواد نہیں ہے کہ میں مشہور عالم ابو محمد بن قتیبہ پر تفصیل سے لکھ سکوں (المتوفی ۲۷۶ھ یا قبل ازیں چند سال) اُس کی کتاب الشعر والشعراء جس کو میں شائع کرا رہا ہوں وہ ویانا کے قلمی نسخے سے علماء میں مشہور ہوئی، نولڈکی نے اس کے مقدمہ کا ترجمہ ۱۸۶۴ء میں جرمنی زبان میں کیا اور ریٹر ہوزن نے ہالینڈی ترجمہ کے ساتھ اُس کا متن ۱۸۷۵ء میں شائع کیا اس نے شیفر والے مخطوطے کو پیش نظر رکھا تھا۔ شیفر کا مخطوطہ ویانا کے مخطوطے سے قریب قریب ملتا ہے، سوکنین کے نسخے سے اور دمشقی نسخے سے بھی ملتا ہے جن کی بنیاد مصطفیٰ آفندی السباعی کے نسخے پر ہے۔ ہریم اور سوکنیں نے یہ مخطوطہ لیڈن کے کتب خانے کو بطور ہدیہ دیا تھا۔

یہ نسخہ بہت سے مقامات پر ویانا کے نسخے سے مختلف ہے مگر ویانا کے نسخے سے مواد کے اعتبار سے بہتر ہے، مثلاً ابن خلکان الشعر والشعراء کا ایک جگہ حوالہ دیتا ہے مگر وہ بات ہمیں ویانا کے نسخے میں نہیں ملتی البتہ ہم اُسے اس نسخے میں پاتے ہیں۔

اسی بنا پر نولڈکی نے یہ خیال کیا تھا کہ ویانا کا نسخہ ابن قتیبہ کی کتاب کا خلاصہ ہے الورڈ نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا تھا اور برلین کے کیٹلاگ میں یہ بات لکھ دی (چھٹی جلد ص ۴، ۲ اور مابعد) مگر یہ نسخہ ہمارے نسخے کے بالکل مطابق ہے۔

مجھے الورڈ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیونکہ ویانا کے نسخے میں وہ باتیں ہیں جو لیڈن کے نسخے میں نہیں ہیں یہ دونوں نسخے جب کسی ایک مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو دونوں کی عبارتیں مختلف ہو جاتی ہیں۔ قاہرہ کا مخطوطہ (اس بات پر اتفاق ہے کہ قاہرہ کا مخطوطہ تقریباً لیڈن کے مخطوطے کے مطابق ہے) لیڈن کے مخطوطے سے کئی جگہ مختلف ہے، ایسے مواقع پر کبھی تو وہ ویانا کے نسخے کے مطابق ہوتا ہے اور کبھی نئی عبارت لاتا ہے۔

اس لئے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اپنے نسخے سے اس کتاب کو مختلف اوقات میں نقل کرایا لہذا وہ ہر بار مختلف عبارتیں لکھاتا ہے، کبھی اضافہ کر دیتا ہے اور کبھی پچھلی املاکی ہوئی عبارتوں کو حذف کر جاتا ہے۔

جلد اول کے بعض عنوانات خصوصی طور پر مختلف ہیں اور کسی نسخے میں کچھ، کسی میں کچھ ہیں۔ یہ اختلاف اس حد تک ہے کہ انہیں مستقل عنوانات شمار کرنا چاہیئے۔ میرے خیال میں بعض ممتاز شعراء کے ذکر کا نہ ہونا اور غیر مشہور شعراء کے ذکر کا ہونا یہ بھی اسی لئے ہوا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اس کتاب کی دوسری روایتیں بھی کسی وقت موجود ہوں جو ہمیں نہیں پہنچ سکیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں مخطوطۂ استنبول (مکتبۂ راغب پاشا) اور مخطوطۂ بیروت کا تقابل نہیں کرسکا جن کا بروکلمان نے ذکر کیا ہے (۱-۱۲۲) کیونکہ میں ان دونوں مخطوطوں کی زیارت نہیں کرسکا نہ میں ان دونوں نسخوں اور قاہرہ والے نسخے کے درمیان تقابل کرسکتا ہوں۔

فرانسیسی زبان میں ایک بڑی اچھی مثل ہے کہ زیادہ اچھا اچھے کا دشمن ہوتا ہے" اگر میں اس فرض کی ادائیگی پر مستعد ہو جاتا تو یہ نسخہ بھی شائع نہ ہوتا۔ میں مجبور ہوں کہ کتاب کو اس طرح شائع کرا رہا ہوں کیونکہ حالات نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔

ریٹر ہوزن نے ویانا کے نسخے سے کتاب شائع کرائی تھی۔ میں نے اس نسخے اور ایک مخطوطے کا مقابلہ کیا۔ ریٹر ہوزن نے شیفر کے نسخے کا مقابلہ کیا تھا۔ تولڈکی نے ویانا کے نسخے کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا مجھے بھیجا تھا۔ اس طرح میں کچھ اغلاط کی تصحیح کر پایا ہوں۔ میں نے اپنے سامنے لیڈن کے نسخے کو رکھا ہے کیونکہ اس کا متن واضح ہے۔ میں نے لیڈن اور برلن کے نسخوں کا تقابل کیا برلین کا نسخہ اچھا نہیں مگر بہرحال اس سے فائدہ ضرور ہوا۔ اس مخطوطے کے یہاں اور نسخے نہیں ہیں۔ گو دونوں نسخوں میں اغلاط ہیں اور بعض جگہ سے وہ دونوں ناقص بھی ہیں مگر پھر بھی بڑی حد تک ایک دوسرے کے مطابق ہیں۔

قاہرہ والے نسخے کو میں نے متن لکھتے وقت سامنے رکھا ہے اور جہاں کہیں کسی نسخے میں اختلاف ہے اسے حاشیہ پر لکھ دیا ہے۔

خزانۃ الادب کے مصنف نے اکثر و بیشتر مقامات پر الشعر والشعراء سے اخذ مضامین کیا ہے اس کا اقتباس ویانا کے نسخے کے مطابق ہے۔ صاحب اغانی نے شاید کسی طویل نسخے کو پیش نظر رکھا ہے مگر وہ لیڈن کے نسخے کے مطابق ہے۔ بسا اوقات خزانۃ الادب اور الاغانی بعینہٖ الشعر والشعراء سے اخذ عبارت کر لیتے ہیں (دیکھو ص ۳۹۰ ب)

جن مصنفین نے الشعر والشعراء سے اخذ کیا ہے میں نے اس کی نشان دہی میں بڑی محنت کی ہے ہو سکتا ہے ایک دو مواقع کی مجھ سے بھی فروگذاشت ہو گئی ہو۔

الفہرست (ص ۷۷ اور مابعد) میں اس کتاب کا ذکر الشعر والشعراء کے نام سے آتا ہے مگر مخطوطہ برلن اور لیڈن کے حواشی میں اس کا نام کتاب طبقات الشعراء درج کیا ہے یہی نام مخطوطہ قاہرہ میں ہے۔

الورڈ نے صحیح کہا ہے کہ اگرچہ اس کتاب میں شعراء کا طبقات وار ذکر نہیں ہے مگر کتاب کا نام طبقات الشعراء ہی مناسب ہے۔

مؤلف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ میں نے شعراء کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی اور ایک جگہ لکھتا ہے کہ میں نے طبقاتِ شعراء پر کتاب لکھی ادھر کتاب المعارف (ص ۳۱۹

پر لکھا ہے کہ میری کتاب کا نام کتاب الشعراء ہے اور عیون الاخبار میں اس کتاب کا نام کتاب الشعر دیتا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب الشعر والشعراء کا مخفف ہو، پھر بھی ہم الفہرست کی بات کو ترجیح دیتے ہیں۔ جاحظ نے اس کا نام اخبار الشعراء لکھا ہے اور بیروت کے نسخے پر دیوان الشعر والشعراء لکھا ہے (دیکھو مجلۃ الاسبوتیۃ الفرنساویہ ۱۸۹۴ء الجزو الثانی ص ۲۰۷)

موجودہ کتاب جیسا کہ عیون الاخبار کے مقدمہ سے ظاہر ہے مصنف کے سلسلۂ تصانیف کی ایک کڑی ہے۔ جب وہ اپنی مشہور کتاب ادب الکاتب لکھ چکا تو اس نے دیکھا کہ فن انشاء پردازی کے لئے ابھی یہ کتاب کافی نہیں ہے کیونکہ انشاء پردازوں کو اور چیزوں کی بھی ضرورت ہو گی لہٰذا اس نے مختلف موضوعات پر چار کتابیں اور لکھیں جنہیں وہ اپنے ذہن میں پہلے سے سوچے ہوئے تھا پھر ان کتابوں کے بعد عیون الاخبار لکھی وہ چار کتابیں یہ ہیں :۔

کتاب الشراب، کتاب المعارف (وسٹنفلڈ کے مطبوعے میں اس کا نام الکتاب التاریخی ہے) کتاب الشعر (یہی کتاب) اور کتاب تاویل الرؤیا (الفہرست میں اس کا نام کتاب تعبیر الرؤیا ہے) الفہرست میں کتاب الشراب کا نام کتاب الاشربہ ہے (ص ۷۸) اس کتاب کا ذکر زیر نظر کتاب میں دو جگہ آیا ہے صفحہ ۸۹ پر اس کا نام کتاب الشراب دیا ہے اور صفحہ ۴۵ پر کتاب الاشربہ۔ اس لئے یہ کتاب، کتاب الشراب سے بعد میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا کتاب المعارف میں بھی ذکر ہے لہٰذا کتاب المعارف اس کے بعد لکھی گئی۔ اس کتاب میں کتاب العرب (ص ۶) کا بھی ذکر ہے اور کتاب العرب فی الشعر (ص ۳) کا بھی ذکر ہے۔

مخطوطہ لیڈن کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ابن عبد ربہ نے کتاب تفضیل العرب کو بھی ابن قتیبہ کی تالیف بتایا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بروکلمان (۱ : ۱۲۲) کا یہ خیال درست تھا کہ الفہرست میں (ص ۷۸) اسی کتاب کو التسویۃ بین العرب والعجم کا نام دیا ہے۔

بعض اوقات مصنف نے اپنی اس کتاب میں کتاب غریب الحدیث کا بھی ذکر کیا ہے (دیکھو صفحہ ۳۴۴) یہ کتاب کتاب مختلف الحدیث سے پہلے لکھی گئی کیونکہ اس کے مقدمہ میں اس کا ذکر آتا ہے۔

میں نے متن کی تنقیح و تصحیح میں بڑی کوشش کی ہے مگر افسوس کہ پھر بھی غلطیاں رہ گئی ہیں یہ یا تو میرے سہو کا نتیجہ ہیں یا چھاپنے والے کی فروگذاشت ہیں۔ اگر وقت نے اجازت دی اور یہ کتاب میں نے دوبارہ شائع کرائی تو اچھی طرح دقت نظر سے کئی کئی بار نسخوں سے مقابلہ کروں گا۔

[illegible]ات نامہ شعراء

ابن مناذر ۱۹۸ھ
ابوالاسود دؤلی ۶۹ھ
[illegible] ۵۳۶ء
ابوذؤیب ۲۹ھ
ابوالعتاہیہ ۲۱۱ھ
ابوالشیص ۱۶۹ھ
ابونواس ۱۹۹ھ
ابو محجن ثقفی ۶۵۰ھ
ابوالنجم ۱۳۰ھ
اخطل ۹۵ھ
ارطاۃ ۶۲۹ء
اسود بن یعفر ۶۰۰ء
اعشیٰ قیس ۷ھ
افوہ ۵۷۰ء
امرؤالقیس ۵۶۰ء
امیہ بن ابی الصلت ۲ھ
اوس بن حجر ۶۱۰ء
بشر بن ابی خازم ۵۳۰ء
بشار بن برد ۱۶۷ھ
تابط شرا ۵۳۰ ھ
جریر ۱۱۰ھ
جمیل ۸۲ھ
حاتم ۶۰۵ء
حارث بن حلزہ ۵۶۰ء
حسان بن ثابت ۵۴ھ

حطیئہ ۵۹ھ
حماد عجرد ۱۶۱ھ
خداش ۵۷۰ھ
خفاف ۵۹۵ ھ
خلف الاحمر ۱۸۰ھ
خنساء ۶۴۶ء
خویلد ۲۶ھ
درید ۸ھ
دعبل ۲۴۶ھ
ذوالرمہ ۱۱۷ھ
ربیعہ ۲۸ھ
راعی ۹۰ھ
رؤبہ ۵۶۰ء
زہیر بن ابی سلمیٰ ۶۳۱
زہیر بن جناب ۵۶۰ء
زیاد الاعجم ۱۰۰ھ
سلامہ ۶۰۲ء
سلیک ۶۰۵ء
سموال ۵۶۰ء
شماخ ۱۸ھ
طرفہ ۵۵۰ء
طرماح ۱۰۰ھ
عامر ۵۰۰ھ
عبید بن ابرص ۵۵۵ء
عروہ ۵۹۶ء
عروہ بن اذینہ ۵۹۶ء
علقمہ ۵۶۱ء

عمرو بن ابی ربیعہ ۹۳ھ
عمرو بن الاہتم ۵۷ھ
عمرو بن معدی کرب ۶۴۳ء
عمرو بن قمیئہ ۵۳۸ء
عمرو بن کلثوم ۵۷۰ء
فرزدق ۱۱۰ھ
قیس بن الخطیم ۶۱۲ھ
کثیر عزہ ۱۰۵ھ
کعب ۲۴ھ
کمیت ۱۲۶ھ
لبید بن ربیعہ ۴۱ھ
لقیط ۵۸۲ء
لیلیٰ اخیلیہ ۸۰ھ
متلمس ۵۵۰ء
مثقب ۵۸۷ء
مہلہل [illegible]
مرقش اصغر [illegible]
مروان بن ابی حفصہ ۱۸۲ھ
مستوغر [illegible]
منخل [illegible]
مسکین ۹۹ھ
مفضل الضبی ۱۶۸ھ
ممزق ۴۸۰ء
نابغہ ذبیانی ۱۸ق ھ
نعمان بن بشیر ۶۵ھ
نمر بن تولب [illegible]